# تاریخ ہندوستان

## سلطنت اسلامیہ کا بیان

## جلد ششم

## کارنامہ جہانگیری

جس مین

شہنشاہ ابو المظفر نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی کا حال اول سے آخر تک

مستند و معتبر فارسی اور انگریزی کتابون سے لکھا گیا ہے

مصنفہ

خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی سابق

پروفیسر ورنی کیولر سائنس اینڈ لٹریچر میور سنٹرل کالج الہ آباد

سنہ ۱۸۹۷ع

مطبع شمس المطابع دہلی مین باہتمام منشی محمد عطاء اللہ مطبوع ہوئی

# اشتہار

## تاریخ ہندوستان سلطنت اسلامیہ کا بیان

## جلد ششم کارنامۂ جہانگیری صفحہ ۳۱۵

محصول

اس جلد مین شہنشاہ ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر کا حال اول سے آخر تک کتب مفصلہ ذیل سے اخذ کرکے لکھا گیا ہے (۱) تزک جہانگیری کلان (۲) تزک جہانگیری خورد یہ دوسری تزک نہایت کمیاب ہے کلکتہ ایشیاٹک سوسائٹی سے ہمنے اوسکو منگایا اور اسمین سے مضامین اخذ کرکے لکھے اور جہان جہان ان دونو تزکونمین اختلاف تھا اونکو بیان کیا +

(۳) اقبال نامہ جہانگیری مصنفہ معتمد خان +

(۴) ماثر جہانگیری مصنفہ مرزا کامگار مخاطب بہ عزت خان +

یہ تاریخین تو وہ ہین جو مخصوص اسی بادشاہ کے حال سے ہین

(۵) منتخب اللباب خافی خان جسنے اس بادشاہ کا حال مرزا عابد درویش سے تحقیق کرکے لکھا ہے

(۶) بہت سی انگریزی تاریخین اور کلکتہ ایشیاٹک سوسائٹی کے مضامین +

## تاریخ ہندوستان سلطنت اسلامیہ کا بیان

## جلد ہفتم ظفرنامہ شاہجہان صفحہ ۵۶۸

محصول

اس جلد مین ابو المظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ غازی کا حال اول سے آخر تک تواریخ مفصلہ ذیل سے اخذ کیا گیا ہے +

(۱) بادشاہ نامہ محمد قزوینی

(۲) بادشاہنامہ عبد الحمید لاہوری

(۳) شاہجہان نامہ عنایت خان

(۴) بادشاہ نامہ محمد وارث

(۵) عمل صالح مصنفہ محمد صالح کنبوہی

ان تاریخون مین سے نمبری (۲) (۵) سے زیادہ حالات انتخاب کیے گئی ہین اور انگریزی تواریخ ہند مین اس بادشاہ کے حال کے لیے جستجو کی گئی ہے +

# فہرست مضامین کارنامۂ جہانگیری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# کارنامہ جہانگیری

## دیباچہ

دو کتابیں ہیں جو جہانگیر نورالدین بادشاہ سے منسوب کیجاتی ہیں کہ انہیں اسنے واقعات و سوانح عمری خود اسنے قلم بند کئے ہیں انکے نام متعددیہ مشہور ہیں توزک جہانگیری اقبال نامہ جہانگیری - جہانگیر نامہ - تاریخ سلیم شاہی - واقعات سلیم شاہی - یا جہانگیری - گو ان دونوں کتابوں میں چند مقدمات مختلف تحریر ہیں مگر دونو کتابوں میں ضمیر متکلم ہر بیان کے ساتھہ اسطرح مستعمل ہوتی ہے جسسے معلوم ہوتا ہے کہ جہانگیر خود انکو لکھہ رہا ہے - ان میں ایک کتاب جو وہ توزک جہانگیری ہے جسکو سر ڈاکٹر سید احمد خان نے ۱۸۶۴ع میں منطبع کرایا ہے اور اوسکے بعض حصوں کا ترجمہ انگریزی میں ڈاکٹر انڈرسن صاحب نے کیا ہے - اس توزک میں سترہویں سال جلوس کے اواسط تک جہانگیر نے اپنی فرمانروائی کا حال شرح و بسط کے ساتھہ خود اپنے ہاتھہ سے رقم کیا ہے اور بعد ازان اپنے معتبر امیر معتمد خان کو حکم دیا ہے کہ وہ سلطنت کے حالات کا مسودہ تیار کرے اور مجھسے اصلاح لے اور بعد اصلاح میری کتاب میں شامل کرے اوائل سال نوزدہم جلوس تک اسطرح واقعات تحریر میں آئے - پھر اوائل سال نوزدہم جلوس سے بادشاہ کی وفات تک مرزا ہادی نے معتبر نسخون کو جمع کرکے ایسے حالات اخذ کئے اور ایک تتمہ یا تکملہ تالیف کیا اسطرح یہ توزک جہانگیری تالیف ہوئی ہے - دوسری کتاب میں پندرہ برس ۱۰۲۹ھ تک سلطنت کا حال زیر قلم ہوا ہے اسکا ترجمہ مسٹر ڈیوڈ پرائس صاحب نے

کیا ہی۔ ان دونوں کتابوں کی نسبت ارباب تحقیق کی مختلف رائیں ہیں کوئی ان دونوں کتابوں کو ایک بتاتا ہے کوئی اونکو جدا جدا کتاب اس سبب سے کہتا ہے کہ انیں مقدمات ایسے مختلف طرح بیان ہوئے ہیں کہ وہ دونو ایک کتاب نہیں ہوسکتی کوئی ان دونوں میں ایک کو اصل اور دوسری کو غیر اصل بتاتا ہے اور وجوہ اونکی لکھتا ہے۔ آخر کو کوئی فیصلہ قطعی نہیں ہوا کہ اصل حال کیا ہے۔ سوا ران دونون کتابون کے معتمد خان کی تصنیف سے اقبال نامہ اور مرزا کامگار مخاطب عزت خان برادر زادہ عبد اللہ خان کی تالیف سے مآثر جہانگیری کے پہر ان کتابون کے اختلافات کی تحقیقات خافی خاں نے مرزا عابد نام درویش صاحب کے نہایت معتبر اونکو سمجھکر کی ہے اور اونکو اپنی تاریخ منتخب اللباب میں لکھا ہے۔ ان کتابوں کے سوا اور بہت سی انگریزی کتابیں تالیف کے وقت زیر نظر ہی ہیں مگر زیادہ تر حالات میں نے دونو توزک جہانگیری سے نقل کئے ہیں جہاں ان دونو توزکوں میں اتفاق ہے یا ایک میں بہ نسبت دوسرے کے اضافہ ہے وہاں میں نے کچھ اس اتفاق اور اضافہ کا ذکر نہیں کیا ہے مگر جہاں اختلاف ہے اوسکو بیان کر دیا ہے۔ ان دونو کتابوں میں ایک کا نام بڑی توزک اور دوسری کا نام چھوٹی توزک رکھا ہے جس مضمون میں ضمیر متکلم استعمال ہوئی ہے اسے سمجھ لینا چاہئے کہ وہ میں نے ان دونو کتابوں سے نقل کیا ہے۔ باقی اور کتب مذکورہ سے اسپر اضافہ کیا ہے +

## واقعات روز ولادت سے روز اورنگ نشینی تک

اگرچہ ان واقعات کو میں نے اقبال نامہ اکبری میں بیان کر دیا ہے مگر یہاں جہانگیر کی زبان سے انکا اعادہ کیا ہے +

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرے باپ کی ۲۸ برس کی عمر تک کوئی بیٹا نہ جیتا تہا سکا غم دوسکے دل میں رہتا تہا۔ وہ گوشہ نشین درویشون کی خدمت میں بقاء فرزند کے لئے التجا کرتا تہا اسی دھن میں خواجہ بزرگوار خواجہ معین الدین چشتی کے آستانہ روضہ پر وہ گیا اور اسنے یہ منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عنایت کرے تو آگرہ سے روضہ تک کہ ایک سو چالیس کوس ہیں

از روئے نیاز پیادہ یا جاؤں - ان ایام میں کہ میرا باپ جویائے فرزند تھا شیخ سلیم ایک درویش صاحب حالت تھے - اپنی عمر کی بہت منزلیں طے کر چکے تھے - پہاڑ میں آگرہ کے مواضع میں سے موضع سیکری میں رہتے تھے - اونکے پاس میرا باپ گیا شیخ کی حالت توجہ و بیخودی میں پوچھا کہ میرے کی فرزند ہونگے - فرمایا کہ بخشندہ بے منت تجھے تین فرزند عنایت کریگا - میرے باپ نے عرض کیا کہ میں نے یہ منت مانی ہے کہ فرزند اول کو جناب کے دامن تربیت و توجہ کے نیچے رکھونگا اور حضرت کی شفقت اور مہربانی کو اوسکا حامی و محافظ بناؤنگا - یہ سنکر شیخ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ مبارک ہو کہ ہم نے بھی اوسکو اپنا ہم نام کیا - میری والدہ کے وضع حمل کے دن قریب آئے تو اوسکو شیخ کے گھر میں بھیجدیا تاکہ میری ولادت وہاں واقع ہو - روز چہارشنبہ ۱۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ کو میں اپنے بھائی کے مرنے کے آٹھ مہینہ بعد پیدا ہوا - میرا نام سلطان سلیم رکھا مگر مجھے یاد نہیں کہ میرے باپ نے یہ نام یا محمد سلیم میرا کبھی لیا ہو - وہ پیار سے مجھے ہمیشہ شیخو بابا کہتا تھا - موضع سیکری کو جہاں میری آنول نال گڑی تھی میرے باپ نے اپنے لئے ایسا مبارک جانا کہ چودہ پندرہ برس کے عرصہ میں اس کوردہ کو ایک شہر عظیم بنا دیا - کیا اسمیں کوہ و جنگل و دد و دام کے مسکن تھے یا وہ عمارات دلکشا اور باغات پر فضا سے معمور ہوگیا - جب شہزادہ سلیم کی عمر چار سال چار ماہ چار روز کی ہوئی تو رسم کے موافق ۹۸۱ھ میں باپ نے اوس کو مکتب نشین کیا اور مولانا میر کلاں ہروی کو اسکا معلم اور قطب الدین محمد خان کو اسکا اتالیق مقرر کیا اور جب اتالیق سرحد کی حراست کے لئے بھیجا گیا تو میرزا خانخانان اتالیقی پر مقرر ہوا - جب شاہزادہ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو ۹۸۵ھ میں اوسکو منصب دہ ہزاری ذات و سوار کا باپ نے مرحمت کیا - جب وہ پندرھویں برس میں لگا تو راجہ بھگوانداس کی بیٹی سے بیاہ ہوا یہ راجہ امراء عظام اکبری میں سے تھا اور ملک ہند کے بڑے نامدار راجاؤں میں شمار ہوتا تھا - ہفت ہزاری تھا - ۹۹۳ھ میں راجہ کے گھر اکبر خود بیاہنے گیا - پھر ۹۹۴ھ میں شہزادہ کا دوسرا بیاہ راجہ اودے سنگہ کی بیٹی سے باپ نے کیا اور بہو لینے کو سمدھی کے گھر گیا - اوسی سال میں راجہ بھگوانداس کی دختر سے لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام دادا نے سلطان النسا بیگم رکھا اور اسی بیوی کے ۹۹۵ھ میں بیٹا

جسکا نام دادا نے خسرو رکھا اسی سال میں دختر یا بھتیجی خواجہ حسن عم زین خان کوکہ سے دوسرا بیٹا کابل میں پیدا ہوا اسکا نام میرے باپ نے پرویز رکھا - دختر سعید خاں سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اوسکا نام عفت بانو بیگم رکھا وہ تین برس کی عمر میں مر گئی - ایک اور بہاڑی راجہ کی دختر سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام دولت نسا بیگم رکھا وہ سات مہینے کی عمر میں مر گئی - سنہ ۹۹۸ میں راجہ کیشو داس راٹہور کی بیٹی سے ایک بیٹی پیدا ہوئی اوسکا نام بہار بانو بیگم رکھا تھا سنہ ۹۹۹ میں ۳۶ لاہور میں جگت گسائینی دختر موٹہہ راجہ (راجہ اودے سنگہ) سے بیٹا پیدا ہوا - دادا خود جہانگیر کے گھر میں گیا اور پوتے کا نام خرم رکھا جب وہ بڑا ہوا تو اور فرزندوں کی نسبت دادا کی خدمت بہت کرتا تھا - دادا اُس سے بہت خوش و خرم رہتا تھا - اور جہانگیر سے فرمایا کرتا کہ میرے اور فرزندوں کو کسی طرح کی نسبت اس فرزند سے نہیں ہے میں اوس کو اپنا سگا بیٹا جانتا ہوں ایک اور بیٹی پیدا ہوئی جسکا نام سلطان بیگم میں نے رکھا - وہ بارہ مہینے سے زیادہ زندہ نہ رہی - ایک اور لڑکی پیدا ہوئی جو سات روز زندہ رہی - شاہ کشمیر کی بیٹی سے ایک بیٹی پیدا ہوئی برس روز کی ہو کر مر گئی - شاہی بیگم دختر ابراہیم حسین مرزا سے ایک اور لڑکی پیدا ہوئی وہ آٹھ مہینے جی - اوسکے بعد جگت گسائینی مادر خرم سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام میں نے لذت النسا بیگم رکھا - وہ پانچ برس کی عمر میں مر گئی بڑی توزک میں لکھا ہے کہ ایک مہینے میں دو بیٹے خواصوں سے پیدا ہوئے جنکے نام جہاندار اور شہریار رکھے گئے - مگر چھوٹی توزک میں لکھا ہے کہ مادر پرویز سے ایک بیٹا جہاندار اور مادر خسرو سے شہریار دوسرا بیٹا پیدا ہوا - یہ غلط لکھا ہے +

سنہ [illegible] میں شہنشاہ اکبر خود دکن کو روانہ ہوا اور صوبہ اجمیر جہانگیر کی تحویل میں دیا اور راجہ مانسنگہ و شاہ قلی خان محرم اور اور امرا کو شہزادہ کی خدمت میں متعین کیا اور رانا کے فساد مٹانے کے لئے شاہزادہ کو حکم ہوا غرض اس مفارقت کے اختیار کرنے سے یہ تھی کہ وہ خود ممالک دور دست میں جاتا تھا مسند خلافت شاہزادہ ولی عہد سے خالی نہ ہوا اور رانا کے متعلق حدود بھی لشکر کے پے سپر ہوں جب شاہزادہ اجمیر میں آیا تو رانا کے استیصال کے واسطے

+ جہانگیر [illegible] ۱۰۰۵ [illegible]

فوج بھیجی۔ اور کچھ دنوں کے بعد سیر کرتا اور شکار کھیلتا ہوا اودے پور میں گیا۔ لشکر شاہی
نے رانا کو کوہستانوں اور جنگلوں میں پھرایا واقعہ طلب غرض شاہد گویوں نے شہزادہ کو گاہ و
بیگاہ یہ سمجھانا شروع کیا کہ حضرت شہنشاہ اکبر تو تسخیر دکن میں مشغول ہیں بغیر ملک کے فتح کرنیکے
اوسکا پیچھا آنا عزیمت بادشاہانہ سے دور ہے اگر اس وقت حضرت مراجعت کریں اور اکبر آباد
کے پرگنے جمنا پار کے لے لیں کہ مفسدی اور سیر حاصلی میں مشہور ہیں تو بہتر ہوگا۔ بنگالہ میں
تازہ شورش بہ پا ہوئی تھی اور بغیر راجہ مان سنگہ کے اوسکی صورت کا مٹنا مشکل تھا اسلئے
راجہ نے بھی شہزادہ کی مراجعت کو اپنا عین مدعا جانا اور اس ارادہ کا سلسلہ جنباں ہوا
تا گزیر رانا کی مہم ناتمام رہی اور شہزادہ اکبر آباد چلا۔ قلیج خان جو قلعہ آگرہ کی حراست کرتا تھا
وہ شہزادہ کی خدمت میں آیا بعض ہنگامہ طلب شورش منشوں نے بہت مبالغہ سے شہزادہ سے
عرض کیا کہ اگر آپ قلیج خان کو گرفتار کرلیں تو قلعہ اکبر آباد جو دفاین اور خزاین سے مالامال ہے
سہولت سے میسر ہوگا۔ ابھی مخالفت کا فتنہ مدارا کے بالیں پر سر رکھے ہوئے تھا کہ شہزادہ نے ان
باتوں کو نہ سنا اور خان مذکور کو جانے کی اجازت دی وہ قلعہ میں آیا اور شہزادہ الہ آباد کی جانب
روانہ ہوا۔ قلعہ اکبر آباد میں مریم مکانی والدہ شہنشاہ اکبر نے جب یہ حال سنا تو وہ روانہ ہوئی
کہ پوتے کو اس عزیمت سے باز رکھے۔ پہلے اس سے کہ دادی پوتے پاس پہنچے پوتا کشتی میں سوار ہوکر
بہت جلد الہ آباد کو روانہ ہوا مریم مکانی آزردہ ہوکر قلعہ اکبر آباد میں آئی غرہ صفر ۱۰۰۹ھ میں
شہزادہ قلعہ الہ آباد میں آیا۔ اور اکبر آباد کے جمنا پار کے اکثر مقاموں کو اپنے قبضہ میں لایا اور انکو
اپنے نوکروں کو جاگیر میں دیدیا صوبہ بہار شیخ خدیو مخاطب قطب الدین خان کوکلتاش کو
عنایت کیا اور سرکار جونپور لالہ بیگ کو مرحمت کی سرکار کالپی نسیم بہادر کو کرامت کی
اور اونکو اپنے اپنے محال متعلقہ میں روانہ کیا اور خسرو دیوان سے خزانہ کا تیس لاکھ روپیہ
کہ خالصات صوبہ بہار کے حاصلات کا جمع ہوا تھا لے لیا۔ جب یہ باتیں متواتر و متوالی شہنشاہ
اکبر نے سنیں تو اپنے وسعت حوصلہ و قوت بردباری و نہایت دلبستگی کے سبب سے
اصلا ان کو دل میں جگہ نہ دی شریف خان اپنے ملازم کے ہاتھ فرمان بھیجا

مہم رانا سے شہزادہ کا ناتمام مراجعت کرنا اور اکبر آباد جانا +

اس میں بعد تضایع کے حکم طلب تہا جب فرمان آیا تو اوسنے بادشاہ پاس جانے کا ارادہ کیا مگر پہر اسمیں توقف کیا اور شریف خان کو جانے نہ دیا اوسنے چاپلوسی اور خوشامد گوئی ایسی کی کہ شاہزادہ نے اوسکو وکیل السلطنت کر دیا۔ شہنشاہ اکبر نے اس فتنہ خانہ خیز کے دور کرنے کو اپنی ہمت کو ملک دکن کی فتح سے ہاتہہ اوٹھایا گو وہ قریب لفتح تہا۔ اردی بہشت ۱۰۰۹ھ میں اس ملک کی کارسازی کو خانخانان کی مردانگی اور کاردانی کے حوالہ کیا اور مراجعت کی اور بہمن مرداد ۱۰۰۹ھ کو وہ آگرہ میں آگیا +

ان دنوں میں شہزادہ نے خواجہ عبد اللہ کو خطاب عبد اللہ خانی کا دیا اور ۱۰۰۹ھ میں جب بادشاہ اکبر آباد میں تہا شہزادہ سلیم تیس ہزار سوار لیکر بیکار کے لئے آمادہ ہوا۔ اور نامدار ہاتہیون کو ساتہہ لیا اور دار الخلافہ آگرہ کو روانہ ہوا۔ اگرچہ ظاہر میں اپنا ارادہ یہہ بتلایا کہ والد ماجد کی قدمبوسی کو جاتا ہون لیکن دل میں منصوبہ وہ تہا جو سلطنت پژوہی اور ملک جوئی کو لازم ہے جب بادشاہ کو اس آئین سے بیٹے کے آنے کی خبر ہوئی تو قرۃ العین سے ملنے کی مسرت و انبساط وحشت و تفرقہ سے بدل گئی اور امرا سے نفاق آمیز باتیں ایسی شہنشاہ سے کہیں کہ اسکا وہم اور بڑہ گیا جعفر بیگ اصفہان کہ دیوانی کی خدمت رکہتا تہا اور قصبہ اٹاوہ کا جاگیر دار تہا جب اس قصبہ میں شہزادہ آیا تو اوس نے اپنے ایک معتمد کے ہاتہہ لعل گران بہا شہزادہ کی نذر کے لیے بہیجا۔ اس اثنا میں فرمان صادر ہوا کہ تجہہ فرزند کا اس انبوہ لشکر اور فیلوں کے ساتہہ آنا ہماری خاطر کو ایک اور اندیشہ کی طرف رہنمونی کرتا ہے یہہ انوکہی رسم تونے ہی نکالی ہے کہ باپ کے گہر میں اس شوکت و حشم سے بیٹا آئے۔ اگر اسے مطلب اظہار جمعیت اور عرض سپاہ ہے تو اسکا مجرا ہو گیا آدمیون کو اپنے اپنے محال مین بہیج اور جریدہ جلد خدمت میں آ۔ اگر تجہہ کو کچہہ توہم ہے اور ہنوز خاطر مطمئن نہیں ہے تو الہ آباد کو معاودت کر۔ اور جب توہم اور تفرقہ کا نقش تیرے دل پر سے مٹ جائے تب ہمارے پاس آ۔ جب یہ فرمان شاہی شہزادہ پاس پہنچا تو وہ متحیر اور اندیشہ مند ہوا اور اٹاوہ میں توقف کر کے ایک عرضداشت باپ پاس بہیجی جسکا مضمون یہ تہا کہ مجہہ مرید نے نہایت آرزومندی سے

شہزادہ کا الہ آباد سے آگرہ اور آگرہ سے الہ آباد جانا +

کعبۂ مقصود کا احرام کیا تہا کہ بہت جلد آستانبوسی کی سعادت حاصل کرونگا۔ اٹاوہ میں حضور کا حکم آیا کہ آگے آنے کی جرأت نہ کرنا اور پیچھے الہ آباد جانا تعجب ہے کہ اس نیازمند کے اخلاص نے حضرت کے دل پر اثر نہ کیا اور تہوڑے ایک فتنہ سرشتوں نے خداے مجازی کو بندۂ حقیقی کے حق میں بدگمان کردیا۔ اور اس مرید کو چند روز تک اپنی خدمت کی سعادت سے محروم کیا امید ہے کہ اس نیازمند کا صدق باطن حضرت کے باطن پر پرتو اپنا ڈالے گا فقط چند روز اٹاوہ میں شہزادہ ٹھیرا اور پھر الہ آباد کو روانہ ہوا تھوڑے دنوں کے بعد بادشاہ نے فرمان بھیجا کہ ہم نے تم کو جاگیر میں صوبہ بنگالہ اور اڑلیسہ عطا کیا اپنے آدمیوں کو بھیجکر اوس پر متصرف ہو۔ شہزادہ نے صلاح وقت اس طرف لشکر کے بھیجنے میں نہ دیکھی اور دل پذیر عذر معروض کئے۔ جب شہر الہ آباد میں وہ آیا تو وہ کام کرنے شروع کئے جو مخصوص فرمانرواؤں کے ساتھ ہوتے ہیں جیسے اپنے ملازموں کو خطاب سلطانی اور خانی عنایت کرتے +

شہزادہ سلیم اور ابوالفضل میں ناسازگاری روز بروز بڑہتی جاتی تھی۔ بادشاہ کا حکم ابوالفضل پاس گیا کہ دکن کی مہم اپنے بیٹے شیخ عبدالرحمن کو سپرد کرکے ہمارے پاس چلا آ۔ جب سلیم کو اس طلب کی خبر ہوئی تو اوسکو یقین ہوا کہ اگر شیخ حضرت پاس پہنچ گیا تو وہ فتنہ کے اسباب ترتیب دیگا اور جبتک اسکا قدم درمیان میں ہیگا دربار میں مجھے قدم رکھنا نصیب نہوگا اس صورت میں علاج واقعہ پیش از وقوع کرنا چاہئے اسلئے اوسنے شیخ کے استیصال کے لئے نرسنگہ دیو کو مقرر کیا اوس کا وطن شیخ کے سر راہ تھا۔ اوس نے اس کام میں دل لگایا اور گھات میں بیٹھا جب شیخ سراے پرکنہ میں آیا جو گوالیار سے دس کوس پر ہے راجہ کے سوار اور پیادوں کی جمعیت نے جاکر شیخ کو گھیر لیا اوس کے ساتھ چند خدمتگار تھے شیخ نے بھاگنے کی ننگ کو پسند نہیں کیا اور تیر دشمن کے نرغہ میں سے اوسکا بچکر نکل جانا بھی ممکن نہ تھا کہ نرسنگہ دیو نے اوسے مارکر اوسکا سر سلیم پاس الہ آباد بھیجدیا۔ بڑی توزک میں تو ابوالفضل کے قتل کرنے کا سبب وہ لکھا ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا۔ مگر چھوٹی توزک میں اس قتل کی وجہ میں جہانگیر نے اپنا اسلامی جوش خوب اُٹھایا ہے اور یہ لکھا ہے کہ میرے باپ کے آخر ایام سلطنت میں ابوالفضل

اوسکے دلپر یہ نقش کر دیا تھا کہ آنحضرت جنپر سے میری ہزار جانین قربان ہون۔ اگرچہ عرب فصیح و بلیغ تھے اور اونہیں کی تصنیف سے قرآن شریف ہی وہ کلام الہی نہیں ہے اس سبب سے میں نے ایک آدمی مقرر کیا جسنے ابوالفضل کو قتل کیا اور اوسکا سر میرے پاس اوسنے بھیجا۔ اس سبب سے میرا باپ مجھسے ناراض ہوگیا اور خسرو پر زیادہ الطاف کرنے لگا اور فرمانے لگا کہ وہ بادشاہ ہوگا میں نے اپنے نبی کی طرف رجوع کی اونکے طفیل سے خدا نے میرا کام پورا کر دیا اور مجھے ہندوستان میں بادشاہ بنا دیا۔ ابوالفضل کے مرنے کے بعد میرا باپ اوسکی تفہیم پر سمجھہ آیا اور اوسنے جانا کہ ابوالفضل کی بات غلط تھی +

اگرچہ اس ابوالفضل کے واقعہ سے باپ بیٹوں میں جلد صفائی ہوگئی مگر شہزادہ اس حرکت سے محجوب بہت تھا اس حجاب کے دور کرنے کے لئے اکبر نے سلطان بیگم کو اس پاس بھیجا کہ وہ نوازشہائے شاہانہ سے دلجوئی کرے۔ بیگم نے شہزادہ کی تسلی اور تسکین سب طرح کی تو وہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے الہ آباد سے چلا اور جب آگرہ سے دو منزل آیا تو حضرت مریم مکانی فرزند پروری کے سبب سے پوتے کو اپنے گھر میں لائیں اور باپ سے ملایا۔ بادشاہ نے اپنی پگڑی بیٹے کے سر پر باندھی اور جانشینی کی نوید سنائی۔

چونکہ شہزادہ سلیم رانا کی مہم کو ناتمام چھوڑکر چلا آیا تھا اسلئے بادشاہ نے چاہا کہ اوس کو وہی تمام کرے ـــ اوسکو رانا کی مہم پر نامزد کیا جب شہزادہ فتحپور میں آیا تو اوسنے ایسے خزانہ اور لشکر کی التماس کی جو اس کار دشوار گذار کو وفا کریں ارباب دخل نے اوسکے سرانجام میں بجا ایستادگی کی تو ناگزیر شہزادہ نے بادشاہ کی خدمت میں عرضداشت بھیجی کہ یہ مرید حضرت کے حکم کو حکم الہی کا نمونہ سمجھکر نہایت شوق سے اس مہم پر دل نہاد ہوا لیکن کفایت اس مہم کا سامان ایسا مہیا نہیں کرتے کہ وہ سرانجام پذیر ہو۔ مجھے اپنے تئیں بیہودہ شور پشت کرنا اور اپنی اوقات کو ضائع کرنا لائق نہیں ہے حضرت کو معلوم ہے کہ رانا کوہستان سے نہیں نکلتا اور ہر روز ایک محکم مقام میں پناہ لیتا ہے اور جہانتک ممکن ہے جنگ میں نہیں مشغول ہوتا ہے اسکے کام کی تدبیر اسپر منحصر ہے کہ افواج ہر طرف بھیجی جائے کہ اوسکو کوہستان میں نرغہ میں کر لے

اور ہر طرف فوج اسقدر ہو کہ جب وہ رانا سے دوچار ہو تو اوس سے عہدہ برآ ہو سکے۔ اگر دو [illegible]
نے کسی اور روش میں صلاح دیکھی ہو تو مجھے حکم ہو کہ میں حضور کا قدمبوس ہو کر اپنی محال جاگیر میں
جاؤں اور اس مہم کے لائق سامان کرکے بہت سی جمعیت سے رانا کا استیصال کروں شہنشاہ
اکبر نے اپنی بہن بخت النسا بیگم کو شہزادہ پاس بھیجا جنے جاکر یہ کہا کہ بادشاہ نے شہزادہ کو سا
مسعود میں رخصت کیا ہے اور ارباب منجم ملاقات کو نحس بتاتے ہیں اسلئے مناسب ہے کہ وہ الہ آباد
کو چلا جائے۔ پھر جسوقت اسکا دل چاہے تو ملنے چلا آئے۔ اس پیغام کے بعد سلیم الہ آباد کو روانہ ہوا
اور وہان جاکر چند روز شادکامی میں گذارے۔

والدہ خسرو کے دماغ میں یبوست ہوئی اور سودائی ہو گئی اور خسرو کی بیراہروی کی
غم نے اس دیوانگی کو اور زیادہ کیا اوسنے لونڈیوں سے افیون لیکر کھائی اور بالین قضا پر سر رکھا
محمد شریف وکیل السلطنت ہوا۔ اوسکے ساتھ عبداللہ خان کی صحت نہ نبہہ سکی وہ بادشاہ
پاس چلا آیا اور یہان اوسنے منصب یک ہزار و پانصدی اور خطاب صفدر خانی پایا جب
بیٹا الہ آباد گیا تہا باپ کو اوسکی مفارقت ناگوار تھی۔ واقعہ جو فتنہ طلب ہر روز ایک اسقدر
ترتیب دیکر بادشاہ کی خاطر میں وحشت پیدا کرتے تھے اور شہزادہ کی دوام بادہ گساری
کو بیان کرکے دلسوزی کے لباس میں شکایت کرتے تھے۔ اہل غرض کی تائید کے لئے یہ واقعہ
پیش آیا کہ ایک واقعہ نویس شاہی ایک خانہ زاد پر جو شاہزادہ کا خواص تھا عاشق ہوا
اور یہ خانہ زاد ایک اور خدمتگار پر شیفتہ ہوا۔ اور تینوں متفق ہو کر بھاگ گئے۔ کہ دکن میں
جاکر شاہزادہ دانیال کی خدمت میں روزگار بسر کریں۔ جب شاہزادہ نے یہ حال سنا تو
اوسنے سوار دنکو بھیجا کر تینوں کو پکڑوا منگوایا۔ شہزادہ نے واقعہ نویس کا پوست زندہ کشیدہ
کرایا اور ایک خدمتگار کو خواجہ سرا بنایا۔ اور دوسرے کے جوتہ کاری کی۔ اس سیاست
آدمیونکے دلوں میں ہراس اور رعب چھایا۔ اور نوکروں کا بھاگنا بند ہوا۔ اس قصہ کو
بہت آب و تاب کے ساتھ بادشاہ سے عرض کیا۔ بادشاہ برآشفتہ ہوا اور اوسنے
کہا کہ ہم نے باوجود یکہ جہان کو شمشیر سے مسخر کیا لیکن اپنے سامنے بھیڑ کا بھی پوست کندہ

نہیں کرایا میرے فرزند عجب قسی القلب ہیں کہ زندہ آدمی کا پوست کندہ کراتے ہیں -
فتنہ انگیزون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ شراب مین افیون ملا کر اسقدر شاہزادہ نوشجان
کرتا ہے کہ طبیعت اُسکی برداشت نہیں کر سکتی طغیان کیفیت اور استیلا نشہ میں مزاج میں
شورش ہوتی ہے اور احکام ندامت انجام سرزد ہوتے ہیں اسوقت کسی کو چون وچرا کا
یارا ہوتا نہیں اکثر آدمی چھپ جاتی ہیں اور جنکا حاضر رہنا ضروری ہوتا ہے وہ نقش
گلیم او صورت دیوار بن جاتے ہیں ان باتون کو سنکر بادشاہ کا ارادہ خود الہ آباد جانے کا ہوا -
دہم شہر لوور ۱۰۱۳ کو وہ کشتی میں بیٹھکر روانہ ہوا - اثناء راہ میں کشتی ریتا میں بیٹھ گئی دوسرے
روز مینہ شدت سے برسا اور حضرت مریم مکانی کی بیماری کی خبر آئی شہنشاہ ماں کی عیادت
کو الٹا گیا اور انکا انتقال ہو گیا - اس سببسے بادشاہ کا الہ آباد جانا رہ گیا - جب
شہزادہ کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو بے تحاشی اور بے تامل اکبر آباد کی طرف روانہ ہوا
باپ بیٹے کے آنے کو ماں کے ماتم کا نغردا سمجھا - بیٹا باپ کی خدمت میں آیا - باپنے اوسکو سمجھایا
کہ ایسا ظاہر ہوتا ہے بادہ پیمائی کی کثرت سے تیرے دماغ میں خلل ہو گیا ہے بہتر ہے کہ
چند روز دولتخانہ میں بسر کر تا کہ علاج سے تیرے دماغ کی اصلاح کی جائے اوسکو عیادتخانے
میں بٹھایا اوسکے پاس ہر روز نہیں جاتی تھین دس روز وہ یہاں رہا پہر معلوم ہوا کہ شہزادہ
کی جو بادہ گساری اور آشفتہ دماغی معروض ہوئی تھی وہ واقعی نہ تھی اسلئے حکم ہوا کہ وہ
دولتخانہ میں جائے - شہزادہ باپ کے روز سلام کرنے جاتا - آگرہ میں بادشاہ بیمار ہوا اس بیماری
کی حالت میں اکثر شاہزادہ سلیم کے ہاتھی گرانبار اور خسرو کے فیل آپ روپ دونو کو لڑایا سلیم اور خسرو
دونو گھوڑون پر سوار ہو کر اس لڑائی کا تماشا قریب سے دیکھنے گئے شاہزادہ خرم دادا پاس جھروکہ
میں بیٹھا بعد زدو خورد کے فیل گرانبار نے آثار چیرگی دکھائے اور اپنے حریف کو عاجز کیا اسکی
کومک کو رنتھمن فیل کو لائے تو شہزادہ سلیم کے آدمیوں نے فیلبان کو منع کیا اور اوسکے ڈھیلے
اور پتھر مارے جس سے اوسکے خون نکلا خسرو نے بادشاہ سے اس بات کی شکایت کی شہنشاہ سلیم کی
اس گستاخی سے اور بیماری سے متغیر و متوحش ہوا جسسے اوسکی علالت کو طول ہوا اور کسی

علاج سے آرام نہ ہوا۔ اس بیماری میں ساری سلطنت کے کام خان اعظم کے ہاتھ میں آئے جب اوسنے
دیکھا کہ بادشاہ کی زندگی تمام ہونیکو ہے تو اوسنے راجہ مان سنگھ سے جو بڑا صاحب اقتدار تھا
صلاح کی کہ سلطان خسرو کو شہنشاہ بنانا چاہیے۔ ان دو امیروں کی برابر کوئی صاحب اقتدار نہ تھا انمیں سے
خسرو خواہرزادہ راجہ مان سنگھ کا اور داماد خان اعظم کا تھا۔ اونہوں نے سلیم کی گرفتاری کا ارادہ
کیا کہ جب وہ اپنے روزانہ دستور کے موافق کورنش کے لئے دولت خانہ میں آئے تو اوس کو
پکڑ لیجیے مگر یہ نہ سمجھے کہ کہیں آفتاب پر خاک پڑ سکتی ہے اور تقدیر کی تحریر کو دغابازی کی کرک
محو کر سکتی ہے ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست ‏ دوسرے روز سلیم کشتی میں
بیٹھ کر حسب دستور بادشاہ کی کورنش کے لئے گیا جب کشتی قلعہ کے نیچے آئی تو میر ضیاء الملک
قزوینی سراسیمہ و پریشان شہزادہ پاس کشتی میں کود آیا۔ اوسنے بادشاہ کے قریب المرگ ہونے
کی اور سازش مذکور کی خبر سنائی تو شہزادہ سلیم نے اپنی کشتی الٹی پھیرائی۔ اپنے گھر میں آکر غمزدہ
بیٹھا۔ بادشاہ میں کچھ سانس باقی تھے کہ سارے امرا اس پاس جمع ہوئے۔ اور خان اعظم اور
راجہ مان سنگھ نے اور امیروں سے مشورہ کیا کہ شہزادہ اعظم سلطان سلیم کی خصائل سبکو معلوم ہیں اور
شہنشاہ جو اوسکی نسبت رائے رکھتا ہے وہ بھی سب جانتے ہیں کہ اوسکو منظور نہیں ہے کہ وہ
اسکا جانشین ہو۔ جب یہ بات کہی گئی تو سمند خان نے چلاکر کہا کہ کیا بکتے ہو شاہزادہ سلیم کے
ہوتے اوسکے بیٹے کا تخت سلطنت پر بٹھانا ہمارے چغتائی تاتاریوں کی رسم و آئین کے
برخلاف ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ خان ایک امیر کبیر تھا اور خاندان شاہی سے دور کا رشتہ رکھتا تھا یہ
کہہ کر مجلس سے اٹھ کر چلا گیا۔ خان اعظم تو چپکا ہو رہا اور راجہ رام داس کچھواہہ مع اپنے تابعون
کے خزانہ کی حفاظت کو گیا۔ اور مرتضیٰ خان قلعہ سے باہر گیا اور سادات بارہ اور اپنے تابعین کو جمع
کرنے لگا۔ اس اثناء میں مرزا شریف اور معتمد خان نے آنکر راجہ سے پوچھا کہ کیا کرنا چاہتے
ہو۔ اوسنے اونکو اپنا دوست جانکر یہ کہا کہ میں شہزادہ پاس جانا چاہتا ہوں معتمد خان نے
کہا کہ میں یہ کام کرنے کو تیار ہوں تو مرتضیٰ خان نے کہا کہ تم شاہزادے پاس چلو اور اوس سے
کہو کہ میں اپنے نوکروں کے ساتھ آتا ہوں +

شہزادہ جب میر ضیا کے کہنے سے اپنے گہر آیا تہا تو احمق جمع ہوکر اوسے کہہ رہے تہے کہ حضور
کیوں ایسے غافل بیٹہے ہیں آپکے دشمنوں نے اپنا کام کرلیا اور خسرو کو تخت پر بٹہا دیا اور
اونہوں نے قلعہ پر توپیں حضور کے محل اوڑانے کے لیئے لگادیں شہزادہ سلیم ان احمقوں کے
کہنے سے قریب تہا کہ اپنی کشتی میں سوار ہوا اور بہاگ کر اپنی جان بچائے کہ شیخ رکن الدین جو
شہزادہ کے ملازموں میں سب سے زیادہ بہادر اور نیک تہا اور بہت سی سپاہ اپنے پاس کہتا تہا
آیا اوسنے شہزادہ کو سمجہایا کہ آپ مستقل رہئے دیکہئے دو گہنٹے میں کیا ہوتا ہے شہزادہ اپنے
اس بہادر کی نصایح سن ہی رہا تہا کہ مرزا شریف آن پہنچا۔ اوسنے کہا دشمنوں کی جماعت
شکستہ ہوگئی ہے اور مرتضےٰ خان حضرت کے پاس آنے کو ہے۔ یہ سنکر شہزادہ بہت مسرور ہوا اور اپنے
آدمیوں کی ہمت بندہانے لگا کہ دار ایک آیا۔ اور میر مرتضےٰ آپہنچا۔ بارہ کے سادات عظام
میں سے بہت آدمی اوسکے پاس آپہنچے۔ کورنش کرکے اوسنے شادیانہ کے نقارے بجانے کا حکم دیا
کہ شہزادہ نے اوسکو منع کیا کہ شہنشاہ سخت علیل ہے باجا بجانا مناسب نہیں اب آدمیوں کا
اجتماع شہزادہ کے پاس ہونا شروع ہوا۔ خان اعظم بہی شرمندہ سے آئے اور معذرت چاہی لاکن شاہزادہ
نے خسرو اور اسپر عنایت کی اور اوسکی اس حرکت کا ذرا خیال نہیں کیا جب راجہ مان سنگہ نے
دیکہا کہ پاسہ پلٹ گیا اور مقدرات کی اور ہی صورت ہوگئی تو وہ سلطان خسرو کو لیکے گہر
لے گیا اور دوسرے روز کشتیوں میں بنگال بہاگنے کا ارادہ کیا شہزادہ سلیم اپنے امرا کو ساتہہ
لیکر قریب المرگ باپ کے پاس گیا اور اوسکے قدموں پر گرا۔ اوسنے دیکہا کہ باپ نزع کی حالت
میں پڑا ہوا ہے شہنشاہ نے اپنی آنکہیں کہولیں اور اشارہ کیا دستار اور خلعت جو شاہزادہ
کے لئے تیار ہوا تہا لاؤ۔ اور میرا خنجر شاہزادہ کی کمر سے باندہ دو۔ بعد اسکے شاہ کا انتقال ہوا
اوسکی تجہیز و تکفین ہوئی سلیم نے خود باپ کے جنازہ کو قلعہ کے دروازہ تک کندہا دیا
جب ان مراسم سے فرصت ہوئی تو اوسنے قلعہ اور خزانہ راجہ رام داس کو سپرد کیا اور خود
اپنے محل میں گیا۔ یہاں اوسنے سنا کہ راجہ مان سنگہ مع سلطان خسرو کے کشتیوں میں سوار
ہوکر بنگال کو جاتا ہے اور اپنے تمام خدمتگاروں اور سپاہ کو ساتہہ لیئے جاتا ہے جہانگیر

اسسے ایک فکر پیدا ہوا اوسنے راجہ کے بہائی مادہو سنگہہ کو بہیجا کہ اوسکو اطمینان دلا کے
اولٹا لے آئے۔ راجہ پاس مادہو سنگہہ گیا اور اوسکو سخت لعنت ملامت کی یہ تونے کیا کیا
کہ تو بادشاہ کو چہوڑ کر جاتا ہے۔ اسمیں کیا فائدہ دیکہا ہے۔ راجہ نے جواب دیا کہ شاہزادہ خسرو نوجوان
ہے اور وہ معاملات دنیا سے ناواقف ہے مجبوری ہیں لئے اوسکی اطمینان خاطر کے لئے یہ کام کئے
ہیں۔ غرض اس راجہ کی معرفت بادشاہ اور راجہ کے درمیان عہد پیمان ہوئے۔ مان سنگہ
اور خسرو دونو بادشاہ کی خدمت میں آئے۔ بیٹے نے باپ کے پاؤں پر سر رکھا باپ نے بیٹے کو گلے لگایا
اور پیار کیا اور منہ چوما +

تخت نشینی کے وقت ہندوستان کا حال +

۸۔ جمادی الاخر ۱۰۱۴ھ مطابق اکتوبر ۱۶۰۵ء اڑتیس برس کی عمر میں دارالخلافہ آگرہ میں تخت
سلطنت پر جلوس کیا۔ نور الدین جہانگیر بادشاہ اپنا لقب و نام رکھا۔ اس تخت نشینی کے وقت
جہانگیر نے اپنے قلمرو واقع شمالی ہند کو ایسے بڑے امن وامان میں پایا جیسے کہ ایسی وسیع
سلطنت میں توقع ہوسکتی ہے۔ بنگالہ میں عثمان سرکشی کر رہا تھا۔ مگر یہ سرکشی صرف ملک اڑیسہ
میں محصور تھی بادشاہ غالب ہا تھا۔ البتہ ملک دکن میں زیادہ شورش برپا تھی۔ احمد نگر جو ابھی
شاہی قبضہ میں آیا تھا نظام شاہی سلطنت اپنی دارالسلطنت کے دوبارہ حاصل کرنے میں اور
ملک جو اسسے چھن گیا تھا اوسکے لے لینے میں کوشش کرتی تھی۔ اولین جلوس کے بعد جہانگیر نے
حکم دیا کہ زنجیر عدالت لٹکائی جائے کہ اگر ستم رسیدوں مظلوموں کی دادخواہی اور غور رسی میں
دارالعدالت کے متصدی تساہل و تغافل کریں تو وہ اس زنجیر کے پاس آئیں اور اوسکو ہلائیں

زنجیر عدل

تاکہ اوسکی آواز سے بادشاہ آگاہی پائے اور اونکا انصاف چکائے۔ یہ زنجیر خالص سونے کی
تھی اوسکا طول تیس گز تہا اسمیں ساٹہ گہنٹے لٹکتے تہے اسکا وزن چار ہندوستانی من تھا
ایک سرا اسکا قلعہ کے شاہ برج کے کنگورہ سے استوار کیا گیا اور دوسرا سرا اوسکا دریا کے کنارہ
پر اس میل سنگین سے مستحکم کیا گیا جو اس مطلب کے لئے نصب کیا گیا تھا۔ اس حکمت سے ستم زدوں
کو عرض بیگیوں کا توسل نہ ڈہونڈہنا پڑتا تہا بغیر اونکی خوشامد درآمد کے اس زنجیر سے کام
نکلتا تہا۔ اہلکاروں کی شرارت سے جو مظلوموں کی رسائی بادشاہ تک نہ ہوتی تھی اوسکا

اونکے حال سے بے علم رہتا تہا اسکا انسداد ہوا۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ مینے یہ حکم دیا کہ کل ممالک محروسہ میں ان احکام کو عمل میں لائیں اور اونکو دستور العمل بنائیں اول زکوۃ و تمغا و میر بحری و سائر تحالیف جو جاگیرداروں نے ہر صوبہ و سرکار میں اپنے نفع کے لئے وضع کئے ہیں منع کئے جائیں یعنے راہوں اور دریاؤں اور شہروں اور قصبوں ور گہاٹوں اور بندرگاہوں پر محصول اور چنگی نہ لی جائے نہ بہیٹ دی جائے (یہ حکم اکبر اور بابر دونوں کے عہد میں جاری ہوا تہا اب اوسکی تاکید اور زیادہ کی گئی) ـــــ حکم دوم جن راہوں میں کہ چوری ہوتی ہے اور ڈاکہ پڑتا ہے اور وہ آبادی سے دور ہوں تو اس نواح کے جاگیردار وہاں سرا اور مسجد بنائیں اور کنوا کہدوائیں تاکہ آبادی کا باعث ہو اور اس سرا میں ایک جماعت آباد ہو اور اگر ایسی راہیں محال خالصہ کے نزدیک ہوں تو وہاں متصدی سرکار اسکا سرانجام کرے اور راہوں میں سوداگروں کی مال کی گٹھڑیاں اونکی رضا بغیر نہ کہولیں

حکم سوم تمام ممالک محروسہ میں خواہ ہندو مرے خواہ مسلمان اوسکا مال اسباب اوسکے وارثوں کو دیا جائے اور اسمیں کوئی سرکاری ملازم مداخلت نہ کرے اور اگر کوئی لاوارث مرے تو اوسکے مال اسباب کی حفاظت کے لئے ایک مشرف و تحویلدار الگ مقرر کیا جائے تاکہ وہ مال مصارف شرعی میں خرچ ہو جیسے کہ مساجد و سراؤں کے بنوانے میں اور کنوؤں اور تالابوں کے کھدوانے میں شکستہ پلوں کی مرمت کرانے میں سرکاری مصارف میں آئے +

حکم چہارم۔ مسکرات و شراب و بنگ و بوزہ کوئی شخص بنانے پائے نہ بیچنے پائے اگرچہ میں خود شراب اٹھارہ برس کی عمر سے اب تک یعنی اڑتیس برس کی عمر تک پیتا ہوں اور عرق دو آتشہ کے بیس پیالے نوشجان کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ شراب نے ایسا مجہپر اثر کیا تو اوسکا کم کرنا شروع کیا سات سال میں پندرہ پیالے سے چہہ سات پیالہ پر روزانہ نوبت پہنچی۔ شراب پینے کے وقت بہی مختلف تھے۔ بعض اوقات تین چار بجے دن کے پینا شروع کرتا تہا بعض اوقات رات کو چہہ دن کو تیس سال تک یوں شراب پی۔ بعد ازاں رات کو شراب پیتا پہر آخر دنوں میں فقط ہضم طعام کے لئے شراب پیتا +

حکم پنجم - کسی رعایا کے مکان کو سرکاری آدمی نزولی نہ بنائیں - بے گھر بے در کسی کا کرنا
اچھا نہیں ہوتا +

حکم ششم - منع کیا گیا کہ کسی جرم کی سزا میں ناک کان نہ کاٹے جائیں اور میں نے بھی درگاہ
الٰہی میں نذر کی کہ کسی شخص کو اس سیاست سے معیوب نہ کروں گا +

حکم ہفتم - کوئی جاگیردار خالصہ کا عامل کسی رعیت کی زمین کو زبردستی چھین کے
خود کاشت اپنی کرے +

حکم ہشتم - عامل خالصہ و جاگیردار جس پرگنے میں ہوں بے حکم شاہی وہاں کے آدمیوں
کے ساتھ رشتہ خویشی نہ پیدا کریں +

حکم نہم - بڑے بڑے شہروں میں شفاخانے بنائے جائیں اور طبیب علاج کیا کریں
بیماروں کو دوا و غذا ملا کرے یہ سارے خرچ سرکار خالصہ سے دیئے جائیں +

حکم دہم - میرے باپ کے طریقہ کے موافق ہر سال ۱۸ ربیع الاول کو جو ان کے تولد کی تاریخ
تھی عمر کے ہر سال کے لئے ایک روز شمار کر کے اتنے دنوں تک ممالک محروسہ میں کوئی جانور
نہ ذبح ہوا اور ایک شنبہ کو کہ میرے باپ کی ولادت کا دن تھا اور وہ اس دن کو اس سبب سے کہ
نیر اعظم سے وہ منسوب ہے اور آفرینش عالم کا پہلا روز ہے مبارک سمجھ کر بہت تعظیم کرتا تھا اس دن
بھی کوئی جانور ذبح نہیں ہو +

حکم یازدہم - میں نے حکم عام دیا تھا کہ باپ کے نوکروں کی جاگیریں اور مناصب بدستور برقرار
رہیں اور بعد ازاں بقدر حاجت ہر شخص کے منصب پر اضافہ کیا گیا دس کے بارہ سے کم کسی کا
اضافہ نہ کیا گیا اور بعض کا دس سے تیس چالیس تک اضافہ ہوا - کل احدیوں کا علوفہ دس سے پندرہ
کیا گیا اور کل شاگرد پیشہ کا ماہیانہ دس سے بارہ مقرر کیا اور باپ کے سراپردگیوں کی تنخواہوں
میں بقدر حالت و نسبت دس سے بارہ تک اور دس سے بیس تک اضافہ کیا گیا اور ممالک محروسہ
میں اہالی ائمہ کی جو لشکر دعا ہیں مدد معاش مطابق فرامین کے کہ ان پاس تھے برقرار و مسلم رکھی
میران صدر جہان کو کہ ہندوستان کے سادات صحیح النسب میں سے ہے اور مدتوں تک میرے باپ کے

عہد مین جلیل القدر منصب صدارت کا اسے متعلق تہا اوسکو حکم دیا گیا کہ وہ ارباب استحقاق کو بعد بردہ کیا گیا ہے

حکم دوازدہم جیلخانون و قلعون میں مدت سے آدمی مقید و محبوس ہیں وہ رہا کئے جائیں۔
غرض اوسنے بہت سے محصول جنمیں رعایا کو اذیت و تکلیف پہنچتی تہی اور اکبر کے عہد میں نہ خیال نہیں ہوا تہا ان سب کی اصلاح کی +

یہ دوازدہ احکام جہونی توزک میں اسطرح لکہے ہیں کہ مین نے بارہ قوانین سلطنت کے مختلف صیغوں کے لئے بنائے کہ اوسکو سب عامل دستور العمل بنائیں اور اوسے کبھی انحراف نہیں کریں۔

اول - مین نے اپنی تمام رعایا کو آمدنی ملک کے مختلف صیغون میں تین صیغے معاف کر دیے زکاۃ میر بحری - تمغا و جنکی آمدنی میرے باپ کے زمانہ میں بہتر لاکہہ من سونا تھی -

(۲) مینے حکم دیا کہ بند گاہ خدا جو ودیعت میں سپرد ہوئے ہیں اونکے مال کو اگر راہزن یا کوئی اور زبردست کہیں چہینے تو اس ضلع کے باشندے مال پاہو کے پیدا کرنے دینے کے لئے مجبور کئے جائیں اسلئے کہ وہ خوب جانتے ہونگے کہ کیونکر یہ کام ہوا - میں نے ہدایت کی کہ جب کوئی ضلع ویران اور غیر آباد ہو تو وہان دیہات آباد کئے جائین اور مردم شماری اونکی کی جائے - اور ہر طرح کی تدابیر ایسی کی جائیں کہ رعایا کو تکلیف نہ پہنچے - مینے اپنے ممالک محروسہ کے جاگیرداروں کو حکم دیا ہے کہ وہ ایسے مقامات میں مساجد اور سرائیں بنائیں کہ وہ اضلاع آباد ہو جائیں اور سوداگرون کو آنے جانے میں تکلیف نہ ہو اور اگر ضلع خالصہ شاہی ہو اور کروڑی رہتا ہو تو وہ خزانہ شاہی سے ان کامون کو سرانجام دے +

(۳) جو تاجر ملک میں آمد و رفت رکہتے ہیں اونکے مال کی گٹھریاں کسی قسم کی بغیر اونکی مرضی کے نہ کہولی جائیں مگر جب وہ اپنے مال تجارت کے فروخت پر بالکل راضی ہو جائیں تو خریداروں کو اجازت ہے کہ اونسے مال خریدیں مگر کسی طرح کی اونکو تکلیف نہ پہنچائیں +

(۴) جب کوئی شخص مر جائے اور اوسکے بچے ہوں اور وہ سرکاری ملازم نہ ہو تو کوئی شخص مجاز نہیں ہے کہ اوسکے مال میں سوئی کے ناکے کی برابر مداخلت کرے اور اوسکے بچوں کو ذرا بہی ضرر پہنچائے مگر جب اونکے نہ بچے ہوں اور نہ کوئی اور وارث ہو تو اوسکے مال سے مسجدیں

تالاب بنائے جائیں کہ اوسکی روح کو ثواب پہنچے +

(۵) کسی شخص کو اجازت نہیں ہے کہ وہ شراب یا کوئی اور مسکرات بنائے اور بیچے۔ میں نے یہ قانون بنایا گو میں خود شراب پینے میں مشہور ہوں اور سولہ برس کی عمر سے یہ دھت میرے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ باقی وہی بیان ہے جو حکم چہارم میں لکھا ہے +

(۶) میرے تمام ممالک محروسہ میں کسی شخص کو اجازت نہیں ہے کہ وہ میری رعایا کے گھر میں اُترے مگر جب سرکاری کام کے لئے کسی قصبہ میں لشکر آوے تو بغیر زور و ظلم کے سپاہی رعایا سے مکان کرایہ لے سکتا ہے اور نہیں تو وہ اپنے خیمے لگا کے الگ اترے اور اپنے لئے آپ مکان بنائے اس سے زیادہ رعایا کو کیا تکلیف ہو سکتی ہے کہ محض اجنبی آدمی اوسکے کنبے کی چھاتی پر سوار ہوا اور اوسکے جورو بچوں کے لئے ہاتھ پہیلانے کو بھی جگہہ نہ چھوڑے +

(۷) کسی شخص کو ناک کان کاٹنے کی سزا نہ دیجائے اگر چوری کا جرم ہو تو اوس کے خار دار لگائے جائیں اور قرآن پر قسم لی جائے کہ آیندہ وہ جرم نہیں کرے گا۔

(۸) جاگیرداروں اور کروڑیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ رعایا سے زمین زبردستی لیکر اپنی کاشت او سمیں نہ کریں کسی جاگیردار کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنے سرحد سے پرے کوئی کام کرے اور زمین اور مویشی دوسرے علاقہ کے زبردستی اپنے علاقہ مین کرے۔ بلکہ اُس کو اپنے علاقہ کی ترقی میں بالکل توجہ کرنی چاہیے۔ غیر علاقہ مین دخل نہ دینا چاہئے۔

(۹) اگر کوئی شخص اپنے گہر میں کسی سبب سے تریاک کہا کر مرجائے تو دوسرے شخص ہی جو اوسکے گہر میں رہتا ہو اوسکی خون

(۱۰) سارے بڑے بڑے شہر کے حاکموں کو حکم دیا گیا کہ وہ دارالشفا قائم کریں اور جو بیمار اونکے اندر آئیں اونکو عمدہ دوا جب تک دی جائے کہ وہ اچھے ہوں اور جب وہ دارالشفا سے جائیں تو اونکو بقدر ما یحتاج نقد روپیہ دیا جائے اور یہ سارے خرچ خزانہ شاہی سے اُٹھائے جائیں۔

(۱۱) توزک کلاں کے حکم دہم کے موافق۔

(۱۳) مین نے حکم دیدیا کہ میرے باپ کے وقت کے منصبدار اور جاگیردار اپنے مناصب و جاگیر پر جب تک وہ زندہ ہیں مستقل کئے گئے اور اونمیں زیادہ لیاقت میں نے دیکھی انکا اضافہ منصب و جاگیر کا کرادیا جس پاس گھوڑے تھے اوس پاس ہزارہ گھوڑے کر دئے۔ اور اسی نسبت سے اور امرا و منصبداران کے اضافہ کئے۔ فقط بعض آدمی نا عاقبت بین فتنہ پرداز فساد انگیز ایسے تھے کہ با وجود میری اس فیاضی کے وہ میری تسلیم اور کورنش نہیں بجالاتے تھے اور ملک میں خرابی پھیلاتے تھے اور یہ نہیں سمجھتے تھے کہ ہم جو طوفان برپا کرتے ہیں اس میں اول خود ہی برباد ہوجائینگے۔ اس باب میں مجھے شاہ طہماسپ شاہ ایران کا مقولہ بہت پسند آیا اوسنے اپنے محل کے پاس ایک حوض بنوایا اور امیروں سے پوچھا کہ اسمیں کیا بھرنا چاہئے ایک امیر نے عرض کیا کہ حوض کو لبالب سونے سے بھرنا چاہئے۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کہنے سے تو طامع معلوم ہوتا ہے دوسرے امیر نے کہا کہ اسکو گلاب و شربت وغیرہ سے بھرنا چاہئے۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کہنے سے تو صوفی معلوم ہوتا ہے تیسرے نے کہا کہ دودھی قندسے۔ بادشاہ نے کہا کہ تو بھی بچے ہے۔ آخر کو بادشاہ نے کہا کہ میری راے تم سب کی راے کے خلاف ہے اس حوض کو ان مفسدوں اور فتنہ پردازوں کے خون سے بھرنا چاہئے جو غدر مچاکے خلائق کو برباد کرتے ہیں +

حوض شاہ طہماسپ +

میں نے تمام ممالک محروسہ کے قیدیوں کی رہائی کا حکم عام دیدیا صرف قلعہ گوالیار سے سات ہزار قیدی چھوٹے جنمیں سے بعض چالیس برس کے قیدی تھے۔ رہائی یافتہ قیدیوں کی تعداد کا قلعوں کی تعداد پر قیاس ہوسکتا۔ کل ہندوستان میں باستثناء ملک بنگال دو ہزار چار سو قلعے نہایت مستحکم و استوار ہیں۔ میں نے نیک ساعت میں سونے پر سکہ لگوایا۔ مختلف الوزن سونے چاندی کے سکے مسکوک کئے اور ہر ایک کا جداگانہ نام رکھا چنانچہ سو تولے کی مہر کا نام نور شاہی۔ اور پچاس تولہ کا نور سلطانی اور ۲۰ تولہ کا نور دولت۔ دس تولہ کا نور کرم پانچ تولہ کا نور مہر ایک تولہ کا نور جہانی اور نصف تولہ کا نورانی اور پاؤ تولہ کا رواجی نام رکھا۔ اور چاندی کے سکوں میں سو تولہ کے سکہ کا نام کوکب پچاس تولہ کا کوکب اقبال

قیدیوں کی رہائی اور سکوں کے نام +

بیس تولہ کا کوکب مراد- دس تولہ کا کوکب بخت - پانچ تولہ کا کوکب سعد- ایک تولہ کا جہانگیری اور
نصف تولہ کا سلطانی- اور چوتھائی تولہ کا نثاری اور تولہ کے دسویں حصہ کا خیر قبول رکھا-
اور اسی روش پر تانبے کے سکے مسلوک کئے اور ہر ایک سکے کو ایک نام سے معروف کیا-
سو تولہ اور پچاس تولہ اور بیس تولے اور دس تولے کے مہروں پر یہ بیت سکہ ہوئی +

بخط نور بر زر کلک تقدیر　　رقم زد شاہ نور الدین جہانگیر

مصرعوں کے درمیان جگہہ چھوڑکر کلمہ اور دوسری طرف یہ بیت جسمیں تاریخ ہی نکلتی ہے منقش ہوئی

شد چو خور زین سکہ نورانی جہان　　آفتاب مملکت تاریخ آن

دونوں مصرعوں کے درمیان مقام ضرب سنہ ہجری و سنہ جلوس اور سکہ نورجہانی کہ بعوض
مہر معمول ہے اور وزن میں زیادہ ہے روپیہ کی برابر اعتبار کی جاتی ہے اسپر یہ بیت ثبت ہوئی

روے زر را ساخت نورانی برنگ مہر و ماہ　　شاہ نور الدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ

سکہ کے ہر طرف ایک مصرعہ کندہ ہوا اور ضرب کا مقام سکہ ہجری و سنہ جلوس منقش ہوا-
سکہ جہانگیری کہ وزن میں ⅕ زیادہ ہے روپیہ کی برابر اعتبار کیا جاتا ہے نورجہانی کے
دستور یہ ہے اور تولہ کا وزن دو نیم مثقال معمول ایران و توران ہے -
مکتوب خان داروغہ کتابخانہ و نقاش خانہ نے تاریخ جلوس خوب کہی بادشاہ
کو بہت پسند آئی + سہ

سال جلوس شاہی تاریخ شد چو بنہاد　　اقبال سر بپائے صاحب قران ثانی

اپنے فرزند خسرو کو ایک لاکھہ روپیہ میں نے مرحمت کیا کہ وہ قلعہ کے باہر منعم خان خانخانان
کے گھر کو اپنے واسطے بنالے- سعید خان کو پنجاب کی ایالت و حکومت سپرد ہلکوئی - حضرت ر
کے وقت یہ مذکور ہوا کہ اوسکے خواجہ سرا ستم پیشہ ہیں اور زیر دستوں اور مسکینوں پر
ظلم کرتے ہیں او سکو میں نے پیغام بھیجا کہ ہماری عدالت میں کسی پر ستم روا نہیں ہے اور
میزان عدل میں ہمکو خردی اور بزرگی منظور نہیں اگر اوسکے بعد اوسکے آدمی کسی پر ظلم کرینگے
تو گوشمال انتقامی پائینگے- شیخ فرید بخاری کو جو میرے باپ کے عہد میں میر بخشی تہا خلعت و

شمشیر مرصع و دوات قلم مرصع عنایت کی اور پہلی خدمت پر مامور رکھا اور اوسکی سرفرازی
کے لئے میں نے کہا کہ تجھکو میں صاحب السیف والقلم جانتا ہوں مقیم کو کہ میرے باپ کے
عہد میں وزیر خان کا خطاب رکھتا تھا میں نے ممالک محروسہ کی وزارت دی خواجگی
فتح اللہ کو بھی خلعت دیکر بدستور سابق بخشی کیا عبدالرزاق معموری کو جو میرے ایام
شاہزادگی میں بے سبب میری خدمت کو چھوڑ کر میرے باپ پاس چلا گیا تھا بدستور قدیم
بخشی کیا - اور امین الدولہ کو جو میری اجازت بغیر بھاگ کر میرے باپ پاس چلا گیا تھا
اوسکی تقصیرات پر نظر نہ کرکے آتش بیگی کی خدمت پر مقرر کیا - غرض بیرونی اور اندرونی
ارباب خدمات و مہمات کو اپنے باپ کے عہد کے موافق بحال رکھا شریف خان کہ خردسالی
سے میرے ساتھ بڑا ہوا تھا میں نے نقارہ و تومان و توغ اوسکو مرحمت کیا تھا اور منصب دو ہزاری
و پانصدی دیا تھا اور صوبہ بہار کی حکومت دارائی اور اس ولایت کا حل و عقد اس کے
قبضہ اختیار میں چھوڑا تھا اور اس طرف رخصت کیا تھا وہ میرے جلوس سے پندرہ روز بعد
میری خدمت میں حاضر ہوا اوسکے آنے سے میں نہایت خوش ہوا - اس لئے کہ اوس کی
بندگی میری اس حد پر پہنچی ہے کہ میں اوسکو بمنزلہ برادر و فرزند و یار و مصاحب کے جانتا
ہوں - مجھے اوسکے اخلاص و عقل و دانائی و کاردانی پر اعتماد کلی تھا اسلئے میں نے اوسکو
وکیل اور وزیر اعظم مقرر کیا امیرالامرائی کا خطاب دلادیا - نوکری میں کوئی اور خطاب
اس سے مافوق نہیں ہے اور منصب پنجہزاری ذات و سوار اوسکو دیا ہر چند اوس کے منصب میں
افزائش کی گنجائش تھی کہ اوسسے زیادہ مقرر ہوتا لیکن اوسنے عرض کیا کہ جب تک کوئی
مجھسے خدمت نمایاں وقوع میں نہیں آئیگی منصب مذکور سے زیادہ نہ چاہونگا - ابھی میرے باپ کے
بندوں کی حقیقت اخلاص و اچھی ظاہر نہیں ہوئی تھی اور بعضوں سے تقصیرات اور
ناشائستہ ادا اوسے جو خالق و خلق کو ناپسند تھی سرزد ہوئے تھے وہ خود بخود شرمندہ
و شرمسار تھے - باوجودیکہ میں نے روز جلوس میں سب کی تقصیرات معاف کردیں اور یہ
قرار دے لیا تھا کہ امور گذشتہ کی بازخواست نہ ہوگی - مگر ایک توہم جو اونکی طرف سے

میری خاطر میں چلا جاتا تہا اسلئے میں امیر الامرا کو اپنا حافظ و نگہبان جانتا تہا۔ اگرچہ کل
بندونکا نگہبان اللہ تعالی ہے خصوصًا بادشاہونکا کہ جنکا وجود باعث رفاہیت عالم
ہے۔ راجہ مانسنگہ کو جس سے بہت سی رشتہ مندیاں تہیں اور وہ میرے پدر کے امراء معتبر و
معتمد میں سے تہا اوسکو صوبہ بنگالہ کا حاکم مقرر کیا بعض امور اس سے ایسے صادر ہوئے تہے
کہ اوسکو یہ توقع نہیں تہی کہ میں اوسکے حق میں ایسی عنایت کرونگا کہ ایسی ولایت دونگا
جسمیں پچاس ہزار سوار رہتے تہے۔

جلوس کے بعد جمیع امرا مع اپنی جمعیتوں کے درگاہ میں حاضر تہے میرے دل میں آیا کہ اس لشکر
کو سلطان پرویز کو عنایت کرکے رانا کے سر پر بہیت غزا بہیجوں فرزند مذکور کو رخصت کیا
اور بیس ہزار سوار اور امراء مفصلۂ ذیل اوسکی خدمت کے لئے تعین کئے اول آصف خان پنجہزاری
کو پرویز کا اتالیق مقرر کیا۔ اور حکم دیا کہ سب چہوٹے بڑے منصبدار اوسکی اصلاح و صوابدید
سے باہر نہ جائیں اور عبد الرزاق معموری کو بخشی اور ممتاز بیگ عموی آصف خان کو
دیوان مقرر کیا۔ راجہ جگنناتہہ پنجہزاری اور رانا شنکر کو ہمراہ کیا۔ اور مادہو سنگہ اور راول سال
درباری کو علم اور سہ ہزاری منصب عنایت کیا شیخ رکن الدین شیر خان کو سہ ہزاری منصب
دیا۔ شیخ عبد الرحمن پسر شیخ ابو الفضل کو اور مہاسنگہ نبیرہ راجہ مانسنگہ و زاہد خان پسر
صادق خان کو اور وزیر جمیل و قراخان ترکمان جنمیں سے ہر ایک دو ہزاری منصب رکہتا ہے
خلعت دیکر رخصت کیا۔ راجہ منوہر کہ سیکہاوت کچہواہوں میں سے تہا اور میرا باپ
خردسالی میں اوس پر بہت عنایت کرتا تہا اور فارسی زبان جانتا تہا اوس کا یہ
یہہ ایک شعر ہے کہ ؎

غرض ز خلقت سایہ ہمین بود کہ کسے      بنور حضرت خورشید پاے خود بنہد

وہ بہی اس مہم میں شریک کیا گیا۔ غرض بڑے بڑے امیرزادے اور خانزادے
اور راجپوت کار طلب اس خدمت پر مامور ہوئے اور ایک ہزار احدی جنکو یکہ
کہتے ہیں متعین ہوئے +

جہانگیر کی نیت میں یہ تہا کہ اکثر اکبری اور جہانگیری بندوں کو اپنے منتہائے مطلب پر
کامیاب کرے اسلیئے اوسنے بخشیوں کو حکم دیا کہ جو شخص اپنے وطن میں اپنی جاگیر لینی
چاہتا ہو اوسکو اطلاع دو تاکہ تورہ و قانون چنگیزی کے مطابق التمغا اوسکی جاگیر میں مقرر
ہو اور تغیر و تبدیل سے امین ہو - بادشاہ کے آبا و اجداد جس کسی کو جاگیر بطریق ملکیت
کے عنایت کرتے تہے - اسکے فرمان پر مہر آل تمغا لگتی تہی جو عبارت اسسے ہے کہ فرمان پر
شنجرف سے مہر لگائی جائے - جہانگیر نے حکم دیا کہ مہر لگنے کی جگہ طلا پوش کی جائے اور مہر مذکور
اوسپر لگائی جائے اسکا نام التون تمغا یعنے مہر زریں رکہا جائے +

التمغا و مہر +

بیرداس کو میر آتش بنایا اور راجہ بکرماجیت کا خطاب ملا اور حکم دیا کہ ہمیشہ توپخانہ
میں جو بادشاہ کے ساتہ رہے پچاس ہزار توپچی اور تین ہزار ارابہ توپ مستعد آمادہ
رکھے - چھوٹی توزک میں لکھا ہے کہ ساتہہ ہزار شتری زنبورکیں جنمیں سے ہر ایک کے لئے دس سیر
بارود اور بیس گولیاں ہوں اور بیس ہزار اور قسم کی توپیں مع سامان چلنے کے لئے
تیار رہیں اور اس کارخانہ کے خرچ کے لئے بندرہ پرگنے مقرر کئے جنکی آمدنی ایک لاکہہ دو انگی
اشرفی تہی - مرزا شاہرخ نبیرہ مرزا سلیمان حاکم بدخشان کو ہفت ہزاری منصب دیا - اوسکو
جہانگیر نے اپنے باپ سے التماس کرکے اپنی خدمت میں لے لیا تہا اور وہ اسی کے پاس رہا
ہوا تہا اسلیئے اوسکو وہ اپنے فرزندوں میں سے شمار کرتا تہا - راجہ رام سنگہ کے سب سے زیادہ لائق
بیٹے بہاؤ سنگہ کو منصب ایک ہزار پانصدی کا عنایت ہوا اور اسکا عہدہ سابق برقرار رہا -
زمانہ بیگ پسر غیور بیگ کابلی کو کہ خردسالی سے جہانگیر کی خدمت کرتا تہا اور اوسکی ایام شاہزادگی
میں احدی کے درجہ سے منصب پانصدی پر پہنچا تہا خطاب مہابتخانی کا دیکر منصب ہزار و
پانصدی سے ممتاز کیا اور شاگرد پیشہ کی بخشی گری اوسکے لئے مقرر ہوئی - راجہ نرسنگہ دیو
کہ بندیلہ راجپوت تہا اور جہانگیر کا رعایت یافتہ تہا شجاعت و نیک ذاتی اور سادہ لوحی
میں اپنی امثال اور اقران میں ممتاز تہا سہ ہزاری منصب سے سرافراز ہوا - اسکی رعایت
و ترقی کا سبب اسکا ابوالفضل کا قتل کرنا تہا جسکا بیان اوپر ہو چکا -

جہانگیر کا منصب عطا کرنا +

میر ضیاء الدین قزوینی جسنے جہانگیر کی ایام شاہزادگی میں خدمات اور دولت خواہیاں کیں ہزار
ہزاری کا منصب دیا طویلہ کا شرف بنایا اور حکم دیا کہ ہر روز بیس گھوڑے بخشش کے لئے حاضر
رکھی مرزا علی اکبر شاہی کو منصب چار ہزاری سے ممتاز کیا سرکار سنبھل اوسکو جاگیر میں دی
امیر الامرا نے ایک دن کسی تقریب سے یہ بات جہانگیر سے کہی جو اوسکو بہت پسند آئی کہ دیانت
و بے دیانتی مخصوص نقد و جنس سے نہیں ہے بلکہ آشنایوں میں ایسی حالت کا دکھانا کہ
اون میں نہ ہو اور اس استعداد کا چھپانا جو بیگانگوں میں ہو یہ بھی بے دیانتی سے
یہ بات سچ ہے کہ مقربوں کو آشنا و بیگانہ پر نظر نہ کرنی چاہیئے۔ ہر شخص کی حالت جیسی
ہو عرض کرنی چاہیئے۔ جہانگیر نے سلطان پرویز کو رانا سے لڑنے کے لئے بھیجا تھا اور
اور یہ سمجھا دیا تھا کہ اگر رانا مع اپنے پسر کلاں کرن کے اس کے پاس آئے اور اطاعت
و بندگی اختیار کرے تو اوسکی ولایت سے تعرض نہ کرے اس سفارش سے غرض اسکی دو مقدمے
تھے۔ ایک یہ کہ اکبر کے پیش نہاد خاطر ماوراء النہر کی فتح تھی۔ مگر جب یہ عزیمت وہ کرتا تھا
تو موانع پیش آتے اگر مہم رانا کوئی صورت پکڑے اور اوسکا خدشہ خاطر سے دور ہو تو
ہندوستان میں پرویز کو چھوڑ کر توفیقات الہی کی تائید سے ولایت موروثی کو وہ روانہ ہو
خصوصاً ان دنوں میں کہ ماوراء النہر میں کوئی حاکم مستقل نہیں ہے وہاں باقی خان نہیں
جو عبد اللہ خان اور اوسکے بیٹے عبد المومن کے بعد تخت نشین ہوا تھا مر گیا اور ولی محمد خان
اوسکا بھائی اس دیار میں حاکم ہوا تھا۔ ابھی یہاں انتظام نہیں ہوا تھا ۔ دوم سرانجام مہم ملک
دکن کہ میرے والد بزرگوار کے عہد میں ایک حصہ دکن کا فتح و تسخیر ہوا تھا اوسکو خدا کی عنایت
سے ایک حصہ تحت و تصرف میں لا کر ممالک محروسہ میں داخل کروں +

چھوٹی توزک میں لکھا ہے کہ مجھے اطلاع ہوئی کہ سمرقند میں جو باقی خان اوزبک حاکم تھا
وہ مر گیا اور اوسکا جانشین ولی خان ہوا ہے۔ اسکی حکومت کی ابتدا ہی میں میں نے خیال کیا کہ
وہ مجھسے عداوت کے ساتھ پیش آئے۔ ایسی صورت میں میں نے یہ ارادہ کیا کہ پرویز کو اوس کے
مقابلہ کے لئے بھیجوں اور بعد ازاں اگر خدا فضل کرے تو دکن کی فتح کی تدابیر کو پورا کر کے میں

خود ما وراءالنہر جاؤں - دکن کی فتح کا مجھے بڑا خیال تہا کہ اس لشکر کو جو بسیر فتح حاصل کر سمرقند لے جاؤں اور یہ میلان خاطر مجھے اپنی باپ کے سبب سے پیدا ہوا تہا وہ بہت اس ملک موروثی ماوراءالنہر کو فتح کرنا چاہتا تہا مگر مین نے اوسکو حزم و احتیاط سے بعید جانا کہ ہند کو بے سپاہ کسی بیٹے کو سپرد کر کے چلا جاؤں - میں نے یہی قرار دیا کہ پرویز کو رانا اودے پور سے لڑنے کے لئے بھیجوں +

۲۷ شعبان کو بیسران اکہے راج ولد بہگوانداس عم راجہ مانسنگہہ سے ایک امر غریب ظاہر ہوا ان بے سعادتوں کا نام ابہے رام و بیجے رام و شیام رام تہا - یہ نہایت بے اعتدال تھے - ابہے رام نے بہت بے اعتدالیان کیں تہیں مگر میں نے انکے اوسکی تقصیرات سے اغماض کیا تہا اس تاریخ میں مجھسے عرض کیا گیا کہ ابہے رام یہ چاہتا ہے کہ اپنی عورتوں اور فرزندوں کو بے اجازت وطن بہیجدے اور پہر خود بھاگ کر رانا کی پناہ میں جو میرے خاندان کے نا دولتخواہوں میں ہے - رام داس اور اور امرائے راجپوت سے میں نے کہا کہ اگر تم میں سے کوئی اسکا ضامن ہو تو ان بدبختوں کی جاگیر اور منصب کو برقرار رکہوں اور اونکے گذشتہ کوتکون کو عفو کردوں لیکن انکی بدطینتی کے سبب سے کوئی شخص ضامن نہ ہوا تو میں نے امیرالامرا کو حکم دیا کہ جب تک کوئی اون کا ضامن ہو اونکو حوالات میں رکھے اوسنے ابراہیم خان کاکر دلاورخانی اور حاتم شہنواز خانی کے حوالہ کیا جب اونہون نے چاہا کہ ان جاہلون سے ہتیار لے لیں تو وہ اپنے نوکرون کو ساتھ لیکر جنگ کرنے لگے امیرالامرا اور شیخ فرید نے اونکو قتل کیا اور یہ شورش دولتخانہ خاص و عام کے صحن میں واقع ہوئی اور اس سیاست کے سبب سے ناعاقبت اندیشوں کی تنبیہ ہوگئی اور الہی بخش نے کہا کہ اگر اس قسم کا امر آگرہ بلکہ میں ہوا ہوتا تو اس جماعت کا سلسلہ و قبیلہ تیس تاس کیا جاتا میں نے کہا کہ یہ طائفہ رعایت کو دہ اور تربیت یافتہ میرے والد بزرگوار کا ہے اسی کی میں مراعات کرتا ہوں اور مقتضاء عدالت بھی یہی ہے کہ ایک شخص کے جرم کا مواخذہ بہت آدمیوں سے نہیں کرنا چاہیے - چھوٹی توزک میں اس واقعہ کو مختلف طرح بیان کیا ہے کہ

یہ لوگ الہٰی بخشوں کی تعلیم کے مرید و اخلاص پرور وزرا اہل حرم کا سلوک حرام ہے جنون میں +

۷ شعبان کو رامجی اور بیجا رام (بیجے رام) اور سیام پسران بھگوانداس عموی راجہ مانسنگھ کو اونکی بداعمالی کی سزا دی گئی۔ اونکے سر پیر سے ہاتھیوں کے پاؤں تلے کچلے گئے ان سب میں رامجی بڑا شریر تھا ضمیمہ دیکھو

ایک روز بعض پنڈتوں سے جو ہندوستان کے دانشمندوں سے عبارت ہے یہ پوچھا کہ اگر تمہارے مذہب کا منتہا یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات مقدس نے مختلف پیکروں میں حلول کیا ہے تو وہ ارباب عقل کے نزدیک مردود ہے اور اسے یہ مفسدہ لازم آتا ہے کہ واجب تعالیٰ جو تمام تعینات سے مجرد ہے صاحب طول و عرض و عمق ہو جاتا ہے اور اگر ان اجسام میں نور الہی کے ظہور سے مراد ہے تو وہ سب موجودات میں ساری ہے اور وہ ان دس پیکروں سے مختص نہیں ہے۔ اور اگر صفات الہی میں سے کسی صفت کا اثبات مراد ہے تو اس صورت میں بھی تخصیص درست نہیں اسلئے کہ ہر دین و آئین میں صاحبان معجزہ و کرامات موجود ہیں اور وہ اپنے زمانہ میں دانش و فراست میں ممتاز ہوئے ہیں۔ بہت سی گفت و شنود اور رد و بدل کے بعد اس خدا کے معترف ہوئے جو جسم و چون و چگونگی سے منزہ ہے ہندوؤں نے یہ کہا کہ ہمارا یہ خیال ہے کہ ہم ذات مجرد کے ادراک میں ناقص ہیں صورت کے وسیلہ بغیر خدا کی معرفت نہیں حاصل ہو سکتی ان دس پیکروں کو ہم شناخت و معرفت کا وسیلہ جانتے ہیں تو میں نے کہا کہ تم ان پیکروں سے معبود تک پہنچنے کا مقصود کب حاصل کر سکتے ہو +

ہندوؤں کے ساتھ مباحثہ +

شب سہ شنبہ ۱۱ ذیقعدہ ۹۶۳ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۵۵۶ء کو آفتاب برج حوت سے برج حمل میں آیا۔ سال اول جلوس میں یہ پہلا نوروز تھا اسی نوروز سے بادشاہ اپنے جلوس کے سالوں کا حساب کرتا ہے۔ باپ کے دستور کے موافق دولتخانہ خاص و عام آراستہ ہوئے اور روز اول سے جب تک کہ حمل میں ۱۹ درجے آفتاب طے کرکے خانہ شرف میں آئے ہر روز جشن رہا اور حکم ہوگیا کہ مکیفات و مفرحات میں سے جسکا جی چاہے کھائے منع و مانع کوئی نہیں ہے ان سترہ اٹھارہ روز میں اکبر کے عہد میں یہ بات مقرر تھی ہر روز

جشن اولین نوروز +

امراے کلان میں سے ایک امیر مجلس آراستہ کرتا اور پیشکش دیتا جسمیں اقسام جواہر و مرصع آلات
و اقمشہ نفیسہ اور ہاتھی گھوڑے ہوتے اور اپنی مجلس میں بادشاہ کو آنے کی تکلیف دیتا
اور بادشاہ اپنے بندوں کی سرافرازی کے لئے قدم رنجہ فرماتا اور پیشکشوں کو ملاحظہ
کرتا جو اوسکو پسند آتا اوسکو لے لیتا اور باقی کو صاحب مجلس کو بخش دیتا۔ بادشاہ کی طبیعت
سپاہی اور رعیت کی رفاہیت اور آسودگی پر مائل تھی اس سال پیشکش معاف ہوئی
مگر بعض امیروں کی خاطرداری کے سبب سے اونکی پیشکشوں میں سے کچھ لے لیا گیا

ذکر [illegible] مظفر خان کی اولاد کی شورش +

آغاز جلوس میں مظفر خان گجراتی کی اولاد میں سے کسی نے جو اپنے تئیں اس ولایت کے
حاکم زادوں میں سے سمجھتا تھا شورش برپا کی اور احمد آباد کی اطراف و جوانب کو تاخت و
تاراج کیا۔ اور چند شاہی سرداروں کو جیسے کہ بہادر اوزبک اور راے علی بھٹی تھے مار ڈالا
بادشاہ نے راجہ بکرماجیت اور بہت سے منصبداروں کو چھ سات ہزار سواروں کے
ساتھ گجرات کی کمک کے لئے تعین فرمایا اور یہ مقرر کیا کہ جب تک مفسدوں کے رفع دفع
سے راجہ کی خاطر جمع ہو تو وہی گجرات کا صاحب صوبہ رہے۔ اور قلیج خان جو پہلے اس
خدمت پر تعین ہوا تھا وہ بادشاہ پاس آئے۔ اس فوج کے پہنچتے ہی باغیونکی جماعت پریشان
ہوئی یہ ایک جماعت جنگل میں بھاگ گئی۔ اور اس ملک کا انتظام ہو گیا +

ذکر جدا ہونا سلطان خسرو کا [illegible]

خسرو کے دل میں غرور جوانی و کم تجربگی و مصاحبان ناجنس کی ناعاقبت اندیشی سے
خیالات فاسد پیدا ہوئے۔ خاصکر اس زمانہ میں کہ میرے والد بزرگوار بیمار تھے اور بعض
کوتاہ اندیشوں نے بسبب کثرت جرائم و تقصیرات کے کہ اونسے وقوع میں آئے تھے اور
عفو و اغماض سے محض نا امید تھے یہ ارادہ کیا کہ اوسکو دستاویز بنا کر امور سلطنت کے مختار
بنیں اور اس معنی سے وہ غافل تھے کہ امور سلطنت و جہانبانی ایسا امر نہیں ہے کہ چند
ناقص عقلوں کی سعی سے انتظام پائے۔ خالق دادار اس امر عظیم الشان و رفیع القدر
کے لئے جس کسی کو شائستہ جانتا ہے اور اس خلعت کے لئے جسکی قابلیت کے قامت
کو راست سمجھتا ہے اوسکو دیتا ہے + ۵

| | |
|---|---|
| روا رند ه نتوان ستد بخت را | نشاید خرید افسر و تخت را |
| سرے را که حق تاج پرور نمود | نشاید از و تاج و دولت ربود |

مفسدوں اور کوتہ اندیشوں کے خیالات فاسد کا نتیجہ سواء ذلت اور پشیمانی کے
نہیں ہوتا۔ اس نیاز مند درگاہ الٰہی کے ساتھہ امور سلطنت نے قرار پایا تو میں نے خسرو کو
ہمیشہ گرفتہ خاطر و متوحش پایا۔ ہر چند میں نے چاہا کہ اسپر عنایت و شفقت کرکے اوسکے
دل سے دغدغے و وسوسے دور کروں لیکن اسے کچھہ فائدہ نہ ہوا۔ وہ بخت برگشتوں کے
مشورہ سے شب یکشنبہ ۸ - ذی حجہ سنہ مذکور کو دادا کی قبر کی زیارت کا بہانہ بناکے قلعہ سے باہر
آکر بھاگ گیا اور ساڑھے تین سو سوار ساتھہ لے گیا۔ اوسکی روانگی سے تھوڑی دیر بعد ایک چراغچی
نے جو وزیر الملک کا آشنا تھا اوسکو خبر دی کہ خسرو بھاگ گیا۔ وزیر الملک اسکو امیر الامرا پاس لیگیا
اوسنے اس خبر کو تحقیق کیا اور مضطربانہ محل کے دربار میں گیا اور خواجہ سرا کی معرفت کہلا بھیجا
کہ مجھے کچھہ ضروری عرض کرنا ہے حضور باہر تشریف لائیں۔ یہ بات میرے سان گمان میں بھی نہیں تھی
میں نے جانا کہ دکن یا گجرات سے کوئی خبر آئی ہوگی جب میں باہر آیا تو معلوم ہوا کہ ماجرا یہ ہے
میں نے کہا کہ اب کیا کرنا چاہئے میں خود جاؤں یا خرم کو بھیجوں۔ امیر الامرا نے کہا کہ اگر
حکم ہو تو میں جاؤں میں نے کہا کہ ہاں اچھا تو اوسنے کہا کہ اگر خسرو نصیحت کرنے سے واپس نہ آئے
اور ہتیار چلائے تو مجھے کیا حکم ہے تو اوسے کہا گیا کہ اگر وہ کسی طرح راہ راست پر نہ آئے
تو جو کچھہ تیرے ہاتھہ سے ہو سکے اس میں تقصیر نہ کرنا سلطنت میں خویشی و برادری نہیں
ہوتی کہ۔ بادشاہ خویشی ندارد کسے آیاتیں اور بعض اور مقدمات کہہ کر میں نے اوسے
رخصت کیا میرے دل میں آیا کہ خسرو امیر الامرا سے بالکل آزردہ ہے اور اوسکو جو قربت و
منزلت حاصل ہے اُسنے وہ امثال اور اقران کا محسود ہے۔ مبادا کوئی نفاق کی بات
وہ کرے اور اوسکو ضایع کردے۔ معز الملک کو میں نے حکم دیا کہ جاکر اوسکو الٹا لے آئے۔
شیخ فرید بخشی بیگی کو اس خدمت پر متعین کیا اور حکم دیا کہ کل منصب دار اور احدی کہ
پہرہ پر ہیں۔ میری ہمراہی پر متوجہ ہوں۔ احتشام خاں کو توال کو قراولی و خبر گیری کے لئے مقرر کیا

اور ٹہیرایا کہ جب دن ہو تو مین خود جاؤن - معز الملک امیر الامرا کو لے آیا - میرے پاس حسن [illegible] کی
کہ خسرو پنجاب کی راہ پر ایلغار کر کے جاتا ہے - میرے دل مین آیا کہ مبادا وہ راہ مین چپ
زدگی کرے یعنے جائے اور طرف اور دکھلائے اور طرف - راجہ مانسنگہ اسکا ماموں بنگالہ
مین موجود تہا اسلیے اکثر بندہاے درگاہ کی رائے یہ تہی کہ خسرو وہان جائیگا - ہر طرف آدمی
بہیجکر یہ تحقیق ہو گیا کہ وہ پنجاب کو جاتا ہے - اس اثنا مین صبح ہوئی عنایات الٰہی پر بہروسہ
کر کے عزیمت درست کیے ساتہہ مین سوار ہوا اور کسی چیز کا اور کسی آدمی کا مقید نہ ہوا اور چلا

| | |
|---|---|
| بلے آن را کہ اندوہ ست در پے | نمی داند کہ رہ چون میکند طے |
| ہمی داند کہ آفت پیش راند | نداند با کہ آید با کہ ماند |

اول والد بزرگوار کے روضہ پر گیا جو شہر سے ۳ کوس پر واقع ہے اور حضرت کی روح
سے استمداد ہمت کی - اسی حال مین مرزا شاہرخ کا بیٹا جو خسرو کے ہمراہ جانے کا ارادہ
رکہتا تہا پکڑا ہوا آیا - جب بات مین اوسنے پوچہی تو وہ انکار نہیں کر سکتا تہا مین نے
حکم دیا کہ اسکے ہاتہہ باندہ کر فیل پر سوار کرین - یہ اول شگون تہا کہ حضرت [illegible] روح کی برکت
اور توجہ و امداد سے ظہور مین آیا - دوپہر کو خوب لوئین چلین تو سایہ کے درخت کے نیچے
مین نے توقف کیا اور خان اعظم سے مین نے کہا کہ جب میرا با وجود [illegible] خاطر کے
یہ حال ہو کہ معتاد افیون جو اول روز مین مجہے کہانی تہی اب تک نہ کہائی ہو اور کسی نے
اوسکو یاد بہی نہ دلایا ہو تو اس بے سعادت خسرو کا حال ابہی پر قیاس کرنا چاہیے
مجہے تکلیف اس سبب سے تہی کہ میرا فرزند بے سبب میرا خصم [illegible] ہو گیا اگر اسکے پکڑنے مین
سعی نہیں کرتا تو مفسد اور فتنہ اندیشون کو دستگاہ ہوتی ہے اور وہ اپنا سر لیے ہوے
اوزبک یا قزلباشون پاس جائیگا جسکے سبب سے میری دولت کو خفت ہوگی اسواسطے
مین نے اوسکے گرفتار کرنیکا ارادہ کیا - [illegible] آرام لیکر پرگنہ متہرا سے کہ آگرہ سے بیس کوس
پر واقع ہے دو تین کوس [illegible] اور اس پرگنہ کے ایک موضع مین اترا جہان تالاب بہی تہا
خسرو جب متہرہ مین آیا تو حسن بیگ بدخشی کہ والد بزرگوار کی رعایت یافتون مین تہا ملازمت

کے قصد سے کابل سے آتا تھا کہ وہ خسرو سے ملا۔ بدخشیوں کی طبع فتنہ و آشوب سے پیراستہ ہوئی
ہے وہ اس بات کو خدا سے چاہتا تہا۔ دو سو تین سو قاقات بدخشان۔ اوسکے ہمراہ تہے۔
وہ خسرو کا راہ بر اور سپہ سالار بنا۔ راہ مین جو شخص آگے آتا اوسکو لوٹ لیتا۔ گھوڑا
اور اسباب اوسکا لے لیتا سوداگروں اور مسافرون کا اسباب ان لچّون کا مال تہا۔ جہان وہ
جاتے وہان عورتون اور بچونکو ستاتے خسرو اپنی آنکھون سے دیکھتا تہا کہ باپ دادا کے
ملک موروثی پر کیا ستم ٹوٹ رہے ہیں ان بدبختوں کے افعال ناشائستہ کو دیکھکر اسکی صحبت
مین ہزار بار مرنے کی آرزو کرتا۔ مگر ان کتون سے آزاد ہوا اسکے سوا کوئی چارہ نہین کہتا
تہا۔ اگر اسکا بخت و اقبال یاور ہوتا تو ندامت و پشیمانی کو دستاویز اپنی بناتا اور بے
دغدغہ خاطر میری ملازمت مین آتا عالم السرایزد دانا ہے کہ مین اوسکی تقصیرات سے بالکل
درگذر کرتا اور اوسپر اسقدر لطف و شفقت کرتا کہ اوسکے دل مین بال کی برابر تفرقہ اور دغدغہ نہ رہتا
حضرت جنت آشیانی کے واقعہ مین بعض مفسدوں کے فساد سے اوسکے دل میں جو ارادے
پیدا ہوئے تہے وہ جانتا تہا کہ مجھے وہ معلوم ہیں اسلئے میری مہر و شفقت پر اعتماد نہیں
کرتا تہا۔ میری شاہزادگی مین خسرو کی ماں نے اوسکے اطوار اور اوضاع کی
ناخوشی سے اور چھوٹے بھائی مادھو سنگھ کے سلوک سے آزردہ ہوکر افیون کھاکر اپنے تئین ہلاک کیا
اوسکی خوبیوں اور نیک ذاتیوں کا کیا بیان کرون عقل اوسکی کامل تہی اخلاص اس کا
میرے ساتھ اس درجہ پر تہا کہ وہ ہزار پسر و برادر کو میرے ایک بال پر قربان کرتی تہی۔
بار بار اوسنے خسرو کو اخلاص محبت پر دلالت کی جب اوسنے دیکھا کہ اوسے کچھ فائدہ نہین ہوتا
اور انجام اسکا نامعلوم ہے کہ کیا ہوگا تو غیرت کے سبب سے کہ طبیعت راجپوتی کو لازم ہے
مرنے کا ارادہ کیا کئی مرتبہ کبھی کبھی اوسکا مزاج شورش میں آیا تہا۔ یہ شورش موروثی تہی
کہ اوسکے بھائیون اور باپ دادا مین بھی دیوانگی مین ظاہر ہوتی تہی اور ایک مدت کے
بعد علاج پذیر ہوئی تہی۔ جن دنوں میں کہ مین شکار پر متوجہ تہا ۲۶ ذیحجہ سنہ ۱۰۱۳ میں
عین شورش دماغ مین بہت سی افیون کہالی اور تہوڑی دیر میں مرگئی گویا کہ اوسنے

اپنے بیٹے کا حال جو ہونیوالا تہا پہلے سے دیکھہ لیا تہا اول میری شادی اوس سے ہوئی
تہی خسرو کے پیدا ہونے کے بعد لڑکی پیدا ہوئی جسکو شاہ بیگم کا خطاب دیا گیا۔ وہ یہ نہیں
دیکھہ سکتی تھی کہ اوسکے بہائی اور بیٹے میرے ساتھہ بدسلوکی کریں پریشان دماغ رہنے لگی
اور اسی حال میں اپنی جان پر کھیل گئی کہ اس اندوہ و کلفت سے چھوٹ جائے اسکے مرنے
سے میرا حال یہ ہوا کہ حیات و زندگانی کا مزہ کچھہ نہ رہا کھانے پینے کو دل نہ چاہتا تہا۔
حضرت والد ماجد کو میرا یہ حال معلوم ہوا تو ایک دلاسا نامہ نہایت شفقت اور رحمت سے اس
فدوی خاص پاس بہیجا اور خلعت و دستار مبارک اپنے سر سے اتار کر میرے پاس بہیجے
اس عنایت نے میرے سوز و گداز کی آگ پر پانی ڈالا اور میرے اضطراب و اضطرار میں فی الجملہ
قرار اور آرام ہوا۔ غرض ان مقدمات کے ذکر سے یہ ہے کہ اوس سے زیادہ کیا بے سعادتی ہو سکتی
ہے کہ فرزند اپنی ناخوشی سلوک اور اطوار ناپسندیدہ سے مادر کی خودکشی کا سبب ہوے اور
اپنے باپ سے بغیر کسی سبب باعث کے محض تصورات و خیالات فاسد سے بغاوت و عناد
اختیار کرے اور اوسکی دولت ملازمت سے فرار پر قرار اختیار کرے منتقم جبار نے ہر کردار
کے لئے اوسکی سزا برابر رکھی ہے اسلئے اوسکے حال کا مآل یہ ہوا کہ بدترین حال سے مقید ہوا
اور درجہ اعتماد سے گر کر زندان دائمی میں گرفتار رہا۔

راہ جو ستانہ زد و ہوشمند     پائے بدام آرد و سر در کمند

روز سہ شنبہ دہم ذی حجہ کو منزل ہوڈل میں آیا شیخ فرید بخاری کو شجاعوں اور بہادروں
کی جماعت کے ساتھہ خسرو کے تعاقب میں لشکر کا ہراول بنا کے بہیجا۔ دوست محمد خان کو جو میرے
ہم رکاب تہا بسبب سابق الخدمت اور ریش سفید ہونے کے قلعہ آگرہ کی محلوں خزانوں کی
محافظت کے لئے بہیجا جب آگرہ سے میں آیا تہا تو اعتماد الدولہ اور وزیر الملک کو شہر کی
حراست سپرد کی تہی۔ میں نے دوست محمد خان سے کہا کہ میں صوبہ پنجاب کو جاتا ہوں
وہ صوبہ اعتماد الدولہ کی دیوانی میں ہے اوسکو میرے پاس بہیجدینا اور حکیم مرزا کے
بیٹوں کو قید کر کے محبوس کردینا اسلئے کہ میرے فرزند صلبی نے یہ معاملہ کیا ہے تو برادرزادہ

اور عموں زادہ سے کیا توقع ہو سکتی ہے دوست محمد کے جانے کے بعد معز الملک بخشی ہوا ۔ بہلول و فرید آباد ہوتا ہوا ۱۳۔ روز جمعہ کو دہلی میں آیا۔ دادا کی قبر کی زیارت کو گیا۔ اپنے ہاتھ سے روپیہ تقسیم کیا۔ یہاں سے حضرت شیخ نظام الدین اولیا کے مزار کی زیارت کو گیا۔ اور فقیروں اور درویشوں کو روپیہ تقسیم کیا۔ ۱۴۔ کو سرائے نزلیہ میں گیا جسکو خسرو نے جلا دیا تھا۔ آقا ملائی میری خدمت بہت کرتا تھا ہزاری ذات کا اضافہ اوسکے اصل منصب کیا تین سو سوار اوسکو دئے۔ ایماقات جو میرے ہمرکاب تھے اونمیں سے بعضے خسرو سے اتفاق رکھتے تھے اسلئے کہ مبادا اونکی خاطر میں دغدغہ و تفرقہ آئے اونکے کلان تروں کو دو ہزار روپئے دئے کہ اپنے آدمیوں میں تقسیم کر دیں اور مراحم جہانگیری کا امیدوار کریں۔ ۱۶۔ کو پانی پت میں آیا۔ یہ منزل میرے آبا ے کرام و اجداد ذوی الاحترام پر ہمیشہ مبارک و فرخندہ بختی۔ اس شہر میں دو فتح عظیم حاصل ہوئی تھیں ایک یہ ابراہیم کو بابر نے شکست دی تھی جسکا ذکر تواریخ میں موجود ہے۔ دوم والد ماجد بزرگوار نے ہیمو پر فتح حاصل کی تھی جب خسرو دہلی میں پہنچ کر پرگنہ مذکور کی طرف متوجہ ہوا۔ تو بسبب تعلق دلاور خان وہاں آیا ہوا تھا۔ وہ جمنا سے اتر کر خود سپاہیانہ و قزاقانہ ایلغار کر کے چلا کہ قلعہ لاہور میں خسرو سے پہلے پہونچ جائے۔ انہیں دنوں میں لاہور سے ایسی مقام و منزل میں عبد الرحیم بھی آیا ہوا تھا۔ دلاور خان نے اوسکو ہدایت کی کہ اپنے بیٹوں کو میرے بیٹوں کے ساتھ جمنا پار بھیجدے اور خود کنارہ ہوکر میرا منتظر رہے۔ وہ گرانبار ترسندہ تھا۔ اس کام میں اسقدر توقف کیا کہ خسرو آگیا اور وہ اس پاس چلا گیا اور اوسنے خطاب ملک انور اکا پایا۔ اور نبرد میں صاحب اختیار ہوا۔ دلاور خان مردانہ لاہور کو گیا اور راہ میں ہر کسی کو اور ہر طایفہ کو ملازمان درگاہ میں سے اکثر وریوں اور سوداگر وغیرہ دل کو خسرو کے خروج کی اطلاع دی۔ بعض کو اپنے ہمراہ لیا اور بعض کو کہا کہ راہ پر سے کنارہ ہوجاؤ۔ اوسکے بعد دست اندازوں و ظالموں کے پنجہ سے بندگان خدا ایمن ہوگئے۔ غالب ظن یہ تھا کہ اگر دہلی میں سید کمال اور پانی پت میں دلاور خان جرأت و ہمت کرتے اور خسرو کو راہ میں روکتے تو اوسکے ہمراہ کی جماعت تاب مقاومت نہ لاتی اور پریشان

ہو جائی اور خسرو ہاتھہ میں آجاتا۔ مگر اونکی ہمت نے یاوری کی۔ ثانی الحال ہر ایک نے کسی نہ کسی سے
اپنی تقصیر کی تلافی کی۔ دلاور خان ایلغار کرکے خسرو سے پہلے لاہور کے قلعہ میں پہونچا اور
ایسی خدمت نمایاں کین کہ پہلے کوتاہی کا تدارک ہوا اور سید کمال نے بھی جنگ خسرو میں
ترددات مردانہ کئے۔ اپنے محل پر بالتفصیل بیان ہونگے۔ ۱۰ ذی الحجہ کو کرنال میں پہونچ کر
مقام کیا۔ ۱۱ کو شاہ آباد پہنچا۔ یہاں پانی کی قلت تھی مگر بڑا مینہ برسا جس سے لوگوں کا دل
خوش ہوا۔ منزل الوہ میں لوانی اور زیک کو ستاون منصبداروں کے ساتھہ شیخ فرید کی کمک کے
لئے تعین کیا۔ اور چالیس ہزار روپیہ مدد خرچ کے لئے بھیجا۔ سات ہزار روپیہ جمیل بیگ کو دیا۔
کہ وہ ایماقات میں تقسیم کرے۔ میر شریف امین کو دو ہزار روپیہ دئے۔ ۱۳ ماہ مذکور کو خسرو کے
پانچ آدمی پکڑے آئے بعضین سے دو نے اوسکی نوکری کا اقرار کیا اونکو میں نے ہاتھیوں کے
پیر تلے دلوایا۔ اور تین آدمیوں نے انکار کیا۔ اونکو زیر حوالات تحقیقات کے لئے رکھا۔
۱۱۔ فروری سنہ مرزا حسین و نورالدین قلی کوتوال شہر میں داخل ہوئے۔ ۱۳ فروری کو
دلاور خان کا فرستادہ میرے پاس آیا اور یہ خبر دی کہ خسرو نے خروج کیا ہے اور لاہور کا
قصد رکھتا ہے حضور خبردار رہیں۔ اسی تاریخ لاہور کے دروازے محفوظ و مضبوط کئے گئے تاریخ
مذکور سے دو روز بعد دلاور خان کے تھوڑے آدمی قلعہ میں داخل ہوئے۔ برج و بارہ کو استحکام
کرنا شروع کیا۔ جہاں شکست سخت تھی اوسکی درست کی۔ قلعہ کے اوپر توپیں اور ضربزنیں
لگائی گئیں جنگ کی تیاری کی گئی۔ بادشاہی آدمی قلعہ کے اندر خدمات پر متعین ہوئے
اور شہر کے آدمیوں نے بھی اخلاص کے ساتھہ مدد اور معاونت کی۔ دو روز کے بعد کہ ذی الحجہ
سلخ انجام ہوا تھا خسرو آن پہنچا اور ایک منزل میں اترا اور حکم دیا کہ شہر کا محاصرہ کرکے
لڑائی شروع کی جائے اور دروازوں میں ایک دروازہ کے کسی جانب پر آگ لگا دی جائے اور
اپنے نوکروں کو اوس نے کہا کہ قلعہ کے لے لینے کے بعد میں حکم دونگا کہ سات روز تک شہر کو
وہ لوٹیں اور آدمیوں کی عورتوں اور بچوں کو قید کریں اوسکے نوکروں نے شہر کے ایک
دروازہ میں آگ لگائی۔ دلاور بیگ خان و حسین بیگ دیوان اور نورالدین قلی نے

کوتوال نے دروازہ کے محاذی اندر کی طرف ایک اور دیوار کھڑی کرلی - ان دنوں میں کشمیر کے
تعیناتیوں میں سے سعید خان آب چناب پر فروکش تھا کہ اس خبر کو سنکر ایلغار کر کے لاہور روانہ
ہوا - جب آب راوی پر آیا تو اہل قلعہ کو خبر بھیجی کہ میں دولت خواہی کے قصد سے آیا
ہوں - اہل قلعہ بس کشتیاں بھیجکر اوسکو مع چند ہمراہیوں کے قلعہ میں لے آئے
قلعہ کے نو روز محاصرہ کے بعد خسرو کو خبر ہوئی کہ میں اس کے تعاقب میں چلا آتا ہوں
تو اوس نے فوج شاہی سے مقابلہ کا ارادہ کیا - ہندوستان کے سوادہائے اعظم میں
لاہور ہے چھ سات روز میں خسرو پاس دس بارہ ہزار سوار مستعد جمع ہو گئے
اور اس ارادہ سے کہ میرے آگے کی فوج پر شب خون ماریں حوالی شہر سے چلے
سرائے قاضی میں ۱۶ کو مجھے یہ خبر معلوم ہوئی - باوجودیکہ مینہ بہت برستا تھا میں نے
کوچ کا نقارہ بجایا اور سوار ہوا صبح کو سلطان پور میں آیا - دوپہر تک سلطان پور
میں رہا بحسب اتفاق اس وقت میری اور خسرو کی سپاہ میں مقابلہ و مقاتلہ شروع
ہوا معز الملک طشت بریانی لایا تھا میں منہ میں نوالہ رکھنے کو تھا کہ جنگ کی خبر آئی بس ایک
لقمہ شگون کے لئے کھا کر سوار ہوا اور آدمیوں کے پہنچنے کا اور کمکی افواج کا خیال
کچھ نہیں کیا بہت جلد جنگ کی طرف متوجہ ہوا جلیتہ خاصہ کو ہر چند طلب کیا مگر کسی
نے لاکر نہیں دیا - ہتیاروں میں سے سوا نیزہ و شمشیر کے کچھ بھی میرے پاس نہ تھا خدا کے
بھروسہ پر روانہ ہوا - اول میرے ساتھ پچاس سوار تھے اور کسی کو خبر بھی نہ تھی کہ آج جنگ
ہوگی - گوبندوال کے پل تک چار پانچ سو گھوڑے بھلے سوار میرے ساتھ ہو گئے پل سے
گذرتا تھا کہ شمسی توشکچی فتح کی نوید لایا میں نے اس خوشخبری کے لانے کے جلدو میں
خوشخبر خاں کا خطاب اوسکو دیا - میر جمال الدین حسین جسکو خسرو کی نصیحت کے لئے بھیجا تھا
ابھی آیا تھا کہ وہ خسرو کے آدمیوں کی کثرت و شوکت اسقدر بیان کرتا تھا کہ اوس سے
میرے آدمیوں کو خوف ہوتا تھا - باوجودیکہ فتح کی خبر متواتر آتی تھی مگر اس سادہ لوح کو
کسی طرح باور نہیں ہوتا تھا اور تعجب کرتا تھا کہ جس لشکر کو میں نے دیکھا ہے وہ کیونکر

شیخ فرید کے لشکر سے شکست پاسکتا ہے کہ جو نہایت قلیل اور بے استعداد ہے جب خسرو کا
سنگہاسن دو خواجہ سرا لائے تو میر کو اسکا یقین ہوا اور اوسنے میرے پانؤں میں سر رکہا
اور کہا کہ اقبال اوسے زیادہ بالاتر و بلند تر نہیں ہوتا شیخ فرید نے مخلصانہ و فدویانہ
سرداری کی سادات بارہ کہ اپنے زمانہ کے شجاع تھے اور ہر معرکہ میں اپنے کار نمایاں
دکھاتے تھے ہراول بنے تھے سیف خان ولد سید محمود خان بارہ سردار قوم خود
تردوات مردانہ کرتا تہا سترہ زخم اوسکے لگے تھے سید جلال تیر کے لگنے سے مر گیا
سادات بارہ پچاس ساٹھ آدمیوں سے زیادہ نہ تھے۔ اونہوں نے پان پانسو ہزار
ہزار بدخشی سواروں کو زخم لگا کے پارہ پارہ کر دیا سید کمال کہ اپنے بہائیوں کی کمک
کو گیا تہا۔ ایماقات کے چارسو آدمیوں کو پایمال کیا اور لشکر شاہی کو غلبہ ہوا خسرو کا
صندوق جواہر و نفائس کا جو ہمیشہ وہ اپنے پاس رکھتا تہا شاہی لشکر کو ہاتھ آیا +

| | |
|---|---|
| کہ دانست کہ این کودک خرد سال | شود با بزرگاں چنیں بدسگال |
| با ول قدح دردے آرد بہ پیش | گداز د شکوہ من و شرم خویش |
| بسوزاند اورنگ خورشید را | تمنا کند تخت جمشید را |

الہ آباد میں مجھے بھی باپ کی مخالفت پر کوتاہ بین دلالت کرتے تھے مگر اصلا یہ بات
مجھے معقول و مقبول نہیں معلوم ہوتی تھی اور میں یہ بھی جانتا تہا کہ جس دولت کی بنا باپ کی مخاصمت
پر ہو وہ پائداری کیا رکھتی ہے۔ ناقص عقلوں کی مشورے سے میں بیجا نہیں ہوا عقل و دانش
کے ساتھ کام کیا کہ اپنے باپ مرشد و قبلہ و خدائے مجازی کی خدمت میں گیا اور اس نیت
درست کی برکت سے جو مجھے حاصل ہوا وہ حاصل ہوا جس رات کو خسرو بہاگا میں نے راجہ باسو جو
کوہستان لاہور کا معتبر زمیندار ہے رخصت کیا کہ ان حدود میں جہاں خسرو کی خبر دے
اثر کو سنے حتی الامکان اوسکے گرفتار کرنے میں سعی کرے مہابت خان و مرزا علی اکبر شاہی
کو ایک انبوہ لشکر کے ساتھ متعین کیا کہ جس طرف خسرو روانہ ہو فوج مذکور اسکا تعاقب کرے
ادھر میں نے یہ ٹہیرایا کہ اگر خسرو کابل کو جائے تو میں اوسکے پیچھے جاکر پکڑوں اور اگر

کابل میں وہ توقف نہ کرے اور بدخشان یا اوسکی حدود میں جاوے تو کابل میں مہابت خاں کو چھوڑ کر خود بخیریت واپس آؤں اور بدخشان نہ جانے کا سبب یہ تھا کہ اگر میں وہاں جاتا تو خسرو اوزبکوں کے پاس چلا جاتا اس میں بادولت کی خفت ہوتی جس وقت لشکر تعاقب کے لئے روانہ ہوا ہے تو میں نے پندرہ ہزار روپیہ مہابت خان کو بیس ہزار روپیہ احدیوں کو دیا تھا کہ راہ میں جس جگہ اوسکی ضرورت ہو خرچ کریں۔ ۲۷ کو لاہور سے ۲ کوس پر منزل جیپال میں لشکر آیا۔ خسرو دریائے چناب کے کنارہ پر آیا شکست کے بعد اوسکے آدمیوں کی رایوں میں اختلاف ہوا۔ افغان اور اہل ہند جو اکثر اوسکے قدیمی رفیق تھے یہ چاہتے تھے کہ ہندوستان کی طرف وہ چلے اور یہاں فساد اور بغاوت کو پھیلاوے حسین بیگ کہ جسکے اہل و عیال و آدمی و خزانہ کابل کی طرف تھا وہ کابل جانے کے لئے کہتا تھا۔ خسرو نے حسین بیگ کی راے پر عمل کیا تو یک قلم ہندوستانی اور افغان اُس سے جدا ہوگئے دریائے چناب سے شاہ پور کے گھاٹ سے پار جانے کا ارادہ کیا تو کوئی کشتی نہ ملی سودہرہ روانہ ہوا۔ یہاں گھاٹ پر ایک کشتی بن ملاحوں کی اور دوسری کشتی گھاس و لکڑیوں سے بھری اوسکے آدمی لائے۔ خسرو کی شکست سے پہلے صوبہ پنجاب کے کل جاگیرداروں اور راہ داروں و گذربانوں کو حکم ہوا تھا کہ اس قسم کا قضیہ یہاں ہوا ہے وہ خبردار رہ ہوشیار رہیں ان تاکیدات اوسکے سبب سے دریاؤں کے گھاٹ بند ہوگئے تھے حسین بیگ نے چاہا کہ کشتی کے ملاح گھاس و لکڑی کو بن ملاحوں کی کشتی میں اتار کر خسرو کو پار اوتار دیں اس اثناء میں کمال چودھری سودہرہ کا داماد یہاں آیا۔ اوسنے دیکھا کہ ایک جماعت رات کو دریا سے پار جانا چاہتی ہے تو اوسنے غل مچا کر ملاحوں سے کہا کہ جہانگیر بادشاہ کا حکم ہے کہ رات کو اگر انجان آدمی دریا سے گذریں تو اونسے ہوشیار رہنا چاہئیے۔ اس شور و غل سے وہاں آدمی بہت جمع ہوگئے۔ کمال کے داماد نے ملاحوں کے ہاتھ سے کشتی چلانے کی بلی چھین لی اور کشتی کو چکرایا۔ ہر چند ملاحوں کو روپیہ کا لالچ دیا گیا مگر کسی نے قبول نہ کیا۔ ابوالقاسم کہ گجرات میں حوالی چناب میں تھا اوسکو یہ خبر پہنچی

کہ رات کو ایک جماعت آپ جناب سے اوترنا چاہتی ہے تو وہ اپنے بیٹوں سمیت یہاں آیا
اب نوبت یہانتک آئی کہ حسین بیگ نے ملاحوں کو تیروں سے پکڑا اور کنارہ پر سے داماد
کمال نے بھی تیراندازی شروع کی - چار کوس تک کشتی خود چڑھاؤ پر نیچے گئی اور آخر
شب کو ریگ میں پھنس گئی اور کسی کوشش سے آگے نہ کہسکی صبح صادق ہوئی ابوالقاسم
و خواجہ خضر خان نے ہلال خان کے اہتمام سے دریا کی جانب غربی کو مستحکم کیا تھا اور جانب
شرقی کو زمینداروں نے مستحکم کیا تھا - ہلال خان کو اس حادثہ کے وقوع سے پہلے اس
لشکر کی سزاولی کے لئے بھیجا تھا کہ سعید خان کے ماتحت کشمیر کو جاتا تھا - وہ اس نواح
میں عین وقت پر پہنچا - اسکا اہتمام ابوالقاسم خان نمکین اور خواجہ خضر خان کی جماعت
کے لانے اور خسرو کے گرفتار کرنے میں بڑا دخل رکھتا تھا صبح روز یکشنبہ ۲۹ ماہ مذکور
کو آدمیوں نے ہاتھی اور کشتی پر سوار ہو کر خسرو کو گرفتار کیا - اور دوسرے روز مجھے اوسکی
خبر ہوئی میں نے امیر الامرا کو خسرو کے لانے کے لئے بھیجا - امور سلطنت و ملک اکثر
اپنی رائے اور فہمید سے کرتا ہوں - اوروں کی تدبیروں سے اپنی تدبیر کو اچھا جانتا
ہوں چنانچہ اول کل بندگان مخلص کی صلاح و صوابدید کے برخلاف میں الہ آباد سے
باپ کی خدمت میں گیا جسکے دین دنیا کی صلاح حاصل ہوئی اور اس تدبیر کے سبب
سے میں بادشاہ ہوا - دوم خسرو کے تعاقب میں کسی چیز کا ساعت کے مقرر کرنے میں
مقید نہیں ہوا - روز پنجشنبہ ۳ محرم سنہ ۱۰۱۵ کو مرزا کامران کے باغ میں خسرو کو دست بستہ
و پا بزنجیر طرف چپ سے بموجب رسم و تورہ چنگیز خان میرے روبرو لائے حسین بیگ کو
اوسکے داہنی طرف اور عبدالرحیم کو بائیں طرف کھڑا کیا خسرو ان دونو کے درمیان
کھڑا لرزتا اور روتا تھا حسین بیگ اس گمان سے کہ شاید کچھ نفع ہو پریشان باتیں
بناتا تھا جب اوسکی غرض معلوم ہوئی تو اوسکو چپ کیا اور خسرو کو مسلسل حوالات میں
بھیجا اور ان دو مفتریوں کو گاؤ و خر کی کھالوں میں بند کر کے دراز گوش پر الٹا بٹھا کے
شہر میں پھرایا - گائے کا پوست بہ نسبت گدہے کے زیادہ جلدی خشک ہو گیا حسین بیگ

چار پہر تک زندہ رہا اور پہر دم گہٹنے سے دم نکل گیا عبدالرحیم خر کے پوست میں تھا خارج سے بہی اوسکو رطوبت پہنچتی تہی وہ زندہ رہا۔

چلنے کی ساعت نیک نہ آئی تہی میں نے روز دوشنبہ آخر ذی حجہ سے ۹ محرم مذکور تک مرزا کامراں کے باغ میں توقف کیا۔ پہر وال جہاں جنگ ہوئی تہی وہ شیخ فرید کو میں نے عنایت کی اور مرتضےٰ خان کا خطاب دلادیا سلطنت کے نظام و انتظام کے واسطے باغ مذکور سے لیکر شہر تک دورویہ داریں کھڑی کیں اور ایماق کے فتنہ انگیزوں کو کہ اس شورش میں خسرو کے ہمراہ تھے سیاست عبرت گر سے جزا سزا دی۔ اقبال نامہ میں لکھا ہے کہ خسرو کو ہاتھی پر بٹہایا اور داروں کے درمیان پہرایا کہ وہ اپنے ہمراہیوں کو اس عقوبت میں دیکھے اور اپنے عمل زشت سے عبرت پکڑے۔ اوسپر یہ حاشیہ بہی چڑہایا کہ خسرو کو یوں چڑہایا کہ چوبدار سے یہ کہلوایا کہ شاہزادہ اپنے خاص ملازموں کا آداب و تسلیمات قبول کرے جن امیدواروں نے دولت خواہی کی تہی اونکو ریاست وجہ داہت جناب کے درمیان عطا کی اور ہر ایک کو زمین مدد معاش کے طور پر مرحمت کی جبین بیگ جب مرزا شاہرخ کے ہمراہ اس درگاہ میں آیا تہا تو ایک گہوڑا پاس رکھتا تہا مگر رفتہ رفتہ امیر صاحب خزانہ و دفینہ ہو گیا اور ایسی آزادی کرنے لگا اوسکے مال میں سے سات لاکہہ روپیہ میر محمد باقی کے گہر سے نکلا جو روپیہ اور مخلوق میں اوسنے رکہا ہوگا اور اپنے ساتہہ لیا ہوگا وہ ابہی معلوم نہیں کہ کتنا ہوگا۔

اقبال نامہ جہانگیری میں اس بیان پر اور اضافہ کیا گیا ہے کہ عبدالرحیم کہ پوست خر میں بند کیا گیا تہا اور شہر میں پہرایا گیا تہا۔ پوست سگ اوسکو پہنایا گیا تہا اور کوچہ و بازار قسم خیار سے اور مرطوب چیز دسنے جو کچھہ اوسکو ہاتہہ لگتا وہ کہاتا۔ ایک دن زندہ رہا دوسرے روز اوسکو پوست سے نکالا۔ ایک رات دن میں اوسکے پوست میں کیڑے پڑ گئے مگر وہ زندہ رہا۔

چہوٹی توزک میں لکہا ہے جب قلعہ لاہور کی تسخیر سے خسرو اور اوسکے سپہ آرا مایوس ہوئے

اور فوج شاہی کی خبر آئی کہ وہ پیچھے لگی چلی آتی ہے تو اونکو معلوم ہوا کہ ہمنے نہایت حماقت کی کہ کوئی ایسا مقام بہم نہ پہنچایا کہ جس میں امن رہیے۔ اس پریشانی میں وہ جنگ پر دل نہاد ہوئے اور اونھوں نے ارادہ کیا کہ بادشاہ کے مقدمۃ الجیش پر جو ہمارا سپاہ ہے شب خون ماریں +

اس ارادہ سے منگل کو مغرب و عشا کے درمیان لاہور کے قلعہ کا محاصرہ چھوڑا دوسرے دن صبح کو مجھے سرائے قاضی علی میں خبر آئی کہ خسرو محاصرہ چھوڑ کر بیس ہزار سپاہ کے ساتھ چل دیا۔ اس خبر کے سنتے ہی میرے سینے میں آگ لگ گئی اور میرے دل میں خیال آیا کہ کہیں اور کسی مہم پر وہ گیا۔ اسی رات کو گو مینہ بہت برس رہا تھا میں نے خیموں کے اکھیڑنے کا حکم دیا۔ دریا کو گووندوال سے عبور کرکے دیوال میں گیا +

جمعرات کو دوپہر کو شیخ فرید خسرو کی سپاہ کا مزاحم ہوا اور بدنصیب دشمن کے سامنے آیا میں سلطان پور میں تھا اور میرے سامنے کھانے کا طبق آیا تھا اور میں کھانے کو تھا کہ خبر آئی لڑائی ہو رہی ہے۔ میں نے شگون کے لئے صرف ایک نوالہ کہایا کہ گھوڑا تیار ہوکر آیا اور میں اوسپر سوار اور اوسکو دوڑایا میں نے سپاہ کو اپنے ساتھ نہیں لیا۔ اگرچہ میں نے اپنا چلتہ خاصہ مانگا مگر کسی نے نہیں دیا میں نے صرف شمشیر اور نیزہ کو لیا اور خدا پر بہروسہ کرکے بہت جلد جنگ گاہ کی طرف چلا میرے پاس دو ہزار سوار تھے میں نے بخشیوں کو حکم دیا کہ وہ اونکو تیار کرکے میرے پیچھے لائیں۔ جب میں گووندوال کے پل پر آیا تو میں نے بیس ہزار آدمی شیخ فرید کی مدد کو بہیجے +

میں نے میر جمال الدین انجو کو خسرو پاس بہیجا کہ اوسکو نصیحت کرے کہ کن لوگوں نے تجھکو شیطانوں نے بہکاکے گمراہ کیا ہے کہ بر ملا باپ سے جنگ کرتا ہے اگر تو میرے ساتھ باپ پاس چلیگا تو تو اپنے افعال پر اوسکے روبرو ندامت ظاہر کریگا تو وہ تیرے سارے قصور معاف کرینگا تو اس جوابدہی سے بچے گا جو خدا کے سامنے باپ کے قتل کرنے کی اور ہزاروں بندگان خدا کی جان لینے کی کرنی پڑے گی۔ اگرچہ خود دل میں اوسنے ارادہ کیا کہ باپ کی خدمت میں جاوے

خسرو کی لڑائی کا بیان سلطان پور میں +

مگر اوسکے فتنہ پرداز اوباش ہمراہیوں نے نہ جانے دیا اور یہ جواب میرے پاس جمال الدین کی زبانی آیا
کہ اب تیغ زنی کے سواء کوئی اور بات نہیں ہے۔ خدا جس سر کو سلطنت کے لائق جانے گا
اوسیکے سر پر تاج رکھے گا +

جب میر جمال الدین کی معرفت میرے پاس یہ جواب آیا تو میرے دل میں اس سرکش بیٹے
کے لیئے ذرا رحم و رافت باقی نہ رہی۔ میں نے شیخ فرید کو حکم بھیجا کہ اب جنگ میں درنگ نہ
کرے اوسنے حکم آتے ہی سرکشوں پر حملہ کیا۔ بہادر خان اوزبک نے دس ہزار سپاہ سے
عقب پر اور شیخ فرید نے روبرو کی سپاہ پر بیس ہزار لشکر سے حملہ کیا۔ دو گھنٹے دن چڑھے سے
سے مغرب کے وقت تک لڑائی رہی۔ خدا کی عنایت سے مجھے فتح ہوئی اور جنگ اور تعاقب
میں دشمنوں کے دس ہزار آدمی مارے گئے +

بہادر خاں وہاں آیا جہاں خسرو گھوڑے سے اوتر کر ایک سنگاسن میں اسلیئے بیٹھا تہا کہ اسطرح کے
ہنگامہ میں کوئی اسے پہچانے گا نہیں یوں قید سے بچ جائیگا۔ بہادر خاں نے اسے پہچان کر
گہیر لیا اور شیخ فرید بھی یہاں آگیا۔ اب خسرو نے یہ سمجھہ کر کہ کوئی بھاگنے کی راہ نہیں رہی
تو وہ سنگاسن سے باہر آیا اور اوسنے شیخ فرید سے کہا کہ اب زبردستی کی ضرورت نہیں ہے میں خود
ہی باپ کے قدموں میں گرنے جاتا ہوں + خدا کی قسم کہائی +

میں گوبندوال کے پل کے سرے پر اندیشہ کر رہا تہا کہ دیکھیئے کیا نتیجہ ہوتا ہے میر جمال الدین
مجھی سے کہہ رہا تہا کہ میں نے خود خسرو کے لشکر میں پچاس ہزار سپاہ دیکھی ہے اور مجھے شبہ ہے
کہ شیخ فرید انکو مغلوب کرسکے اوسکی سپاہ اور بہادر خان اوزبک کی سپاہ ملکر جو دہ ہزار سوار سے
زیادہ نہیں ہے میری یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ شیخ فرید کی فتح کی اور خسرو کی گرفتاری کی خبر
آئی۔ میر جمیل الدین نے گہوڑے سے اوتر کر میرے قدموں پر سر رکھا اور کہا کہ اقبال کے
اصلی معنی یہی ہیں مگر مجھے اب تک اس خبر کے سچے ہونے میں تامل ہے۔ ابہی یہ بات پوری
کہنے نہ پایا تہا کہ خسرو اور اوسکے خواجہ سرا میرے روبرو آئے اور اونہوں نے میرے
سامنے اپنا سر زمین پر رکھا یہ دیکھہ کر میر کو تعجب ہوا اور اوسنے دوبارہ میرے قدموں پر

سر رکھہ کر کہا کہ یہ اقبال ہی جو خدا نے حضور ہی کو دیا ہے۔ دونو شیخ فرید اور ابو قاسم (توزک)
(بہادر خان) نے اپنی بڑہی جوانمردی اور بہادری دکہائی تھی اسلئے دونوکو میں نے پنجہزاری
منصب دیا اور اوسکے ساتہہ نقارہ و علم اور اسپ مع ساز مرصع اور کمر بند مرصع عنایت
کیا اور بہادر خاں کو قندہار کا حاکم مقرر کیا شیخ فرید پہلے دو ہزاری امیر تھا اب میں نے پنجہزاری
کردیا سیف خاں پسر سید محمود عمدہ خدمات بجالایا اور سترہ زخموں سے کم اوسکے نہیں لگے تھے
اور سید جلال الدین کے ایک زخم ایسا لگا کہ وہ چند روز زندہ رہ کر مرگیا۔
خسرو کے دو سپہ سالار سید حل لول اور اوسکا بہائی نقارہ شاہی کی دہوں دہوں سنتے
ہی لڑائی کے ابتدا میں بہاگ گئے چارسو اویماق لڑائی میں مارے گئے اور سب جگہ سے سات سو
آدمی قید ہوکر میرے روبرو آئے خسرو کا صندوقچہ جس میں دو کروڑ مشقالی اشرفی کے
جواہر تھے بعض آدمیوں کے ہاتہہ میں آگیا مگر یہہ آدمی نہ معلوم ہوے کہ کون تہے اس پنجشنبہ
کو میں لاہور کے قلعہ میں داخل ہوا اور اس گنبد میں بیٹھا جو میرے والد ماجد نے اسلئے بنایا تھا
کہ ہاتھیوں کی کشتی کا تماشا دیکھا کرے۔ یہاں بیٹھہ کر میں نے حکم دیا کہ نہر کے بیچ میں دریا راوی
میں گاڑی جائیں ان سات سو مفتریوں کو جو خسرو کے ساتہہ بغاوت کی سازش میں
شریک ہوئے تھے زندہ کہال کھچوائی اس سے زیادہ کوئی عذاب کی تعزیر مجرموں کے لیے نہیں ہے
کہ وہ دیر تک تکلیف میں سسکتے رہیں اسے ایسی عبرت لوگوں کو ہوتی ہے کہ وہ سرکشی کا
خیال اپنے محسن سے نہیں کرتے ہیں۔ میرا خزانہ آگرہ میں تھا صلاح دولت یہ نہ تھی کہ میں اپنی
اپنی ابتداء سلطنت میں مدت تک لاہور میں رہوں میں نے لاہور سے آگرہ کی طرف کوچ
کیا اور خسرو کو دلاور خاں کے حوالہ کیا کہ وہ اسکی نگرانی خوب رکھے +
۲۶ صفر کو ۱۰۱۵ھ کو میں دار السلطنت آگرہ میں آیا۔ کم بخت خسرو نے اپنی بد اقبالی کی
ندامت کے سبب سے تین رات دن تک نہ کھایا نہ پیا اور روتا رہا غم و غصہ بہوک و پیاس میں گھلتا تھا
اوسکو اپنے گناہ کی ندامت ایسی تھی جیسی کہ ولیوں کو ہوتی ہے اوس نے آخر یہ چاہا کہ زندہ
رہنے کے لئے کچہہ کھانا ضرور ہے۔ اگر وہ نہ کھاتا تو تین رات دن تک نہ کھانے سے چوتھے روز

مرجاتا - ان دونون بیانون کا مقابلہ کرکے دونو توزکون کے اختلاف اور اشتراک کو دیکھو
بادشاہ نہم محرم کو قلعہ لاہور میں آیا - دولت خواہون کی جماعت نے عرض کیا کہ ان ایام میں
صوبہ گجرات و دکن بنگالہ میں فی الجملہ خلل ہے اگرچہ جانا مصلحت ہے - یہ تجویز جہانگیر کو اس لیے
پسند نہ آئی کہ شاہ بیگ کی عرایض سے ایسا معلوم ہوتا تہا کہ قندہار کی طرف قزلباش
فساد کرنے والے ہیں چنانچہ حسین خان حاکم ہرات کی کمک سے اس نواح کے جاگیردار
قندہار پر چڑہ آئے اور اوس کا محاصرہ کرلیا - شاہ بیگ کی ہمت و مردانگی پر شاباش ہے
کہ مردانہ پاؤں جماکے قلعہ کو مضبوط اور مستحکم کیا اور خود قلعہ مذکور کے ارک سوم پر اسطرح
بیٹہا کہ باہر والے علانیہ اوسکی مجلس دیکہتے تہے - محاصرہ کے دنون میں کمر نہ باندھی -
سر و پا برہنہ مجلس عیش و نشاط کو گرم رکہا اور کوئی روز ایسا نہ ہوتا تہا کہ قلعہ سے باہر
لشکر غنیم کی برابر وہ سپاہ نہ بہیجتا اور مردانہ کوشش نہ کرتا لشکر قزلباش نے اوس کا تین
طرف سے محاصرہ کر رکہا تہا —— جب یہ خبر جہانگیر کو لاہور میں
پہنچی تو ان حدود میں توقف مناسب جانا - اور فوراً ایک فوج کلان بسرداری مرزا
غازی پنجہزاری بہیجی اور اوسکے ہمراہ اور بڑے بڑے منصبدار اور امیر روانہ کیے
اوسکے ہمراہی بقرا خان کو تینتالیس ہزار روپیہ اور قلیج بیگ کو پندرہ ہزار روپیہ
مدد خرچ کے لئے ملا - اس خدشہ کے رفع کرنے کے لیے اور کابل کی سیر کے لیے بادشاہ
نے لاہور میں توقف کیا +

گوبندوال میں دریاے بیاہ کے کنارہ پر مصار جن رہتا تہا - اوسنے خسرو کے ماتہے
پر زعفران کا قشقہ نیک شگونی کے لیے لگایا اس قصور میں جہانگیر نے اوسکو قتل کیا
اور مال اور اسباب و مکان و منازل اوسکے سب ضبط کیے خسرو جب لاہور میں تہا تو
راجو اور انبا نے لوٹ مار مچائی تہی راجو کو دار پر کہینچا اور انبا سے ایک لاکہہ پندرہ ہزار
روپیہ ڈنڈ لیکر خیرات میں صرف کیا جب خسرو بہاگا تہا تو میں نے یہ قرار دیا تہا کہ جب
جب تک خسرو کو نہیں پکڑلونگا کہیں توقف نہ کرونگا اور یہ احتمال تہا کہ خسرو ہندوستان

جانب اپنا رخ پھیریگا - ایسی حالت میں دار الخلافہ آگرہ کا خالی چھوڑنا صلاح ملک داری سے بعید تھا وہ مرکز دولت اور محل سلطنت و مقام نزول سرا پردگیان محل مقدس و گنجہائے عالم کا مدفن تھا اسلئے جب میں نے آگرہ سے خسرو کے تعاقب میں توجہ کی تو پرویز کو لکھا کہ تیرے اخلاص و خدمت نے یہ نتیجہ دیا کہ خسرو دولت سے بھاگا اور سعادت تیرے پاس آئی - میں نے اوسکے تعاقب میں ایلغار کیا ہے مہمات رانا کو مقتضائے صلاح دولت کسی نوع سے تو فیصلہ کرکے خود جلد آگرہ میں آجا - پائے تخت اور خزانہ تجکو جو کیا اور تجکو خدا کے سپرد کیا پہلے اسکے کہ پرویز پاس حکم پہنچے رانا نے عاجز ہوکر اصفہان پاس آدمی بھیجا کہ میں اپنے کئے سے خجل و نادم ہون - امیدوار ہوں کہ تم میرے شفیع ہو کے شہزادہ کو کسی نوع سے اسپر راضی کرلو کہ میں اپنے بیٹے یا کھ کو اس پاس بھیجدوں - پرویز اس بات پر راضی نہ ہوا اور اوسنے کہا کہ خود تو میرے پاس آ یا کرن کو بھیج اسی وقت خسرو کی فتنہ انگیزی کی خبر پہنچی وقت کا ملاحظہ کرکے آصف خان اور دولت خان باکھ کے آنے پر راضی ہوگئے اور نواحی منڈل گڈہ میں شہزادہ کی خدمت میں باکھ آیا - پرویز رانا جگنا تھ اور امرائے تعینات کو لشکر میں چھوڑکر خود آصف خان اور چند اور اہل خدمت کے ساتھ آگرہ کو روانہ ہوا - اور باکھ کو درگاہ والا میں بھیجا جب وہ حوالی آگرہ میں آیا اور فتح اور گرفتاری خسرو کی خبر اوسنے سنی تو دو روز مقام کیا اور اوس پاس میرا حکم پہنچا کہ میری خاطر سب طرف سے جمع ہے بہت جلد میرے پاس آ - وہ نہایت شوق سے ایام برسات میں دور دراز مسافتیں طے کرکے میرے پاس آیا اور میں نے دس ہزاری منصب اور آفتاب گیر اوسکو مرحمت کیا +

دانیال کے فرزندوں کو مقرب خان میرے پاس لایا تین بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں بیٹوں کے نام طہمورث - بایسنغر - ہوشنگ تھے میں نے اونپر ایسی مرحمت و شفقت کی کہ کسی کو اسکا گمان ہی نہ تھا سب سے بڑے بیٹے طہمورث کو حکم دیا کہ وہ ہمیشہ میرے ساتھ رہے اور باقی کو میں نے اپنی بہنوں کو سپرد کردیا کہ وہ اونکی خبر گیری کریں +

پرویز و رانا +

دانیال کی اولاد +

یہ میرے باپ کا ضابطہ تہا کہ عمدہ خدمات پر دو آدمیوں کو شریک کر کے مقرر کرتا تہا۔ اس سبب سے نہیں کہ بے اعتمادی تھی بلکہ اس وجہ سے کہ بشریت ہے اور آدمی کوفت و بیماری سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر ایک کو تشویش یا مانع پیش آئے تو دوسرا حاضر ہوتا کہ کاموں اور مہمات میں بندگان خدا معطل نہ رہیں۔ میں بھی اس ضابطہ کا پابند تہا۔ بندیل کھنڈ میں امیدر سیر سنگہ دیو کو جو مدت سے فتنہ انگیزی کرتا تہا عبد اللہ خاں نے کالپی سے ایلغار کر کے گرفتار کیا اور کالپی میں لایا۔ اور پھر میرے پاس بہیجا میں نے اوس پر ایسی مہربانی کی جس کا خیال بہی اوسکو نہ تھا۔ اور صوبہ بہار کے بڑے زمیندار سنگرام کو جو تین چار ہزار سواروں کی جمعیت رکہتا تہا۔ اور بڑا فساد مچایا تہا جہانگیر قلی نے اوسکو تفنگ سے نابود کیا۔ دلیپ سنگہ ولد رائے رایسنگہ کو نواحی ناگور میں کہ مضافات اجمیر سے ہے زاہد خاں پسر صادق خاں و عبد الرحمٰن بن شیخ ابو الفضل نے لڑ کر شکست عظیم دی اور اوسکے بہت آدمی مارے وہ جنگل میں بہاگ گیا +

بست دوم ذیقعد سنہ ۱۰۱۵ھ مطابق ۱۰۔ مارچ سنہ ۱۶۰۷ء کو نوروز ہوا رسم معہود کے موافق جشن ہوا۔ اوس روز عرائض قندہار سے مجھے معلوم کہ لشکر بسر کردگی میرزا غازی ولد میرزا جانی کے شاہ بیگ کی کمک کے لئے تعین ہوا تہا وہ ۱۳ شوال سنہ مذکور کو بلدہ قندہار میں داخل ہوا۔ قزلباشوں نے جب قندہار سے ایک منزل پر اس لشکر شاہی کے آنیکی خبر سنی تو وہ سراسیمہ و پریشان کنارہ آب ہلمند تک ۵۶ کوس بہاگ گئے۔ اب معلوم ہوا کہ حاکم فراہ اور اس نواح کی ایک جماعت حکام نے حضرت عرش آشیانی کے مرنے کے بعد یہ خیال کیا تہا کہ اس آشوب میں قندہار آسانی سے ہاتہہ آجائیگا بغیر اسکے کہ شاہ عباس کا حکم ان پاس پہنچے جمعیت کر کے اور ملک سیستان کو اپنے ساتہہ متفق کر کے حسین خاں حاکم ہرات پاس آدمی بہیجکر اوس سے کمک طلب کی اوسنے بہی ایک جماعت بہیجی ان سب نے متفق ہو کر چڑہائی کی۔ یہاں کے حاکم شاہ بیگ نے اس خیال سے کہ جنگ و سرداری اگر شکست ہو گی تو قندہار ہاتہہ سے جائیگا۔ قلعگی نگاہداری کو جنگ سے بہتر جانا اور قلعہ داری کی تیاری اور تیز رو قاصد میرے پاس بہیجے میں لاہور میں تہا اس خبر

سنتے ہی ایک فوج کلاں اور امرا اور منصبداروں کو بسرداری مرزا غازی روانہ کیا پہلے اسکے کہ مرزا قندہار میں پہنچے شاہ ایران کو خبر ہوئی کہ حاکم فراہ نے مع اس نواح کے بعض جاگیرداروں کے ولایت قندہار کا قصد کیا ہے۔ اس بات کو نامناسب سمجھکر حسن بیگ کے ہاتھ ایک فرمان اونکے نام بھیجا کہ قلعہ قندہار کو چھوڑکر اپنے اپنے مقام پر اس سبب سے چلے جائیں کہ جہانگیر کے سلسلہ علیہ سے محبت و موالات قدیم سے ہے۔ یہ جماعت پہلے اسکے کہ حسن بیگ اس پاس پہنچے اور حکم شاہ پہنچائے لشکر شاہی کی خبر سنتے ہی چلے گئے تھے۔ حسن بیگ ان آدمیوں کو ملامت کرکے میرے پاس لاہور میں آیا اور بیان کیا کہ یہ جماعت قندہار پر شاہ عباس کے حکم بغیر چڑھ آئی تھی۔ ایسا نہ ہو کہ حضور کی خاطر پر گرانی ہو۔ اسلئے میں حاضر ہوا ہوں۔ غرض جب قندہار میں لشکر پہنچ گیا تو وہ سردار خان کے سپرد ہوا۔ اور شاہ بیگ مع لشکر کمک لیکر عازم درگاہ ہوا۔ میرے پیش نہاد ہمت تھا کہ اپنے آبا و اجداد کے ملک موروثی ولایت ماوراءالنہر کو فتح کروں اس لئے میں یہ چاہتا تھا کہ ہندوستان کو مفسدوں و متمردوں کے خس و خاشاک سے پاک صاف کروں اور اس ملک کو کسی فرزند کو سپرد کرکے خود آراستہ لشکر جرار اور فیلان برق رفتار اور خزانہ وافر ہمراہ لیکر ولایت موروث کی تسخیر پر متوجہ ہوں۔ اس ارادہ کی وجہ سے پرویز کو رانا کی دفع کے لئے بھیجا اور خود ملک دکن کی عزیمت رکھتا تھا کہ اس اثناء میں خسرو نے ایسی حرکت ناشائستہ کی کہ ضرور ہوا کہ اسکا تعاقب کرکے اوسکے فتنے کو دفع کروں اسی سبب سے پرویز کی مہمات نے صورت پسندیدہ نہ پیدا کی اور مصلحت وقت پر نظر کرکے رانا کو مہلت دی اور اوسکے ایک بیٹے کو ہمراہ لیکر وہ میرے پاس آنے کے لئے روانہ ہوا اور لاہور میں ملا۔ جب خسرو کے فساد سے خاطر جمع ہوئی اور قزلباش تے جو قندہار کا محاصرہ کر رکھا تھا اونکی شورش بھی بھلی طور پر دفع ہوئی تو دل میں آیا کہ کابل میں جاکر سیر و شکار کیجئے کہ وہ بھی وطن مالوف کا حکم رکھتا ہے پھر ہندوستان میں آکے اپنے ارادوں کو قوۃ سے فعل میں لائے +

۲ ذی حجہ قلعہ لاہور سے باغ دل آمیز میں کہ راوی کے کنارہ پر ہے منزل گزین ہوا۔
اور چار روز یہان توقف کیا ۔ ۱۹ فروری روز یکشنبہ کو کہ آفتاب کا روز شرف ہے اس
باغ مین بسر کیا اور بعض اپنے بندون کا اضافہ منصب کیا اور دس ہزار روپیہ حسین بیگ
فرستادہ والی ایران کو عنایت کئے قلیچ خان و میران صدر جہان و میر شریف آملی
کو لاہور مین متعین کیا کہ اتفاق کے ساتھ وہ ان مہمات کا انصرام کریں جو پیش آئیں۔
دوشنبہ کو باغ مذکور سے موضع ہری پور میں آیا کہ شہر سے ساڑھے تین کوس ہے
سہ شنبہ کو جہانگیر پور میں آیا یہ موضع میری مقرری شکارگاہوں میں ہے اوسکے حوالی
میں میرے حکم سے آہو کی قبر پر جسکا نام ہنس راج تھا مزار بنایا گیا ہے ۔ یہ آہو آہوان
جنگ میں اور آہوان صحرائی کے صید میں بے نظیر تھا اور اس بینا از ملا محمد حسین کشمیری نے
کہ خوش نویسون میں سرآمد تہا یہ نثر ایک پتھر پر منقش کی ہے کہ درین فضائے دل کش
آہوئے بدام جہاندار خدا آگاہ نورالدین جہانگیر بادشاہ آمدہ در عرض یک ماہ از وحشت صحرائی
برآمدہ سرآمد آہوان خاصہ گشت بنابر ندرت مذکور حکم کردم کہ ہیچکس قصد آہوان این صحرا
نکند و گوشت آنہا بر ہندو و مسلمان حکم گوشت گاو و گوشت خوک داشتہ باشد و سنگ قبر
او را بصورت آہو مرتب ساختہ نصب کنند اور سکندر معین کو کہ پرگنہ مذکور کا جاگیردار
تہا حکم دیا کہ جہانگیر پور میں مستحکم قلعہ بنایا جائے ۔ پنجشنبہ ۲۴ کو پرگنہ چند الہ مین منزل
ہوئی۔ روز شنبہ ۲۶ کو ایک منزل درمیان حافظ آباد میں ان منازل میں منزل ہوئی
کہ میر قوام الدین نے وہان کے کروری سے بنوائی ہیتیں دو کوچ میں دریائے چناب کے
کنارہ پر پہنچا اور پنجشنبہ ۱ ذی حجہ کو اس دریا کے پل سے عبور کرکے پرگنہ گجرات کے
حوالی میں گیا یہاں منزل ہوئی جبکہ والد ماجد کشمیر کو جاتے تھے تو دریا کے کنارہ پر یہ
قلعہ تعمیر کیا تہا۔ گوجروں کا گروہ جو اس نواح میں دزدی اور راہزنی کرتا تہا اُس کو
اس قلعہ میں لاکر آباد کیا اس سبب سے کہ وہ گوجروں کا مسکن بنا اسکا نام گجرات رکھہ کر
علیحدہ پرگنہ مقرر کیا۔ گوجروں کی قوم گشت و کار کمتر کرتی ہے اور شیر و جغرات پر

اپنی اوقات بسر کرتی ہے۔ روز جمعہ کو گجرات سے پانچ کوس پر خواص پورہ میں منزل ہوئی اسکو خواص خان غلام شیر خان نے آباد کیا تھا۔ اور دو منزل درمیان کے بعد دریائے بہت پر مقام ہوا۔ اس دن شدت سے ہوا چلی اور کالی گھٹا آسمان پر آئی۔ مینہ اس شدت سے برسا کہ بوڑھے بوڑھے آدمی کہتے تھے کہ ہم کو ایسا مینہ برسنا یاد نہیں۔ پھر اولے مرغی کے انڈے کی برابر پڑے۔ پانی کی طغیانی اور بارش کی شدت سے پل ٹوٹ گیا۔ میں نے اپنے اہل حرم اور مقربوں کے ساتھ کشتی میں عبور کیا کشتیاں کم تھیں میں نے حکم دیا کہ آدمی پہلے کشتیاں لاکر ازسر نو پل باندھیں ایک ہفتہ میں یہ پل بنا اور تمام لشکر بفراغت گذرا کشمیر میں دریائے بہت کا منبع ایک چشمہ ہے ترناگ اسکا نام ہے اور ہندی زبان میں ترناگ سانپ کو کہتے ہیں۔ ظاہرا اس مکان میں کوئی مار بزرگ ہوگا۔ اپنے باپ کی حیات میں دو مرتبہ اس سرچشمہ پر میں گیا تھا۔ شہر کشمیر سے وہ بیس کوس ہے۔ وہ مثمن حوض کی شکل کا ہے تخمیناً بیس گز سے نیں گز ہوگا۔ اس نواح میں اہل صنت مندوں کی عبادت گاہ کے آثار سنگین حجرے اور غار متعدد موجود ہیں۔ اس سرچشمہ کا پانی نہایت صاف ہے جس کے عمق کا قیاس نہیں ہوسکتا۔ اگر ایک خشخاش کا دانہ اس میں ڈالیں تو وہ زمین پر پہنچنے تک دکھائی دیگا میں نے سنا تھا کہ چشمہ بتھاہ نہیں رکھتا اسلئے میں نے رسی میں پتھر باندہ کے لٹکایا تو آدمی کے ڈیڑہ قد کے موافق عمق نکلا۔ بعد از جلوس میرے حکم سے اطراف چشمہ کو پتھر سے بستہ کرکے اوسکی اطراف میں باغچے لگائے۔ جو کو اوسکی جدول بنایا اور دور چشمہ پر ایوان اور خانے بنائے تھے اس مقام کو ایسا مرتب کردیا کہ ربع مسکون کے سیر کرنیوالے کہتے ہیں کہ ایسی جگہہ کم نشان ہے۔ شہر سے دو کروہ پر موضع پامپور میں چشمہ کا پانی پہنچتا ہے تو زیادہ ہوجاتا ہے اور کشمیر کا زعفران یہیں حاصل ہوتا ہے معلوم نہیں کہ دنیا میں کسی جگہ یہاں سے زیادہ زعفران ہوتا ہو۔ ہر سال ہندوستانی پانسو من زعفران پیدا ہوتا ہے میں اس سرزمین میں اپنے باپ کے ساتھہ موسم گل زعفران میں آیا تھا۔ تمام عالم کے پہولوں میں اول شاخ بعد ازاں برگ پھر گل آتا ہے۔ بخلاف اسکے گل زعفران ہے کہ خشک زمین سے

چار انگشت اوسکی ساق نکلتی ہے تو پھول سوسنی رنگ کا جسکی چار پتیاں ہوتی ہیں نکلتا ہے
اور چار ریشہ نارنجی مثل گل معصفر اسکے اندر ہوتے ہیں اور ہر - از نی میں ایک پور کی برابر
زعفران بھی ہوتا ہے - وہ خشک زمین میں جسکو پانی نہیں دیا جاتا ڈہیلوں میں پیدا
ہوتا ہے - بعض زعفران زار ایک کوس اور بعض آدہ کوس کے ہوتے ہیں دور سے بہت بڑے
عمدہ نظر آتے ہیں - اوسکی بو کی تیزی سے میرے مقربوں کے سر میں درد ہونے لگا باوجودیکہ
مجھے شراب کا نشہ تہا اور شراب کا پیالہ پیتا تہا مجھے بھی درد سر ہوا - حیوان صفت کشمیریوں
سے جو زعفران چن رہے تہے میں نے پوچھا کہ تمہارا حال کیا ہے تو معلوم ہوا کہ کبھی عمر بھر
درد سر اونکے تصور میں بھی نہیں آیا - اس چشمہ تریاک کے پانی کو کشمیر میں بہت کہتے ہیں
اسکے داہیں باہیں طرف سے ندی نالے ملکر اوسکو دریا بنا دیتے ہیں اور وہ شہر کے عین
وسط میں گذرتا ہے - عرض اسکا اکثر جا زیادہ نہیں ہوتا اسکے پانی کو بہ سبب کثافت
کھاری پن کے کوئی نہیں پیتا سارے کشمیری آب گیر سے جو شہر کے متصل ہے اور اس کا
نام ڈل ہے پانی پیتے ہیں اور آب بہت اس تالاب میں آنکر بارہ مولہ کی راہ سے پکلی
اور دنتور سے پنجاب میں جاتا ہے کشمیر میں رودخانے اور چشمے بہت ہیں اور سب میں
بہتر آب درہ لار ہے جو موضع شہاب الدین پور میں آب بہت میں ملتا ہے اور یہ موضع
بھی کشمیر کے مشہور مقامات میں دریا بہت کے قریب ہے - یہاں سو چنار خوش اندام ایک قطعہ
زمین میں سرسبز و خورم ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دئے ہوئے کہڑے ہیں اور
اس ساری زمین کو اپنے سایہ سے گھیرے ہوئے ہیں سطح زمین پر سبزہ وسہ برگ ہے اوسکے
اوپر فرش بچہانا بیدردی اور بد سلیقگی ہے - اس دہ کو سلطان زین العابدین نے آباد
کیا ہے جسنے اس ملک میں باون برس بڑے استقلال سے سلطنت کی ہے اوسکو یہاں
بارو شاہ (بڑا بادشاہ) کہتے ہیں - اسکے خوارق عادات کی نقلیں بہت لوگ کرتے ہیں -
کشمیر میں اوسکی عمارات وعلامات و آثار بہت ہیں منجملہ اوسکے ایک آب گیر کے درمیان جسکا
نام اولر ہے اور عرض وطول اسکا تین کوس سے زیادہ ہے ایک عمارت زین لنکا (یا زین)

بنائی ہے اس عمارات کی بنیاد رکھنے میں بڑی کوشش کی گئی ہے اس آب گیر کی تہ عمیق ہے اول
اس میں کشتیوں میں پتھر بھر بھر کر ڈالے مگر کچھہ فائدہ نہ ہوا پھر کئی ہزار کشتیاں پتھروں سے
بھر کر اس میں ڈبوئیں اور بہت محنت وجانکاہی سے پانی سے باہر سو گز مربع ایک صفہ بنایا
اور صفہ کے چاروں طرف عمارات بنائیں۔ ایک عبادت کدہ اپنے پروردگار کی پرستش
کے واسطے ترتیب دیا۔ اکثر اوقات کشتی میں بیٹھہ کر وہاں آتا اور بہت چلے کھینچتا۔ ایک دن
ایک ناخلف زادہ قتل کے قصد سے عبادت خانہ میں اوسکو تنہا سمجھہ کر شمشیر کشیدہ آیا۔ مگر جب باپ
پر اوسکی نظر پڑی تو صلابت پدری وشکوہ صلاح سے سراسیمہ ومضطرب ہوکر اُلٹا پھرا الغرض ایک
لحظہ کے سلطان عبادت خانہ سے نکل کر اوسی بیٹے کے ساتھہ کشتی میں بیٹھہ کر شہر کو روانہ ہوا
اور اثناء راہ میں بیٹے سے کہا کہ عبادت خانہ میں اپنی تسبیح بھول آیا ہوں کشتی پر
سوار ہوکر میری تسبیح لے آ- بیٹا عبادت خانہ میں آیا تو باپ کو بیٹھے دیکھا یہ بے سعادت
از روے شرمندگی باپ کے قدموں پر گرا اور اپنی تقصیر کی عذر خواہی کی غرض اس طرح
کی اوسکی خوارق بہت مشہور ہیں اور کہتے ہیں کہ خلع بدن کا علم اوسکو خوب آتا تھا
(اب ان جھوٹی جھوٹی باتوں کو احمقوں کے سوا کون یقین کرتا ہے) چونکہ وہ اپنے بیٹوں
کے اوضاع واطوار سے جانتا تھا کہ وہ حکومت وریاست کی طلب میں تعجیل کرتے ہیں
تو اوسنے اونسے کہا کہ مجھے ترک حکومت کیا بلکہ ترک حیات بہت آسان ہے مگر میرے
بعد تم میں سے کوئی کام نہ ہوگا اور تمہاری دولت کو بقا نہ ہوگی- اور تھوڑے دنوں
میں اپنے عمل اور نیت کی جزا کو پہنچوگے یہ بات کہہ کر اوسنے کھانا اپنا چھوڑا اور ایک
چلہ اسی طرح گذارا اور اپنی آنکھوں کو خواب سے آشنا نہ کیا اور ارباب سلوک و ریاضت کے
ساتھہ عبادت الٰہی میں مشغول ہوا- اور چالیسویں دن ودیعت حیات سپرد کر کے
جوار حق سے پیوستہ ہوا- اوسکے تین بیٹے آدم خان- حاجی خان- بہرام خان آپس میں
لڑے اور سب غارت ہوئے اور کشمیر کی حکومت جماعت چکان کو ہاتھہ لگی جو اس ملک کے
عوام الناس میں سے تھے اور سپاہی کا پیشہ رکھتے تھے اور بادشاہوں نے اپنی حکومت میں

حسب مذکور کے تین صوبوں میں عمارتیں بنائیں لیکن کوئی عمارت زین العابدین کی
عمارت کے استحکام کو نہیں پہنچی تہی کشمیر کی خزان و بہار دونو دیکھنے کے قابل ہیں
مینے فصل خزان دیکھی اوسکا حال جو سنا تہا اوس سے بہتر پایا۔ اوسکی فصل بہار نہیں
دیکھی سو امید ہے کہ کسی دن دیکھونگا +

روز دوشنبہ غرہ محرم کو دریائے بہت کے کنارہ سے ایک روز درمیان قلعہ رہتاس
میں آیا جسکو شیرخان نے بنایا ہے۔ اس قلعہ کو ایسی شکستگی زمین میں بنایا ہے کہ
اسسے زیادہ مستحکم جگہ خیال میں نہیں آتی۔ یہ زمین کھکرون کی ولایت کے قریب ہے
اور یہ ساری قوم سرکش و متمرد ہے۔ یہ قلعہ خاص اونکی تنبیہ و سرکوبی کے لئے
بنایا گیا ہے ابھی بنا تہا کہ شیرخان مرگیا۔ اوس کے بیٹے سلیم خان کو اوسکے پورا
بنانے کی توفیق ہوئی۔ قلعہ کے دروازوں کے پتہروں پر قلعہ کی تعمیر کا خرچ کندہ
کیا ہے - ۱۶ کروڑ دس لاکھ دام کسرے زائد۔ اس عمارت میں خرچ ہوا ہے جو ہندوستان
کے حساب سے چالیس لاکھ پچیس ہزار روپیہ ہوتا ہے +

سہ شنبہ کو کوچ پانچ کوس چلکر تلہ میں منزل کی تلہ گکہروں کی زبان میں ٹیلہ کو کہتے
ہیں۔ اور وہاں سے بھکرا کی دہ میں آیا۔ اسی جماعت کی زبان میں بھکرا ایک بیشہ ہے
جس میں گل سفید بے بو کے ہوتے ہیں تلہ سے بھکرا تک تمام راہ میں جو خانہ کے درمیان
آیا اوسمیں پانی رواں تہا اور کنیر کے پہول کہ شگوفہ شفتالو کی کلیوں کا عالم دکہاتے
تہے نہایت رنگین و شگفتہ تہے۔ ہندوستان کی زمین میں یہ پہول ہمیشہ شگفتہ و پربار
رہتا ہے اس دوخانہ کی اطراف میں وہ کثرت سے تہے میں نے حکم دیا کہ جتنے سوار و پیادے
میرے ہمراہ ہیں اس پہول کے دستے سر پر لگائیں اور جس شخص کے سر پر یہ پہول نہ
ہوں اوسکی دستار اتار لی جائے یوں مجہے ایک عجیب گلزار ہاتہ لگا۔ روز پنجشنبہ ششم کو
سہا میں مینے منزل کی یہاں گل پلاس بکثرت شگفتہ تہے۔ یہ پہول بہی ہندوستان
کے جنگل سے مخصوص ہے اس میں بو نہیں ہوتی مگر اسکا رنگ نارنجی آتشی ہوتا ہے

اور جڑ اوسکی کالی ہوتی ہے اور بوٹہ اسکا گل سرخ کے بوٹہ کی برابر ایسا دکہائی دیتا ہے کہ اوسپر
نظر اوٹھانے کو دل نہیں چاہتا ہوا نہایت لطیف تھی اور آفتاب کے نور کا حجاب سحاب تہا
اور پھوار پڑتی تہی تو میں نے شراب پی اور شگفتگی اور خوش حالی کے ساتہہ راہ طے کی۔
اس محل کو ہتیا اس سبب سے کہتے ہیں کہ اوس کو گکھر ہاتھی نے آباد کیا ہے اور اس ملک کو
مارگلہ سے ہتیا تک پوٹھوار (پٹھوار) کہتے ہیں۔ ان حدود میں زاغ بہت کم ہوتا ہے۔
رہتاس سے ہتیا تک جوگ بال کا ملک کہلاتا ہے لوگ مال گکھروں کے ساتہہ خویش وہم جد ہیں
روز جمعہ ہفتم کو پونے پانچ کوس کوچ کرکے پکہ میں منزل کی۔ پکہ اوس کو اس سبب سے
کہتے ہیں کہ اسمیں پکی اینٹ کی سرائے بنی ہوئی ہے یہ بڑے پرگرد و تنگ منزل تہی
راہ کے ناخوش ہونے کے سبب سے بڑی مشکل سے ارابے منزل پر پہونچے۔ اس جگہ ریوچ
(کہتاساگ) کابل سے لائے تہے اکثر اسمیں سے ضایع ہو گیا۔ روز شنبہ ہشتم ساڑہے چار کوس
کوچ کرکے موضع کور میں (کھر) منزل ہوئی۔ گکھروں کی زبان میں کھر جر او شکستگی کو کہتے
ہیں۔ اس ولایت میں درخت کم ہیں۔ روز یکشنبہ نہم کوراول پنڈی سے گذر کر منزل
نزول ہوئی اس موضع کوراول ایک ہندو نے آباد کیا تہا اور یہاں کی زبان میں پنڈی
دہ کو کہتے ہیں اس منزل کے قریب درہ کے درمیان پانی کی رو جاری تہی۔ اس کے آگے
تال تہا جسمیں رو کا پانی آنکر جمع ہوتا تہا سر منزل صفائی سے خالی نہ تہا میں اس جگہ اترا
اور گکھروں سے پوچہا کہ اس تال کا عمق کس قدر ہے تو اونہوں نے جواب مشخص نہ دیا اور
بیان کیا کہ باپ دادا سے سنتے چلے آئے ہیں کہ اس پانی میں نہنگ ہوتے ہیں اور جو جانور
پانی میں جاتے ہیں زخمی و مجروح باہر نکلتے ہیں اس سبب سے کسی کو اس پانی میں جانے کی
جرأت نہیں ہوتی۔ میں نے حکم دیا کہ ایک گوسفند اس تال میں چھوڑی جائے وہ تمام حوض
میں تیر کر باہر نکل آئی پھر میں نے ایک فراش کو تیرنے کا حکم دیا وہ بھی تیر کر سالم نکلا اس سے
معلوم ہوا کہ گکھروں نے جو کہا اوسکی کچھ اصل نہ تہی۔ اس تال کا عرض ایک تیر انداز کی برابر
ہوگا۔ دوشنبہ دہم موضع خربوزہ میں منزل ہوئی پہلے زمانہ میں یہاں گکھروں نے ایک

گنبد بنایا تہا۔ اور وہاں آنے جانے والون سے باج لیتے تہے۔ اس گنبد کا اندام خربوزہ
سے مشابہت رکھتا تہا اسلئے اوسکا نام بہی مشہور ہوگیا۔ سہ شنبہ یازدہم کو لا پانی میں آیا
اس منزل میں ایک کوتل ہے جسکا نام مارگلہ ہے۔ ہندی میں مار کے معنی زدن کے ہیں
اور گلہ کے معنی قافلہ کے یہاں قافلے مارے جاتے تہے اسلئے اوسکو مارگلہ کہتے تہے
گکھڑونکی ولایت یہاں تک ہے۔ یہ جماعت عجب حیوان صفت ہے ہمیشہ آپس میں لڑتی
رہتی ہے ہر چند میں نے چاہا کہ اسمیں رفع نزاع ہو مگر کچہہ فائدہ نہیں ہوا۔

جان جاہل بسختی ارزانی (جاہل کی جان سختی کے زمانہ میں بڑی سستی ہوتی ہے)
روز چہارشنبہ دوازدہم حسن ابدال میں منزل ہوئی۔ شرق رویہ ایک کوس پر آبشار ہے
جسکا پانی بڑی تندی سے گرتا ہے۔ کابل کی راہ میں اوسکی برابر کوئی آبشار نہیں ہے
کشمیر کی راہ میں اس قسم کے دو تین آبشار ہیں۔ اس آبشار کا جو آب گیر منبع ہے اسکے
درمیان راجہ مانسنگہ نے ایک مختصر عمارت بنائی تہی۔ اس آب گیر میں آدہ اور پاؤ گز
لمبی مچھلیاں بہت سی ہیں۔ اس دلکش مقام میں تین روز توقف ہوا اور اپنے مقربین
کے ساتہہ شراب پی اور مچھلی کا شکار کھیلا۔ ابتک میں نے سفرہ جال جسکو ہندی میں بہنور
جال کہتے ہیں دریا میں نہیں لگایا تہا۔ اسکا لگانا مشکل سے خالی نہیں اسکو میں نے
اپنے ہاتہہ سے ڈالا اور دس بارہ مچھلیاں پکڑیں اور پھر اونکی ناک میں موتی ڈال کر
چہوڑ دیا۔ یہاں کے متوطنوں اور مورخون سے حسن ابدال کا حال کچہہ نہ معلوم ہوا۔
جسنے پوچھا اوسنے مشخص جواب نہیں دیا۔ یہاں سب سے زیادہ مشہور جگہ وہ ہے جہاں دامن
کوہ سے ایک چشمہ جاری ہے اسکا پانی نہایت صاف ہے اور حلاوت و لطافت ایسی
رکھتا ہے کہ حضرت امیر خسرو کا یہ شعر اسپر صادق آتا ہے **بیت**

در تہ آبش از صفا ریگ خرد — کور تواند بدل شب شمرد

یہاں خواجہ شمس الدین محمد خافی نے جو والد بزرگوار کا وزیر ہونے تک پہنچا ہے ایک صفہ
بنایا اور اسکے درمیان ایک حوض بنایا جسمیں چشمہ کا پانی آتا ہے اور زراعات و باغات

میں صرف ہوتا ہے اس صفہ کے کنارہ پر ایک گنبد اپنے دفن کے لئے بنایا تھا مگر بحسب اتفاق یہ جگہ اوسکو نصیب نہ ہوئی - حکیم ابو الفتح گیلانی اور اوسکا بھائی حکیم ہمام میرے باپ کے بڑے مقرب تھے یہاں مدفون ہیں - پانزدہم کو اردو ہی میں منزل ہوئی یہاں ایک عجب سبزہ زار بے ستی دیکھا جس میں اصلا بلندی اور پستی نہیں اس موضع میں اور اوسکے حوالی میں سات آٹھ ہزار خانوار کھاترا ور دلا زاک کے متوطن ہیں وہ طرح طرح کے فساد و تعدی و رہزنی کرتے ہیں میں نے حکم دیا کہ ان حدود اور اٹک کی سرکار ظفر خان پسر زین خان کو سپرد ہوا اور جب تک کہ میں کابل سے مراجعت کروں تمام دلا زاکون کو لاہور کی طرف وہ بھیجدے اور کھاتوروں کے سرداروں کو پکڑکر محبوس و مقید کرے روز دوشنبہ ہفتدہم ایک منزل درمیان قلعہ اٹک میں دریائے نیلاب کے کنارہ پر نزول ہوا اس منزل میں مہابت خان کو منصب دو ہزار پانصدی ملا - یہ قلعہ والد ماجد نے بنوایا تھا اور خواجہ شمس الدین کے اہتمام سے اوسکی تعمیر تمام ہوئی تھی یہ ایک مستحکم قلعہ ہے - دریائے نیلاب طغیانی پر تھا - اٹھارہ کشتیوں کا پل بندھا تو لشکر نے سہولت سے عبور کیا - امیر الامرا ایسا ضعیف اور بیمار تھا کہ میں نے اٹک میں اوسکو چھوڑا اور بخشیون کو حکم دیا کہ کابل کی ولایت لشکر عظیم کی برداشت نہیں کرسکتی - سوائے نزدیکوں اور مقربوں کے کوئی دریا سے عبور نہ کرے وہ میری معاودت تک اٹک میں رہیں - اور چہارشنبہ نوزدہم شاہزادوں اور چند خاصوں کو ساتھ لیکر جالہ پر سوار ہو کر آب نیلاب سے سلامت گذرا (نیلاب ایک قصبہ تھا جسکے سبب سے اس دریا کا نام بدل گیا نیلاب اٹک مشہور ہوا) شمال مشرق سے نیچے کی طرف اوسکو ابیاسین کہتے ہیں اور کالا باغ سے اٹک تک اوسکو اٹک کہتے ہیں اور اوسکے ہمسائے ہندو سندھ کہتے ہیں اسلئے کہ انھوں نے اپنے دھرم شاستر میں بھی نام پڑھا ہے) اور دریائے کامہ کے کنارہ پر فروکش ہوا - یہ دریا جلال آباد کے نیچے بہتا ہے (دریائے کامہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جلال آباد کے محاذی ایک قلعہ کا نام یہ ہے - وہاں دریا کو کابل سے دریا کو نیلاب ملتا ہے) گو پتیر کو بھی کامہ کہتے ہیں جس کے نیچے کے حصہ کو جہانگیر نے کامہ لکھا ہے

اوسکو اب اکثر لنڈی مانند کہتے ہیں پنچکورہ کے ملک سے لنڈی نکلتی ہے اور تقریباً جنوب میں بگرام
پیشاور کے سامنے دریاے کابل میں ملتی ہے جلال آباد سے پیشاور تک اوسکو کامہ کہتے
ہیں) اجالہ کو بانس اور خس سے ترتیب دیتے ہیں اور اوسکی تہ میں ہوا سے بہری
ہوئی مشکیں باندہتے ہیں اسکو لایت میں اوسکو شال کہتے ہیں جن دریاؤں اور پانیوں
میں پتھر ہوتے انمیں وہ کشتیوں سے زیادہ امین ہوتی ہیں۔ بارہ ہزار روپیہ شریف
آملی اور اس جماعت کو جو لاہور میں متعین تھے دیے گئے کہ فقرا میں تقسیم کریں۔ اور
عبدالرزاق معموری اور بہاریداس بخشی احدیان کو حکم ہوا کہ جو جماعت ظفرخان کے
ساتھہ چہوڑی گئی ہے اوسکے لئے سامان تیار کرکے روانہ کریں۔ یہان سے ایک منزل
درمیان سراے بارہ میں منزل ہوئی۔ سراے بارہ کے مقابل میں آب کامہ کے اس طرف
ایک قلعہ زین خان کوکہ نے اسوقت بنایا تہا کہ وہ یوسف زئی افغانون کے استیصال کے
واسطے گیا تہا اور اوس کو نوشہرہ سے موسوم کیا تہا اور اس میں پچاس ہزار روپیہ کے قریب
خرچ ہوا تہا۔ کہتے ہیں حضرت ہمایون نے اس سرزمین میں گورخر کا شکار کہیلا تہا اور مینے
اپنے باپ سے سنا کہ اونسے اپنے باپ کے ساتھہ دو تین مرتبہ اس شکار کا تماشا دیکھا تھا۔
روز پنجشنبہ بست و پنجم سراے دولت آباد مین فروکش ہوا۔ احمد بیگ کابلی جاگیردار
پرشاور یوسف زئی اور غوریہ خیل کے ملکون کو ساتھہ لیکر میری ملازمت میں آیا احمد بیگ
کی خدمت مستحسن نہیں معلوم ہوئی اوسکو بدل دیا اور شیر خان افغان کو یہ ولایت عنایت کی
چہارشنبہ بست و ششم باغ سردارخان میں کہ حوالی پرشاور میں ہے منزل ہوئی اس
نواح میں جوگیوں کے مشہور معبد گورکہتری کی سیر اس خیال سے کی کہ شاید کوئی فقیر نظر
آئے کہ اوسکی صحبت سے فیض یاب ہون مگر فقیر تو حکم عنقا اور کیمیا کا رکہتا ہے۔ ایک گلہ بیگی
بے معرفت نظر آیا جسکے دیکہنے سے تیرگی کے سوا کچھہ نہیں حاصل ہوا۔ روز پنجشنبہ
بست و ہفتم کو جمرود میں نزول ہوا۔ روز جمعہ بست و ہشتم کو کوتل خیبر میں آیا اور علی مسجد
میں منزل ہوئی۔ شنبہ بست و نہم کو کوتل پار ہچ سے گذر کر غریب خانہ میں اترا۔ سہ شنبہ دوم صفر

لیسا دل میں کہ دریا کے کنارہ پر واقع ہے منزل ہوئی دریا کے اس طرف ایک پہاڑ ہے جسمیں
اصلا درخت و سبزہ وہان نہیں ہوتا اسلئے اوسکو کوہ بے دولت کہتے ہیں والد ماجد سے میں نے
سنا کہ ایسے پہاڑوں میں معدن طلا ہوتی ہے۔ امیرالامرا کو مالی اور ملکی خدمات سپرد کی تہیں
اسکی بیماری کو امتداد ہوا اور اوسکی طبیعت پر نسیان ایسا غالب ہوا کہ جو ایک ساعت
میں مذکور ہوتا وہ دوسری ساعت میں بہول جاتا اور روز بروز یہ نسیان زیادہ ہوتا جاتا تہا
وزارت کی خدمت آصف خان کو عنایت ہوئی۔ رودخانہ میں ایک سنگ سفید تہا میں نے
حکم دیا کہ اوسکو فیل کی صورت میں تراش کر اوسکی سینہ میں یہ مصراع جو تاریخ ہجری کے مطابق
ہے نقش کیا جاے۔ سنگی سفید فیل جہانگیر بادشاہ۔ ۳ صفر کو کلیان پسر راجہ بکرماجیت گجرات سے
آیا اور اس حرامزادہ مفسد کے مقدمات خیر مکرر میں نے سنے تہے۔ ایک ان میں سے یہ تہا کہ کسی
مسلمانی لولی عورت کو اوسنے اپنے گھر میں ڈال لیا تہا۔ اور اسلئے کہ اس مقدمہ کی شہرت
نہو اسکے ماں باپوں کو مار کر اونکو اپنے گہر میں گور میں دفن کر دیا تہا اول اوسکو قید کیا اور
تحقیق کے بعد حکم دیا کہ اول اوسکی زبان کاٹی جائے اور دائم الحبس ہے اور سگبانوں اور
حلال خوروں کے ساتھ کھانا کھلایا جاے۔ پہر سرخاب میں بعد اسکے جلدلک میں منزل ہوئی۔ یہان
چوب بلوط دیکھی جس سے بہتر کوئی لکڑی جلانے کے لئے نہیں ہوتی آب باریک میں۔ پہر پیرورت
بادشاہ میں منزلیں ہوئیں اور پہر بگرام میں اس منزل میں ایک ابلق جانور بشکل موش جسکو
ہندی میں گلہری کہتے ہیں مجھے دکھایا گیا۔ اور لوگوں نے کہا کہ جس گہر میں یہ جانور ہوتا ہے
اوسکے پاس چوہا نہیں پہٹکتا اسلئے اسکو شیر موشاں کہتے ہیں میں نے اب تک اپنی عمر میں اسے
دیکہا نہ تہا مصوروں کو حکم دیا کہ اوسکی شبیہ کھینچیں وہ راسو سے بہت بڑا ہوتا ہے اور رنگ
صورت میں بھی اوس سے مشابہت رکہتی ہے +

احمد بیگ خان افغان کو بنگش کی تنبیہ و تادیب کے لئے تعین کیا اور عبد الرزاق معموری کو
جو اٹک میں تہا حکم دیا کہ دہنداس پسر راجہ بکرماجیت کی تحویلداری میں دو لاکہ روپیہ ہمراہ کر کے
لشکر مذکور کی کومکیوں میں تقسیم کرے اور ہزار برقنداز بھی اس لشکر کی ہمراہی کے لئے مقرر ہوے

+ امیرالامرا

+ [illegible]

+ [illegible]

شیخ عبد الرحمن ولد شیخ ابو الفضل کو منصب دو ہزاری ذات اور ہزار و پانصد سوار اور افضل خانی کا خطاب مرحمت ہوا اور پندرہ ہزار روپیہ عرب خان کو دیا گیا اور قلعہ بنگش کی مرمت کے واسطے بیس ہزار اور اوسکی تحویل میں دیا گیا۔ اور دلاور خان افغان کو سرکار حصار پر مرحمت ہوئی پنجشنبہ ہیزدہم پل مستان سے باغ شہر آرا تک جہاں میر لشکر اترا دورویہ فقرا اور محتاجوں پر روپئے اوٹھیاں جو ٹینان بکھیر گئیں اور میں باغ مذکور میں داخل ہوا۔ اس باغ کے درمیان ایک چار گز کے قریب عریض جوئے تھی میں نے اپنے ہم سالوں اور ہم سنوں سے کہا کہ اس ندی پر سے پہلانگیں اکثر نہ پہلانگ سکے اوس کے اندر یا کنارہ پر گر پڑے میں ہی پہلانگا۔ مگر جس چستی و چالاکی سے کہ بیس سال کی عمر میں اپنے باپ کے سامنے پہلانگا تہا اب چالیس برس کی عمر میں نہ پہلانگ سکا۔ اسی دن کابل کے سات باغوں میں جو مشہور ہیں پیادہ پا پہرا۔ ایک قطعہ زمین اوس کے مالکوں سے خرید کرکے ایک باغ لگوایا اور اوسکا نام جہان آرا رکہا اور بارہ آدمیوں کو حکم دیا کہ جبتک میں کابل میں رہوں ہر پنجشنبہ کو ایک ہزار روپیہ فقرا میں تقسیم کیا کریں اور یہ بہی حکم دیا کہ کنار جوئے پر جو دو چنار وسط باغ میں واقع ہیں ایک کو فرح بخش اور دوسرے کو سایہ بخش کہا کریں اور سفید سنگ کے پارچہ کو کہ ایک گز طول میں اور پون گز عرض میں ہے نصب کریں اور ایک طرف میرا نام اور صاحب قرانی کا نام اسپر نقش کریں اور دوسری طرف یہ لکہیں کہ زکات و خراجات کابل را بالتمام بخشیدم ہر کس از اولاد و اعقاب ما خلاف این عمل نماید بغضب و سخط الہی گرفتار آید۔ میرے جلوس تک یہ خراجات معمول و مستمر تہے ہر سال اس وجہ سے بندگان خدا سے بہت روپیہ لیا جاتا تہا میری سلطنت کے زمانہ میں یہ بدعت رفع ہوئی اور میرے آنے سے کابل میں یہ تخفیف اور رفاہیت رعایا کے حال میں ہوئی اور غزنین کے رئیسوں و ملکوں کو خلعت ملے اور اونکے مطالب و مقاصد حسب دلخواہ بر آمد ہوئے۔ میں نے حکم دیا کہ سنگ مذکور پر روز پنجشنبہ ہیزدہم صفر کندہ کیا جائے کہ یہ شہر کابل میں میرے آنے کی تاریخ تہی اور تاریخ ہجری کے مطابق تہی کابل کے جنوب و بہ

دامن کوہ میں ایک تخت تھا جو تخت شاہ مشہور تھا اوسکے قریب ایک صفہ پتھر تراش کر
بنایا تھا جسپر حضرت فردوس مکانی بیٹھکر شراب نوشجان کرتے تھے اس سنگ کے ایک کونہ
میں ایک حوض بنایا تھا جس مین دو من ہندوستانی شراب آتی تھی۔ اور دیوار صفہ پر یہ
عبارت کندہ کرائی تھی کہ تخت گاہ بادشاہ عالم پناہ ظہیر الدین محمد بابر ابن عمر شیخ گورگان
خلد اللہ ملکہ فی ۹۱۴ھ میں نے حکم دیا کہ اس صفہ کے برابر ایک اور تخت بنایا جائے جو حوضچہ
اسکے کنارہ پر پہلے حوضچہ کی وضع پر بنایا جائے اور میرا نام صاحبقرانی کے نام کے ساتھ
کندہ ہو میں اس تخت پر بیٹھا اور دو نو حوضچوں کو شراب سے بھر دیا اور جتنے ملازم میرے
ساتھ آئے سب کو شراب پلائی ایک شاعر نے یہ تاریخ کہی بادشاہ ہفت اقلیم
بھی کندہ کرانے کا حکم دیا +

واقعات بابری

کابل کے احوال دریافت کرنے کے لئے واقعات بابری میرے مطالعہ مین رہتی تھی وہ
سارسوا ور سارے چار جزو حضرت بابر کے دست مبارک کی لکھی ہوئی تھی سو میں نے اپنے ہاتھ سے ان
چار جزوں کو لکھا اور ان اجزاء کے آخر مین ایسی ترکی عبارت لکھی جس سے معلوم ہو کہ
مین نے یہ اجزاء لکھے ہیں باوجودیکہ میں ہندوستان مین بڑا ہوا ہون لیکن ترکی زبان کے
بولنے اور لکھنے سے عاری نہیں ہوں +

سوم ربیع الاول کو جنایان میں گھوڑوں پر امیروں اور شاہزادوں کو سوار کر کے
گھوڑ دوڑ کرائی۔ اسپ تنگ عربی کہ عادل خان والی بیجاپور نے بھیجا تھا وہ سب گھوڑوں پر
سبقت لے گیا ارادہ ہوا کہ شاہ بیگ خان کو کابل سپرد کر کے ہندوستان کو روانہ ہوں
راجہ نرسنگھ دیو کی عرضداشت آئی کہ میں نے اپنے برادرزادہ کو کہ فتنہ انگیزی کرتا تھا پکڑ لیا
اور اوسکے آدمیوں کو قتل کیا قلعہ گوالیار میں اوسکے قید کرنے کا حکم میں نے دیا +

۱۳ صفر کو میں نے خسرو کو بلا کر اوسکے پانوں سے بیڑیاں اُتروائیں اور شہر آرا باغ کی
سیر کی اجازت دی مہر پدری نے نہ مانا کہ میں اوسکو باغ کی سیر سے محروم کروں خسرو سے
اعمال ناشائستہ مکرر ظہور میں آئے تھے اور ہر طرح کی عقوبت کا مستحق وہ تھا مگر مہر پدری نے

اجازت نہین دی کہ مین اسکی جان کا قصد کرون باوجودیکہ قانون سلطنت اور طریقہ جہانداری مین ایسے امور مین اغماض کرنی
ناپسندیدہ ہے اسکی تقصیرات سے چشم پوشی کی اور اوسکو نہایت آسودگی اور رفاہیت مین نگہبانی کی معلوم ہوا کہ اوسنے بعض اوباش
ناعاقبت اندیشونکی پاس آدمی بھیجے اور اونکو فساد کی ورہیری مارنیکی ترغیب دی اور وعدون کا امیدوار کیا
ایک جماعت تیرہ روزگار کوتاہ فکر نے آپس مین اتفاق کرکے یہ چاہا کہ جب مین کابل مین اور
اوسکی اطراف مین شکار کرنے جاؤن تو وہ میرا شکار کرین مگر اللہ تعالی کا کرم وحفظ
بادشاہون کا حافظ وپاسبان ہوتا ہے اسلئے وہ اس بات کو نہ کرسکے جسدن کہ میں
سرخاب مین میرا اترا تہا اس جماعت مین سے ایک آدمی سر کہولے ہوئے خواجہ
ویسی دیوان شاہزادہ خرم پاس آیا اور اوسنے کہا کہ خسرو کے فساد پیدا کرنے سے
فتح اللہ پسر حکیم ابوالفتح ونورالدین پسر غیاث الدین علی آصفخان وشریف پسر اعتماد الدولہ
پانسو آدمیوں سمیت کے قریب بادشاہ کے قتل کرنے کے لئے فرصت طلب قابو میں
خواجہ ویسی نے اس بات کو سنتے ہی شاہزادہ خرم سے کہا خرم بیتاب ہو کر میرے پاس
دوڑا آیا اور یہ ماجرا سنایا مین نے خرم کو دعائے برخورداری دی اور اوسکے درپے ہوا
کہ ان سب کوتاہ اندیشونکو گرفتار کرکے طرح طرح کی عقوبت دون اور سیاست کرون
پہر میرے دل مین آیا کہ مین برسر سفر ہون اور اس گرفتاری سے لشکر کی شورش اور برہم
خوردگی ہوگی اسلئے مین نے فساد وفتنے کے سرداروں کو حکم دیا کہ گرفتار کئے جائیں
فتح اللہ کو مقید ومحبوس کرکے معتمدون کے حوالہ کیا اور باقی بے سعادتوں کو مع تین چار
بڑے سیاہ رویوں کے قتل کرایا +

جہانگیر پاس آگرہ سے اسلام خان کی عرضداشت آئی جس مین جہانگیر قلی خان
کا خط ملفوف تہا اوسمیں لکہا تہا کہ سیوم صفر کو بعد ایک پہر کے قطب الدین خان کو
بردوان علاقہ بنگالہ مین علی قلی خان استاجلو نے زخمی کیا اور وہ آدہی رات کو
مرگیا اور اوسکے ہمراہیوں نے قاتل کو مار ڈالا - اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ علی قلی
مذکور شاہ اسمعیل ثانی ایران پسر شاہ طہماسپ کا سفرہ چی تہا وہ قندہار کی راہ سے

ہندوستان میں آیا اور ملتان میں خانخانان سے ملا۔ جو ٹھٹہ کی طرف جاتا تھا۔ خانخانان
نے اوسکو غائبانہ بندہ ہائے درگاہ کی سلک میں منتظم کیا اور اوسنے ٹھٹہ کی مہم میں خدمات
پسندیدہ کیں خانخانان نے مہم سے مراجعت کرکے بادشاہ سے اوسکی حسن خدمات کا
ذکر کرکے ایک مناسب منصب اوسکو دلوایا۔ اور اوسی زمانہ میں مرزا غیاث الدین بیگ
کی بیٹی مہرالنسا کا نکاح اوس سے ہوگیا جب شہنشاہ اکبر دکن کی طرف متوجہ ہوا اور
شاہزادہ سلیم رانا کے استیصال کے لئے بھیجا گیا تو علی قلی بیگ اوسکی کمک کے لئے مقرر ہوا
سلیم نے اوسکے حال پر التفات کرکے شیر افگن کا خطاب دیا۔ جب بادشاہ ہوا تو اوسکو
صوبہ بنگال میں جاگیر دی جب جہانگیر کو معلوم ہوا کہ اوسکی طبیعت فتنہ جوئی اور شورش
طلبی پر مائل ہے تو قطب الدین خان کو جب بنگال کا صاحب صوبہ بناکے رخصت کیا
اشارہ کردیا کہ اگر شیر افگن خیر خواہ و دولت خواہ ہو تو اوسکی بحال خود رہنے دینا ورنہ
اوسکو درگاہ والا میں روانہ کرنا اور اگر آنے میں وہ تعلل کرے تو اوسکو سزا دینا۔ اتفاقاً
قطب الدین خان اوسکے طرز سلوک اور معاش سے بدظنہ ہوا ہرچند اوسکو بلایا
مگر وہ نہ آیا دور از کار عذر کرتا رہا۔ اور نادرست اندیشے کرنے لگا قطب الدین خان نے
حقیقت حال کو بادشاہ سے عرض کیا تو فرمان صادر ہوا کہ شیر افگن کو ہمارے پاس وہ بھیجدے
اگر اوسکے اطوار اور خیالات باطل معلوم ہوں تو اوسکو کردار ناہنجار کی سزا دے اس فرمان
کے آتے ہی قطب الدین خان بے توقف و تامل جریدہ ایلغار کرکے بردوان میں جو
شیر افگن کے تیول میں مقرر تھی پہنچا جب اوسکو قطب الدین خان کے آنے کی اطلاع ہوئی
تو وہ اوسکے استقبال کے لئے جریدہ دو نوکروں کے ساتھ آیا۔ ملاقات کے وقت آدمیوں
نے ہجوم کرکے اوسکو گھیر لیا۔ تو اوسنے کہا کہ یہ کیا طرز توزک اور سلوک کی ہے قطب خان نے
آدمیوں کو منع کردیا اور تنہا اوس سے باتیں کہنے لگا۔ شیر افگن خان اوسکے تیوروں سے
پہچان گیا کہ غدر کا ارادہ ہے اسلئے اوسنے اوس سے پہلے کہ کوئی اسپر وار کرے قطب خان کی
پیٹ میں ایسا تلوار کا زخم کاری لگایا کہ ساری آنتیں اوسکی نکل پڑیں قطب الدین خان دونو

ہاتھوں سے پیٹ پکڑ کر چلایا کہ حرام خور کو جانے نہ دینا۔ پیر خان کشمیری نے کہ اوس کے
غلاموں میں تہا اور شجاعت و جلاوت رکہتا تہا گہوڑا دوڑا کر شیر افگن کے سر پر تلوار لگائی۔
شیر افگن خان نے اوسکے ایک تلوار ماری جسسے اوسکا کام تمام ہوا۔ پہر قطب الدین خان کے
آدمیوں نے گہیر کر اوسکو مار ڈالا۔ اقبال نامہ جہانگیری اور توزک جہانگیری میں تو یہ حال
لکہا ہے مگر اور مورخ جو اس واقعہ کا سبب بتلاتے ہیں وہ آگے ہم لکہینگے گو وہ پایۂ اعتبار
سے ساقط ہے +

نوروز سوم جلوس +

۲۔ ذی الحجہ سنہ ۱۰۱۶ مطابق غرہ ماہ فروردی کو نوروز ہوا۔ اور آگرہ سے پانچ کوس پر موضع
رنکتہ میں مجلس نوروز منعقد ہوئی۔ میرے والد کا مقبرہ بر سر راہ واقع تہا میں نے یہ خیال کر کے
کہ اگر اب اوسکی زیارت کو جاتا ہوں تو کوتہ اندیش یہ خیال کرینگے کہ میں باپ کی قبر کی
زیارت کو اس سبب سے گیا کہ وہ راہ میں تہا۔ اسلئے میں نے یہ قرار دیا کہ اس دفعہ میں آگرہ میں
جا کر وہاں سے زیارت کی نیت کر کے پیادہ پا مقبرہ پر آؤں جو شہر سے ڈہائی کوس ہے +

سفید چیتہ +

۵۔ ذی الحجہ کو میں آگرہ میں اپنی دولت سرائے میں کہ قلعہ کے اندر ہے داخل ہوا اور راہ
میں پانچہزار روپیہ اُن فقیروں میں تقسیم کیا جو راہ میں دو رویہ کہڑے تہے۔ اس دن راجہ
نرسنگہہ دیو نے ایک سفید چیتہ لا کر پیش کیا۔ اگرچہ چرند و پرند کی انواع حیوانات میں
جنس سفید پیدا ہوتی ہے جسکو طویغان کہتے ہیں لیکن ابتک سفید چیتا نظر نہ آیا تھا۔
اسکے خال کہ سیاہ ہوتے ہیں نیلہ رنگ تہے اور اوسکی سفیدی بدن پر بہی کچہہ نیلاہٹ لئے ہوئی تہی

جلال الدین مسعود کا افیون کہانا +

۸۔ محرم سنہ ۱۰۱۷ جلال الدین مسعود کہ منصب چار صدی ذات کا رکہتا اور مردانگی سے
خالی نہ تہا چند معرکوں میں بڑے کام دکہا چکا تہا مگر خبط سے خالی نہ تہا پچاس یا ساٹہہ
برس کی عمر میں مرض اسہال سے مر گیا۔ اوسکی ماں پنیر کی طرح افیون کو ریزہ ریزہ کر کے
اوسکو کہلایا کرتی تہی۔ جب اوسکے مرض نے قوت پکڑی اور مرنے کے آثار ظاہر ہوئے
تو اوسکی ماں نے نہایت محبت سے اس افیون کو جو روز بیٹے کو کہلاتی اندازہ سے زیادہ
کہلادی جسکے ایک دو ساعت کے بعد بیٹا مر گیا۔ اسقدر محبت کسی ماں کی بیٹے کے ساتہہ

سننے مین نہین آئی ہندؤں مین رسم ہے کہ خاوندون کے مرنے کے بعد عورتین ستی ہوتی ہین
وہ خواہ محبت کے سبب سے خواہ باپ کی حفظ ناموس اور خویشون کی شرم کے سبب سے اپنے تئین
جلاتی ہین مگر مسلمانوں اور ہندوؤں کی ماؤں سے ایسے کام ظہور مین نہین آتے ۔ یازدہم
ماہ مذکور کو ایک گھوڑا جو سب گھوڑون مین اچھا تھا ازروے عنایت راجہ مان سنگھ کو
بادشاہ نے مرحمت کیا ۔ وہ اس گھوڑے کے لینے سے ایسا خوش ہوا کہ اگر اسکو بادشاہ ایک
مملکت دیتا تو وہ ایسا خوش نہ ہوتا ۔ شانزدہم کو راجہ مانسنگھ کے پسر کلان جگت سنگھ کی
بیٹی کی جہانگیر نے درخواست کی تھی اوسکی ساچق مین اسی ہزار روپیہ بھیجا ۔ مقرب خان نے
بندر کھنبایت سے پردہ فرنگی ارسال کیا اتبک جہانگیر نے اوسکی برابر فرنگی مصورون کا
کام نہین دیکھا تھا ۔ چہارم ربیع الاول کو دختر جگت سنگھ داخل محل ہوئی اور حضرت
مریم زمانی کے محل مین مجلس عقد نکاح منعقد ہوئی اور راجہ مانسنگھ نے ساٹھہ زنجیر فیل جہیز
مین سواء اور چیزون کے دیے ۔ چونکہ جہانگیر کو رانا کا رفع دفع کرنا پیش نہاد ہمت تھا تو
اوسنے مہابت خان کو بھیجا ۔ بارہ ہزار سوار کمال کاردیدہ افسرون کے ساتھہ اوسکے ہمراہ
کیے سواء اونکے پانسو نفر احدی اور دو ہزار برق انداز پیادہ مع توپخانہ کے جسمین ستر
توپ گج نال و شتر نال و ساٹھہ زنجیر فیل تھے اس خدمت کے لیے مقرر کیے اور خزانہ
سے بیس لاکھہ روپیہ ملنے کا حکم دیا کہ وہ ہمیشہ اوسکے ساتھہ رہے +

خانخانان کہ بادشاہ کا اتالیق تھا وہ یہ نہین جانتا کہ پاؤن آیا ہون یا سر کے
بل مضطربانہ وہ بادشاہ کے قدمون مین گرا ۔ بادشاہ نے اوسکا سر اپنے پاؤن پر سے
اوٹھایا اور مرحمت و مہربانی سے اوسکو گلے لگایا اور اوسکے منہ پر بوسہ دیا ۔ اوسنے دو
تسبیح موتیون کی اور چند قطعہ لعل و زمرد کے پیشکش مین گذرانے جواہر مذکور کی
قیمت تین لاکھہ روپیہ تھی اور سواء اسکے ہر جنس اور ہر متاع مین سے بہت کچھہ اوسنے
نذر مین دیا ۔ باپ کے بعد اوسکے بیٹے آئے کہ اونھون نے پچیس ہزار روپیے اور
خان خانان نے نوے ہاتھی پیشکش مین دیے ۔ بست و دوم کو آصفخان نے ایک لعل جو

آصف خاں +

سات ٹانک کا وزن مین تہا بادشاہ کی نذر مین دیا اسکے بہائی ابو القاسم خان نے تیرہ ہزار روپیہ کو خریدا تہا نہایت خوشرنگ اور خوش اندام تہا لیکن بادشاہ کے نزدیک وہ ساٹہہ ہزار روپیہ سے زیادہ قیمت کا نہ تھا۔

آہوے شیردار +

ایک مادہ آہو شیردار بادشاہ پاس لائے وہ چار سیر روز دودہ دیتی تھی ایسی ہرنی بادشاہ نے نہ کبھی دیکھی تہی نہ سنی تھی۔ ہرنی کے دودہ کے اور گائے بھینس کے دودہ کے مزوں میں کچھہ فرق نہ تہا ضیق النفس کے لئے ہرنی کا دودہ مفید ہے۔

راجہ مانسنگہ و خانخاناں +

راجہ مانسنگہ نے جو لشکر دکن کے سرانجام کرنے کی خدمت کے لئے متعین ہوا تہا اپنے وطن جانے کی رخصت طلب کی بادشاہ نے فیل خاصہ ہشیارمست نام اوسکو عنایت کیا خانخانان متعہد ہوا کہ وہ دولت الملکیہ کو جسمیں شہنشاہ اکبر کی وفات کے سبب سے بعض فتور آگئے صاف کر دونگا اور لکہہ دیا کہ اگر دو سال میں اس خدمت کو میں انصرام نہ دون تو مجرم ٹہیروں مگر شرطیہ ہے کہ سواے اس لشکر کے جو اس صوبہ میں متعین ہے اور بارہ ہزار سوار اور خزانہ سے دس لاکہہ روپیہ عنایت ہو۔ بادشاہ نے حکم دیدیا کہ لشکر و خزانہ کا سامان بہت جلد کرکے وہ روانہ کیا جائے +

خواجہ سرا بنانے کی موقوفی ہوئی +

ہندوستان مین خصوصًا ولایت سلہٹ مین کہ توابع بنگالہ سے ہے قدیم رسم چلی آتی تہی کہ رعایا اور آدمی وہاں بعض اپنے بیٹون کو خواجہ سرا بنا کے مال واجبی کے عوض مین حکام کو دیتے تہے اور اس رسم نے رفتہ رفتہ اور ولایتوں مین بہی سرایت کی تہی ہر سال بہت سے لڑکے ضایع اور مقطوع النسل ہوتے تہے اور اس عمل نے ایک عام رواج پایا تہا۔ ان دنوں مین بادشاہ نے حکم دیا کہ کوئی اس امر قبیح پر قیام واقدام نہ کرے۔ خردسال خواجہ سراؤں کی خرید و فروخت بالکل موقوف کی جائے۔ اسلام خاں اور اور حکام صوبہ بنگالہ کو فرمان صادر ہوئے کہ جو شخص اس کام کا مرتکب ہوا اوسکی تنبیہ و سیاست کریں جس شخص کے پاس خواجہ سراے خردسال ہو اوسکو چہین لیں ابتک کسی سلاطین سابق کو یہ توفیق نہیں ہوئی تہی کہ خواجہ سرا کی خرید و فروخت منع ہو گی تو پہر کوئی اس ناخوش فعل کا مرتکب نہیں ہوگا۔ اس سبب سے تہوڑے دنوں مین یہ مردود رسم برطرف ہو جائیگی۔ اس جرم کے مجرم جب بادشاہ پاس آئے تو اونسے حبس دوام

کی سزادی

کشن سنگھ کو مہابت خان کے ساتھہ مقرر کیا تہا وہ شاہزادہ خرم کا ماموں تہا اوسنے خدمات
پسندیدہ کیں تہیں رانا کی لڑائی میں اوسکے پانوں میں برچھہ کا زخم لگا تہا اوسنے ستر آدمی
قتل کیے تہے اور تین ہزار آدمی اسیر وہ دو ہزاری ذات کے منصب سے اور ہزار سوار کی
افسری سے سرافراز ہوا +

جہانگیر پیادہ پا اپنے باپ کی قبر کی زیارت کو گیا اوسنے لکھا ہے کہ اگر ہوسکتا تو میں پلکوں
سے اور سر کے بل زیارت کو جاتا۔ میرے باپ نے میری ولادت کے لئے فتحپور سے اجمیر تک جو
ایکسو بیس کوس ہے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار کی زیارت کے لئے پیادہ پا سفر کیا
اگر میں بسر و چشم اس راہ کو طے کردں تو کیا بات ہے میں اسکی زیارت سے مشرف ہوا مقبرہ کی عمارت
جو تیار ہوئی تہی وہ میری خاطر خواہ نہ تہی مجہے اس عمارت کا ایسا بنوانا منظور تہا کہ عالم کی سیر
کرنے والے اوسکی برابر دنیا میں کسی عمارت کا نشان نہ دے سکیں جب اوسکی تعمیر ہو رہی تہی
تو کم بخت خسرو کے سبب سے مجہے لاہور جانا پڑا۔ بدسلیقہ معماروں نے اوسکو اپنے طور پر بنایا۔
آخر الامر بعض تصرفات اس میں کئے گئے اور سارا روپیہ خرچ ہوگیا تین چار سال اس تعمیر
میں صرف ہوگئے میں نے حکم دیا کہ دوبارہ ماہر معمار صاحب وقوف اتفاق کرکے بعض جگہوں کو اس
نوع پر کہ قرار پائی تہی گرادیں رفتہ رفتہ ایک عمارت عالی سامان پذیر ہوئی اور مقبرہ کے گرد
ایک باغ نہایت باصفا لگایا گیا۔ دروازہ نہایت بلند بنایا گیا جسپر منارے سنگ سفید کے
ساختہ و پرداختہ ہوئے مجملاً پندرہ لاکھہ روپیہ اس عمارت میں صرف ہوا حکیم علی کے گہر
میں اس حوض کے تماشے کے لئے بادشاہ گیا کہ جسکی مثل ایک حوض لاہور میں شہنشاہ اکبر
کے عہد میں بنایا گیا تہا۔ حوض چھہ گز در چھہ گز تہا اوسکے پہلو میں ایک خانہ بنایا تہا
جو بہت روشن تہا اور اس خانہ کی راہ پانی میں سے تہی اور اس راہ سے پانی گہر میں نہیں
جاتا تہا۔ دس بارہ آدمی اس حوض میں بیٹہہ سکتے تہے نقد و جنس جو کچہہ حکیم علی پاس موجود
تہا بادشاہ کو پیش کش میں دیا۔ اس خانہ کو بادشاہ اور اوسکے مقربوں نے ملاحظہ کیا اور

حکیم کو دو ہزاری منصب سے سرافراز کیا۔ مقرب خان نے ایک تصویر بھیجی جو فرنگیوں کے عقیدہ میں
تیمور صاحبقران کی شبیہ تھی جسوقت کہ ایلدرم بایزید صاحب قران کے لشکر کے ہاتھ میں
گرفتار ہوا تو استنبول کے نصرانی حاکم نے ایلچی تحفے و ہدیئے دیکر بھیجا اور اطاعت و بندگی
کا اظہار کیا۔ اور ایلچی کے ہمراہ مصور بھی بھیجا تھا جسنے تیمور کی شبیہ کھینچی تھی۔ اگر اس دعوی کی
کچھ اصل ہوتی تو کوئی چیز اس سے بہتر میرے لئے تحفہ نہ ہوتی۔ مگر یہ تصویر تیمور کی اولاد اور
فرزندوں میں سے کسی کی صورت و حلیہ سے شباہت نہیں رکھتی۔ اس کی سچی تصویر ہونے پر
میرا اطمینان خاطر نہیں ہوا +

تصویر تیمور +

چہار دہم ذی الحجہ ۱۰۱۸ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۶۱۰ء نوروز ہوا جشن معمولی ہوا۔
مہم رانا کا انصرام جیسا کہ ہونا چاہئے تھا مہابت خان سے نہ ہوسکا اسلئے بادشاہ نے اپنے
پاس اسکو بلا لیا اور اوسکے بجائے عبداللہ خان کو سردار لشکر مقرر فرمایا۔ اس سال میں شاہزادہ
پرویز کو صوبہ دکن میں بھیجا اور لشکر دکن کی مدد خرچ کے واسطے بیس لاکھ روپیہ ساتھ کیا اور
آصف خان کو اسکا اتالیق مقرر کیا۔ اور امیر الامرا اور سران سپاہ شاہزادہ کی کومک کیلئے
مقرر ہوئے۔ بادشاہ سے مکرر عرض کیا گیا کہ شاہزادہ پرویز کے ساتھ جو سپاہ گئی تھی اس
مہم دکن کا کام اچھی طرح نہیں چلتا۔ دکن کے دنیاداروں نے لشکر فراہم کیا ہے اور
ملک عنبر کو اپنا سردار بنایا ہے۔ اور اس سبب سے وہ بیباک پیش قدمی کرتے ہیں اور استقلال اور
استکبار کا دم بھرتے ہیں۔ بادشاہ نے شاہزادہ کی کومک و مدد کے لئے خانخاناں خانجہاں
کو دو ہزار سوار دیکر اور سیف خاں بارہہ و حاجی بے اوزبک و سلام اللہ عرب کو دکن روانہ کیا
اور معتمد خان کو حکم دیا کہ عبداللہ خان کے ساتھ جو بارہ ہزار سوار رانا سے لڑنے گئے ہیں
انمیں سے چار ہزار سوار ان کو لیکر نواحی اجین و منڈو میں خانجہان پاس پہنچا دے
اور خود واپس چلا آئے +

نوروز چہارم ... مہابت خان شاہزادہ پرویز +

عبداللہ خان کی عرضداشت بادشاہ پاس آئی کہ کوہستان میں قلب جاؤن میں رانا کا تعاقب
کیا گیا اور چند ہاتھی اور اسباب اسکا چھینا گیا۔ رات ہوگئی تھی اس میں وہ اپنی جان بچا کر بھاگ گیا

عبداللہ خان و رانا +

اوسکو میں نے تنگ کر رکھا ہے عنقریب وہ گرفتار ہو جائیگا +

روز شنبہ ۲۴ ذی الحجہ مطابق ۱۰ مارچ سنہ ۱۸۱۲ کو برج حمل میں آفتاب نے قدم رکھا اور برگنہ پاری میں مجلس نوروزی نے بطرز آبائی ترتیب پائی غرائب اتفاقات سے ملا علی احمد کی وفات ہے جسکی شرح یہ ہے کہ شب پنجشنبہ کو دہلی کے قوالوں کی ایک جماعت مجلس شاہی میں سرود گاتی تہی اور امیر خسرو کی اس بیت پر کہ ؎

ہر قوم راست راہے دینے قبلہ گاہے — من قبلہ راست کردم برسمت کج کلاہے

سیدی خاں برسم تقلید سماع کرتا تہا۔ بادشاہ نے ملا علی احمد سے پوچہا کہ اس بیت کی حقیقت کیا ہے۔ اونسے عرض کیا کہ میں نے اپنے باپ کی زبانی سنا ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء گوشہ سر پر کلاہ کج رکھے ہوئے جمنا کے کنارہ پر کوٹھے پر بیٹھے ہوئے تھے ہندوؤں کی عبادت و پرستش کا تماشا دیکھ رہے تھے حضرت امیر خسرو بھی حاضر تھے شیخ نے انسے فرمایا کہ اس جماعت کو دیکھتے ہو اور یہ مصرعہ پڑہا کہ ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے۔ امیر نے بے تامل مصرعہ ثانی پڑہا کہ۔ من قبلہ راست کردم برسمت کج کلاہے ملا مذکور کی زبان پر سمت کج کلاہ کے الفاظ جاری تھے کہ حال اس کا متغیر ہوا اور جان جان آفرین کو جان سپرد کی +

ایک بیوہ عورت نے مقرب خاں کی شکایت کی کہ میری لڑکی کو بند رکھنا ہے اسکے آدمی بزور پکڑ کے گھر میں لے گئے مدتوں تک اسکو اپنے گھر میں رکھا جب میں نے اپنی لڑکی کو مانگا تو کہہ دیا کہ وہ اپنی اجل موعود سے مرگئی اسلئے بادشاہ نے مقدمہ کی تحقیقات کی اور جستجو کے بعد یہ معلوم ہوا کہ مقرب خاں کے ملازموں میں سے ایک نے یہ تعدی کی تہی اوسکی سیاست بادشاہ نے کی اور مقرب خاں کا نصف منصب کم کیا اور اس ضعیفہ ستم رسیدہ کو مدد معاش اور خرچ راہ کے لئے مرحمت کیا +

۱۹ ماہ اردی بہشت سنہ جلوس مطابق ۴ صفر سنہ ۱۰۱۸ کے پٹنہ میں کہ صوبہ بہار کا حاکم ہے ایک امر غریب و حادثہ عجیب واقع ہوا۔ یہاں کا حاکم صوبہ افضل خاں گورکھپور کو

جشن نوروز و وفات ملا علی احمد +

ہر قوم راست راہے +

ایک بیوہ کا انصاف +

واقعہ پٹنہ +

کہ پٹنہ سے سات کوس پر ہے گیا ہوا تھا یہ پرگنہ اوسکو جاگیر میں تازہ ملا تھا اور وہ قلعہ اور شہر
کو شیخ بنارسی اور غیاث زین خانی دیوان صوبہ کو اور مفسدین اردو کی ایک جماعت کو سپرد
کر گیا تھا۔ اس گمان سے کہ ان حدود میں غنیم نہیں ہے اونسے قلعہ اور شہر کی حفاظت جیسی کرنی
چاہیئے تھی نہیں کی اتفاقاً اوجینہ کے آدمیوں میں سے ایک مجہول شخص قطب درویشوں کے
لباس میں ولایت اوجینہ میں آیا کہ نواحی پٹنہ میں واقع ہے اور یہاں کے آدمیوں سے جو
مفسد مشہور تھے آشنائی پیدا کی اور اونسے کہا کہ میں خسرو ہوں اور بندیخانہ سے بھاگ کر
ان حدود میں آیا ہوں اگر تم ہمراہ ہو کر میری امداد کرو تو کام بننے کی صورت میں میری
ساری سلطنت کا مدار تمہارے ہی دم کے لئے ہوگا۔ غرض ایسی ابلہ فریب باتوں سے
ان احمقوں کو یقین دلادیا کہ حقیقت میں وہ خسرو ہے کسی وقت میں اوسکی آنکھوں کی
اطراف پر داغ لگایا گیا تھا اور اوسکے نشان باقی تھے۔ وہ ان گمراہوں کو دکھاتا تھا
کہ بندیخانہ میں میری آنکھوں پر کٹوری باندھی گئی تھی۔ یہ نشان اوسکے ہیں غرض اسکی
اس تزویر اور فریب سے سوار اور پیادوں کی جماعت اس پاس جمع ہو گئی اور یہ خبر سنکر کہ
پٹنہ میں افضل خان نہیں ہے اپنی فوج عظیم سمجھ کر ایلغار کرنے لگے اور رانوار کو دو تین گھنٹے
دن رہے شہر میں آ گئے اور قلعہ کے لینے کا ارادہ کیا شیخ بنارسی کہ قلعہ میں تھا مضطربانہ قلعہ کے
دروازہ پر آیا غنیم جلو ریز چلا آتا تھا اونسے قلعہ کے دروازہ بند کرنے کی فرصت نہ دی
وہ غیاث کو ساتھ لیکر ایک کھڑکی سے دریا کے کنارہ پر آیا اور کشتی لیکر افضل خان
پاس جانے کا قصد کیا مفسد قلعہ کے اندر آئے اور افضل خان کے مال اسباب اور خزانہ
شاہی پر متصرف ہوئے اور واقعہ طلب آدمیوں کا مجمع اونکے پاس ہو گیا۔ گورکھپور
میں افضل خان کو یہ خبر پہونچی۔ اور شیخ بنارسی اور غیاث بھی اس پاس پہنچے اور شہر سے
خطوط آئے کہ جو شخص اپنے تئیں خسرو کہتا ہے وہ حقیقت میں خسرو نہیں ہے۔ افضل خان
پانچویں روز میں حوالی پٹنہ میں آیا جب مفسدوں کو افضل خان کے آنے کی خبر پہنچی تو قلعہ کو کسی اپنے معتمد کو
سپرد کر کے سوار اور پیادے لیکر چار کوس تک افضل خان سے لڑنے آئے اور دریا پن پن پر لڑائی ہوئی

ہوئی اور تہوڑی دیر لڑائی رہی کہ وہ پریشان ہوگئے قطب چند آدمیوں کے ساتھ قلعہ کی طرف آیا افضل خان بہی سرعت سے اوسکے پیچھے آیا کہ قلعہ کے دروازہ بند کرنیکی مہلت نہ دی تو وہ افضل خان کی حویلی میں آیا سے پہر تک دونوں طرف سے خوب زد و خورد ہوتی رہی اور تخمیناً تیس آدمی زخم تیر سے ضایع ہوئے غرض جب ہمراہی مارے گئے تو قطب نے عاجز ہوکر امان طلب کی افضل خاں پاس آیا۔ افضل خان نے اس فساد کے مٹانے کے لئے اسی دن مار ڈالا اور جو اوسکے ہمراہی زندہ گرفتار ہوئے تہے اونکو مقید کیا - یہ اخبار متواتر بادشاہ پاس جاتے تھے بادشاہ نے شیخ بنارسی و غیاث زین خانی اور اور منصبداروں کو جنہوں نے قلعہ کی حفاظت وحراست میں تقصیر کی تہی آگرہ میں طلب کیا اور سب کی ڈاڑہی منڈوائی اور سر کے بال اُتروا لئے اور چادر اوڑہائی اور گدہے پر بٹھا کر سارے شہر میں آگرہ کے گرد اور بازاروں میں پہرایا تاکہ اوروں کی تنبیہ اور عبرت کا سبب ہو +

ان دنوں میں پرویز کی اور امرا تعینات دکن کی اور وہاں کے دولت خواہوں کی عرایض متعاقب ایک دوسرے کے آئیں کہ عادل خان بیجاپوری کی یہ التماس اور استدعا ہے کہ میر جمال الدین حسین انجو کو پاس بادشاہ بہیجدے جسکے قول و فعل پر دکن کے کل دنیادار پورا اعتماد رکہتے ہیں تاکہ وہاں کی جماعت سے ملکر تفرقہ اور وحشت کو اونکے دل سے دور کرے اور وہاں کے معاملہ کو عادل خان کے حسب الاستصواب صورت پذیر کرے - عادل خان نے دولت خواہی و بندگی کا طریقہ اختیار کیا تہا۔ بادشاہ نے میر مذکور کو بہیجدیا وہ برہانپور میں جاکر وکلائے عادل خان کے ہمراہ بیجاپور گیا - اور ۲۴ شعبان کو عادل خان کی خدمت میں پہنچ گیا +

۲۴ آبان کو خانخانان جہانگیر پاس آیا۔ اوس کے باب میں اکثر دولت خواہوں نے مقدمات واقع اور غیر واقع اپنی فہمیدگی کے موافق عرضداشت کئے تہے اور بادشاہ کی خاطر اوس سے منحرف ہوگئی تھی - اسلئے جو التفات اور عنایت کہ ہمیشہ بادشاہ اور اوسکا باپ اوسپر کیا کرتا تہا وہ اس بار عمل میں آئی - اور یہ لکہا ہے کہ خانخانان نے یہ تعہد کیا تہا کہ صوبہ دکن کی خدمات میں ایک مدت معین میں انصرام کردونگا تو وہ دکن کی مہم عظیم میں سلطان پرویز کی خدمت

میں بھیجا گیا تھا جب خانخان برہان پور میں آیا تو اوس نے ملاحظہ وقت نہ کیا اور اس وقت
میں کہ حرکت نہیں کرنی چاہیے تھی سلطان پرویز کے لشکر کی رسد اور اور ضروریات کا سرانجام
نہیں کیا اور سلطان پرویز کو اوسکے لشکروں کو بالاگھاٹ دکن میں لایا اور رفتہ رفتہ سرداروں
کے نفاق اور اور ناصواب رایوں کے اختلاف سے نوبت یہانتک پہونچی کہ غلہ بدشواری
میسر ہوتا اور ایک من غلہ دیہوں کو بھی ہاتھ نہ آتا سپاہ کا سارا کام مختل اور درہم ہو گیا
اور کوئی کام آگے نہ چل سکا اور گھوڑے اور اونٹ اور چارپائے ضائع ہوئے مصالحت
وقت کے سبب سے ایک طرح کی صلح مخالفوں سے کی گئی سلطان پرویز لشکر کو برہانپور میں
اولٹا لایا جب معاملہ خوب نہ ہوا تو یہ تفرقہ اور پریشانی دولت خواہوں کے مجموعہ میں
خانخانان کے نفاق اور بے سرانجامی سے سمجھی گئی - اس باب میں جہانگیر پاس عرض
آئیں اگرچہ اس بات کا بادشاہ کو مطلق باور نہ ہوتا تھا مگر پھر بھی اوسکے دل میں خدشہ تھا
کہ خانجہاں کی عرضداشت پہنچی کہ خانخانان کے نفاق کے سبب سے یہ ساری پریشانی وقوع میں
آئی - یا تو بادشاہ اس خدمت کو باستقلال اسکو بہ سپرد کردے یا اوسکو اپنے پاس بلا لے
اور مجھ نواختہ و پرداختہ کو اس خدمت پر متعین کرے اور بیس ہزار سوار بندہ کی کمک کے
لیے متعین و مشخص کیے جائیں تاکہ دو سال میں تمام ولایت شاہی کو کہ غنیم کے تصرف میں ہے
مستخلص کروں اور قلعہ قندہار اور سرحد کے اور قلعے تصرف میں لاؤں اور ولایت بیجاپور
کو ممالک محروسہ کا ضمیمہ بناؤں اور اگر اس خدمت کو مدت مذکور میں انصرام کو نہ پہنچاؤں
تو سعادت کورنش سے محروم کیا جاؤں اور اپنا منہ بندگان حضور کو نہ دکھلاؤں - چونکہ
خانخانان اور سرداروں کے درمیان یہ حالت ہو گئی تھی - اسلیے خانخان کا وہاں رکھنا
بادشاہ نے مناسب نہ جانا - خانجہان کو سرداری تفویض کی اور خانخانان کو بلا لیا - بالفعل
خانخانان پر بادشاہ کی بے توجہی اور بے التفاتی کرنے کی یہ وجہ تھی - آیندہ جو بادشاہ کی توجہ
اور بے توجہی خانخانان پر ہوئی وہ اپنے محل پر بیان ہوگی +
بادشاہ نے کیشو داس کو سلطان پرویز کے پاس سے بلایا تو شہزادہ نے کیشو داس سے کہا کہ

تو میری طرف سے بادشاہ سے عرض کرتا کہ میں اُس خدا حجازی کی خدمت میں اپنی جان و حیات کے فدا کرنے کا خواہاں ہوں کیشوداس کا عدم و وجود کیا ہے کہ اوس کے بھیجنے میں ایستادگی کروں حضور جو ہر تقریب میں میری اعتباری اور اعتمادی خدمتگاروں کو طلب کرتے ہیں وہ اوروں کی نوامیدی اور شکست خاطر کا سبب ہوتا ہے اور جناب قبلہ کی بے عنایتی پر محمول ہوتا ہے +

جب قلعہ احمدنگر جہانگیر کے بھائی دانیال مرحوم کی سعی سے بادشاہی تصرف میں آگیا تھا اور یہاں کا والی جب سے احمدنگر فتح ہوا تھا نظام الملک قلعہ گوالیار میں مقید تھا تو ملک عنبر نے نظام الملک کے سلسلہ سے ایک لڑکے کی قرابت کی نسبت قرار دیکر اوسکو نظام الملک بنایا تاکہ لوگ اوسکی حکومت دل و جان سے قبول کریں اور خود اپنے تئیں پیشوا بنایا اوسنے مغلوں کو کئی دفعہ شکست بھی دی اور کوہستان دولت آباد کے نیچے کھرکی کو نظام کا دارالسلطنت بنایا -

تاریخ حال تک احمدنگر کی حفظ و حراست خواجہ بیگ مرزا صفوی کو سپرد تھی جو شاہ طہماسپ کے خویشوں میں تھا جب دکنیوں نے بہت شورش برپا کی اونہوں نے قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا اوسنے لوازم جانسپاری او قلعہ داری میں تقصیر نہیں کی باوجودیکہ برہانپور میں خانخاناں و امرا و سردار جمع ہوئے تھے اور پرویز کی ملازمت میں دکنیوں کی رفع دفع میں مصروف تھے لیکن الیوں کے اختلاف اور امرا کے نفاق سے اور رسد و غلہ کی بے سرانجامی سے لشکر گراں کو جس میں بڑے بڑے کاموں کی صلاحیت تھی نامناسب ہول در پہاڑوں او صعب گھاٹیوں میں لے گئے اور تھوڑے دنوں میں پریشان و بے سامان کردیا جب نوبت یہاں تک پہنچی کہ غلہ کی تنگی سے جان کو نان کے عوض میں دینے لگے تو بے علاج مقصد نہ حاصل کرکے پھر آئے - قلعہ احمدنگر کا لشکر جسکو اس لشکر کی امداد کی امید تھی اس خبر کو سنکر بے دل و بے پا ہوا اور ایک بار گی جوش میں بھرا - اور چاہنے لگا کہ قلعہ سے نکل آئے خواجہ مرزا کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو اوسنے اوس سب کے دلاسا دینے میں ہر چند کوشش کی مگر کچھہ نتیجہ نہ ہوا - آخرالامر قول و قرار کرکے وہ اپنے آدمیوں کو ساتھہ لیکر قلعہ سے باہر آیا

اور برہانپور میں آنکر شاہزادہ کی ملازمت کی جب اوسکے آنے کی عرض بادشاہ پاس آئیں تو معلوم ہوا کہ اوسنے تردد اور نمک حلالی میں تقصیر نہیں کی بادشاہ نے اوسکو پنجہزاری ذات کے منصب پر جاگیر و تنخواہ کا اضافہ کیا۔

ملک دکن کی تسخیر کے لیے جو لشکر کہ پرویز کی سرداری و سرکردگی میں اور خانخاناں کی سربراہی میں امراے کلاں مثل راجہ مانسنگھ و خانجہان و آصف خان و امیر الامرا کی ہمراہی میں بھیجا گیا تھا اوسکی مہمات کا حال یہ ہوا کہ آدھی راہ سے پھر کر وہ برہانپور میں آگیا اور سب بندگان معتمد اور راست گفتار واقعہ نویسوں نے درگاہ میں عرائض بادشاہ پاس بھیجیں کہ اگرچہ اس لشکر کی برہم خوردگی اور خرابی کے بہت سے سبب و جہتیں ہیں لیکن بڑے اسباب اوسکے یہ ہیں امرا کی بے اتفاقی اور بالتخصیص خانخاناں کا نفاق اس سبب سے بادشاہ کے دل میں آیا کہ خان اعظم کو تازہ زور لشکر کے ساتھ بھیجنا چاہیے تاکہ بعض نالایق امور و ناشائستگیوں کی تلافی و تدارک کیا جائے جو امرا کے نفاق سے وقوع میں آئی ہیں خانعالم اور فرید خان برلاس و یوسف خان ولد حسین خان تکریہ اور علی خان نیازی و باز بہادر قلماق اور اور منصبدار اور دس ہزار سوار اوس کی ہمراہی کے لیے متعین ہوئے اور سواران احدیوں کے جو لشکر میں تھے دو ہزار احدی اور ہمراہ گئے کل بارہ ہزار سوار اور تیس لاکھ روپیہ کا خزانہ اور چند حلقہ فیل ہمراہ ہوئے۔ غرض خان اعظم اس لشکر کے ساتھ روانہ ہوا اور اوسکو پانچ لاکھ روپیہ اور مدد خرچ کے لیے عنایت ہوا۔ مہابت خان کو کہ چارہزاری ذات کا منصب اور تین ہزار سوار رکھتا تھا پانسو سوار اور دیکر اوسکو حکم شاہی ہوا کہ اس لشکر کو اور خان اعظم کو برہانپور پہنچا دے اور لشکر کی برہم خوردگی کی حقیقت دریافت کرے اور خان اعظم کی سرداری کا حکم اس حدود کے امرا کو پہنچا دے اور سب کو اوس کے ساتھ متفق و یک جہت کرادے اور وہاں کے لشکر کا سامان دیکھے اور مہمات مرجوعہ کے نظام اور انتظام کے بعد خانخاناں کو ہمراہ لیکر بادشاہ پاس آجائے +

۴ محرم ۱۰۲۰ کو نوروز ہوا اور حسب دستور اسکا جشن ہوا +

آئین جہانگیری +

جہانگیر نے بار بار سنا تھا کہ سرحد کے امرا بعض مقدمات کہ اونسے مناسبت نہیں رکھتے
قوہ سے فعل میں لاتے ہیں اور تورہ اور ضوابط کا ملاحظہ نہیں کرتے اوسنے بخشیوں کو
حکم دیا کہ امرائے سرحد کے نام فرمان صادر ہو کہ آئندہ وہ ان امور کے مرتکب نہ ہوں جو بادشاہ
کے ساتھ مخصوص ہیں اوّل جھروکہ میں نہ بیٹھیں۔ دوم جو امیر و سردار اونکے کمکی ہیں اونکو
تکلیف چوکی اور تسلیم کی نہ دیں۔ سوم ہاتھی نہ لڑائیں۔ چہارم سیاست میں اندھا نہ کریں اور
ناک کان نہ کاٹیں۔ پنجم کسی کو زبردستی مسلمان نہ کریں۔ ششم نوکروں کو خطاب نہ دیں۔
ہفتم نوکران شاہی سے کورنش و تسلیم نہ کرائیں۔ ہشتم۔ اہل نغمہ کی چوکیاں جو دربار کے
لئے معمول ہیں نہ مقرر کریں۔ نہم۔ باہر جانیکے وقت نقارہ نہ بجوائیں۔ دہم جب وہ
نوکران شاہی اور اپنے نوکروں کو گھوڑا ہاتھی دیں تو باگ اور کجک اونکے کندھے پر
رکھکر وہ تسلیم نہ کرائیں۔ یازدہم سواری میں ملازمان بادشاہی کو اپنی جلو میں پیادہ
نہ لے جائیں۔ دوازدہم۔ اگر نوکران شاہی کو کوئی سند دیں یا حکم لکھیں تو کاغذ کے اوپر
مہر نہ کریں۔ یہ ضوابط آئین جہانگیری مشہور ہوئے اور اون پر عمل ہوا۔

نورجہان وجہانگیر کا نکاح +

اسی سال کے وقائع عظیم میں سے جہانگیر اور نورجہان کا نکاح ہے جسکو ایک کارنامہ
آسمانی اور نیرنگ فلکی بنا کے یادگار روزگار بناتے ہیں۔ خافی خاں لکھتا ہے اس واقعہ
کو مولف جہانگیر نامہ نے پاس ادب کر کے کوتاہ قلمی کی اور اس ترانہ کو مختلف پردوں میں اور
قانون سے بجایا ہے۔ مستند کتابوں سے جو اوسکی تحقیق قریب بصدق ہے لکھی جاتی ہے۔
محمد خان تکلو حاکم خراسان کا وزیر خواجہ محمد شریف طہرانی تھا وہ محمد خان کے مرنیکے
بعد طہماسپ شاہ ایران پاس چلا گیا۔ شاہ ایران نے اوسکو یزد کی وزارت تفویض کی
یہ خواجہ شریف وہ امیر ہے کہ جب ہمایوں ایران کو گیا ہے تو اوسکی مہمانداری اور تواضع
و تکریم کے احکام اسی کے نام شاہ ایران نے صادر کئے تھے۔ اوسکے دو بیٹے آقا طاہر اور
مرزا غیاث بیگ تھے مرزا غیاث بیگ کا نکاح ایک امیر کبیر عماد الدولہ کی بیٹی سے ہوا تھا
وہ شاہ طہماسپ کے عہد میں خراسان کی حکومت رکھتا تھا۔ وہ سرکار شاہ کا باقی دار ہوا

اور صدمات اور حوادث روزگار سے ایسا تنگ ہوا کہ وطن سے دل برداشتہ ہوا معاش کی
تلاش میں وطن سے نکلا۔ دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ساتھ تھے کہ وہ قافلہ ہند کے ہمراہ
اکبر کے عہد میں ہندوستان کا عازم ہوا۔ راہ میں ایک اور حادثہ اسپر واقع ہوا کہ جو
کچھہ اس پاس تھا یا نہ تھا راہ کے درمیان لٹ گیا اور ایسا پریشان حال ہوا کہ پانچ چھہ
آدمیوں کے درمیان باربرداری اور سواری کے لئے دو اونٹ اس پاس تھے کہ اونپر باری
باری سے سوار ہوتے تھے۔ بیوی حاملہ تھی زیادہ تر اوسکی سواری میں عنایت کی جاتی تھی
جب قندہار کے قریب وہ آیا تو لڑکی پیدا ہوئی۔ اس بے سامانی میں جنگل میں اُن ماں باپوں کے
ہاں بچہ کا ہونا جو ہمیشہ محلوں میں پاؤں پھیلا کے سوئے ہوں کیسی سخت آفت و مصیبت
تھی۔ بچہ کا ساتھہ لے چلنا پہاڑ تھا اور سامان تو درکنار زچہ کے لئے کھانے پینے کا سامان
ہونا بھی دشوار تھا۔ کمال عسرت و تعب و مشقت راہ سے ماں کی چھاتیوں میں دودھ
اسقدر نہ تھا کہ وہ بچہ کی غذا کے لئے کفایت کرتا۔ رات بھر ماں باپ روتے رہے
باپ نے اپنی حالت کو سوچا اور وہ بولا کہ خدا پر توکل کر کے اس بچہ کو کہیں چھوڑ دو۔ ہر چند
ماں کی ممتا بچہ کے چھوڑنے سے جھجکتی تھی۔ مگر کچھہ بن نہ آئی تو کلیجہ پر پتھر رکھا اور اپنے کلیجہ
کے ٹکڑے کو ایک پارچہ میں لپیٹ کر حافظ برحق کو سپرد کیا اور رات کے وقت قافلہ میں
ڈال دیا یہ ایک رات کی جان جنگل میں پڑی روتی تھی اور انگلیاں چوستی تھی جب قافلہ
چلا اور ملک مسعود قافلہ سالار کے ایک نوکر کے کان میں بچہ کے رونے کی آواز آئی تو وہ
اس بچہ کو اوٹھا کر قافلہ سالار پاس لایا۔ فوراً اس چاند کے ٹکڑے کو دیکھتے ہی قافلہ سالار
کے دل میں خدا نے محبت ایسی پیدا کر دی کہ اوسکی پرورش پر وہ متوجہ ہوا۔ کوئی اوسکی
اولاد نہ تھی۔ اوسکو اپنا فرزند بنایا اور اس سبب سے کہ قافلہ ہندوستان کے برخلاف قافلہ
ایران میں عورتیں کمتر ہوتی ہیں اس جنگل میں وہ حیران تہا کہ اوسکی لئے کہاں سے دودہ پلانیوالی پیدا کرے دن اوسکی تلاش
ہوئی سوا اس بچہ کی ماں کے کوئی اور عورت دودہ پلانیوالی نہ ملی۔ اوسکو اعزاز کے ساتھہ قافلہ سالار نے
طلب کیا اوسکے گھر کے ہر ایک آدمی کے واسطے سواری اور اسباب کی مدد اور اون کے

احترام میں کوشش کی اور نیک انجام وعدوں سے اونکو خوش کیا اور بڑے آدمیوں کے گہروں کے
دستور کے موافق بچہ کو دایہ کے حوالہ کیا - اور اوسکے مناسب حال کہانے پینے کا سامان
مہیا کر دیا خدا نے اس مصیبت میں یہ دستگیری کی کہ لڑکی کی لڑکی ہاتہہ آئی اور روٹی کا
بہی آسرا ہوا سواری بہی ملی غرض اس نیک اختر کے پیدا ہونے سے نحوست ٹلی ملک مسعود
نے مرزا غیاث بیگ کے حسب نسب کا حال دریافت کیا اور اوسکی لیاقت پر مطلع ہوا
تو بہت افسوس کیا اور اپنے کارخانہ میں اوسکو دخل دیا جب ملک مسعود فتحپور میں
شہنشاہ اکبر کی خدمت میں آیا اور اوسنے اپنے ارمغاں پیش کیے تو شہنشاہ اکبر نے فرمایا
کہ اب کی دفعہ کیا ہے کہ ہماری سرکار کے قابل کوئی تحفہ تو نہیں لایا تو ملک مسعود نے عرض کیا
کہ ہم کرباس فروشوں پاس کونسا تحفہ ایسا ہو سکتا ہے کہ حضور کی درگاہ کے لایق ہو مگر میں
اس سفر میں دو تین جواہر جاندار بے بہا لایا ہوں اگر نظر تربیت سے حضور اونکو ملاحظہ فرمائیں
تو اب تک ایران اور توران سے بادشاہان سلف کے لئے کوئی تحفہ ایسا نہیں آیا - بعد ازاں
اوسنے غیاث بیگ کو مع اوسکے بیٹے ابوالحسن کے بادشاہ کی خدمت میں بہیجا وہ بادشاہ کے
ملازموں کے زمرہ میں داخل ہوا - بادشاہ سے مرزا نے اپنے داداجان خواجہ محمد شریف
کی خدمات کا استحقاق جتایا جو اوسنے ہمایوں کی ہرات میں کیں تہیں خود بہی صاحب لیاقت
تہا شکستہ خط کا خوشنویس خوش بیان شاعر و منشی تہا - بیوتات کا دیوان مقرر ہوا -
خدمات شاہی سے جو وقت بچتا اوسکو شعر و سخن میں صرف کرتا - اہل خدمت و حاجت
کے ساتھہ اسکا سلوک اس مرتبہ پر تہا کہ جو صاحب غرض اسکے گہر آتا آزردہ خاطر نہ جاتا
مگر رشوت ستانی میں دلیر و بیباک تہا غرض اپنے جوہر ذاتی کے سبب مراتب منصب
عزت و جاہ میں بڑہتا گیا - قافلہ سالار کی بیوی کو محل میں جانے کی اجازت تہی اوسکے
ہمراہ مرزا غیاث کی بی بی محل میں آمد و رفت کرتی تہی جشن کے دنوں اور نوروز کے
میں بیگموں اور اور محل کی عورت خادموں کا مجرا ہوتا تہا اور اونکی عزت و آبرو بڑہائی
جاتی تہی - نقد و جنس زیور اونکو دیے جاتے تہے مرزا غیاث کی بی بی کو بہی یہہ شرف

حال تہا محل مین ایک شاہزادی سے اُسکا بہنا یا ہو گیا۔ اوسکی لڑکی جسکا نام مہر النسا (نورجہان) بھانی ہو گئی تھی۔ ادہر حسن خداداد قیامت کا بہر اسپر ادا و انداز غضب کا۔ سب محل کی عورتین دیکھہ کر کہتی ہین کہ معلوم نہین یہ آفت روزگار کس کو اپنے دام مین گرفتار کریگی گاہ گاہ شاہزادہ سلیم کی نگاہ بھی اوسپر پڑتی تھی اور میل خاطر اوسکی طرف زیادہ ہوتا جاتا تہا اوسنے چھیڑ چھاڑ کرنی شروع کی۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ شاہزادہ نشہ کے عالم مین مینا بازار مین ادہر سے جاتا تہا اُودہر سے مہر النسا (نورجہان) اپنی البیلی چال سے چلی جاتی تہی شاہزادہ کے ہاتھہ مین دو کبوتر تہے اوسنے مہر النسا سے کہا کہ بی لڑکی ذرا ہمارے کبوتر لے لو ہمین پہول توڑونگا اوسنے کبوتر ہاتہہ سے لے لئے شہزادہ پہول توڑنے لگا۔ اتفاقاً ایک کبوتر پہڑک کر ہاتہہ سے اوڑ گیا۔ جب شہزادہ نے کبوتر مانگے تو ایک کبوتر ندارد تہا۔ اوسنے پوچہا کہ میرا کبوتر کیا ہوا اوسنے کہا کہ صاحب عالم کبوتر اوڑ گیا۔ شاہزادہ نے کہا کہ کس طرح اوڑا۔ اوسنے دوسرا کبوتر اوڑا کر دکہا دیا کہ اس طرح۔ اس بہولے پن کی ادا نے عشق کے زخم پر اور نمک چہڑکا۔ جب بادشاہ کو ان چہیڑ چہاڑون کی خبر ہوئی تو اوسنے بیٹی کا محل مین لیجانا چہوڑ دیا۔ اور جس بیگم سے بہنا یا تہا شکایت کی۔ اس بیگم نے بادشاہ کے روبرو اوسکی شکایت کی۔ بادشاہ نے بیٹے کو بلا کر بہت سمجہایا کہ شہزادون کو پہلے مانسون کی بہو بیٹیون سے چہیڑ چہاڑ کرنی نہایت نامناسب ہے اور مہر النسا کے ولیون کو کہلا بہیجا کہ اپنی لڑکی کی شادی کسی سے کردین اور شاہزادہ سے اُسکو الگ تہلگ رکہین مرزا غیاث نے عرض کیا کہ ہم بندون کو خانہ زادون کے باب مین کیا اختیار ہے علی قلی بیگ استجلو شاہ ایران اسمٰعیل ثانی کا تربیت یافتہ تہا اور نعمت خانہ شاہ ایران کا داروغہ۔ وہ بادشاہ کے مرنے کے بعد انقلاب سلطنت سے ملتان مین خانخانان کی خدمت مین آیا وہ جوان سپاہی کار طلب صاحب جوہر تہا خانخانان اوسکے حال پر متوجہ ہوا۔ اور غائبانہ ملازمان شاہی کے زمرہ مین داخل کیا۔ اوسنے خانخانان کے ساتہہ ٹہٹہ کی لڑائی مین کارہائے نمایان کئے۔ خانخانان نے اوسکو بادشاہ کے روبرو کیا۔ بادشاہ نے اوسکی وجاہت دیکہہ کر ایک عمدہ عہدہ دیدیا۔ اور مہر النسا کی شادی

او سنے کہ دی۔ اور بنگال میں بردوان اوسکی جاگیر میں عطا فرمایا۔ اب آگے قصہ طرازون
کی جہوٹی داستان یوں شروع ہوتی ہے کہ اگرچہ شہنشاہ اکبر نے اس حکمت سے عشق کی چنگاری
پہ خاک ڈالی مگر وہ اندر ہی اندر سلگا کی۔ جہم ہانا میں شاہزادہ کی خدمت میں چند روز علی قلی بیگ
رہا اور پہر اپنی جاگیر میں چلا گیا جب شاہزادہ سلیم بادشاہ جہانگیر ہوا تو پہر عشق کا زخم ہرا ہوا
علی قلی کو کسی بہانہ سے بلا بہیجا اور اوسکی جان لینے کا ارادہ یون کیا کہ کوئی الزام اوسکے ذمہ
نہ آئے۔ ایک دن مست ہاتھی سے لڑا دیا۔ اوسکو اس شیر نے ہٹا کر بہگا دیا۔ پہر ایک شیر سے
تنہا لڑا دیا اوسکو اوسنے مار ڈالا۔ تو اوسکو شیر افگن خان کا خطاب دیا جب وہ ادہر چلے تو ایک
رازدار کی زبانی اپنا مطلب کہلایا مگر اس غیرت مند کی غیرت نے گوارا نہ کیا۔ نوکری و حقوق نمک کی
بادشاہی کو طلاق دی اور اپنی جاگیر بردوان میں جا بیٹھا۔ خافی خان لکہتا ہے۔ بادشاہ نے
اپنے کوکہ قطب الدین خان کو جسکو وہ اپنے بہائی سے زیادہ عزیز جانتا تہا بنگالہ کا صوبہ مقرر کیا
رخصت کے وقت میں شیر افگن خان کے باب میں چند کلمے کہے شیر افگن خان کو اپنے وکیل کے
نوشتے سے از روے قیاس کہ بوے عشق و مشک پنہان نمی ماند اطلاع ہوئی اسی دن غیرت کے
مارے نے واقعہ نگار سے کہا کہ میں آج سے بادشاہ کا نوکر نہیں ہون اور تحیہ طلا ہیرا ق باندہنا بہی
چہوڑ دیا جب قطب الدین خان بنگالہ میں پہنچا تو شیر افگن خان کی طلب میں مکرر آدمی اور
نوشتے بہیجے مگر اوسنے اپنے آنے میں تعلل و تجاہل کیا یہانتک کہ قطب الدین خان کسی ضرورت
کی تقریب بنا کے شیر افگن خان کی جاگیر میں آیا اور ملاقات کا پیغام بہیجا شیر افگن جریدہ نیمہ آستین
کے نیچے بکتر و شمشیر حمائل کرکے چند معدود آدمیوں کے ساتھ قطب الدین خان کے نزدیک آیا
ملاقات اور احوال پرسی کے بعد قطب الدین خان نے ملائم زبان سے وہ پیغام جو شیر افگن خان
کی طبیعت کو ناملائم ہوتے تہے ادا کئے مگر اوس کو وہ ملائم خاطر نہ معلوم ہوئے پہر گفت
و شنید کنایہ آمیز اور پند و نصایح فساد انگیز بادشاہ کے حکم اطاعت کے باب میں ہوئیں جنکی
توضیح میں قلم کو پیچ نہ دینا اولی ہے۔ یہ بہادر شیر دل ان باتوں کا نتیجہ سمجہ گیا۔ اب اوسنے
جان لیا کہ سوا مرنے اور مارنے کے آبرو کے ساتہ جان بچانا محال ہے پیچہ کر زیر آستین

حمائل تھا کھینچکر قطب الدین خان کے پیٹ میں مارا کہ تمام انتڑیاں گھوڑے سے نیچے گرپڑین چاہتا تھا
کہ وہ باہر بھاگے کہ مقتول کے ہمراہیوں میں سے ایک کشمیری نے اسپر شمشیر کا زخم لگایا شیر افگن نے
زخم کاری کھاکر اس کشمیری کو مار ڈالا تو قطب الدین خان کے ملازم یہ دیکھتے ہی اوسپر ٹوٹ پڑے
اور اس تن تنہا جوانمرد کو اونہون نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ۔ ایک روایت یہی ہے کہ اگرچہ
شیر افگن خان کے زخمہاے کاری جان ستان لگے تھے مگر یہ شیر نیم جان غیرت کی تقویت سے
زن و خوشدامن کے مارنے کے لئے گھوڑا دوڑاکر انبوہ سے نکلا اور گھر کے دروازہ تک زندہ پہنچا
مہر النسا کی ماں عاقل وہوشیار تھی اوسنے یہ دیکھکر کہ شیر افگن خان تو مرتا ہی ہے وہ
ناحق خون زن و مادر زن اپنی گردن پر کیوں لے دروازہ بند کردیا اور ادھر اودھر روئی
پیٹی کہ مہر النسا اپنے شوہر کے مرنے کی خبر سنکر کنوئے مین ڈوب مری ۔ اب شیر افگن خان کے
گھر میں آنے سے فائدہ کیا ہے باہر اپنے زخموں کا علاج کرنا چاہئے ۔ شیر افگن یہ بیوی کا
حال سنکر دنیا سے چل بسا ۔ اگر یہ روایت سچ ہو تو اچھا ہوا یہ مظلوم مرا بیوی کو مارکر ظالم نہ مرا
شیر افگن خان کا ایک قصور یہ تھا کہ وہ بادشاہ کا رقیب تھا ۔ اب اس سے بڑھکر یہ ہوا کہ اوسنے
بادشاہ کے اس کوکہ کو مار ڈالا جو اوسکو نہایت عزیز تھا اسلئے وہ بادشاہی مجرم ٹھیرا سارا
گھربار ضبط ہوا ۔ مہر النسا بھی قید ہوکر بادشاہ پاس پہنچی گئی ۔ اب تو حجاب بھی درمیان نہ رہا
اور ظلم کھلا بادشاہ نے نکاح کا پیغام دیا تو مہر النسا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اوسنے جوانمردی
اور استقلال سے یہ جواب دیا کہ شیر افگن جیسے خاوند کو گنواکر دوسرے خاوند کا منہ دیکھنا
وفاداری سے دور ہے اس بدنصیب کی تقدیر میں جو لکھا تھا سو ہو گذرا ۔ اس بیکس بیوہ
پر رحم فرمائیے ۔ اور اوس مردہ کی روح کو تکلیف نہ پہنچائیے ۔ اس جواب کو سنکر بادشاہ کے
دل بھی اوس سے اچاٹ ہوگیا ۔ غضب سے محبت بدل گئی اور کنیزان مغضوبہ میں داخل کر
اوسکو سلطان سلیمہ بیگم مادر نسبتی کے سپرد کیا ۔ ایک دو سال عاشق و معشوق کی ناخوشی و
ناکامی میں گذرے ۔ پھر عشق کی دبی آگ سلگی ۔ مہر النسا بھی آخر کو پسیج گئی ۔ اور سمجھ گئی کہ
مسند شاہی پر کیوں خاک ڈالوں (یہ باتیں سب غلط ہیں ہم نے آخر میں خصائل جہانگیر کے

باب اوسکو عقلاً و نقلاً غلط ثابت کردیا ہے) حکم شرع کے موافق دونو کا آپس میں نکاح ہوا اور جشن ملوکانہ ہوا اول مہرالنسا کو بادشاہ نے نور محل کا اور پہر نور جہان بادشاہ بیگم کا خطاب دیا۔ اگرچہ بادشاہ کی بی بیان بڑے بڑے راجاؤن کی بیٹیان تہیں مگر نور جہان کے آگے سب کا چراغ گل تہا رفتہ رفتہ تمام مہام سلطنت کی زمام اوسکے ہاتہہ اور اختیار میں آگئی خلوت و جلوت میں اوسی کا جلوہ تہا امورات سلطنت میں جو اختیارات اوسکو حاصل ہوئے وہ پہلے کسی بادشاہ کی بیگم کو نصیب نہیں ہوئے اوسکے نام کا سکا لگا۔

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور
بنام نور جہان بادشاہ بیگم زر

اوس کی مہر میں یہ سجا کھدا +

در جہان گشت بفضل اللہ
ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ

خطبہ مین اوسکا نام نہیں پڑہا گیا۔ اور احکام شرعی اور عدالت کے سوا سارے کاروبار امور ملکی ومالی میں بادشاہ کی جگہہ وہ کار فرما ہوئی۔ بادشاہ کسی لحظہ و دم اوسکو جدا نہ کرتا تہا جب وقت دربار میں بیٹہتا تو پردہ کے پیچہے بادشاہ کی پیٹہہ پر ہاتہہ رکہہ کر ملکہ بیٹہتی جب ہاتہی پر بادشاہ سوار ہوتا تو پس پردہ وہ بہی سوار ہوتی۔ نور جہان عجب سلیقہ کی عورت تہی عقل کی پتلی زیور حسن سے آراستہ تہی۔ اوس نے چند روز مین بادشاہ کو ایسا غلام بنا لیا کہ وہ کہنے لگا کہ مین سلطنت کو نور جہان کے ہاتہہ دو شراب کی پیالوں اور ایک سیخ کباب پر بیچ چکا ہون اس عاقلہ اور فیض رسان عورت نے زنان ہند کے اقسام زیور و لباس وضع کئے جو محل بادشاہی اور امرا مغلیہ میں اب تک رواج رکہتے ہین پور وپیرایہ سابق کہ بہت بدنما تہے متروک ہو گئے مگر بعض بلاد و ہندوستان میں شیخ زادون اور افاغنہ میں باقی رہے۔ چاندنی کہ نفس الامر میں عجب فرش عیب پوش نامردون کے گہر کا اور فرش گرد پوش دولتمندون کا ہی اور چاندنی راتون میں ایک خاص نمود رکہتا ہے اس کا وضع کیا ہوا ہے غرض وہ زیور و پوشاک بناؤ سنگہار۔ گہر کی آرائشون میں نئی نئی ایجاد کرتی۔ لباس کو اوسنے نیا لباس پہنایا۔ زیور کو ایک پیرایہ میں پیراستہ کیا۔ توزک جہانگیری میں گلاب کا عطر (عطر جہانگیری)

اوسکی ماں کا ایجاد لکھا ہے مگر معلوم نہیں کہ مورخوں کو کیوں نور جہاں کے ایجاد کا شبہ اوسپر ہوا
ہے۔ بہاری بانو کہ بادشاہ اور کارخانہ کے نام سے موسوم ہے اور ہلکہ بادلہ کہ جسے مفلسوں
کے ہاں دولہا اور دولہن کے خلعت پندرہ بیس روپے میں تیار ہو جاتے ہیں اوسنے اونکو
اپنی دانائی سے اپنے نام پر نو محلی وضع کیا ہے غرض اسکے تصرفات جو بادشاہ و
گدا کے کام میں آتے ہیں اور زیادہ لکھنے فضول معلوم ہوتے ہیں۔ اکثر ہندوستان کے اندازہ کو
اوسنے نمود دی ہے۔ اسقدر فیض رسان تہی کہ ہر سال بے سروسامان مفلسوں کی جماعت کثیر
کو اونکی ولایت میں اور مکہ و مدینہ و کربلا و نجف اشرف میں اپنے خرچ سے پہونچتی تہی اور کئی ہزار بے پدر دختروں اور
بیکسوں اور بے نواؤں کو جہیز کا سامان اور اوسکا خرچ اپنی سرکار سے دیتی تہی اور کدخدا
کرتی تہی۔ اوسکو گہر کے کاموں میں ایسا سلیقہ تہا کہ عرایض کے زربفت کے خریطے جو آتے
تہے اونکو جوڑ کر ہاتہیوں کی جہولیں بناتی تہی۔ گہوڑے پر سوار خوب ہوتی تہی۔ شکار ایسا
کہیلتی تہی کہ ایکدفعہ شیر کو مارا تو ایک ظریف نے یہ شعر کہا کہ

نور جہاں گرچہ بصورت زن است　　　در صف مردان زن شیر افگن است

کہتے ہیں کہ اوسکی طبیعت موزون تہی اور مخفی تخلص کرتی تہی اور لطائف و ظرائف میں
بلبل ہزار داستان تہی۔ حاضر جوابی میں اوسکا جواب نہ تہا۔ شرفا کی مجلسوں میں اوسکی
حاضر جوابی کی آجتک نقلیں ہوا کرتی ہیں۔ ایکدن بادشاہ نے چاند دیکہا اور نور جہاں
کی طرف مخاطب ہو کر یہ مصرعہ پڑہا ع ہلال عید بر اوج فلک ہویدا شد + تو نور جہاں
نے بدیہہ یہ مصرعہ پڑہا کہ۔ کلید میکدہ گم گشتہ بود پیدا شد + وہ شاعروں کی قدر دان
تہی ایکدن طالب آملی سے جو جہانگیر کے زمانہ میں ملک الشعرا تہا یہ کہا کہ ہماری مدح میں آپنے
کچہہ نہ فرمایا۔ آملی نے جواب دیا کہ جس کسی کو دیکہا نہ ہو اوسکی مدح کوئی کیا کرے تو اوس کے
جواب میں یہ شعر پڑہے ؎

بلبل از گل بگذرد گر در چمن بیند مرا　　　بت پرستی کے کند گر برہمن بیند مرا
در سخن پنہاں شدم چوں بوئے گل در برگ گل　　　میل دیدن ہر کہ دارد در سخن بیند مرا

ایک بادشاہ کے جامہ کے تکمہ پہ یہ شعر بدیہہ کہا +

ترا نہ تکمہ لعل است بر قبائے حریر — شدہ است قطرہ خون منت گریبان گیر

یہ اشعار بھی بیگم کی تصنیف سے ہیں +

دل بصورت ندہم تا شدہ سیرت معلوم — بندہ عشقم و ہفتاد و دو ملت معلوم

زاہد ہول قیامت مفگن در دل ما — ہول ہجران گذرانیدیم قیامت معلوم

اس نور جہاں کے سبب سے جہانگیر کو اسکا باپ مرزا غیاث معتمد الدولہ جیسا عاقل فرزانہ اور اوسکا بڑا بھائی ابو الحسن جیسا جوانمرد فرزانہ ہاتھہ آیا۔ اوسنے جہانگیر کے مزاج کی اصلاح بہت کردی۔ اوسنے اپنی فہم و فراست سے ساری اوسکی خود پسندی و ستم شعاری اور خود پرستی خدا ناترسی دور کردی۔ شراب کا نام رام رنگی رکھہ کر جو دن رات بادشاہ رنگ رلیاں کرتا تہا وہ سب موقوف کرادیں فقط رات کو بادشاہ شراب پیتا اور دن کو اپنا کام ہوشیاری اور عدالت سے کرتا۔ کوئی بہکی بات نہ کہتا۔ غرض نور جہان گو علامہ زمان گذری ہے۔ مگر اوسکے بس میں جو بادشاہ آگیا تہا اوسکے بعض برے نتیجے پیدا ہوئے۔ اوسنے اپنی بیٹی کو جو شیر افگن خاں سے پیدا ہوئی تھی شہریار پسر خورد جہانگیر بادشاہ سے بیاہا تہا۔ عورتوں کو اپنی لڑکیوں کے سبب سے جو محبت داماد کے ساتھہ ہوتی ہے اور اونکی غرض آلود حسد سے جیسے شیر مردوں کو لغزش ہوتی ہے شہریار کی برتری کے لئے شاہزادہ خرم جیسے لائق فرزند کو بے اعتبار کرنا چاہا جسکا بیان آگے آئیگا۔ باوجود دانائی اور عقل کے اس درہم اندازی میں اوسنے مآل کار پر نظر نہ کی کہ اوس سے سلطنت اور ملک و مال و بادشاہ و رعایا کے حال میں کیا خلل پیدا ہوگئے ہیں وہ ہندوستان کے زنبور خانہ کو شورش میں لائی اور مہابت خاں کو جو اوسکے بہائی سے دینی و ملکی نزاع رکہتا تہا قوی کیا ان سب باتوں کا بیان آگے آئیگا +

دوم ماہ صفر سنہ ۳۰ کو سردار احداد نے سنا کہ خاندوراں خان کابل سے چلا گیا ہے کوئی سردار صاحب وقار وہاں نہیں ہے اور معز الملک چند ملازموں کے ساتھہ کابل میں ہے تو اوسنے اس فرصت کو غنیمت گنا۔ بہت سے سوار اور پیادے لیکر بے خبر کابل میں آیا۔ معز الملک نے اپنی قوت و حالت کے

کا اندازہ سے موافق تردد کیا اور کابلیوں اور متوطنوں و سکنہ شہر نے خصوصاً کل قزلباشوں کی جماعت نے کوچوں کو کوچہ بند کیا۔ اپنے گہروں کو مضبوط و مستحکم کیا۔ افغانوں نے اپنے کوٹھوں اور گہروں پر سے تیر و تفنگ چلاکر روشنائیوں کی جمع کثیر کو قتل کیا۔ بارکی جو اونکا معتبر سردار تہا کشتہ ہوا اس حادثہ کے واقع ہونے سے اونہوں نے سوچا کہ مبادا اطراف و جوانب سے آدمی جمع ہوکر باہر جانیکی راہ اونپر نہ بند کریں وہ پریشان و ہراساں ہوکر باہر چلے گئے۔ قریباً اسی نفر کے انمیں مارے گئے۔ دو سو گہوڑے اونکے پکڑے گئے اور وہ اس مہلکہ جان سے باہر چلے گئے۔ نادعلی میدانی لہوگرہ میں اوسی دن اس خبر کو سنکر شہر میں سے بہر کو آگیا۔ اور دشمنوں کے تعاقب میں دوڑا۔ مگر فاصلہ بہت ہوگیا تہا اسلئے کچھہ کام نہ کرسکا واپس چلا آیا۔ اس جلدی آنیکے سبب سے اور معز الملک کی حسن کارگزاری کی وجہ سے اضافہ منصب اونکا کیا گیا۔ اور قلیج خان کابل بہیجا گیا کہ وہ احداد کے فساد کو رفع دفع کرے +

نوروز ہفتم ۷۔ المحرم ۱۰۲۱ھ (۱۰ - مارچ ۱۶۱۲ع) کو واقع ہوا حسب دستور جشن نوروزی ہوا

۹ محرم کو اسلام خان حاکم بنگالہ کی عرضداشت اس مضمون کی آئی کہ عثمان افغان کے فساد سے بنگالہ پاک ہوا جہانگیر لکہتا ہے کہ پہلے اس سے کہ حقیقت جنگ مرقوم کروں خصوصیات بنگالہ کی چند سطریں لکہتا ہوں اقلیم دوم میں بنگالہ کا ملک نہایت وسیع ہے طول اسکا بندر چاٹگام سے گڈہی تک چار سو پچاس کوس ہے اور اوسکا عرض کو ہہار شمالی سے سرکار مدارن تک دو سو بیس کوس ہے جمع اوسکی تخمیناً ساٹہہ کروڑ دام (ڈیڑہ کروڑ روپیہ) ہے یہاں کے حکام سابق ہمیشہ بیس ہزار سوار اور ایک لاکہہ پیادہ اور ایک ہزار ہاتہی اور چار پانچ ہزار کشتیاں نوارہ جنگی وغیرہ کی رکہتے تہے۔ یہ ملک میرے باپ کے عہد میں فتح ہوگیا تہا۔ جب میں بادشاہ ہوا تو سال اول میں میں نے راجہ مان سنگہ کو جو اس ملک میں حکومت و داوری کرتا تہا اپنے پاس بلالیا اور اوس کی جگہ اپنے کوکہ قطب الدین خان کو بہیجدیا جسکو ابتدا ہی میں شیر افگن خان نے مار ڈالا اور خود مارا گیا۔ تو جہانگیر قلی خان کہ بہار کا صاحب صوبہ جاگیردار تہا

نوروز ہفتم

جنگ بنگالہ

بہ سبب قرب جوار کے پنجہزاری ذات وسوار کا منصب دیکر بہیجا کہ بنگالہ میں جاکر اسکا متصرف ہوا اور اسلام خان کو کہ دار الخلافہ آگرہ میں تہا فرمان بہیجا کہ صوبہ بہار پر متوجہ ہوا اور اس ولایت کو اپنی جاگیر سمجہے جب جہانگیر قلی کی حکومت داری پر تہوڑی مدت گذری تہی بہار بہار رہ کر وہ مرگیا تو میں نے اسلام خان کو حکم دیا کہ صوبہ بہار کو افضل خان کے سپرد کرکے خود بہت جلد بنگالہ جائے اس خدمت بزرگ پر مقرر کرنے پر اکثر بندگان درگاہ یہ اعتراض کرتے تہے کہ وہ خردسال اور کم تجربہ ہے لیکن جوہر ذاتی اور استعداد فطری اوس کی منظور نظر حق بین تہی اسکو میں نے اس خدمت کیلئے اختیار کیا بحسب اتفاق اس ولایت کی مہمات کو اس روش سے انجام دیا کہ جبسے یہ ملک تصرف میں آیا تہا ۔ ابتک کسی کو سطرح کام کا انجام دینا میسر نہیں ہوا تہا۔ اوسکے کارہا نمایان میں ایک کام عثمان افغان کا رفع کرنا تہا کہ وہ کئی دفعہ میرے والد کی افواج سے مقابلہ ومقاتلہ کرچکا تھا اور وہ رفع نہ ہوا تہا ان دنوں میں اسلام خان نے ڈہاکہ کو اپنا محل نزول بنایا اور اس نواح کے زمینداروں کے رفع دفع کو پیش نہاد ہمت کیا اوسکے دل میں آیا کہ عثمان خان کے سر پر فوج کو بہیجنا چاہئے اگر وہ دولت خواہی اور بندگی کو اختیار کرے اسے بہتر کیا ہے ورنہ دوسرے طریقہ سے اوسکے متمردوں کو سزا دیکر نیست ونابود وہ کرے۔ ابہی اسلام خان پاس شجاعت خان آیا تہا اوسکو سردار کیا اور کشور خان اور افتخار خان وسید آدم بارہ وشیخ اچھے برادرزادہ مقرب خان ومعتمد خان وپسران معظم خان واہتمام خان اور امیروں کو اوسکے ہمراہ کیا اور ایک اپنی جماعت کو بہی ساتہہ کیا۔ نیک ساعت میں ان سب کو روانہ کیا۔ میر قاسم پسر مرزا مراد کو میر بخشی اور واقعہ نویس مقرر کیا اور چند زمیندار بہی رہنمونی کے لئے ساتہہ گئے۔ جبتک لشکر عثمان کے قلعہ وزمین کے حوالی کے نزدیک آیا تو مردم زبان دان اوسکی نصیحت کیلئے بہیجے گئے کہ وہ دولت خواہی کو اختیار کرکے سبیل بغی طغیان کے طریقہ سے راہ صواب پر آئے ۔ وہ غرور کے سببسے اس تمام ملک کی تسخیر کا داعیہ رکہتا تہا اوسنے اصلاان باتون کو نہ سنا جدال وقتال کے لئے مستعد ہوا

اور نالہ کی زمین جو بالکل دلدل و چہلہ تھی جنگ کی جگہ قرار دی۔ روز یکشنبہ ۹ محرم کو شجاعت
خان نے جنگ کی ساعت مقرر کی اور فوجون کو اپنے اپنے مقام و جا پر بھیجدیا کہ آمادہ جنگ
رہیں عثمان کا ارادہ اس روز لڑنے کا نہ تھا۔ مگر جب اوسنے دیکھا کہ لشکر شاہی آگیا تو سخت
لڑائی ہوئی عثمان زخمی ہوا اور اس زخمی ہونے پر دو پہر تک اوسنے ہنگامہ جنگ گرم رکھا
ولی برادر عثمان و عزیز اسکا بیٹا اور اونکے خویش و نزدیک عثمان کے زخمی ہونے پر مطلع
ہوئے تو انکے دل مین آیا کہ عثمان اس زخم سے زندہ نہیں رہے گا۔ اگر ہم شکستہ و ریختہ
اپنے قلعہ میں جائیں تو ایک آدمی زندہ نہیں پہونچ سکے گا۔ اسی جگہ رہیں اور آخر شب کو
فرصت میں قلعہ میں اپنے تئیں ہم پہنچائیں۔ آدہی رات گئے عثمان مر گیا تیسری پہر رات کو
اوسکی جسم بے جان کو اوٹھا کر وہ لے گئے اور اوسکے ساتھ کا اسباب چھوڑ گئے اور قلعہ مین
چلے گئے شجاعت خان کو اسکی اطلاع ہوئی صبح کو صلاح کی گئی کہ تعاقب کرنا چاہئے
اور دشمنون میں سے کسی کو نہیں چھوڑنا چاہئے۔ مگر سپاہیوں کی ماندگی اور
مردون کے کفن و دفن اور مجروحون اور زخمیون کی غمخوارگی کے سبب سے آگے جانے
یا پیچھے ہٹنے میں متردد تھے۔ اس حالت میں عبد السلام خان تین سو سوار اور چار سو توپچی
لے کر آگیا۔ اب اس تازہ زور سپاہ کے آنے سے تعاقب کا ارادہ مصمم ہوا اور آگے بڑھے
عثمان کے بعد ولی اسکا قائم مقام ہوا تھا جب اوسکو یہ خبر ہوئی کہ شجاعت خان ایک
فوج تازہ زور کے ساتھ چلا آتا ہے تو اوسنے شجاعت خان سے رجوع کی اور آدمی بھیجکر
پیغام دیا کہ جو شخص فتنہ و فساد کا باعث تھا وہ دنیا سے چلا گیا اور جو ہماری جماعت
باقی رہی ہے اس میں اور آپ میں نسبت بندگی اور مسلمانی کے درمیان ہے اگر قول
دو تو آپ پاس آکر بندگی اختیار کریں شجاعت خان نے مقتضائے وقت و مصلحت
دولت قول دیا۔ دوسرے روز ولی اور عثمان کے بیٹے اور بھائی اور خویش سب شجاعت خان
پاس آئے اور وہ ہاتھی پیش کئے۔ شجاعت خان ولی اور سب کو جہانگیر نگر میں ۲ صفر کو
اسلام خان پاس لایا۔ اسلام خان اس نیک خدمتی کے عوض میں منصب ششہزاری ذات

سرافراز ہوا اور شجاعت خان کو رستم زمان کا خطاب ملا -

۱۶- ماہ فروری کو مقرب خان کہ محرم قدیم الخدمت تہا بندر کھمبایت سے چند عجیب و غریب جانور لایا کہ بادشاہ نے ابتک نہ دیکھے تہے بلکہ اونکا نام تک بھی کوئی نہیں جانتا تہا۔ بابر بادشاہ نے اپنے واقعات میں بعض جانوروں کی صورت و شکلیں لکھی ہیں لیکن مصوروں کو حکم نہ دیا کہ انکی صورت کی تصویر کھینچیں - یہ جانور بادشاہ کو عجیب معلوم ہوئے اسلئے اونکا حال بھی لکھا اور جہانگیر نامہ میں اونکی تصویریں بھی مصوروں سے کھچوائیں تاکہ حیرت جو سننے سے ہوتی ہے وہ دیکھنے سے اور زیادہ ہو۔ دلیپ کا باپ رائے رائے سنگہ مرگیا تہا اوس کے ماتھے پر بادشاہ نے ٹیکہ اپنے ہاتھ سے لگایا اور جاگیر باپ کے وطن میں عنایت کی - لکھمی چند راجہ کمایوں کہ کوہستان کے راجاؤں میں سب سے بڑا تہا وہ بادشاہ کی خدمت میں آیا - اوسنے اسپان گوٹ اور جانوران شکاری اور نافہ مشک اور آہوئے مشک کے پوست جنمیں نافہ بندہا تھا اور کھانڈے اور کٹاریں نذر میں دیں - کہتے ہیں کہ اس راجہ کے ملک میں معدن طلا ہے +

لشکر میں عثمان کے شکست پانے اور مارے جانے سے بنگالہ کا ہنگامہ خاتمہ پر پہنچا اس کامیابی سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی دکن کی شکست سے ناخوشی ہوئی - جہانگیر نے یہ قرار دیا تہا کہ وہ تمام شاہی صوبے جو دکن کے ہمسایہ میں ہیں ایک ہی دفعہ متفق ہو کر دکن پر حملہ کریں تاکہ اس مہم میں جو نقصان سرداروں کے نفاق اور بے پروائی سے ہوتے ہیں اونکی مکافات ہو جائے - اوسنے یہ تجویز کی تہی کہ عبداللہ خان حاکم گجرات ناسک اور ترنبک کی راہ سے مع لشکر گجرات اور امرا کے جو اوسکے ساتہہ معین کئے گئے ہیں روانہ ہو اور یہ فوج سرداران معتبر و امراء کارطلب مثل راجہ رامداس و خان عالم و سیف خان و علی مردان بہادر و ظفر خان سے آراستہ تھی اور اوسکی تعداد دس ہزار سے گذر کر چودہ ہزار ہو گئی تہی اور جانب برار سے یہ مقرر تہا کہ راجہ مانسنگہ و خانجہان و امیرالامرا اور بہت سے سردار متوجہ ہوں اور یہ دونو فوجیں اپنے کوچ و مقام سے ایک دوسرے کو خبردار کرتی رہیں تاکہ تاریخ معین پر دونو جانب سے غنیم کو گھیر لیں اگر یہ ضابطہ ملحوظ رہتا اور دل متفق ہوتے اور غرضیں دامنگیر نہ ہوتیں تو

ظن غالب تہا کہ فتح ہوتی عبد اللہ خان جب گہاٹیون سے گذرا اور غنیم کی ولایت مین آیا تو اوسکا مقید
نہ ہوا کہ قاصدون کو بہیجکر دوسری فوج کو اپنی خبر کرتا اور قرار داد کے بموجب اپنی حرکت کا موازنہ دوسری
فوج کی حرکت سے ایسا کرتا کہ روز اور وقت معین پر غنیم کو گھیرتا۔ بلکہ اپنی قوت اور قدرت پر تکیہ کرکے
اس بات کو خاطر مین لایا کہ خان جہان کی رفاقت بغیر اس مہم مین وسکے ہی نام پر فتح ہو اور سنے
بادشاہ کے حکم و تدبیر کے خلاف نہ برہان پور کے سردارون اور سپاہ کو طلب کیا نہ اونکو اپنی
خبر بہیجی۔ یہ قصد کیا کہ نظام الملکی ملک کی تسخیر کا نقارہ اوس کے نام پر بلند آوازہ ہو۔ گیارہ
ہزار سوار جنمین اکثر بہادر رزم آزما تھے اور ہر ایک جماعہ دار اپنے کو تیر سمجھتا تہا اوسکے پاس
تھے۔ وہ ایسے لشکر سے ملک عنبر کے استیصال کے درپے ہوا۔ ملک عنبر کو عبد اللہ خان کی خبر
پہنچی کہ فی الواقع وہ سپہ سالار فتح نصیب نامدار کہا جاتا ہے اوسکی قوت کو جانچکر لشکر بہیجا
بہیجدیا اور توپ خانہ عظیم اوسکے ساتھ کیا۔ اس دیار مین بہ نسبت ہندوستان کے کلہ پوش
فرنگی کے قرب جوار کے سبب سے مصالح توپ و تفنگ نے زیادہ رواج پایا تہا۔ اسلئے ملک عنبر کا توپخانہ
بادشاہ کے توپخانہ سے بہتر تہا اور کئی ہزار بان آتش فشان عبد اللہ خان کے مقابلہ مین
تعین کئے۔ قزاق سپاہ دکنی (مرہٹے) یکہ تاز خوش اسپہ بادشاہی فوج سے لڑنے کو آگے
بڑہے اور اوسکے چار پانچ کوس کے فاصلہ پر بے خبر کبھی مارنے لگے اور عبد اللہ خان کی فوج کے
اطراف کے لوٹنے مین مصروف ہوئے اور دکنیون کے قواعد کے موافق جنگ صف نہین کرتے اور
جنگ بگریز اور قزاقی کرتے تھے اکثر اوقات لشکر شاہی کے داہنے بائین طرف بے خبر آکر دست برد
نمایان کرتے چارپائے کبھی جہان ہاتھ لگتے چھین کر لیجاتے اور بہت آدمی قتل کرجاتے
اور کوچ کے وقت شتر بار قطار قطار اونکے ہاتھ آتے لشکر شاہی کے زن و مرد کے ناک
کان کاٹ کر لیجاتے۔ روز بروز ملک عنبر کے لشکر کا غلبہ ہوتا جاتا اور مور و ملخ کی طرح جمع
ہوکر قوت پکڑتے جاتے تھے۔ یہانتک اس لوٹ مار مین نوبت پہنچی کہ عبد اللہ خان کا نصف
لشکر تلف ہوگیا اور کوئی جنگ صف نہ ہوئی۔ زیادہ تر آدمیون نے گوشہ و کنار سے
فرار اختیار کیا۔ کوئی دن نہ ہوتا تہا کہ ملک عنبر کی کمک نہ پہنچتی ہو اور وہ فوج شاہی کو

ایک زخم تازہ پہنچاتی ہو جب عبد اللہ خان نے جانا [illegible] ہمراہیوں سے صلاح کار بھی
ہوا خواہوں نے مصلحت بتلائی کہ احمد آباد کی طرف سے مراجعت کر کے دوبارہ لشکر مستعد
اور توپخانہ سنگین اور فیلان جنگی کے ساتھ آئیں اور تلافی کریں۔ اسلیے ناچار مراجعت
کو قرار دیا۔ اور لشکر ہراول جو دولت آباد کے قریب پہنچ گیا تہا وہ پھر آیا۔ دکنیوں کے
تعاقب کرنے کا خیال لشکر شاہی کے دلوں میں تہا اسلئے علی مردان کہ مشہور صف آرا تہا شائستہ
فوج کے ساتھ چنداول بنایا گیا۔ دکہنی ہر طرف سے فوج فوج آ کر زور کرتی تہی مگر جب علی مردان
خان کی فوج اونکے مقابل آتی تو وہ فرار کرتے پھر پیچھے خبر دوسری طرف سے نمودار ہوتے
اور گاہ و بیگاہ غافل و ناگاہ پہر پر تاخت کر کے غارت کرتے اور مقابلہ میں لشکر پر کار تنگ
کرتے۔ اور اندہیری راتوں میں دہنی بائیں طرف سے بے شمار بان مارتے۔ آخر کار دس بارہ
ہزار سوار دکن نے علی مردان خان کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ علی مردان خان نے تردد نمایان
کیا اوسکے زخم کاری لگے اور زندہ دستگیر ہوا۔ عرصے تک عنبر پاس اوسکو لے گئے۔ ملک
عنبر نے اوسکو دولت آباد کے قلعہ میں مقید کیا اور جراحان اوسکے علاج کے واسطے معین کیے
مگر زخم اچھے نہوئے چند روز میں وہ مر گیا کہتے ہیں اوسکے سامنے ایک شخص نے کہا کہ فتح
آسمانی است تو اوس بہادر نے جواب دیا کہ فتح آسمانی است مگر میدان از ماست۔ مخالفون
نے سرحد بگلانہ تک لشکر شاہی کا تعاقب کیا اور بہت شوخیان کر کے پھر گئے۔ اگرچہ موجب
حکم کے سرداران برہانپور عبد اللہ خان کے روانہ ہونے کی خبر پا کے لشکر دولت آباد کے
عازم ہوئے تہے مگر حسد کے مارے وہ بھی عبد اللہ خان کی رفاقت سے راضی نہ تہے اور عبد اللہ
خان نے بھی اونکو خبر نہ کی تہی تو وہ کوچ مقام کرتے ہوئے آہستہ آہستہ چلتے تہے اونہوں نے
یہ خبر سنکر مراجعت کی عادل پور میں شاہزادہ پرویز پاس چلے گئے عبد اللہ خان گجرات چلا گیا
بادشاہ کی رائے صائب معلوم ہوتی ہے کہ اگر دونو طرف کے سردار اتفاق سے بے نفاق
کو کار فرما ہوتے تو اغلب تہا کہ کام دلخواہ ہو جاتا لیکن نوکروں کے رشک اور عدم اتفاق سے
نتیجہ برعکس ظہور میں آیا جب بادشاہ پاس یہ خبر آگرہ میں آئی تو اوسکی طبیعت میں ایک شورش

پیدا ہوئی اور ارادہ کیا کہ خود دکن جاکر دشمنوں کی بیخ کنی کرے مگر اوسکے ملازم ارادہ کے مانع ہوئے اور ابوالحسن نے عرض کیا کہ اس دکن کی مہمات کو جیسا کہ خانخانان سمجھا ہے ایسا کوئی نہیں سمجھا اوسکو بھیجنا چاہیے کہ اس بگڑے ہوئے کام کو سنوارے اور دولت خواہوں نے بھی یہ رائے دی۔ غرض خانخانان کو اور خواجہ ابوالحسن کو مہم دکن پر تعین و مقرر کیا۔ دکھنیوں نے امراء دولتخواہ سے صلح کی باتیں کرنی شروع کین۔ عادل خان والی بیجاپور نے دولت خواہی کا طریقہ اختیار کرکے کہا کہ اگر مہم دکن کا اہتمام میرے سپرد ہو تو بادشاہ کا گیا ہوا ملک پھر دلا دون۔ جہانگیر نے اس امر کا فیصلہ خود نہیں کیا بلکہ خانخانان کو اوسے سپرد کر دیا۔

آٹھواں نوروز ۲ محرم ۱۰۲۲ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۱۳ء کو واقع ہوا جشن بڑی دھوم دھام سے ہوا۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ میں ۲ شعبان ۱۰۲۲ھ کو آگرہ سے اس نیت سے چلا کہ اول اجمیر میں خواجہ معین الدین چشتی کے روضہ کی زیارت کرون جو جلوس کے بعد مجھے میسر نہیں ہوئی اور رانا امر سنگہ کو قلع و قمع کرون۔ پہلے لکھا گیا ہے کہ مہم رانا ناتمام رہی تھی میرے دل میں آیا کہ آگرہ میں مجھے کچھہ کام نہیں ہے اور مجھے یقین تھا کہ جب تک میں خود اس پر متوجہ ہونگا کوئی صورت نہ ہوگی ساعت مقرر میں قلعہ آگرہ سے باہر آکر باغ دہرہ میں آیا۔ دوسرے روز دسہرہ کا جشن کیا۔ دستور معمول کے موافق ہاتھی گھوڑے آراستہ پیراستہ ہوکر میری نظر سے گذرے۔ پانچوین شوال کو اجمیر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا صبح کو قلعہ و عمارات روضہ کی نظر آئیں تو ایک کوس کے قریب پیدل چلا شہر میں داخل ہوکر روضہ کی زیارت کی۔ میرے دل میں آیا کہ اجمیر میں توقف کرکے اپنے بیٹے بابا خرم کو آگے مہم رانا کے لئے بھیجون۔ ۶ ذی کو اوسکو رخصت کیا۔ خان اعظم کو اوسکے ساتھہ تعین کیا۔ بارہ ہزار سوار اوسکے ہمراہ کیے۔ فدائی خان کو بخشیگری کی خدمت دی۔ خان اعظم نے خود درخواست کی تھی کہ شاہزادہ خرم اس خدمت پر مامور ہو باوجودیکہ شاہزادہ نے ہر طرح سے اوسکی دلجوئی کی مگر اوسکے ساتھہ اوسنے موافقت نکی شیوہ ناستودہ پر عمل کیا جب یہ مقدمہ میں نے سُنا تو ابراہیم حسین اپنے معتمد خدمتگار کو اوسکے پاس بھیجا

وہ لطف آمیز مہر انگیز پیغام دوے کہ جسوقت تو برہانپور میں تھا تو آرزو دیں کر کے اس خدمت
کے لئے مجھسے التماس کرتا تھا اور اس خدمت کو تو سعادت دارین جانتا تھا اور مجالس[illegible]
محافل مین مذکور کرتا تھا کہ اس عزیمت میں اگر کشتہ ہونگا تو شہید ہونگا - اگر غالب آؤنگا
تو غازی ہونگا تو تجھے یہ خدمت تفویض ہوئی تھی تو سجانہ کی جو مدد اور کمک چاہی تھی اوسکا
سرانجام کیا گیا بعد ازاں تو نے لکھا کہ جب تک میں ان حدود میں نہیں تو ان کا اس مہم
کا فیصلہ ہونا اشکال سے خالی نہیں تیری ہی صلاح سے میں اجمیر میں آیا - اب تو نے
عرایض مین معقول وجوہ بیان کر کے شاہزادہ کی استدعا کی غرض تمام مقدمات تیری
رائے اور تدبیر کے موافق عمل میں آئے - اب باعث کیا ہے کہ یکبارگی معرکہ سے اپنے
پانون کو باہر نکالتا ہے اور ناسازگاری کرتا ہے - اس مدت میں بابا خرم کو کبھی اپنے
سے جدا نہیں کیا تھا محض تیری کاردانی کے اعتماد پر اوس کو بھیجا ہے تو تجھے چاہئے کہ
نیک خواہی اور نیک اندیشی کا طریقہ منظور و مرعی رکھے - رات دن فرزند سعادتمند کی
خدمت سے غافل نہ ہووے - اگر ان باتون کے خلاف عمل کرے گا اور اپنی قرارداد سے
باہر قدم رکھے گا - تو سمجھ لے کہ اپنا نقصان کریگا - ابراہیم حسین نے جاکر یہ باتیں خان اعظم کو
سمجھائیں - مگر اسکا نتیجہ اصلا کچھ نہ ہوا - اور اپنے فعل قرارداد سے باز نہ آیا - جب بابا خرم
نے دیکھا کہ اسکا یہان ہونا کام میں مخل ہوتا ہے - اوسکی نگاہداشت کر کے عرضداشت کی
کہ یہان اسکا ہونا کسی طرح لایق نہیں ہے اور محض اس سبب سے کہ وہ خسرو سے نسبت
رشتہ رکھتا ہے کارشکنی مین کوشش کرتا ہے میں نے مہابت خان کو بھیجا کہ جاکر اوس کو
اودیپور سے لے آئے - محمد تقی دیوان بیوتات کو تعین کیا کہ مندسور میں جاکر اوس کے
فرزندون اور متعلقین کو اجمیر میں پہنچا دے - ۱۶ - کو فرزند بابا خرم کی عرضداشت آئی کہ
فیل عالم گمان جسپر رانا کو نازش تھی اور سترہ فیلوں کے ساتھ ہمارے ہاتھ آیا ہے اور عنقریب
انکا صاحب بھی گرفتار ہوگا -

۹ صفر ۱۰۲۳ کو نوروز ہوا اور جشن رسم مقررہ کے موافق کیا گیا - اس مہینے کی ۱۵ کو

جشن نوروز اور رانا کی اطاعت +

مہابت خان جو خان اعظم اور اوسکے بیٹے عبد اللہ خان کو لینے گیا تہا اونکو لایا خان اعظم کو
آصف خان کے حوالہ کیا کہ اسکو قلعہ گوالیار مین نگاہ رکھے۔ اس قلعہ مین بھیجنے سے غرض یہ
تہی کہ مبادا اسمین رانا مین بسبب خسرو کے کی رشتہ مندی کے وہ نفاق و فساد نہ پیدا کرے۔
اسلئے مین نے حکم دیا کہ اوسکو قلعہ مین بطریق بندیون کے نہ رکہین بلکہ اسباب راحت و آسودگی
اور کہانے پینے کا سامان اوسکے واسطے مہیا رکہین۔ ہم اسکے مہینے مین خوشخبریان متواتر
آئین اول خبر یہ تہی کہ رانا امر سنگہ نے اطاعت و بندگی درگاہ والا کی اختیار کی۔ اس مقدمہ
کی کیفیت یہ ہے کہ عبد اللہ خان صوبہ دار احمد آباد کے نام فرمان بتاکید صادر ہوا کہ خود اپنے
تئین شاہزادہ خرم پاس پہنچائے اور دکہن کے بعض کومکیون کو حکم صادر ہوا کہ شائستہ فوج
کے ساتہ شاہزادہ کے لشکر سے ملیں کل بیس ہزار سوار شاہزادہ کی ہمراہی کے واسطے
تعین ہوئے۔ شاہزادہ خرم جب رانا کے تعلقہ مین داخل ہوا تو اوسنے اپنے بخشی محمد تقی جس کا
آخر کو خطاب شاہ قلی خان ہوا پانچہزار سوارون کے ساتہ بطریق ہراول رخصت کیا اور حکم
دیا کہ جس جگہ ملک رانا کا کوئی قصبہ معمورہ ہو اوسکو تاخت و تاراج کرے اور بتخانون کو
جہان پائے مسمار کرے۔ اور خود سب جگہ رانا کے منصوبون کے استیصال مین کوشش کر
اونکی جگہ اپنے آدمی مقرر کرے اور پہاڑ و نیز جو مخالفون کا ملجا ہے لشکر کو لے جائے
رانا کی جائے حاکم نشین اودے پور تہا اس شہر کو رانا سانگا کے بیٹے اودے سنگہ نے
ایک قلب مکان مین آباد کیا تہا جسکے تین طرف پہاڑ واقع تہے اور وہ تالاب اوس کے
متصل بنائے تہے اور جب سے چتور کو چہوڑا تہا ابتک رانا یہین سکونت رکہتا تہا۔ اب
وہ اسے چہوڑکر دشوار گذار پر اشجار کوہستان مین بطریق فرار چلا گیا تہا۔ شہزادہ خود اودے پور
مین آیا اور اطراف ملک مین چار فوجین متعین کین اور راستونکے بندوبست و رسد کے بہیجنے کے
لئے چہہ تہانے مقرر کئے۔ رانا کے سردارون کے ساتہ محمد تقی بخشی کی سخت کارزار
ہوئی خصوصاً بتخانون کے مسمار کرنے مین جنکی حفاظت مین راجپوت ایسے جان توڑ کر جم کر
لڑے کہ دونو طرف کے آدمی کشتہ ہوئے۔ رانا کے پسر ارشد نے اکثر اوقات فوج کوہ نورد

ساتھہ لیکر ہراول کی فوج شاہی پر شب خون مارا۔ اس شب کو بھی محمد تقی اور اوس کے ہمراہیوں نے راجپوتوں کا خوب دلیری سے مقابلہ کیا۔ بہت راجپوت کشتہ اور زخمی ہوگئے۔ اس ہنگامہ میں عبداللہ خان فیروز جنگ اور دلاور خان کاکر کو بکی احمد آباد بھی پہنچ گئے اور لشکر اسلام کو تقویت ہوئی۔ آب وہوا کی ناموافقت سے لشکر کے بہت سے آدمی اور نامی نوکر تلف وبیمار ہوگئے باوجود اسکے شاہزادہ خرم نے رانا اور اوسکے کاربرداروں اور سرداروں کو ایسا تنگ کیا کہ رانا نے عجز کا پیغام دیا اور امان کی التماس کی اور سوپ کرن اپنے چاٹو کو بھیجکر شفیع جرایم بنایا اور بعدہ رانا برخلاف اپنے آبا واجداد کے طریقہ کے کہ ہرگز بادشاہ وبادشاہزادہ کی ملازمت نہیں کرتے تھے خود آیا اور سات ہاتھی پیشکش کے ساتھہ نذر دیے۔ شاہزادہ نے خلعت وشمشیر مرصع دو فیل اور پچاس گہوڑے اوسکو دیے اور ایک سو بیس خلعت اوسکے ہمراہیون کو عنایت کیے اور اوسکو اپنے گہر رخصت کیا۔ پہر رانا نے اپنے بیٹے راناکرن صاحب ٹیکہ کو شاہزادہ کی ہمرکاب بادشاہ کے پاس روانہ کیا۔ بادشاہ پاس جب شہزادہ آیا تو اوسکے منصب دوازدہ ہزاری پر شش ہزاری وچار ہزار سوار کا اضافہ ہوا۔ اور بادشاہ نے کرن کو کہ وحشی طبیعت ومجلس نادیدہ تہا کوہستان مین اوسکی زندگی بسر ہوئی تہی روز بروز زیادہ عنایت کی اور اوسکو نورجہان نے بہی خلعت دیا۔ اوپر کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ بادشاہی فوج کو اودے پور کی لڑائی بہ نسبت دکن کی لڑائی مین زیادہ کامیابی ہوئی اور بادشاہ کو اس کامیابی سے بڑی خرمی اسلیئے ہوئی کہ وہ اوسکے لاڈلے بیٹے خرم کے سبب سے حاصل ہوئی۔ یہ کامیابی صرف اسی کی سعی سے ہوئی۔ خان اعظم تو اس پاس چلا آیا تہا۔ اس سبب سے خرم کی قدر ومنزلت میں بڑی ترقی ہوئی۔ وہ اپنے داداجان کی تدبیر ملکی بہولا نہیں جب رانا اطاعت کے لیئے آیا تو اوسکو گلے لگایا اور اپنی برابر بٹہایا اور شہنشاہ اکبر کے عہد سے جو ملک فتح ہوا تہا وہ اوسکو دیدیا اور جہانگیر بہی اپنے باپ کی تدبیر ملکی نہیں بہولا تہا کہ جہانتک ممکن ہو قدیم خانوادے خراب نہ ہوں۔ پہلی خوشخبری تو یہ تہی

جو اوپر بیان ہوئی اور دوسری خوشخبری یہ تھی کہ بہادر کے مرنے کی خبر آئی جو ولایت گجرات کا حاکم زادہ تھا اور فتنہ و فساد کا مایہ تھا وہ اجل طبعی سے مرگیا۔

سوم خوشخبری پرتگیزون کی شکست کی تھی اوسکی تفصیل یہ ہے کہ گوا کے فرنگیوں اپرتگیزون نے بے قولی کرکے چار جہاز اجنبی کہ بندر سورت کے جہازات مقررہ میں سے تھی حوالی بندر میں تاراج کئے اور مسلمانون کی جماعت کثیر کو اسیر کرکے اسکا مال متاع سب چھین لیا۔ بادشاہ کو یہ امر ناگوار خاطر ہوا۔ یہ بندر مقرب خان کے سپرد تھا اوسکو تدارک و رتلافی کے لئے رخصت کیا۔ اب پرتگیزون (دارزی نے) قلعہ و بندر سورت کی تسخیر کا سامان بہم پہنچایا تھا اور اوسکے فتح کرنے کو آئے تھے۔ بندر مذکور میں پرتگیزون اور انگریزون کی درمیان لڑائی ہوئی۔ اس بندر مین انگریز پناہ کے لئے آئے تھے انگریزون نے اپنی آتشبازی سے پرتگیزون کے اکثر جہاز جلا دئے ناچار تاب مقاومت کی نہ لا سکے اور گریزان ہوئے اور شاہ گجرات کے حاکم مقرب خان پاس آدمی بھیجکر صلح کے خواہان ہوئے۔ اور اظہار کیا کہ ہم صلح کے لئے آئے تھے نہ جنگ کے قصد سے انگریزون نے یہ لڑائی کھڑی کردی + یہ خبر آئی کہ چند راجپوتون نے عنبر کے مارنے کا قصد کیا تھا وہ گھات لگا کر عنبر تک پہنچ گئے ایک راجپوت نے اوسکی آنکھ یا نقص زخم لگایا عنبر کے گرد کے آدمیون نے اوسے مار ڈالا اور عنبر کو اوسکے گھر لے گئے۔ اوسکے مرنے میں کچھ نہ رہا تھا افسوس ہے کہ ایک آنچ کی کسر باقی رہی۔ بادشاہ اس سال مین درد سر و تپ میں مبتلا ہوا تھا نور جہان نے مسیحائی کی کہ ان امراض کا علاج شراب کی کمی اور غذا کی سادگی سے کردیا جب بادشاہ کو صحت کامل ہوئی تو جیسا وہ باطن میں معتقد او حلقہ بگوش خواجہ بزرگوار تھا اور اونکو اپنی ہستی کا سبب سمجھتا تھا ایسے ہی ظاہر میں اوسنے اپنے دونو کان چھدوا کے ہر کان میں ایک ایک مروارید ڈالا۔ اوسکے بندگان مخلص نے بھی اوسکی تقلید کی انکو ۳۲۷ دانے مروارید قیمتی چھتیس ہزار روپے کے عنایت کئے۔ اس سال کے واقعات سے شاہزادہ خرم کے خالو کشن سنگہ کا مارا جانا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ راجہ سورج سنگہ کا وکیل گوبند داس تھا اوسنے راجہ کے برادر زادہ کو بہ سبب نزاع دنیوی مار ڈالا کشن سنگہ برادر زادہ کا چچا چاہتا تھا کہ مقتول کے عوض مین وکیل سے قصاص لیا جاوے وکیل سورج سنگہ

منتخب اللباب

بہت محبت رکھتا تھا۔ اس قتل کے مقدمہ کو یوں ہی ٹالنا چاہتا تھا۔ کشن سنگہ مع اپنے برادرزادہ کرن کے راجپوتوں کی ایک جماعت لیکر گوبند داس کے گھر پر چڑہ گیا۔ وہ سورج سنگہ کی بنا میں رہتا تھا۔ ایک شور اور ہنگامہ برپا ہوا۔ گوبند داس کی جستجو میں کشن سنگہ تھا کہ وہ اس غلبہ ہجوم میں بغیر معلوم کشتہ ہوا۔ سورج سنگہ اس غوغا سے خبردار ہوا اور ننگی تلوار لیکر باہر آیا اور راجپوتوں کی جماعت ساتھ لیکر کشن سنگہ اور کرن اور ایک جمع کثیر کو مار ڈالا۔ کشن سنگہ کے آدمی جو بچے تھے وہ لڑتے ہوئے مکان سے باہر آئے اور استغاثہ کرتے ہوئے بارگاہ شاہی کو روانہ ہوئے۔ اس جماعت کا تعاقب راجہ سورج سنگہ نے کیا اور دولتخانہ کے دروازہ پر آیا اور جہروکہ کے نیچے ایک فتنہ و غوغائے عظیم برپا ہوا اور اس میدان میں بادشاہ کے روبرو چند راجپوت کشتہ ہوئے اور بہت کوشش سے یہ فساد دور ہوا۔

۲۸ صفر ۱۰۲۲ھ کو حضرت نیر اعظم نے برج حوت سے شرف خانہ حمل میں نزول فرمایا۔ جشن نوروز اور آئین بندی نے بدستور سابق ترتیب پائی۔ رانا کرن منصب پنجہزاری ذات و سوار سے سرافراز ہوا۔ ایک تسبیح خرد مروارید و زمرد کی جس کے بیچ میں لعل تھا اور ہندو اوس کو سمرن کہتے ہیں اوسکو عنایت کی۔ جہانگیر لکہتا ہے کہ

۲۵ دی کو شاہزادہ خرم کے تلادان کا دن تہا۔ اوس کی عمر اس سن میں ۲۴ سال کی تھی۔ بیاہ شادیاں بھی ہو چکی تہیں اور صاحب اولاد تھا۔ اوس نے کبھی شراب نہ پی تھی آج اوسکے وزن کی مجلس تھی میں نے کہا کہ بابا تو صاحب اولاد ہوا ہے۔ بادشاہ اور بادشاہزادے شراب پیتے ہیں آج تیرے وزن کا جشن ہے تجکو شراب پلاتا ہوں اور اجازت دیتا ہوں کہ جشن کے دنوں میں اور ایام نوروز میں اور بزرگ مجلسوں میں شراب پیا کر مگر اعتدال کے ساتھ۔ اتنی شراب پینی کہ عقل کو زائل کرے دانشمندوں نے روا نہیں رکھی۔ اوس کے پینے سے غرض فقط نفع و فائدہ ہو۔ بوعلی کہ طبقہ حکما اور اطبا کا بزرگ ہے اوسنے یہ رباعی لکھی ہے

| | |
|---|---|
| مے دشمن مست و دوست ہشیار است | اندک تریاق و بیشش زہر مار است |
| در بسیارش مضرت اندک نیست | در اندک او منفعت بسیار است |

بہت مبالغہ کرکے شاہزادہ خرم کو شراب پلائی مین نے پندرہ برس کی عمر تک شراب نہیں پی تھی
لیکن ایام طفولیت مین دو تین مرتبہ والدہ اور اناؤن نے اور اطفال کے علاج کی تقریب
کرکے میرے والد بزرگوار سے عرق طلب کرکے بقدر ایک تولہ کے گلاب و آب مین ملاکر کھانسی
دور کرنے کے لیئے مجھے پلایا تھا - ان دنون مین کہ والد بزرگوار کا لشکر افغان یوسف زئی کے
دفع کرنے کے لیئے گیا تہا - تو قلعہ اٹک مین کہ آب نیلاب کے کنارہ پر واقع ہے مین ٹھیرا -
ایک دن شکار کھیلنے سے بہت تھک گیا تو استاد شاہ قلی توپچی نادری نے کہ میرے عم
بزرگوار مرزا حکیم کے ہان وہ سرابدار توپچیان تھا کہا کہ شراب کا ایک پیالہ نوشجان فرمایئے
تو ماندگی اور کسلت سب دور ہوجائے گی چونکہ ایام جوانی تھی ایسے امور کی طرف طبیعت
مائل تھی محمود آبدار کو حکم دیا کہ حکیم علی کے گھر میں جاکر شربت کیف ناک لائے - حکیم نے
میٹھی شراب زرد بقدر ایک پیالہ کے چھوٹے شیشہ مین بھیجی اوس کو مین نے پیا اوسکی کیفیت
خوش معلوم ہوئی اوسکے بعد شراب پینی شروع کی روز بروز بڑہائی یہان تک کہ پھر شراب
انگوری نشہ کی کیفیت نہیں پیدا کرتی تھی عرق پینا شروع کیا رفتہ رفتہ نو برس کی مدت مین
عرق دو آتشہ کے بیس پیالے پینے لگا چودہ پیالے دن کو پیتا اور باقی رات کو اس شراب کا
وزن چھہ سیر ہندوستانی ہوتا تہا اور میری خوراک نان و کباب کے ساتھ ایک مرغ تھی اس حال
مین کسیکی قدرت نہ تھی کہ مجھے منع کرتا - یہانتک نوبت پہونچی کہ اوسکے خمار مین مجھے بہت رعشہ
ہوتا اور ہاتھ کے لرزنے سے اپنا پیالہ آپ نہیں تھام سکتا تھا اور لوگ اوسکو پلاتے تھے
جب یہ حال ہوا تو مین نے حکیم ہمام برادر حکیم ابو الفتح کو جو والد بزرگوار کا مقرب تھا طلب کیا
اور اپنے حال سے اطلاع دی اوسنے کمال اخلاص اور نہایت دلسوزی سے بے حجابانہ
کہا کہ صاحب عالم اگر اس روش سے عرق کو نوشجان فرمائینگے تو چھہ مہینے بعد وہ حال ہو جائیگا
کہ علاج پذیر نہیں ہوگا - اوسکی بات خیر اندیشی سے خالی نہ تھی جان شیرین عزیز ہوتی ہے
اوسکی بات نے مجھہ میں اثر کیا اور مینے اوس تاریخ سے شراب کم کرنی شروع کی فلونیا
(افیون و بھنگ) زیادہ کی جتنی شراب کم کرتا فلونیا زیادہ کرتا مین نے حکم دیا کہ عرق کو

شراب انگوری سے ممزوج کریں چنانچہ دو حصہ شراب انگوری اور ایک حصہ عرق ہوتا تھا ہر روز
کم کرتا جاتا تھا سات سال ہوئے کہ چھ پیالہ پیتا تھا اور ہر پیالہ کا وزن سوا اٹھارہ مثقال ہوتا تھا
اب پندرہ برس ہوئے کہ اتنی شراب پیتا ہون اوسے نہ زیادہ ہو نہ کم اور رات کو پیتا ہون -
روز پنجشنبہ جو میرے جلوس کا دن ہے اور شب جمعہ کہ ایام ہفتہ میں شبہا متبرک ہے اور
روز متبرک اوسکے آگے آتا ہے ان دونون کا لحاظ کر کے جب دن ختم ہوتا تو شراب پیتا
مجھے یہ خوش نہیں معلوم ہوتا کہ اس شب کو غفلت میں گذارون اور منعم حقیقی کے شکر میں
تقصیر کرون اور روز پنجشنبہ و روز یکشنبہ کو گوشت نہیں کھاتا پنجشنبہ میرے جلوس کا دن
اور روز یکشنبہ پدر بزرگوار کی ولادت کا دن ہے وہ اس دن کی بڑی تعظیم کرتا تھا
اور اوسکو عزیز رکھتا تھا - کچھ دنون کے بعد فلونیا کو افیون سے بدل لیا اب میری عمر
چھیالیس سال چار ماہ شمسی کی اور ۴۷ سال نو ماہ قمری کی ہے - آٹھ رتی افیون پانچ
گھڑی دن چڑھے اور چھ رتی پہر رات گیے کھاتا ہون +

اس سال ممالک محروسہ کی اطراف سے فتح فیروزی اور ظفر بہروزی کی خبرین آئیں
اول احداد افغان کا قضیہ ہے کہ مدت دراز سے کوہستان کابل میں سرکشی و فتنہ انگیزی
کرتا تھا اور اس سرحد کے بہت افغان اس پاس جمع ہو گئے تھے - والد بزرگوار کے
زمانہ سے حال تک کہ میرے جلوس کا سولوان سال ہے ہمیشہ افواج اوسکے سر پر بھیجی جاتی تھی
رفتہ رفتہ وہ شکستین کھاتا اور پریشانیان اوٹھاتا - اوسکی فوج کا ایک حصہ کشتہ ہوتا دوسرا
حصہ متفرق ہوتا چرخی میں کہ اوسکے اعتماد کا محل تھا ایک مدت تک پناہ میں رہا - اوسکے
اطراف کو خاندوران خان نے محاصرہ کیا اور درآمد و برآمد کی راہیں بند کین جب اس کے
پاس حیوانات کے لئے گھاس اور خوراک نہ رہی تو براتون کو اپنے مویشی کو پہاڑ کی ترائی
مین چراتا تھا اور خود بھی اسلئے آتا تھا کہ اور آدمی اوسکی ہمراہی کرین خاندوران خان کو
یہ خبر پہونچی تو سردارون کی ایک جماعت کو اور تجربہ کار آدمیون کو ایک معین شب تعین کیا
کہ حوالی چرخی میں جا کر کمین میں بیٹھیں یہ جماعت جا کر رات کو پناہ گاہون میں پنہان ہوئی

احداد افغان +

اور ان کو خاندوراخان نے اس طرف سواری کی جب مخالف اپنے حیوانات کو چرانے لائے
اور احداد اپنی جماعت کے ساتھہ کمین گاہون سے نکلا کہ یکبارگی ایک گرد آگے سے ظاہر
ہوئی جب اوسکی خبر اوس نے لگائی تو معلوم ہوا کہ خاندوراخان ہے تو اوسنے متلاشی و
مضطرب ہوکر بازگشت کا ارادہ کیا۔ خان مذکور کے قراولون نے بھی خبر کی یہان احداد
تو خان احداد کے پاس گیا۔ اور جو آدمی کہ کمین گاہ مین تھے اونکو بھی ہمراہ لیکر حملہ آور
ہوا۔ دوپہر تک بہ سبب قلبی و شکستگی جا اور بسیاری جنگل معرکہ جنگ قائم رہا۔ آخرالامر
افغانون کو شکست ہوئی۔ پہاڑون مین وہ گھسے۔ اونکے تین سو کے قریب کام کے آدمی
مارے گئے اور سو آدمی قید ہوئے۔ احداد دوبارہ اس اپنے محکم جا مین نہ جاسکا بالضرورت
قندہار کی جانب گیا۔ افواج شاہی نے چرخی میں افغانون کے مقامون میں جاکر ان سبکو
جلادیا اور بیخ و بنیاد سے اکھیڑ کر پھینک دیا۔

تال کا کریہ کے کنارہ پر ایک سنیاسی فقیرانہ مکان مین رہتا تہا طائفہ ہنود کے فرقہ اضلول
مین سے تھا۔ بادشاہ ہمیشہ درویشون کی صحبت کی طرف راغب تہا وہ بے تکلف اوسکی ملاقات
کو گیا اور بہت دیر تک اوس پاس بیٹھا رہا۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ آگاہی
و معقولیت سے خالی نہیں ہے اور اپنے آئین کے موافق مقدمات صوفیہ سے خوب واقف
ہے اور ظاہر اپنا اہل فقر و تجرید کے موافق بنا رکہا ہے اور طالب خواہش سے ہاتہہ کہینچ لیا ہے
اس سنیاسی سے بہتر کوئی ابتک اس طائفہ میں مین نے نہین دیکہا۔

بادشاہ نے سید محمد نبیرہ شاہ عالم سے فرمایا کہ جو تو چاہے مانگ مین تجھے دونگا اور اوسکو
قرآن کی قسم دی کہ مجھہ سے تو مانگ اوسنے عرض کیا کہ حضور نے مصحف کی قسم دی ہے وہی مجھے عنایت
کیجئے۔ اوسکی تلاوت کا ثواب حضرت کو پہنچے گا۔ بادشاہ نے مصحف یاقوت کے ہاتہہ کا لکھا ہوا
جو نفائس روزگار سے تہا سید مذکور کو عنایت کیا۔ اور اوسکی پشت پر خط خاص سے مرقوم کیا کہ
فلان تاریخ فلان مقام مین سید محمد مذکور کو یہ قرآن مرحمت کیا اور اوسکو حکم دیا کہ مصحف کو سلیس
عبارت مین کہ تکلف و تصنع سے خالی ہو لغات ریختہ مین قرآن کا لفظ بلفظ فارسی مین ترجمہ

سنیاسی +

اور تحت اللفظ معنی پر ایک حرف زیادہ نہ کرے اور اصلاح شرح و لبط و شان نزول کا مقید نہ ہوا ور جب تمام ہو جائے تو اپنے فرزند کے ہاتھہ بھیجدے۔

دوسری خبر خانخانان کے بیٹے شہنواز خان کی فتح اور عنبر کی شکست عظیم کی ہے جسکا مجمل بیان یہ ہے کہ جن دنون میں خانخانان کی طرف سے شہنواز خان بالاپور بر اربین سردار فوج تہا۔ تو یاقوت خان و آدم خان اور ایک جماعت امراء دکن کی اور جادو رائے اور بابو کا نتیہ ملک عنبر سے رنجیدہ اور برگشتہ ہو کر شہنواز خان پاس آئے شہنواز خان اونکے آنے سے نہایت خوش ہوا اور ان بے ہمتون کے مزید اعتبار کے لئے اور دوروزدیک کے فدویوں کے کان میں مژدہ تقویت کے پہنچانے کے لئے اوسنے شادیانے بجوانے کا حکم دیا عنبر سے لڑنے کے لئے لشکر و توپخانہ لیکر سوار ہوا محل دار خان و یاقوت خان و آتش خان ولد دلاور خان کو امراے نظام الملکی کی ایک جماعت کے ساتھہ اور خانہ زادان رزم افروز اور توپخانہ دشمن سوز کو بطریق ہراول عنبر کی اُس فوج کے مقابلہ کے لئے بھیجا جو محالات میں مور و ملخ کی طرح پراگندہ تھی۔ اور پرگنات بادشاہی سے تحصیل زر کر رہی تھی دکنی سب طرف سے فراہم ہو کر بادشاہی لشکر سے لڑنے مین مصروف ہوے اور مقابلہ و مقاتلہ کرتے ہی دکن کی فوج کو شکست ہوئی۔ اس خبر کے سُننے سے عنبر کے سینہ و جگر میں غیرت کی آگ روشن ہوئی۔ وہ خود بڑی شان و دبدبے سے لشکر آراستہ اور فیلان جنگی اور توپخانہ آتش بار اور پیادے بیشمار لیکر دولت آباد سے شہنواز خان کی فوج سے مقابلہ کرنے کے قصد سے آیا۔ ان دونو لشکروں میں چھہ کروہ کا فاصلہ تہا اور ایک نالہ اونکے درمیان حائل تھا۔ دکھنیوں کے پیکار کے اطوار سے یاقوت خان خوب آگاہ تہا اوسنے پیش آہنگی کرکے میدان جنگ کی جائے سر راہ نالہ پہگل اور لاکھے کم عرض کی قرار دی اور برقنداز و تیر انداز وہان ہر دو لا ور نالہ کے روبرو اطراف پر مقرر کئے اور اونکے عقب مین جابجا فوج کو بکی کی جماعت مقرر کی کہ وہ گولہائے سوزان اور بانہائے آتش فشان اور شمشیرہائے جان ستان سے اپنے لشکر کی پشت گرمی اور دشمن کے لشکر کی بر سہم زدگی کریں دکھنیون نے بھی

دور و نزدیک اپنی فوج و توپخانہ کی آزمائش کی اور فیلان مست اور جوانان جنگ پرست کو آراستہ
کیا۔ تیسرے روز نالہ پر لڑائی شروع ہوئی ضرب گولہ و تفنگ و صدمۂ بان اور تیر سے
دکھنیون کے بہت سے سردار بے سر و پا ہوئے نشیب فراز اور تنگی راہ سے اونکے اہل فیل کے
کام ایسا تنگ ہوا کہ بہت سے سوار اور پیادے ایک دوسرے پر قطار پر قطار گرتے تھے
جو پانی مین پھنس جاتے تھے اونکی اجل کے سوا کوئی دستگیری نہ کرتا تھا۔ جو گھوڑا
دلدل میں پھنستا تھا اسکا راکب خلاصی کو عطیۂ الٰہی جانتا تھا۔ جو تیر کہ پیادون اور تازی گھوڑون کے
لگتا تھا وہ چکر کھا کر چار پایہ ہوتا تھا اور اپنے سوار۔ دو پا کو پہنچے ملتا تھا جو فوج دکھنیون
کی کمک کو عقب سے آتی تھی وہ آگے کی فوج کی ناکامی کو ملاحظہ کرکے پھر جاتی تھی سپاہ بادشاہی
فوج مردون و نیم جان زندون کو روندتی ہوئی نالہ پر آئی۔ عنبر نے دلاورون کو لیکر
بادشاہی لشکر کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہوا اور ایسا لڑا کہ ایک دفعہ لشکر شاہی مین زلزلہ
اوسنے ڈالدیا اور قریب تھا کہ بادشاہی لشکر کی فتح نمایان ہزیمت ہوجائے۔ مگر
شہنواز خان اور یاقوت خان سیل وان کی طرح عنبر کے مقابلہ مین آئے۔ وہ رستمانہ
کام کئے کہ عنبر کو ناچار فرار دولت آباد تک اختیار کرنا پڑا۔ بہت ہاتھی و گھوڑے اور
تین سو اونٹ بان اور کارخانجات کے بار سے لدے ہوئے بادشاہی لشکر کو ہاتھ آئے
بادشاہی لشکر نے کھڑکی تک جو اب اورنگ آباد کہلاتا ہے تعاقب کیا تین روز تک
اوسکو خوب لوٹا اور غارت کیا اور پھر امن دیا۔ بعض سببون سے بادشاہی لشکر نے مراجعت
کی۔ شہنواز خان و یاقوت خان مع کل امیرون کے عنایت شاہی کے مورد ہوئے +

تیسری خبر ولایت کوکھرہ کی فتح اور کان الماس ہاتھ آنے کی تھی۔ ابراہیم خان
کی حسن سعی سے یہ فتح حاصل ہوئی تھی۔ یہ کوکھرہ صوبہ بہار و پٹنہ کے توابع سے ہے
اس مین ایک رودخانہ جاری ہے جس سے ایک روش خاص سے الماس نکال لیتے ہین اور نکالنے کا
طریقہ یہ ہے کہ ایک جماعت نے جو اس کام مین مشغول رہتی ہے
تجربہ سے دریافت کیا ہے کہ جن دنون مین گردابون و آب کندون مین پانی کم ہوتا ہے تو

جس گوراب مین الماس ہوتا ہی اُسپر بہت ریزہ پرند جانور پشہ کی قسم کے جسکو ... ... ... کہتے ہیں ڈھیروں جمع ہوجاتے ہین رودخانہ کے طول میں جہانتک جا سکتے ہیں ... ... ... وہ لوگ گوراوں (جن سوراخوں میں پانی ہو) کے اطراف کو سنگ چین (او... ... پتھر لگا ... ... ) کرتے ہیں پھر بیل (کدال) اور کلندان (پھاوڑے) سے گوراون کو گز ڈیڑہ گز نیچے لیجا کر اونکے گرد کہود تے ہیں جو سنگ و ریگ ریزہ نکلتے ہیں وہیں تلاش کرکے چھوٹے بڑے الماس نکال لیتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بارچہ الماس ایسا ہاتھ لگ جاتا ہے کہ ایک لاکھ روپیہ اوسکی قیمت ہوتی ہے۔ اس ولایت اور اس رودخانہ پر ایک ہندو زمیندار درجن سال متصرف تہا۔ ہر چند صوبہ بہار کے حکام اُسپر فوج کشی کرتے تھے مگر بسبب راہون کے استحکام اور جنگلوں کی کثرت کے دو تین الماس لیکر قناعت کرتے تھے اور اوسکو اپنے حال پر چھوڑ دیتے تھے جب صوبہ مذکور میں ظفرخان کی جگہ ابراہیم خان مقرر ہوا تو جہانگیر نے رخصت کے وقت اوس سے کہا کہ اس زمین کو درجن سال کے تصرف سے نکالنا چاہیئے۔ ابراہیم خان بمجرد اس ولایت میں آنے کے جمعیت کے ساتھ زمینداروں کے سر پر چڑہا۔ اونہوں نے بدستور سابق آدمی بہیجکر چند الماس کے دانون اور چند ہاتہیوں کے دینے پر عہد و پیمان کرنا چاہا مگر خان مذکور اُسپر راضی نہ ہوا۔ تیزی و تندی سے اوسکی ولایت میں آیا پہلے اسکے کہ درجن سال اپنی جمعیت جمع کرے راہبروں کو پیدا کیا اور ایلغار کرکے بے خبر کوہ و درہ کو کہ اوسکا مسکن تہا محاصرہ کرلیا۔ اور درجن سال کے تفحص میں آدمیوں کو بہیجا تو اوس کو ایک غار میں چند عورتوں کے ساتھ پایا جنمیں سے ایک اوسکی ماں تہی اور دوسری اوسکے باپ کی بیویوں میں سے تھی انکو اور اوسکے بھائیوں میں سے ایک بہائی کو پکڑ لیا۔ اور تلاشی لیکر ہیرے جو اوس کے پاس تھے لے لئے اور تیئیس ۲۳ ہاتھی بھی ہاتھ لگے۔ اس خدمت کی جلدو میں ابراہیم خاں کا منصب چار ہزاری ذات و سوار مرحمت ہوا۔ اس زمانہ سے یہ ملک اور رودخانہ بادشاہی تصرف میں ہے اور اس رودخانہ میں لوگ کام کرکے جتنے الماس نکالتے ہیں بادشاہ پاس بہیجدیتے ہیں۔ ایک الماس کلان ایسا بہیجا گیا جسکی قیمت پچاس ہزار روپیہ تھی اسکے احتمال ہوتا ہے

کہ اگر اسی طرح یہ کار جاری رہا تو جواہر خانۂ خاصہ میں الماس نہایت عمدہ جمع ہو جائینگے +

گیارہواں نوروز اول ربیع الاول ۱۰۲۵ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۶۱۶ء حسب معمول جشن ہوا +

- بادشاہ پاس احمد نگر کے واقعہ نگار کی عرضداشت آئی کہ عبداللہ خان صوبہ دار نے رویداد واقعی لکھنے پر خانہ زاد کو گھر سے پیادہ پا نہایت خفت کے ساتھ بلایا اور نہایت اہانت کی بادشاہ کا حکم ہوا کہ دیانت خان جا کر عبداللہ خان کو پیدل شہر سے نکالے اور پھر گھوڑے پر سوار کر کے لائے عبداللہ خان کو یہ خبر پہلے معلوم ہوئی تو احمد آباد سے وہ پیادہ پا خود روانہ ہوا - دیانت خان رستے میں ملا وہ پیدل اوس کو گھوڑے پر سوار کر کے بادشاہ کے روبرو لایا - بادشاہ نے اوسکو بے منصب کیا اور مجرا ممنوع فرمایا پھر مرزا خرم کی سفارش سے قصور معاف ہو گیا -

اس سال میں بلکہ پہلے سال سے ہندوستان کے بعض مقام میں وبائے عظیم پھیلی پر گنات پنجاب سے اسکا ظہور ہوا رفتہ رفتہ شہر لاہور میں سرایت کی - اس وبا سے بہت ہندو مسلمان تلف ہوئے پھر وہ سرہند میں آئی اور میان دو آب میں دہلی اور اوسکے اطراف تک پہونچی - بہت سے دیہات اور قریات کو اوسنے معدوم کیا - ابتدا میں گھر میں ایک چوہا نکلتا - وہ سوراخ سے مدہوشانہ نکلکر در و دیوار سے سر پٹک پٹک کر مرجاتا - اگر اس چوہے کے مرتے ہی اہل خانہ اپنا گھر بار چھوڑ صحرا و جنگل میں چلے جاتے تو ان کی جان سلامت رہتی اور نہیں تھوڑے عرصہ میں تمام آدمی اس دیہ کے صحرائے عدم میں چلے جاتے اگر کوئی میت یا اوسکے مال کو ہاتھ لگاتا تو جان بر نہ ہوتا اس وبا کا اثر ہنود پر زیادہ تھا - لاہور کے گھروں میں دس دس بیس بیس آدمی مرجاتے اونکی بدبو سے ہمسایہ عاجز آجاتے محلہ کو چھوڑ دیتے گھر کے گھر میتوں سے بھرے پڑے مقفل رہتے - جان کے خوف سے کوئی اونکے گرد نہ جاتا - کفن دفن کی فرصت نہ تھی مرگ انبوہ جشنے دارد پر عمل تھا - پرسہ و ماتم کی رسم متروک تھی - کاشمیر میں اس وبا کی شدت عظیم ہوئی یہانتک نوبت آئی کہ ایک عزیز مر گیا تھا اوس کو ایک درویش نے گھاس پر غسل دیا تھا - دوسرے روز درویش مر گیا جس گھاس پر غسل دیا تھا اوسکو جس گائے

بارھواں نوروز ۱۰۲۶ھ +

۱۰۲۶ھ +

کھایا وہ مرگئی اور جن کتوں نے اس گاے کا گوشت کھایا وہ بھی مر رہے۔ غرض ہندوستان کا
کوئی ملک اس وبا سے خالی نہیں جہانگیر لکھتا ہے کہ بڑی بڑی عمر کے آدمیوں کی زبانی
اور تواریخ سے معلوم ہوا کہ اس مرض نے کبھی اس ولایت میں بتاریخ نہیں دکھایا اس کا
سبب دانا حکیموں سے جو دریافت کیا تو بعض نے یہ سبب بتایا کہ دو سال سے خشکی ہے اور
اور برسات کی بارش میں کمی ہوئی ہے بعض نے یہ کہا کہ خشکی وکمی بارش کے سبب سے ہوا میں
عفونت پیدا ہوئی اس سبب سے یہ حادثہ پیدا ہوا ہے بعض نے اور امور پر حوالہ کیا العلم عند اللہ
تقدیرات الہی پر گردن رکھنی چاہیے ع چہ کند بندہ کہ گردن نہ نہد فرمان را +

کوتوالی کے چبوترہ کی حوالی میں خزانہ شاہی تھا اوس میں سے چوروں نے روپیہ چرایا
چند روز کے بعد سات چور پکڑے آئے ان چوروں کا سرغنہ نول تھا وہ بھی گرفتار ہوا۔ اور
کچھہ مسروقہ روپیہ بھی ہاتھہ آیا۔ بادشاہ کے دل میں آیا کہ چوروں نے چوری میں بڑی دلیری
کی ہے اونکو بڑی سزا دینی چاہیے۔ ہر ایک کی سیاست خاص کی گئی۔ نول کو ہاتھی کے
پانوں تلے ڈالنے کا حکم ہوا۔ نول نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں فیل سے جنگ کروں۔ بادشاہ
نے حکم دیا کہ اچھا ایک فیل بدست آیا۔ بادشاہ نے نول کو خنجر دیکر اوسکے روبرو کیا چند مرتبہ
فیل نے اوسکو گرایا مگر ہر مرتبہ اس تہور بیباک نے باوجودیکہ وہ اپنے رفیقوں کی سیاست دیکھہ چکا
اپنے پانوں جماکر سونڈ میں ایسے مردانہ خنجر لگائے کہ ہاتھی نے اوسپر حملہ کرنے سے منہ پھیر لیا
جب بادشاہ نے اوسکی یہ دلیری ومردانگی مشاہدہ کی تو حکم دیا کہ اوسکے احوال سے خبردار رہیں
تھوڑے دنوں بعد وہ اپنی بدذاتی اور دون طبعی کے سبب سے اپنی جگہ پر بھاگ گیا۔
یہ بات بادشاہ کو ناگوار ہوئی اوسکو گرفتار کراکے پھانسی دیدی سعدی نے سچ کہا ہے کہ ع

| عاقبت گرگ زادہ گرگ شود | گرچہ با آدمی بزرگ شود |
|---|---|

روز سہ شنبہ غرہ ذیقعدہ کو اجمیر میں بادشاہ فرنگی رتھہ میں سوار ہوکر نکلا جسمیں چار گھوڑے جتے
ہوے تھے اوسنے حکم دیا کہ اکثر امرا رتھہ پر سوار ہو کر میرے ہمراہ ہوں۔ شام کو موضع دیورائی
میں پونے دو کوس چل کر آیا۔ اہل ہند نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ بادشاہ اور بزرگ ملک گیری

قصبہ سے شرق کو جائیں تو فیل و نازاں دا ید سوار ہوں اور اگر مغرب کی جانب تو اسپ یکرنگ
پر۔ اور اگر شمال کی جانب تو پالکی اور سکھاسن میں۔ اور اگر جانب جنوب میں تو رتھہ میں سوار
ہوں۔ جہانگیر دن کم تین سال اجمیر میں رہا۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ اجمیر اقلیم دوم میں ہے
ہوا اسکی قریب اعتدال ہے مشرق میں دار الخلافہ آگرہ و شمال میں قصبات دہلی جنوب
میں صوبہ گجرات مغرب میں صوبہ ملتان و دیپال پور ہے۔ ولایت ساری ریگستان ہے اس
زمین میں بدشواری پانی نکلتا ہے۔ کشت کار کا مدار بارش و برف میں پر ہے۔ اوس کے
زمستان میں اعتدال ہوتا ہے اوسکا تابستان آگرہ سے ملایم ہے۔ اس صوبہ سے ۸۶ ہزار سوار
اور تین لاکھہ چار ہزار پیادے راجپوت کارزار کے وقت نکلتے ہیں +

بادشاہ اجمیر سے منزل بمنزل مالوہ کو چلا۔ راہ میں شکار کھیلتا۔ کشتیاں اوس کے
ساتھہ چھکڑوں میں لد کر چلتی تہیں جہاں کہیں تال جھیل دریا آتا تو ان کشتیوں میں بیٹھہ کر
آبی جانوروں کا شکار کھیلتا جب اہمین وہ اودیپور کی منزل میں آیا تو رانا اوسکی ملازمت
میں آیا نذر دی خلعت پایا۔ قلعہ منقسور میں بادشاہ نے قیدیوں کو جو مدت سے مقید تہے
رہا کیا۔ بادشاہ مالوہ کا حال یہ لکھتا ہے کہ مالوہ اقلیم دوم سے ہے اس صوبہ کی درازی لا
کرنہ کی انتہا سے ولایت بانسوالہ تک ۲۴۵ کوس اور عرض اسکا پرگنہ چندیری سے پرگنہ
نذربار تک ۲۳۰ کوس اوسکے مشرق میں ولایت مانڈو و شمال میں قلعہ ترور جنوب میں
ولایت بگلانہ غرب میں صوبہ گجرات و اجمیر۔ یہ ولایت نہایت پر آب و خوش ہوا ہے
پانچ دریا سوا نہروں وندیوں و چشموں کے اسمیں جاری ہیں۔ دریا یہ ہیں۔ گوداوری
بھیما۔ کالی سندھ۔ نیرا۔ نربدا۔ ہوا اسکی اعتدال کے قریب ہے۔ اس ولایت کی زمین اپنی
اطراف کی نسبت بلند ہے۔ قصبہ دہار میں کہ اس ملک کا مشہور مقام ہے تاک میں دو دفعہ انگور
لگتے ہیں اسکی کشاورز و محترفہ بے سلاح نہیں ہوتے۔ اس ولایت کی جمع ۲۴ کروڑ ستر لاکھہ
دام ہے اور اس ولایت میں کام کے وقت نو ہزار تین سو سوار اور چار لاکھہ ستر ہزار تین سو
پیادے ایک سو زنجیر فیل کے ساتھہ نکلتے ہیں +

جہانگیر مالوہ کا حال لکھتا ہے +

اجمیر سے مانڈو ۹ ۵ کوس ہے اس فاصلہ کو بادشاہ نے چار ماہ دو روز میں طی کیا ۴۶ کوچ اور ۸۷ مقام۔ ان چھیالیس کوچون میں حسب اتفاق ایسی دلکش جگہون میں منازل ہوئین جو تالابون اور ندیون اور نہرون کے کنارہ پر واقع ہوتیں۔ ان مین درخت سبزہ کثرت سے ہوتے خشخاش زار کھلے ہوتے۔ کوئی دن ایسا نہ ہوتا کہ کوچ و مقام میں شکار نہ ہوتا بجز اس سفر میں فراخان نہ ہوا یہ معلوم ہوتا تہا کہ ایک باغ سے دوسرے باغ میں گیا۔ مانڈو کا حال بادشاہ لکہتا ہے کہ مالوہ کی سرکارون میں مانڈو مشہور سرکار ہے اوسکی جمع ایک کروڑ ۳ لاکھ دام ہے۔ مدتون تک سلاطین کا تخت گاہ رہا ہے سلاطین قدیم کی بہت سی عمارتیں برپا و ہرجا ہیں اون مین ابتک کچھ نقصان نہیں ہوا۔ ۲۴ کو میں ان عمارتون کی سیر کو گیا اول جامع مسجد میں گیا سلطان ہوشنگ غوری نے اوسکو تعمیر کیا تھا گو اوسکی تعمیر پر ایک سو اسی سال گذر گئے ہیں لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی راج اوسکو بنا کے اٹھے ہیں۔ یہ عمارت بڑی عالیشان ہے ساری تراشیدہ سنگون سے بنی ہے۔ پہر حکام خلجیہ کے مقبرہ مین گیا وہان روسیاہ ابد وازل نصیر الدین ابن غیاث الدین کی قبر بھی تھی یہ مشہور ہے کہ اس بے سعادت نے اپنے باپ غیاث الدین کو جو اسی سال کا بوڑھا تھا مارنے کے لئے دو دفعہ زہر دیا۔ باپ پاس زہر مہرہ تھا اوس سے اوس نے دفع کیا تیسری مرتبہ شربت کا پیالہ زہر سے ملا ہوا اپنے ہاتہہ سے باپ کو دیا اور کہا کہ اس کو آپ پیجئے۔ جب باپ نے دیکھا کہ بیٹا میرا مرنا ہی چاہتا ہے تو اول زہر مہرہ کو اپنے بازو سے کھول کر اوس کے آگے ڈالدیا اور خالق بے نیاز کی درگاہ میں عجز و نیاز کے ساتھ یہ زبان پر لایا کہ اے خدا میری عمر اب اسی سال کی ہوئی اور اس مدت کو مین نے دولت و عشرت و کامرانی سے گذارا کہ کسی بادشاہ نے ایسی زندگی نہ بسر کی ہوگی اب میرا بازپسین کا زمانہ ہے امیدوار ہون کہ نصیر سے میرے خون کا مواخذہ تو نہ کرے اور میری موت کو اجل مقدر پر حساب کرکے اسکی بازخواست نہ کرے۔ یہ کلمات کہکر اس شربت کے پیالہ کو بالکل پی گیا اور جان آفرین کو جان سپرد کی +

مشہور ہے کہ جب شیر خان افغان اپنے ایام حکومت و سلطنت میں یہان آیا باوجود

حیوان طبعی کے اوسنے اپنے ہمراہیوں کی جماعت کو حکم دیا کہ نصیبہ کی قبر پر لکڑیان ماریں
میں بھی گیا اوسکی قبر پر گیا تو کئی لاتیں اوسکی قبر پر مارین اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ وہ
بھی اس قبر پہ لاتیں لگائیں مگر میری خاطر کو اوس سے تسکین نہیں ہوئی تو مین نے حکم دیا کہ
اوسکی قبر کو پہاڑ کر اوسکے ناپاک اجزا کو آگ مین ڈال دین لیکن پہر مجھے یہ خیال آیا کہ آتش تو
انوار الہی سے ایک نور ہے حیف ہے کہ اسکا جسم کثیف اس جوہر لطیف کے ساتھہ آلودہ ہو
مبادا اس جلانے سے اوسکے عذاب مین تخفیف ہو اسلئے مین نے حکم دیا کہ اس کے خوسودہ
استخوانوں کو مع اجزای خاک شدہ کے دریاء نربدا مین بہا دین ایام حیات مین طبیعت میں
حرارت غالب تھی ہمیشہ پانی میں پڑا رہتا تھا اب ایک سو بیس برس بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ
اوسکے اجزاء فرسودہ بھی پانی میں مل گئے ۔

کہتے ہیں کہ شکارگاہ قدیم مین بادشاہ کے ہمراہ نورمحل ہمراہ تھی ۔ شتراول احاطہ بارہ میں ایک بڑا
قوی ہیکل شیر گھیر کر لائے تھے ۔ بادشاہ پر خواب معتاد کا غلبہ تھا وہ استراحت مین تھا ۔ بندوق
خاصہ مع قربانہ پوشش کے ساتھہ مسند خاص پاس رکھی ہوئی تھی ۔ نورمحل مع دو تین خواص کے برہم
پرستاروں کے بادشاہ کی اطراف مین بیٹھی ہوئی تھیں اس اثناء میں بارہ سے شیر دہاڑتا ہوا
باہر آیا ۔ زمانہ قدیم میں اس بات کی بڑی تقید رہتی تھی کہ سلاطین ہندوستان کی پردگیان
حرم اور پرستاران خاص سواری اسپ و تیر و تفنگ اندازی میں مشق کیا کرین ۔ نورجہاں
اس فن سے عاری تھی ۔ جوہین شیر دور سے محل کلان کی نظر میں آیا تو اوس نے بندوق جھٹکا
شیر کی پیشانی پر گولی ماری کہ شیر گونج کر ایک نیزہ اوچھل پڑا اور زمین پر لوٹنے لگا ۔ بادشاہ
شیر کے دہاڑنے اور بندوق کی آواز سے جاگا اور شیر کو پڑا ہوا دیکھا اور رانی کو دیکھا کہ خوشی
خوشی بندوق ہاتھہ مین لئے ہوئے ہے اور نورمحل لرزان و ترسان گریزان ہے بادشاہ نے
کلان کو آفرین کر کے گلے لگایا اور اوسپر مہربانی زیادہ کرنی شروع کی اور نورجہان کو
تشنیع کی اور اوسپر توجہ کم کی ۔ والدۂ نورجہان فراست و عقل مین عورتون میں ممتاز تھی
اوسنے تدبیر و تمہید سے ایک تقریب میں کہا کہ حضرت امیرالمومنین مرتضیٰ علی کا قول ہے کہ

بعض صفات حمیدہ ایسی ہیں کہ وہ مردون کے لیے نیک شمار کی جاتی ہیں اور ان مین اونکی تعریف ہوتی ہے لیکن عورتون کے باب مین عیب گنتے ہین یہ صفات شجاعت و سخاوت کی ہیں غرض یہ بات جہانگیر کی خاطر نشان کی تو وہ بدستور سابق نور جہاں پر مہربان ہوا اور اوس روز سے نور جہان نے غیرت کے سبب سے بندوق کا استعمال کیا اور تھوڑے دنوں میں اوسکی مشق کر لی۔ آگے اسکے شیر افگنی کا بیان آئے گا۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرے دل مین آیا کہ ابتداء سن تمیز سے ابتک جو شکار کیے ہیں اون کا شمار کیا جائے اسلیے واقعہ نویسوں و مشرفان شکار و قراولان عملہ و فعلہ کو یہ خدمت سپرد کی کہ وہ تحقیق کرکے ہر جنس کے جانور جتنے شکار ہوئے ہیں اونکی مجموعہ کا حال مجھے سنائین تو اونھوں نے مجھے بتلایا کہ میری بارہ برس کی عمر ۹۸۸ھ مین تھی اس سال ۱۰۳۶ھ مین پچاس برس کی عمر ہے اس مدت مین میرے سامنے ۲۸۵۳۲ شکار ہوئے ہیں اور ان مین سے ۱۷۱۶۷ شکار خود بندوق وغیرہ سے مینے مارے ہیں جنکی تفصیل یہ ہے +

| | | | |
|---|---|---|---|
| شیر | ۸۶ | ریچھ چیتہ۔ لومڑی۔ اودبلاؤ کفتار | ۸۸۹ |
| جہاگودن | ۳۵ | سیاہ ہرن چکارہ چیتل۔ بزکوہی وغیرہ | ۱۶۷۰ |
| نیل گائے | ۹ | قوچ و آہوے سرخہ | ۲۱۵ |
| بھیڑیے | ۶۴ | گاومیش صحرائی | ۳۶ |
| سور | ۹۰ | زنگ | ۳۶ |
| قوچ کوہی | ۲۲ | ارغلی | ۳۲ |
| گورخر | ۶ | خرگوش | ۲۳ |
| | ۳۱۲ | | ۳۸۹۱ |

کل میزان چوپایون کے شکار کی ۴۲۰۳

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| کبوتر ۱۰۳۴۸ | لگر ۳ | جگر ۴ | غلیواز ۲۳ | چغد قوطان موش خور ۷۹ | |
| ابابیل ۴۱ | کنجشک ۵۶ | الو ۳۲ | مرغابی ۱۵۰ | | |
| زاغ ۳۲۷۶ | | | | | ۲۲۹ |
| ۱۳۹۶۵ | | | | | |

میزان کل ۱۳۹۵۴   گرمچھ ۱۰   میزان کل ۱۷۱۶۷

جہانگیر ہاتہی کا شکار کبہی نہیں کہیلا نہ اوسکو آبی جانورون کے مارنے کا شوق ہوا۔

جب بادشاہ کے حسب لخواہ پرویز سے لشکر دکن کی سرکردگی نہ ہوسکی تو اوسکو الہ آباد کا صوبہ دیا۔ شاہزادہ خرم کو اوسکی جگہ مقرر کیا اور اوسکی پشت گرمی کے لئے خود مالوہ کا قصد کیا جسکا اوپر بیان ہوا۔ شاہزادہ خرم نے آب نربدا پر پہنچنے سے پہلے علامی افضل خان و راجہ بکرماجیت کو نظام الملکی و عادل خانی وکلاء کے ساتہہ جو اُس پاس حاضر تھے ملک عنبر و عادل خان پاس بطریق سفارت بہیجا اور اونکو فرمان لکہا جسمیں تہدید و وعدہ وعید کئے اور یہ اشعار لکہے کہ

| | | |
|---|---|---|
| دو شعلہ زیک شمع دارم بچنگ | یکے نور صلح و یکے نار جنگ | |
| بود نور صبح شبستان فروز | و لے نار جنگم بود خانہ سوز | |

اور حکم دیا کہ اول عادل خان پاس دونو جائیں عادل خان نے کچہہ آگے آئے اطاعت قبول کی اور بعض محال جو بادشاہی لشکر سے اوسکے ملازمون نے چہین لئے تھے واپس حوالہ کرنے کا وعدہ کیا اور عنبر کو بہی حکم کی انقیاد کے باب میں جیسا کہ لکہنا چاہئے تہا اوسنے لکہا

اسی سال میں یہ خبر بہی آئی تہی کہ قدم بیگانہ نیگانہ افریدی افغان جو دولتخواہ و فرمانبردار تہا اور کتل خیبر کی راہداری اسے تعلق رکہتی تہی تہوڑے توہم سے اوسنے اطاعت کے دائرہ سے باہر قدم رکہا اور فساد کے لئے سر اوٹہایا اور سر تہانے میں اپنی جماعت کو بہیجا۔ جہان وہ خود اور اوسکے آدمی گئے۔ وہان کے آدمیون کو غفلت کے سبب سے قتل و غارت کیا ایک خلق کثیر کو اوسنے ضایع کیا۔ اس بے عقل افغان کے سبب سے کوہستان افغان کے درمیان ایک دنیج کیا۔ اس افغان کا بہائی ہارون اور بیٹا جلالہ دونو بادشاہ کے پاس تھے اونکو بادشاہ نے قلعہ گوالیار میں محبوس کیا اور افغانان بیگانہ نیگانہ نے عبد السبحان برادر خان عالم کو ایک تہانہ میں مار ڈالا۔ خان عالم کو اس قضیہ کے چکانے کا حکم ہوا۔

۱۳۔ ربیع الاول ۱۰۲۶ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۱۷ء کو نوروز کا معمولی جشن ہوا۔ شاہزادہ خرم نے باپ کو لکہا کہ سفر کے سبب نذر کا سامان نہ ہوسکا اسلئے نذر معاف کی جاوے۔ اسلئے

شاہزادہ پرویز و شاہزادہ خرم در دکن + پیچ و تاب [illegible]

[illegible]

بادشاہ نے جشن کی معمولی نذریں خرم کو اور امرا کو معاف کردیں +

جہانگیر لکھتا ہے کہ اکثر طبیعتوں اور مزاجوں میں تنباکو کا استعمال فساد پیدا کرتا تھا اسلئے میں نے حکم دیدیا کہ کوئی شخص تنباکو کا استعمال نہ کرے اور میرے بھائی شاہ عباس نے بھی تنباکو کے ضرروں پر مطلع ہوکر ایران میں حکم دیدیا کہ کوئی شخص تنباکو کا استعمال نہ کرے خان عالم جو میرا ایلچی شاہ ایران پاس موجود تھا وہ تنباکو کے استعمال کی مداومت پر بے اختیار تھا علی سلطان ایلچی شاہ ایران نے اپنے بادشاہ پاس عرضداشت بھیجی کہ خان عالم تنباکو کے بدون ایکدم نہیں رہسکتا تو اوسکی عرضداشت پر بادشاہ نے یہ لکھا ہے

رسول یار میخواہد کند اظہار تنباکو     من از شمع وفا روشن کنم بازار تنباکو

اس بیت کے جواب میں خان عالم نے یہ شعر لکھکر بھیجا +

من بیچارہ عاجز بودم از اظہار تنباکو     ز لطف شاہ عادل گرم شد بازار تنباکو

ہندوستان میں امریکہ سے تنباکو آیا تھا - اطبا نے اوسکے احوال کی تشخیص تجویز کرکے اوسکی دود کشی بطور مفید بعض امراض کے لیے مناسب جانی - رفتہ رفتہ وہ سب کی طبائع کا مرغوب ہوا اور اوسکا بیج جو ممالک ہند میں بویا گیا تو اس قدر پیدا ہوا کہ اوسکی حاصلات کو اور اجناس پر تفوق ہوا - عہد جہانگیری میں اوسکا زیادہ رواج ہوا اسکی دود کشی کے آرزومند بہت آدمی ہوگئے - اور سب ماکولات و مشروبات پر اوسکو تقدم ہوا اور مہمانوں کے لیے ماحضر اور اعلا صمدوں کا بہترین تحفہ بنا - اور اوسکی لوگوں کو ایسی عادت ہوگئی کہ اوسکا طالب کھانے کو ترک کردے مگر تنباکو چھوڑنا اس کو بہت دشوار ہو - جتنا وہ تلخ زیادہ ہوا اتنا ہی وہ طالبوں کے مذاق میں گوارا تر ہوا اور نرخ اوسکا گران تر ہو ۵

بسیار کسیکہ خواہدش از دل و جان     کمیاب کسے بود کہ اورا کم خواست

اوسکے نفع و ضرر ایسے مشہور ہیں کہ بیان کی حاجت نہیں وہ انسان کی دولت کے ایک حصہ کو آگ لگاتا ہے سیر المتاخرین نے یہ غلط لکھا ہے اس حکم کے بعد جو حقہ پیتا جہانگیر اسکا ہونٹ کٹوا دیتا

یا کچھہ اور سزا دیتا۔

قراولون نے چار شیرون کو گھیرا تھا۔ میں اپنے محل کے ساتھہ شکار پر متوجہ ہوا
جب شیر نظر آئے تو نورجہان نے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو میں شیرون کو بندوقون سے مارون
میں نے کہا کہ اچھا اوسنے دو شیرون کو بندوق سے مارا اور باقی دو میں سے ہر ایک کو دو دو
تیر مار کر نیچے گرا دیا۔ ایک پلک مارنے میں ان چارون شیرون کا قالب جان سے خالی کیا۔ ایسی
تفنگ اندازی اب تک دیکھنے میں نہیں آئی تھی کہ ہاتھی کے اوپر سے عماری کے اندر سے چھہ تیر پھینکے
جنمیں سے ایک خطا نہ کرے۔ چار درندون کو ہلنے اور بوٹنے کی فرصت نہ دی۔ اس تیراندازی
کے صلہ میں ایک ہزار اشرفی نثار کی اور ایک جوڑی پہنچی الماس قیمتی ایک لاکھہ روپیہ کی
نورجہان کو مرحمت کی +

نورجہان کا شیرون کا شکار کرنا +

شروع سال میں سید عبداللہ خان بارہہ شاہزادہ خرم کی عرضداشت لیکر بادشاہ کی
خدمت میں آیا اوسمیں لکھا تھا کہ عادل خان و عنبر اور دکن کے اور سرکشون نے اطاعت و عبودیت
اختیار کی اور اپنی تقصیرات کے عذر قبول کرنے کی استدعا کی اور احمد نگر اور اور قلعوں کی
کنجیان جنپر عنبر متصرف تھا ملازمان شاہی کو حوالہ کین۔ اور جو ولایت کہ ہاتھہ تلے سے
نکل گئی تھی وہ اور کیا دولت کے تصرف میں آئی مفسد جو ستکبار کا دم بہرتے تھے عجز و
نیاز سے اپنا انکسار اظہار کرکے باج سپار اور خراج گزار ہوئے جہانگیر یہ مژدہ سنکر نہایت خوش ہوا
اور شادیانے کے نقارے بجوائے سید عبداللہ خان کو سیف خان کا خطاب دیا اور شاہزادہ
کے لئے ایک لعل بے بہا بھجوایا۔ اور عادل خان کے نام فرمان جاری کیا جسمیں یہہ شعر
جہانگیر نے اپنا طبع زاد لکھا تھا ؎

شدی از التماس شاہ خرم ... بفرزندی ما مشہور عالم

اس فرمان کے آتے ہی عادل خان نے افضل خان اور رکنا کے ساتھہ ڈیڑہ لاکھہ نقد اور دو لاکھہ روپیہ
کے جواہر اور پچاس ہاتھی اور پچاس گھوڑے عراقی و عربی کل نقد و جنس پندرہ لاکھہ روپیہ کے
پیش کش بھیجی۔ اور سفیرون کو دو لاکھہ روپئے دئے قطب الملک نے بھی اسیقدر روپیہ کی

پیش کش بھیجی۔ غرض جہانگیر کے پاس حرکن سے ایسی پیش کشیں آئیں کہ کبھی پہلے اب تک کسی
بادشاہ پاس نہیں آئی تھیں +

جب صوبہ دکن کی مہمات سے شاہزادہ خرم کی بالکل خاطر جمع ہوئی تو برار و خاندیس و
احمد نگر کی صاحب صوبگی سپہ سالار خانخانان کو سپرد ہوئی۔ اور اوس کے بیٹے شہنواز خان جو
حقیقت میں جوان خانخانان تھا بارہ ہزار سواروں کے ساتھ ولایت مقبوضہ بالاگھاٹ
نظام الملکی کے انتظام وضبط کے لیے مقرر ہوا اور ہر جا ومحل میں جا بجا معتبر آدمی مقرر کیے گئے
غرض ہر جگہ کا بندوبست جیسا کہ لایق اور مناسب تھا کیا گیا۔ جسقدر لشکر شاہزادہ خرم پاس
تھا اوسمیں سے تیس ہزار سوار و سات ہزار پیادہ برق انداز یہاں انتظام کے لیے معین کیے
گئے اور باقی سپاہ پچیس ہزار سوار دو ہزار توپچی ہمراہ لیکر شہزادہ بادشاہ سے ملنے گیا
۱۱ شوال ۱۰۲۶ھ کو بادشاہ کی خدمت میں وہ حاضر ہوا آداب کورنش و زمین بوس کے بعد
اسکو بادشاہ نے جھروکہ پر طلب کیا اور غایت محبت و شوق سے بے اختیار اپنی جگہ
اوٹھکر اوس کو گلے لگایا جسقدر ادب اور فروتنی میں زیادہ مبالغہ کرتا تہا بادشاہ اتنا ہی
زیادہ اسپر عنایت و شفقت کرتا تہا۔ اپنے بیٹے کو اپنے پاس بیٹھنے کا حکم دیا شہزادہ نے
ہزار اشرفی و ہزار روپیہ بطور نذر کے اور ہزار روپیہ برسم تصدق کے پیش کیا۔ چونکہ وقت
اسکا مقتضی نہ تھا کہ وہ اپنی ساری پیشکش و برو کرتا صرف فیل سرناک کو کہ عادل خان کے
فیلوں کی پیشکش کا سر حلقہ تھا اور صندوقچہ جواہر نفیس کا اوسوقت نذر میں گذرانا۔
بعد اسکے بخشیوں کو حکم ہوا کہ امرا جو شاہزادہ کے ساتھ آئے ہیں بہ ترتیب منصب ملازمت
میں آئیں۔ اول خان جہاں نے سعادت ملازمت سے سرافرازی پائی اوس کو بادشاہ نے
اوپر بلاکر قدم بوسی کی دولت سے ممتاز کیا ہزار مہر و ہزار روپیہ و صندوقچہ جواہر اور مرصع آلات
سے بھرا ہوا پیشکش میں دیا۔ اسکی پیشکش سے بادشاہ نے بتیالیس ہزار روپیہ کی قیمت
کی چیزیں پسند کیں۔ بعد ازاں عبداللہ خان آستانبوس ہوا سو مہر نذر دیں بعد مہابت خان نے
زمین بوس ہو کر سو مہر و ہزار روپیہ نذر کیا۔ اور ایک گرہ جواہر و مرصع آلات کی پیشکش میں

جس کی قیمت ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ تھے ازانجملہ ایک لعل گیارہ مثقال کا تہا وہ ایک فرنگی
اجمیر میں بیچنے لایا تھا دو لاکھ روپیہ قیمت مانگتا تہا اور جوہری اوسکی اسّی ہزار قیمت آنکتے
تھے اسواسطے اوسکا سودا نہ بنا - اولٹا لے گیا جب وہ برہانپور میں آیا تو مہابت خان نے
اوسے ایک لاکھ روپیہ کو خریدا - بعد ازان راجہ بہار سنگہ نے ملازمت کی ہزار روپیہ اور
قدرے جواہر مرصع آلات پیشکش میں گذرانے ایسے ہی داراب خان پسر خانخانان و
سردار خان برادر عبداللہ خان و شجاعت خان عرب و دیانت خان و شہباز خان و معتمد خان
بخشی و اودارام کہ نظام الملکی سردارون میں معتمد تھا اور شاہزادہ خرم کے قول پر آیا تھا
اور دولت خواہون کی سلک مین منتظم ہوا تھا اور امرا بہ ترتیب منصب ملازمت کی
بعد ازان عادل خان کے وکلا زمین بوس ہوئے پہلے اس سے شاہزادہ خرم کو فتح رانا کی
جلدو میں منصب بست ہزاری و دہ ہزار سوار مرحمت ہوا تہا اور جب دکن کی تسخیر کے لئے روانہ
ہوا تہا خطاب شاہی سے مخصوص ہوا - اب اس شائستہ خدمت کے جلدو میں منصب
سی ہزاری و بیس ہزار سوار اور خطاب شاہجہان عنایت ہوا - اور حکم ہوا کہ تخت کے
نزدیک ایک صندلی بچھائی جایا کرے اوسپر وہ بیٹھا کرے - اسی شہزادہ کے حال پر
یہ خاص عنایت ہوئی خاندان تیموریہ میں یہ رسم پہلے نہ ہوئی تھی - اور پچاس ہزار
کا خلعت عنایت ہوا - نور جہان نے بھی شاہجہان کی فتح کا جشن کیا اور تین لاکھ روپیہ
خرچ کیا شاہجہان نے دو لاکھ روپیہ کی پیشکش اپنی والدہ نور جہان کو دی اور ساٹھ ہزار
روپیہ اور بائون کو نذر کیا اور اوسکی نذرون میں سے بیس لاکھ روپیہ کی نذریں قبول
ہوئیں غرض بائیس لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ اوسکا نذروں میں خرچ ہوا -

جہانگیر نے سنا تہا کہ خلفاء بنی عباس بغدادی کبوترون کو نامہ بری سکھاتے تھے تو بادشاہ
نے بھی کبوتر بازون کو حکم دیا کہ کبوترون کو یہ کام سکھائیں ان کبوتر بازون نے چند جوڑے
ایسے آموختہ کئے کہ اول روز میں مانڈو سے وہ پرواز کرتے اگر بارش کی کثرت ہوتی تو
دو پہر میں اور نہیں ڈیڑھ پہر میں اور اگر ہوا صاف ہوتی تو اکثر ایک پہر میں اور بعض

چار گھڑی میں برہان پور میں پہنچ جاتے +

جب شہنواز خان ملک عنبر سے لڑنے گیا ہے تو آدم خان حبشی و جادو رائے و بابورائے کانتیہ داوا رام اور جیتا اور امراء نظام الملکی ملک عنبر سے جدا ہو کر شہنواز خان پاس آ گئے تھے عنبر کی شکست کے بعد عادل خان کی ملائمتوں سے اور ملک عنبر کے فریب سے انہوں نے بادشاہ کی دولتخواہی ترک کی عنبر نے آدم خان سے قران کی قسم کھا کر اوس کو دھوکہ دیا اور فریب سے پکڑ کر قلعہ دولت آباد میں محبوس کیا - اور پھر مار ڈالا - بابو رائے کانتیہ اور اوداا رام عادل خان کی سرحد میں گئے - عادل خان نے اونکو اپنے ملک میں راہ نہ دی چند روز بعد بابو رائے کانتیہ کو ایک دوست نے فریب سے پکر مار ڈالا عنبر نے اودا رام پر لشکر بھیجا اودا رام نے اوسکو شکست دی اور وہ مع اہل و عیال شاہجہان پاس چلا آیا - بڑا منصب پایا +

جہانگیر نے اپنی مدت عمر میں فیل کا شکار نہیں کیا تھا اور اوسکو ولایت گجرات کے دیکھنے اور دریائے شور کے تماشے کا بڑا شوق تھا اور قراولوں نے جا کر فیلہائے صحرائی کو دیکھ کر شکار کی جگہ قرار دی تھی تو اوسکے دل میں آیا کہ احمد آباد کی سیر اور سمندر کا تماشا دیکھے اور مراجعت کے وقت کہ ہوا گرم ہوگی اور فیل کے شکار کا موسم ہوگا - اس شکار کو کرکے دارالخلافہ میں آئے - وہ مانڈو سے ماہ آبان میں صوبہ گجرات کو چلا - منزل بہ منزل طے کر کے یکم دی کو تال جہسود (جہنود) میں پہنچا - اس منزل میں رائے مان سردار پیادہ ہائے خدمتی روہو مچھلی کا شکار کر کے لایا - بادشاہ کو مچھلی کا گوشت بہت پسند تھا خصوصاً روہو مچھلی کا کہ ہندوستان میں سب قسم کی مچھلیوں میں بہتر ہے - اور گیارہ مہینے سے باوجود تلاش کے اوسکو یہ مچھلی بھی ہاتھ نہ آئی تھی اوسے کھا کر وہ بہت خوش ہوا - اور رائے مان کو ایک گھوڑا انعام دیا اگرچہ گجرات کی حد دہاد (دراصل یہیں سے صوبہ مالوہ و گجرات کی راہیں جدا ہوتی ہیں) سے شروع ہوتی ہے مگر کل چیزوں میں صریح اختلاف ظاہر ہوتا ہے صحرا اور زمین اور ——— سے آدمیوں کی وضع ہی نرالی ہے زبانیں ہی کچھ اور ہیں جو راہ میں جنگل نظر آتے ہیں انمیں درخت میوہ دار مثل انبہ و کھرنی و تمر ہندی کے لگے ہیں

اودا رام و بابو رائے ... +

شکار ... گجرات (؟)

زراعت کی محافظت کا مدار زقوم کی خار بست پر ہے۔ مزارعین اپنے مزرعہ کے گرد زقوم لگاتے ہیں اور ہر قطعہ زمین کو جدا کرتے ہیں اور درمیان میں آمد و رفت کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں یہ سارا ملک ریگستان ہے۔ تھوڑی آمد و رفت و ازدحام سے اسقدر گرد و غبار اڑتا ہے کہ آدمی کا چہرہ مشکل سے نظر آتا ہے۔ اسلئے بادشاہ نے کہا کہ احمد آباد کا نام اب گرد آباد رکھنا چاہیئے۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ ساحل دریائے شور پر میں آیا۔ کھنبایت بڑا پرانا بندرگاہ ہے برہمن کہتے ہیں کہ کئی ہزار سال سکی بنا پر گذر گئے ہیں ابتدا مین اسکا نام ترنباوتی تھا اس میں راجہ ترنبک کنوار حکومت کرتا تھا۔ اگر راجہ کے باب مین جو برہمن کتھا بکھانتے ہین وہ لکھی جائے تو طول ہو اسلئے مجملاً یہ بیان ہے کہ جب اوسکے پوتے پڑپوتے راجہ ابھے مان پر ریاست کی نوبت آئی تو قضاء آسمانی سے اس شہر پر ایک بلا نازل ہوئی اسقدر گرد و خاک کا طوفان اٹھا کہ تمام عمارات اور منازل شہر خاک کے نیچے چھپ گئیں اور آدمیون کی حیات کی بنیاد زیر و زبر ہوئی اس بلا کے نازل ہونے سے پہلے ایک بت نے جسکی پرستش راجہ کرتا تھا راجہ کو اس حادثہ کے آنے کی اطلاع دی تھی راجہ مع اپنے اہل و عیال کے جہاز مین چلا آیا تھا اور اس بت کو مع ستون کے ساتھ لایا تھا۔ اتفاقاً جہاز بھی طوفان بلا سے شکستہ ہوا۔ مگر راجہ کی زندگی کی باقی تھی اس ستون کے ذریعہ سے اوسکی کشتی وجود ساحل سلامت پر پہونچی اوسنے پھر اس شہر کی تعمیر کا ارادہ کیا اور اس ستون کو آبادانی کی علامت کے لئے اور آدمیون کے جمع ہونے کے لئے کھڑا کیا۔ ہندی زبان مین ستون کو کھنبہ و استنبہ کہتے ہین اس نسبت سے تھنبت نگری اور کھنباوتی اوسکو کہنے لگے۔ یا راجہ کے نام کی مناسبت سے ترنباوتی کہتے ہون۔ کھنباوتی کثرت استعمال سے کھنبایت ہو گیا — ہندوستان کے بڑے بندروں میں سے وہ ہے اور دریائے عمان کے جوروں میں سے ایک جور میں واقع ہے۔ اس جور کا عرض سات کوس اور طول قریب چالیس کوس کے تخمیناً ہے جور میں جہاز نہیں آتا۔ بندر گوگہ میں کہ کھنبایت کے توابع مین سے ہے اور سمندر کے قریب ہے جہاز لنگر ڈالتے ہیں اور وہان سے اسباب کو غرابون مین بھر کر بندر کھنبایت میں

لاتے ہین اور اس طرح جہازون مین اسباب لادنے کے لیے غرابون مین اسباب لیجا[تے]
بادشاہ کے آنے سے چند غراب بنادر فرنگ سے کھنبایت مین آئے تھے اور خرید و فروخت
کرتے تھے اور مراجعت کا ارادہ رکھتے تھے یکشنبہ کو وہ سب غرابون کو آراستہ کرکے
بادشاہ کے روبرو لائے اور رخصت لیکر اپنے مقصد پر متوجہ ہوئے۔ بادشاہ نے
خود ایک غراب مین بیٹھہ کر ایک کوس سمندر کی سیر کی +

سلاطین گجرات کے زمانہ مین اس بندر کا تمغا بہت تہا اور اب شاہ جہانگیر کا
حکم تہا کہ چالیسوین حصہ سے زیادہ تمغا نہ لیا جائے اور بنادر مین دسوان اور آٹھوان حصہ
لیتے تھے اور تجار اور آنے جانے والون کو طرح طرح کی تکالیف دیتے تھے اور
مراجعت کرتے تھے جدہ کہ بندر مکہ ہے چوتھائی لیتے تھے بلکہ اوس سے زیادہ اس پر
قیاس کرنا چاہیے کہ حکام سابق کے زمانہ مین بنادر گجرات سے کسقدر روپیہ لیا جاتا تھا
اب جہانگیر نے کل ممالک محروسہ سے تمغا کہ حساب سے باہر ہے معاف کردیا اور اس کی قلمرو
مین تمغا کا نام مٹ گیا +

ان دنون مین بادشاہ نے حکم دیا کہ مہر و روپیہ سے دو ہا سکہ ٹنکہ طلا نقرہ جاری کیا جائے
ٹنکہ طلائی کی ایک طرف لفظ جہانگیر شاہی سنہ ۱۰۲۷ اور دوسری جانب ضرب کھنبایت سنہ ۱۲
جلوس منقش ہوا اور سکہ ٹنکہ نقرہ مین ایک رخ پر ٹنکہ کے درمیان مین نقرہ جہانگیر شاہی
سنہ ۱۰۲۷ اور دور پر یہ مصرع - بجز این سکہ زد شاہ جہانگیر ظفر پرتو - اور دوسرے رخ پر
ٹنکہ کے درمیان ضرب کھنبایت سنہ ۱۲ جلوس اور دور مین مصرع دوم - پس از فتح دکن
چو در گجرات از ماندو + کسی عہد مین ٹنکہ سواے تانبے کے سکہ نہ ہوا - طلا و نقرہ کا ٹنکہ جہانگیر
کا اختراع تہا نام اوسکا ٹنکہ جہانگیری تہا - اب بادشاہ احمدآباد کی طرف چلا راہ مین
بادشاہ نے دیکھا کہ اہل گجرات کا قاعدہ ہے کہ وہ دیوارین بنادیتے ہین کہ بوجھہ اوٹھانے
والے تھک جاتے ہین تو اسپر اپنا بوجھہ دوسرے کی مدد بغیر رکھہ دیتے ہین اور اوٹھا لیتے ہین
بادشاہ کو اہل گجرات اس طرح دیوار بنانا بہت خوش معلوم ہوا اوس نے سارے شہر

بڑے شہرون میں اس قسم کی دیواریں بادشاہ کی طرف سے بنانے کا حکم دیدیا چنانچہ انمیں
سے بعض ابتک آگرہ میں موجود ہیں۔ دو ستونکو گاڑکر ایک بڑی سل رکھ دیتے ہیں
مانڈو سے کھنبایت جس راہ سے گیا وہ ۱۲۴ کوس تھی ۸۰ کوچ اور ۳۰ مقام کئے اور اور کھنبایت
بادشاہ دس روز رہا اور کھنبایت سے احمدآباد ۱۷ کوس پانچ کوچ دو مقام میں طے کئے مجملا
اس سفر کا بیان یہ ہے کہ مانڈو سے کھنبایت تک اور کھنبایت سے احمدآباد تک ۱۴۵ کوس
دو مہینے پندرہ روز میں طے کئے ۳۳ کوچ ۴۴ مقام۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ احمدآباد کی تعریف جیسی سنی تھی ویسا اوسکو نہ دیکھا اگرچہ بازارون
کے رستے عریض و وسیع ہیں لیکن دکانیں وسعت بازار کی مناسبت سے نہیں بنائیں عمارتیں
اوسکی سب لکڑی کی ہیں دکانون کے ستون پتلے۔ کوچہ و بازار پر گرد و غبار عمارات
شاہی خراب و ویران۔

+ فتح خوردہ ۱۰۲۶ھ

مکرم خان ولد معظم خان صاحب صوبہ اڑیسہ کی عرضی آئی کہ اوسنے ولایت خوردہ کو
فتح کیا اور وہان کا راجہ راج چندرہ بھاگ گیا۔ خانزادون میں مکرم خان لائق تربیت
تھا۔ اوسکے منصب کا اضافہ ہوا اور سہ ہزاری ذات و دو ہزار سوار ہوا نقارہ و اسپ و خلعت
سے سرافراز ہوا ولایت اڑیسہ اور گولکنڈہ کے درمیان دو زمیندار تھے۔ ایک راجہ خوردہ
دوم راجہ مہندرہ۔ ولایت خوردہ تو خود بادشاہی ملازمون کے تصرف مین آئی امید ہے
کہ راج مہندرہ بھی قبضہ شاہی مین آجائے۔

سیوڑون کا اخراج +

سیوڑون کا گروہ اکثر بلاد ہند مین ہوتا ہے خصوصًا ملک گجرات میں جہان سودے
کی خرید و فروخت کا مدار بنیون پر ہے اور وہ ان سیوڑون کے بڑے معتقد ہوتے ہیں
اسلئے یہان سیوڑے بہت رہتے ہیں بتخانون کے سوا بنیون نے مکان اونکے رہنے
اور عبادت کرنے کے واسطے بنا دئے ہیں یہ مکان حقیقت مین دار الفساد ہیں سیوڑون
کے پاس اپنے زن و دختر کو بھیجتے ہیں اصلا حیا و ناموس کا پاس نہیں کرتے بادشاہ نے
اطراف میں فرمان بھجوا دیا کہ جہان اوسکی قلمرو میں سیوڑہ ہو اوسکو خارج کر دین +

جب دریاء مہی کے کنارہ پر بادشاہ کی منزل ہوئی تو زمیندار جام زمین بوس ہوا اسکا نام جا تھا اور اسکا لقب جام تھا جو شخص جانشین ہوتا ہے اوس کو جام کہتے ہیں ملک گجرات کے عمدہ زمینداروں میں سے ہے بلکہ ہندوستان کے نامی راجاؤں میں سے ہے اسکا ملک دریاء شور سے ملا ہوا ہے پانچ چھ ہزار سوار ہمیشہ اپنے پاس رکھتا ہے اور کار کے وقت دس بارہ ہزار سوار جمع کر لیتا ہے۔ اوسکی ولایت میں گھوڑے اچھے ہوتے ہیں اسپ کچھی دو ہزار روپیہ تک فروخت ہوتا ہے۔ بادشاہ نے جو جہانگیر نامہ لکھا تھا اوسکی نسبت حکم ہوا کہ ایک جلد اوسکی بنالی جائے کہ وہ بندہ ہاے خاص کو مرحمت ہو۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ اتوار کی رات ۲۳ ربیع الاول ۱۰۲۷ھ کو مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۱۸ء کو حضرت نیر اعظم جو عالم کا عطیہ بخش ہے برج حمل میں آیا۔ اور نیاز مند درگاہ الہی کا تیرھواں سال سنہ جلوس اور اکیاونواں سال عمر کا شروع ہوا۔

میر جملہ عرف میر محمد امین اول دفعہ عراق سے آیا تھا تو قطب الملک گلکنڈہ کا ملازم ہوا تھا اعتبار پیدا کر کے صاحب السلطنت ہو گیا تھا۔ مگر جب اوسکے بعد اسکا برادر زادہ سلطان محمد بادشاہ ہوا میر جملہ کی اوس سے موافقت نہ ہوئی وہ عادل خان بیجاپوری پاس گیا تو وہاں بھی حسب دلخواہ صحبت گرم نہ ہوئی۔ ایران چلا گیا۔ باوجودیکہ جواہر اور تحائف ہندوستان سے قیمتی ایک لاکھ روپیہ کے شاہ عباس کی نذر میں دئے مگر بادشاہ کی طرف سے کوئی نفع ایسا نہیں حاصل ہوا کہ اسے آبرو حاصل ہوتی اسلئے وہ جہانگیر کے پاس چلا آیا۔ پچاس ہزار روپیہ کی قیمتی پیشکش دی بادشاہ نے اوس پر بہت عنایت کی۔

بادشاہ موضع سلجا میں آیا جہاں سے شکارگاہ ڈیڑھ کوس ہے دوسرے روز وہ اپنے بندہاے خاص کے ساتھ شکار فیل پر متوجہ ہوا۔ ہاتھیوں کی چراگاہ کوہستان میں واقع ہے اور اس میں فراز و نشیب بہت ہیں۔ اسمیں پیادہ چلنا مشکل ہے پہلے سواروں اور پیادوں نے جنگل کو گھیرا اور جنگل کے باہر ایک درخت پر بادشاہ

جام نواب گجرات

نوروز سیزدھم ۱۰ مارچ ۱۶۱۸ء

ہاتھی کا شکار

بیٹھنے کے لیے ایک تخت چوبی بچھایا۔ اور اوس کے اطراف مین چند درختون پر اور امیرون
کے لیے نشیمن بنائے۔ دو فیل نر و مادہ مستحکم کمندون کے ساتھ رکھے گئے اور بہت سی مادہ فیل آمادہ
رکھی گئی ہیں اور ہر فیل پر دو نفر فیل بان قوم جرکہ کے مقرر تھے۔ قوم جرکہ کے ساتھ ہاتھی کا
شکار مخصوص ہے۔ یہ مقرر ہوا تھا کہ فیلہا صحرائی کو جنگل کے اطراف سے بادشاہ کے روبرو
لائیں کہ وہ شکار کا تماشا دیکھے۔ اتفاق سے جس وقت اطراف سے جنگل میں آئے درختوں کی انبوہی اور زمین کی
بلندی و پستی کی کثرت سے سلسلۂ انتظام ٹوٹ گیا اور قمرغہ کی ترتیب جاتی رہی جنگلی ہاتھی سراسیمہ
ہر طرف دوڑتے تھے اور اس جانب میں دو سہ بارہ نر و مادہ آگئے خوف یہ تھا کہ جنگل سے باہر نہ نکل جائیں خانگی
ہاتھیوں نے آگے جا کر اونکو باندھ لیا مگر بہت ہاتھی ہاتھ نہ آئے۔ صرف دو نفیس ہاتھی ہندی مین آئے
وہ بہت خوبصورت اور اصیل تھے جیسے کہ وہ میں ہاتھی رہتے ہیں اوسکو رشس پہاڑی یعنی پہاڑی کوہ کہتے ہیں
اس سبب سے ان ہاتھیوں کے نام بادشاہ نے راون سر و پاون سر رکھے جو دیووں کے نام ہیں



بادشاہ شکارگاہ سے احمد آباد میں پھر آیا۔ گرمی کی شدت اور ہوا کی عفونت سے
اوسنے محنت بہت اوٹھائی تھی اور آگرہ تک جانے میں بھی مسافت بعید طے کرنی پڑتی
تھی۔ اوسنے اسلئے ارادہ کیا کہ موسم گرما میں آگرہ نہ جاؤن۔ اوسنے ملک گجرات کی
برسات کی بہت تعریف سنی تھی اور احمد آباد کی برشکال بڑی شہرت رکھتی تھی اور آگرہ
مین وبا پھیلی ہوئی تھی اور بہت آدمی مرتے تھے اسلئے وہ احمد آباد میں آیا۔ یہان ان
دنوں میں گرمی کی شدت اور ہوا کی عفونت سے آدمیون مین بیماری پھیل رہی تھی
اور اہل شہر و لشکر میں بہت تھوڑے آدمی تھے جو دو تین روز اس بلا میں مبتلا نہ ہوے
ہون تپ محرق ہوتی تھی یا اعضا میں درد ہوتا تھا اور دو تین دن یہ مرض بہت آزار
دیتا تھا صحت کے بعد ضعف و سستی کا اثر باقی رہتا تھا۔ مگر جانون کی خیر تھی بہت
کم آدمی مرتے تھے۔ گجرات کی آب ہوا کا قوام بگڑا ہوا تھا۔ اسلئے بادشاہ یہان آنے
سے پشیمان تھا۔ بادشاہ بیمار ہوا تو اوسنے کہا کہ مین حیرت میں ہون کہ بانی شہر نے کیا
خوبی اور لطافت اس سرزمین بے فیض میں دیکھی تھی کہ یہان شہر آباد کیا۔ ہوا اسکی

مسموم زمین اوسکی کم آب - رنگ بوم اور گرد و غبار اس حد پر جسکا بیان پہلے ہوا - پانی یہاں
ناگوار - رود خانہ کہ کنار شہر پر واقع ہے برسات کے سوا ہمیشہ خشک رہتا ہے -
کنوئیں اکثر کھاری و تلخ - سواد شہر میں جو تالاب ہیں وہ دہوبیوں کے صابن سے چھاچھ
بنے ہوئے ہیں - جو لوگ صاحب مقدور ہیں - اونہوں نے گھروں میں برکہ بنا رکھے ہیں برسات
کا پانی اس میں بہرتے ہیں اور اسکو سال بہر تک پیتے ہیں - ایسے پانی کی مضرتیں
ظاہر ہیں کہ جسکو ہوا لگے نہ بخارات نکلنے کی جگہہ ملے - شہر کے باہر نہ جائیے سبزہ و
ریاحین کے گرد تمام زقوم زار ہے جو ہوا زقوم زار پر چلے اسکا فیض معلوم ہے یہ شہر
اسے مجموعۂ خوبی بچہ نامت خوانم + پہلے مین نے اسکا نام گرد آباد رکھا تھا - اب میں نہیں
جانتا کہ کوہستان نام رکھوں یا بیمارستان یا زقوم زار یا جہنم آباد - اس میں یہ سب
صفات ہیں - اگر برسات کا موسم مانع نہ ہوتا تو اس محنت سرا میں ایک پہر توقف نہ کرتا
اور سلیمان کی طرح ہوا میں اُڑ جاتا اور اپنے آدمیوں کو رنج و محنت سے خلاص دیتا -
اس شہر کے آدمی نہایت ضعیف دل و عاجز ہیں اس احتیاط کے سبب کہ مبادا اہل
اہل رد و تعدی و ستم کر کے خانہ ملکی میں تر پڑیں اور فقرا اور مساکین کے احوال کے
مزاحم ہوں اور قاضی اور میر عدل و نکی رودیدگی کے سبب سے مداہنت کریں اور ان
ستم پیشوں کو ستم سے باز نہ رکھ سکیں جب ورنہ سے اس شہر میں بادشاہ آیا با وجود حدت
و حرارت ہوا کے ہر روز دوپہر کی عبادت سے فارغ ہو کر جھروکہ میں کہ دریا کی طرف
ہے تین گھنٹہ بیٹھتا - اسکے سامنے کوئی در و دیوار و لیسا ول و چوبدار حائل
مانع نہ تھا - وہ بمقتضائے عدالت دادخواہوں کی فریاد سنتا ستم پیشیوں کو
جرائم و تقصیرات کے موافق سزا دیتا ایام ضعف و درد و الم میں بھی ہر روز بدستور
جھروکہ میں آکر تن آسانی کو اپنے اوپر حرام کرتا -

| | شب نکنم دیدہ بخواب آشنا | | بہر نگہبانی خلق خدا | |
|---|---|---|---|---|
| | ہیچ نپسندم بہ تن خویشتن | | از پئے آسودگی جملہ تن | |

جہانگیر لکھتا ہے کہ کرم الہی سے عادت ایسی ہوئی ہے کہ رات میں دو تین گھنٹہ سے زیادہ
میرے وقت کو خواب تاراج نہیں کرتا اس میں دو فائدے منظور تھے ایک یہ کہ ملک سے
آگاہی ہو۔ دوم بیدار دلی یاد حق میں ہو حیف ہے کہ یہ عمر چند روزہ غفلت میں گذرے
ایک خواب گران آگے آنے والا ہے جسمیں بیداری خواب میں بھی نہیں دیکھونگا
ایک لحظہ بھی یاد حق سے غافل ہونا نہیں چاہئے۔ باش بیدار کہ خواب عجبے در پیش است
اسی دن شاہجہان کو بھی تپ آئی دس روز تک اوسنے اوسکی کوفت اوٹھائی
اس قدر ضعیف ہوگیا کہ ایک مہینے کا بیمار معلوم ہونے لگا۔ خافی خان لکھتا ہے کہ
کہ احمد آباد میں بادشاہ بیمار رہا۔ اسلئے اوسنے اوسکی یہ خاک اوڑائی ورنہ احمد آباد
ایسا شہر ہے کہ صاحب طبع و باسلیقہ کے نزدیک ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ میں فرو
شاہجہان آباد کے بعد ہی اور کوئی اور معمورہ اوسکے مقابل کا نہیں ہے خصوصاً و فور ارزانی
سے اکثر اشیائے ماکولات و فواکہ بہم پہونچتے ہیں بلاد ایران و توران و امصار جہان کہ
یہان کے انواع اقسام اقمشہ نفیسہ و تحفہ غریبہ فخر رکھتے ہیں۔ یہان ہر سال تجار لاکھون
روپیون کی ہر ایک جنس ادنی و اعلی خرید کرتے ہیں اور ہفت اقلیم کی اطراف و اکناف
سے آجاتے ہیں۔ یہان خربوزہ سات مہینے بکتا ہے۔

احمد بیگ خان کابلی کہ کشمیر کی حکومت پر سرافرازی رکھتا تہا اوس نے تعہد کیا تہا
کہ دو سال کے عرصہ میں ولایت تبت و کشتوار کو میں فتح کر دونگا۔ یہ وعدہ اسکا منقضی
ہوا اور اس خدمت کا انصرام نہ ہوا اسلئے اوسکو بادشاہ نے معزول کیا اور دلاور خان
کاکر کو کشمیر کا صاحب صوبہ بنایا اوسنے خط تعہد لکھدیا کہ دو سال میں تبت و کشتوار
فتح کر دونگا۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ پہلے سکون میں ایک طرف میرا نام اور دوسری طرف ٹکسال کا
مقام و ماہ و سنہ جلوس نقش ہوتا تہا۔ ان دنون میں مجھے یہ سوجھی کہ پہلے کسی
ہی کہ بجائے ماہ کے اس برج آسمانی کی صورت منقش ہوا کرے جو اس ماہ سے منسوب ہے

یہیں سکہ تیار ہوا اوسکے اوپر برہ کی شکل اور جو اُردی بہشت میں تیار ہوا اوسپر ثور کی شکل اور اسطرح جیسے ماہ میں جو سکہ تیار ہوا اسطرح کی صورت اوسپر منقش ہو جسمیں نیر اعظم طالع ہو۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرے سر میں درد ہوا اور آخر کو تپ آنے لگی شراب معتاد بھی نہ پی آدھی رات کو خمار کا آزار تپ کی تکلیف پر اور زیادہ ہوا صبح تک بستر پر تپ تیار رہا دوسرے دن آخر روز میں تپ میں تخفیف ہوئی حکیموں سے پوچھ کر دو ثلث معتاد شراب پی۔ اطبا نے مونگ کا پانی اور پیچ پینے کی تاکید کی مگر میں نے نہیں پی اور میں نے کہا کہ جبسے مجھے شعور ہوا ہے مجھے یاد نہیں کہ میں نے ایسے شوربے پئے ہوں امید ہے کہ اسکے بعد بھی اوسکے پینے کی حاجت نہ ہو کھانا میرے روبرو لائے طبیعت نے رغبت نہ کی مختصر تین روز و دو شب فاقہ ہوا اگرچہ تپ ایک رات دن آئی تھی مگر ضعف و بیطاقتی اس حد پر تھی گویا کہ میں مدتوں سے صاحب فراش تھا۔ اشتہا مطلق نہیں رہی تھی اور طعام پر رغبت نہ ہوتی تھی +

سپہ سالار اتالیق خانخانان نے اس مشہور مصرع پر غزل کہی۔ بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش + مصرع می باید کشید + اور بادشاہ نے یہ مطلع بدیہہ کہا

ساغرِ مے بر رخِ گلزار مے باید کشید　　ابر بسیار است مے بسیار مے باید کشید

یہ اتفاق کی بات ہے کہ یہ اوسکا مصرعہ جامی کا بطور ضرب المثل کے زبان زد خلایق ہے۔ ابو الحسن مصور نے جسکا خطاب نادر الزمان تھا جہانگیر کی مجلس جلوس کی تصویر جہانگیر نامہ کے دیباچہ میں کھینچکر پیش کی۔ بادشاہ نے اوسکی بڑی تحسین اور آفرین کی۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ ذوق تصویر و مہارت تمیز اس درجہ پر میرے پہنچی تھی کہ گذشتہ و حال کے مصوروں استادوں کے کام جو میرے سامنے آتے تھے بغیر اسکے کہ مصور کا نام مذکور ہو میں فوراً دیکھتے ہی بتا دیتا تھا کہ یہ کام فلان مصور کا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مجلس ہوتی جسمیں چند چہرے ہوتے اور ہر ایک چہرہ ایک استاد کا کھینچا ہوا ہوتا تو میں بتا دیتا کہ ہر چہرہ کس مصور کا بنایا ہوا ہے اور اگر ایک صورت میں چشم و ابرو کوئی دوسرا مصور بنا دیتا تو میں سمجھ جاتا کہ اصل چہرہ کس نے بنایا ہے اور چشم و ابرو کس نے بنائے ہیں۔

دورہ علالت +

شاعری -

مصوری -

کان الماس +

خانخاناں نے ایک فوج بسرکردگی اپنے بیٹے امیر اللہ کے گونڈوانہ میں اس غرض سے بھیجی کہ
خاندیس کے زمیندار ریلچو پاس جو ایک کان الماس ہے اوسپر تصرف کرے - زمیندار نے لشکر
شاہی کا مقابلہ اپنی طاقت سے باہر دیکھا کان الماس حوالہ کی داروغہ بادشاہی وہان
مقرر ہوا یہان کا الماس اصالت و نفاست میں ساری قسم کے الماسون میں امتیاز رکھتا ہے
اور جوہریون کے نزدیک وہ نہایت معتبر اور نہایت نادر و بہتر و برتر ہوتا ہے - دوسری
کان کوکرہ میں ملک بہار کے اندر ہے جسکا بیان پہلے ہو چکا ہے کہ وہان ندی مین سے
ہیرا نکلتا ہے - سوم کرناٹک کی ولایت میں قطب الملک کی سرحد سے پچاس کوس پر الماس
کی چار کانیں زمینداروں کے تصرف میں ہیں الماس وہان کا اکثر پختہ ہوتا ہے -

جہانگیرنامہ

جہانگیر لکھتا ہے کہ جہانگیر نامہ میں وقائع دوازدہ سالہ لکھے گئے ہیں تو میں نے
کتاب خانہ کے متصدیون کو حکم دیا کہ ان دوازدہ سالہ احوال کو ایک جلد میں کرکے
نسخہا متعدد ترتیب دے کر بندہاے خاص کو میں عنایت کرون اور کل بلاد میں بھیجون کہ
ارباب دولت و اصحاب سعادت دستور العمل روزگار بنائیں - ایک واقعہ نویس
جہانگیرنامہ تمام لکھکر اور جلد بند ہو کر میرے روبرو لایا - وہ اول نسخہ تھا جو ترتیب ہوا تھا
اوسکو مین نے اپنے بیٹے شاہجہان کو دیا میں اسکو ساری چیزون کے لئے تمام بیٹون
میں مقدم جانتا تھا - اور پشت کتاب پر خط خاص سے مرقوم کیا کہ فلان تاریخ فلاں مقام
میں اپنے فرزند کو یہ جہانگیرنامہ عنایت کیا امید ہے کہ اوسکے مطالب دریافت کی توفیق اسکو
ہوگی جس سے رضا جوئی خلایق اور دعا گوئی خلق اوسکو نصیب ہووے - بعد اس کے جو دو
جہانگیرنامہ مرتب ہوئے انمیں سے ایک مدار الملکی اعتماد خان کو اور دوسرا آصف خان کے
فرزند کو عنایت ہوئے -

سبحان قلی قراول پسر حاجی جمال بلوچ کا تھا کہ وہ اکبر بادشاہ کے عمدہ قراولوں میں تھا
شہنشاہ اکبر کی وفات کے ہنگامہ میں اسلام خان کا نوکر ہو گیا اوس نے عثمان افغان کے
بہکانے سے اسلام خان کے قتل کی سازش کی - اسلام خان کو یہ حال معلوم ہو گیا اوس نے

اس نمک حرام کو مجنون مقید کرکے بادشاہ پاس بھیجدیا - اسکے رشتہ دار بہت سے نوکر تھے
اونکی سفارش سے اور بلوچ خان قراول کی ضمانت سے وہ قراولون میں بھرتی ہوگیا - مگروہ
بے سبب بھاگ گیا - بڑی مشکل سے وہ مقید و مسلسل ہوکر بادشاہ پاس آیا اونسے اوس کے
حکم کا قتل دیا - میر غضب جسقدر جلد ممکن تھا اوسکو سیاست گاہ میں لے گیا اور قتل کیا - کچھہ
دیر کے بعد مقربین کی سفارش سے بادشاہ نے جان بخشی کی اور صرف پانون کاٹنے کا حکم دیا -
مجرم حکم پہنچنے سے پہلے قتل ہوچکا تھا - اگرچہ یہ خون گرفتہ قتل کا مستحق تھا مگر بادشاہ کو اسکے
مارے جانے سے بڑی ندامت ہوئی اور یہ مقرر کیا کہ آیندہ اگر کسی شخص کے قتل کا حکم دیا جائے
اوس کو باوجود تاکید اور مبالغہ کے آفتاب کے غروب ہونے تک نگاہ رکھو اور مارو نہیں اگر
اوسوقت تک حکم نجات نہ پہونچے تو ضرور اوسکو قتل کرو -

+ بازار رات

دولت خانہ خاص میں بازار لگتا تھا اسکا دستور یہ تھا کہ حسب الحکم صحن دولت خانہ میں
شہر کے اہل بازار اہل حرفہ دکانین آراستہ کرتے تھے جواہر و مرصع آلات وانواع
اقمشہ اور اقسام امتعہ جو کچھہ بازارون میں فروخت ہوتا تھا بادشاہ کے روبرو لاتے تھے
جہانگیر نے حکم دیا کہ یہ بازار رات کو لگا کرے اور بہت سی فانوسیں دکانون کے روبرو
رکھی جایا کرین جس سے خوب عزہ ہو اور بادشاہ خود دکانون پر جائے اور جو چاہے
خرید لائے - یہ بھی جہانگیر کا ایجاد تھا - جہانگیر لکھتا ہے کہ دوم رمضان ۱۰۲۵ھ کو احمدآباد
سے آگرہ کو روانہ ہوا - اوسی روز جشن وزن شمسی منعقد ہوا - سنہ شمسی کے حساب سے
میری عمر کا پچاسوان سال شروع ہوا ضابطہ مقررہ کے موافق طلا اور اجناس سے
وزن ہوا - موتی اور سونے کے پھول نثار کئے - روز جمعہ ۱۲ رمضان کو حکم دیا کہ کل
مشایخ وارباب سعادت کہ شہر میں توطن رکھتے ہیں حاضر ہون کہ میرے سامنے روزہ
افطار کرین - تین راتیں اس وتیرہ پر گذرین ہر رات کو آخر مجلس تک کھڑا ہوکر
زبان حال سے میں یہ کہتا تھا +

+ روزہ افطاری

| خداوندگارا تونگر توئی | نوانا و درویش پرور توئی |
|---|---|

| | |
|---|---|
| نہ کشور کشائم نفرمان دہم | یکے از گدایان نیابت درہم |
| تو برخیز و نیکی دہم دسترس | وگرنہ چہ چیز آید از من بکس |
| منم بندگان را خداوندگار | خداوند را بندۂ حق گذار |

جو فقیر یہاں آئے تہے وہ مدد معاش کے خواستگار تہے مین نے اونکے استحقاق کے موافق ہر ایک کو زمین اور خرچ مرحمت کیا۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ اس ملک گجرات کی آب و ہوا مجھے ناساز گار تہی حکما نے یہ صلاح بتلائی کہ معتاد پیالہ میں کچھہ کم کرنا چاہئے اونکی صلاح دید سے مین نے شراب کا پیالہ کم کیا۔ ایک ہفتہ میں بقدر ایک پیالہ کے شراب کم کی اول ہر شب کو چھہ پیالے پیتا تھا اور ہر پیالہ مین ساڑھے سات تولہ شراب ہوتی تہی کل شراب ۴۵ تولہ ہوئی یہ معتاد شراب ممزوج کی تہی۔ اب چھہ پیالہ پیتا ہون اور ہر پیالہ مین چھہ تولہ تین ماشہ شراب ہوتی ہے۔ کل شراب ساڑھے سینتیس تولہ ہوئی۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ بدایع و وقایع میں ہے اب سے سولہ سترہ برس پہلے الہ آباد میں میں نے اپنا خدا سے عہد کیا تہا کہ جب میری عمر کے سالون کی تعداد پچاس ہوگی تو مین شکار اور تیر و بندوق کو ترک کرکے کسی جاندار کو اپنے ہاتہہ سے آزردہ نہ کرونگا۔ مقربان بارگاہ میں سے منظور نظر تہا اس میری نیت پر آگاہ تہا۔ القصہ اس تاریخ مین میری عمر سن مذکور تک پہنچی پچاسوین سال کا آغاز ہے۔ ایکدن کثرت حرارت بخار سے میرا دم گھٹا بہت تکلیف ہوئی اس حال مین الہام غیبی سے مجھے اپنا عہد جو خدا سے کیا تہا یاد آیا اور عزیمت سابق نے میرے دل مین تصمیم پائی۔ اور مین نے یہ قرار دیا کہ جب پچاسوان سال و مدت وعدہ آخر ہو تو خدا تعالیٰ کی توفیق سے اپنے والد بزرگوار عرش آشیانی کی زیارت سے مشرف ہون اور اونکی باطن مقدسہ سے استمداد ہمت کرکے اس شغل سے باز آؤن۔ اس خیال کے آنے سے کلفت اور آزردگی جو تہی رفع ہوئی اپنے تئین خوش وقت اور توانا پایا اور خدا کا شکر ادا کیا۔

| | |
|---|---|
| چہ خوش گفت ہمت فردوسی پاک زاد | کہ رحمت بران تربت پاک باد |

میازار مورے کہ دانہ کش است — کہ جان دارد و جان شیرین خوش است

جہانگیر نے لکہا ہے جب شاہجہان کے بیٹے شجاع کو ام الصبیان ہوئی اور کسی علاج سے آرام نہ ہوا تو مینے اوسکی سلامتی کے لئے نیت کی کہ آیندہ کسی جاندار کو آزار نہ پہنچاؤنگا تو شجاع اچہا ہوگیا - عادل خان نے شاہجہان کے ذریعہ سے جہانگیر کی شبیہ کی درخواست کی تہی - جہانگیر نے ایک لعل گران بہا و لعل خاصہ کے ساتہہ مشار الیہ کو اپنی شبیہ عنایت کی اور فرمان جاری کیا کہ نظام الملک و قطب الملک کے ملک میں سے جو جگہہ تصرف مین آئی وہ اوسکو انعام دی جاے اور جب وہ کمک اور مدد چاہے شہنواز خان اوسکی کمک کے واسطے فوج بہیجے - پہلے زمانہ مین نظام الملک حکام دکن میں کلان ترین تہا اور سب اوسکی کلانی کو قبول کرتے تہے اور برادر مہین جانتے تہے ان دونوں میں عادل خان خدمات شائستہ کا مصدر ہوا اور اوسکو خطاب الافرزندی ملا ہے اوسکو تمام ملک دکن کی سرداری دسری دیگئی اور اس شبیہ کے لئے یہ رباعی خاص اپنے خط سے بادشاہ نے لکہی -

اے سوے تو دایم نظر رحمت ما — آسودہ نشین بسایۂ دولت ما

سوے تو شبیہ خویش کردیم روان — تا معنی ما بہ بینی از صورت ما

بادشاہ کے عبور کرنے کے لئے دریائے بہت پر خواجہ ابوالحسن میر بخشی کے اہتمام سے ایسا مضبوط پل بنایا گیا کہ بادشاہ نے ایک بڑا ہاتہی اور تین ہتنیاں اوسکے استحکام کے امتحان کے لئے بہجیں ان سب نے اوسکے اوپر سے عبور کیا اور وہ پل اپنی جگہہ سے نہ ہلا -

۱۷ ذیقعدہ کو بادشاہ کی منزل رام گڈہ تہی - اسے چند شب پہلے طلوع آفتاب سے تین گہڑی پہلے کرہ ہوا میں وہ بخار دخانی عمود کی شکل مین پیدا ہوا - ہر شب کو ایک گہڑی پہلے بہ نسبت پہلی شب کے وہ ظاہر ہوتا تہا - اوسنے اپنی شکل بالکل حربہ کی دکہائی اس کے دونو سرے باریک تہے اور کمر اوسکی موٹی اور خمدار مانند دہرہ پشت بجانب جنوب و رو بسوئے شمال اور پہر طلوع آفتاب سے ایک پہر پہلے نمودار ہوتا تہا -

منجموں اور اختر شناسوں نے اس کا قد و قامت اصطرلاب سے ناپا تو باختلاف منظر اٹہائیس درجہ فلکی ہے

تصویر خاص جہانگیر بعادل خان والی بیجاپور

دریائے بہت پر پل

۱۷ ذیقعدہ ظہور دمدار ستارہ

اور فلک اعظم کے ساتھہ متحرک ہی اور اپنی حرکت خاصہ بھی فلک اعظم کی سمت حرکت مین کہتا ہے
چنانچہ اول وہ برج عقرب مین ظاہر ہوا تہا پہر وہ میزان مین پہنچا۔ عرض کی جنوب کی جانب
مین زیادہ حرکت رکھتا ہے فن نجوم کے جاننے والون نے اپنی کتابون میں اس قسم کی
اجرام فلکی کا نام حربہ رکھا ہی اور لکہا ہے کہ اسکا ظہور ضعف ملوک عرب اور استیلاء دشمنان ملک
عرب پر دلالت کرتا ہے واللہ اعلم عند اللہ تاریخ مذکور سے سولہ راتون کے بعد جہان زہ
ظاہر ہوا تھا اسی سمت مین ایک ستارہ نمودار ہوا کہ اوسکا سر روشن تہا اور دو تین گز
اوسکی دم دراز معلوم ہوتی تہی مگر اوسکی دم میں اصلا روشنی اور درخشندگی نہ تھی
اقبال نامہ مین تو اوسکی تاثیرات یہ گھڑین کہ یہ اوسکی نحوست تھی کہ تمام ہندوستان کے
ملک مین ایسی وبا پھیلی کہ کبھی پہلے زمانہ مین نہ پھیلی تھی۔ ہندو کی معتبر کتابون مین کبھی ایسی وبا
کا بیان نہیں ہے اس کے طلوع سے ایک سال پہلے یہ وبا آئی تھی اور آٹھہ برس تک ملک میں
پھیلی رہی اس دمدار ستارہ کے ظہور ہی کا نتیجہ یہ تہا کہ جہانگیر اور شاہجہان کے درمیان آٹھہ
سات برس تک نا اتفاقی رہی کیسی خونریزی اور خاندانون کی بربادی ہوئی۔ اسی زمانہ میں
بہادر خان حاکم قندھار کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ قندھار اور اوسکی نواح میں چوہون کی
ایسی کثرت ہوئی کہ اس ولایت کے کل محصولات وغلات مزروعی وسردرختی کو انہون
نے ضایع کر دیا چنانچہ چوتھائی محصول شاید وصول ہوا ہو۔ ایسے ہی فالیزوں اور باغات
کا نشان نہیں چھوڑا۔ چند مدت کے بعد وہ آوارہ اور معدوم ہوگئے۔ اب شائستہ
ملکون میں ایسی تاثیرات کواکب کو مطلق نہیں مانتے اور ماننے والون پر ہنستے ہیں

بادشاہ اور باغبان کی حکایت

جہانگیر لکھتا ہی کہ اثناء راہ میں جوار کے کھیت پر میرا گذر ہوا ہر تنہ میں ایک
خوشہ لگا ہوا تھا مگر ایک درخت ایسا نظر آیا کہ بارہ خوشے لگے ہوئے تھے کہ اس
حال میں مجھے بادشاہ اور باغبان کی حکایت یاد آئی کہ سلاطین میں سے ایک گرم ہوا میں
ایک باغ کے دروازہ پر پہنچا۔ وہان ایک بڈھا باغبان دیکھا کہ دروازہ پر کھڑا ہے
اسے پوچھا کہ اس باغ میں انار ہے اوسنے کہا کہ ہے سلطان نے فرمایا کہ آب انار

کا ایک قدح لاؤ - باغبان نے اپنی لڑکی کو اشارہ کیا وہ جمال صورت وحسن سیرت رکھتی
تھی وہ فی الحال ایک قدح آب انار سے بھرا ہوا لے آئی اور چند پتے اوسکے
اوپر ڈال لائی سلطان نے اوسکے ہاتھ سے قدح لیا اور لڑکی سے پوچھا کہ ان پتون
کے اوپر ڈالنے سے کیا تیرا مطلب ہے دختر نے زبان فصیح اور ادائے ملیح سے معروض
کیا کہ ایسی گرم ہوا میں کہ حضور چلنے سے پسینہ میں غرق ہو رہے ہیں پانی ایک دم
پینا حکمت کی منافی ہے اسلئے احتیاطاً پانی کے اوپر پتے ڈال دئے تا کہ آپ آہستگی
سے اوسکو نوشجان فرمائیں سلطان کو یہ حسن ادا اوسکی نہایت خوش آئی اور اوسکے
دل میں آیا کہ اپنے محل کے خادموں میں داخل کر دون پھر اوس نے باغبان سے
پوچھا کہ اس باغ کا حاصل تجھے کیا ملتا ہے اوسنے کہا کہ تین سو دینار - بادشاہ نے کہا کہ
دیوان کو کیا دیتا ہے اوسنے جواب دیا کہ سلطان سر درختی کا محصول کچھ نہیں لیتا ہے
بلکہ زراعت کا دسوان حصہ لیتا ہے سلطان کے دل میں آیا کہ میری مملکت میں باغ بہت
اور درخت بیشمار ہیں - اگر باغ کا محصول بھی دسوان حصہ لون تو بہت روپیہ مجھے ملے
اور رعیت کا نقصان بھی کچھ نہ ہوگا اب میں حکم دونگا کہ باغات سے محصول لیا جائے - پھر
اوسنے کہا کہ آب انار اور لاؤ دختر گئی اور بہت دیر کے بعد آئی اور آب انار کا قدح لائی
سلطان نے کہا کہ اوس دفعہ تو جو گئی تھی جلدی آئی تھی اور زیادہ آب انار لائی تھی اس دفعہ
بہت انتظار دکھایا - اور کمتر لائی - دختر نے کہا کہ اوس دفعہ تو ایک انار کے پانی سے قدح
بھر گیا تھا اب کی دفعہ پانچ چھ انار میں نے نچوڑے تو بھی اس قدر آب انار نہ نکلا سلطان کو
حیرت ہوئی تو باغبان نے بھی کہا کہ محصول کی برکت بادشاہ کی نیک نیت پر موقوف
ہوتی ہے میں ایسا جانتا ہون کہ آپ بادشاہ ہیں جسوقت باغ کے حاصل کو مجھسے پوچھا
تو آپ کی نیت کچھ اور ہو گئی میوہ سے برکت دور ہوئی سلطان متاثر ہوا اور باطنی
فکر کو دل سے نکالا اور دختر سے کہا کہ ایک دفعہ اور آب انار کا قدح لاؤ وہ پھر گئی اور جلدی
سے قدح لبالب بھرا لے آئی اور خندان وشادان بادشاہ کے ہاتھ میں دیا بادشاہ نے

باغبان کی فراست پر صورت حال بیان کرکے آفرین کی اور اس دختر کی خواستگاری کی
یہ داستان صفحہ روزگار پر اس سلطان کی یادگار رہی القصہ ان امور سے معنی آثار کا ظہور ہوا
کہ ثمرات اور نیک نیت کے آثار ہیں جس وقت سلاطین معدلت آئین کی ہمت و نیت
آسودگی خلق و رفاہیت رعایا پر ہوتی ہے تو خیرات و محصول زراعت و باغات کا ظہور
مستبعد نہیں ہے سدا الحمد کہ میرے زمانہ میں سرور خنج کا محصول ایک حبہ وایک دام خزانہ
عامرہ میں داخل اور دیوان اعلی میں واصل نہیں ہوتا بلکہ حکم ہے کہ جو شخص زمین مزروعی
میں باغ لگائے تو حاصل اسکا معاف کیا جا - خدا میری نیت خیر کو ہمیشہ برقرار رکھے

جو نیت بخیر است و خیرم دہی

راجہ باسو کے چند بیٹے تھے - اگرچہ سورج مل بڑا بیٹا تھا اوسکی بد اندیشی و فتنہ جوئی کے
سبب سے باپ اسکو ہمیشہ محبوس رکھتا تھا اسنے مار اصل و آزردہ خاطری وہ مرگیا - جہانگیر نے
راجہ باسو کی خدمات پر نظر کرکے اور کسی اور فرزند کے رشید اور قابل نہ ہونے کے سبب سے
سورج مل کو راجگی کے خطاب اور منصب دو ہزاری سے سرافراز کرکے باپ کی جگہہ مقرر کردیا -
جب سالہ جلوس میں مرتضی خان فتح کانگڑہ کی خدمت پر مامور ہوا - تو راجہ سورج مل جو اس
کوہستان میں عمدہ زمیندار تھا اوسکی کمک کے لئے مقرر ہوا تو اوسنے بظاہر خدمات و
دولت خواہی کا تعہد کیا جب مرتضی خان نے محاصرہ کرکے اہل قلعہ کو تنگ کیا - تو سورج مل
نے صورت حال دریافت کرکے جانا کہ قلعہ عنقریب مفتوح ہوگا تو مرتضے خان کے آدمیوں
سے اوسنے بگاڑ کی اور امداد اور اعانت کی جگہہ مخالفت و مخاصمت کرنے لگا - مرتضی خان
نے اوسکی شکایت کی عرضیاں بادشاہ پاس بھیجیں راجہ نے شاہجہان سے فریاد شروع
کی کہ مرتضے خان ارباب غرض کی تحریک سے میرے برباد کرنے کے درپے ہوا اور عصیان
اور بغی سے متہم کیا - اب میری نجات کا سبب و حیات کا باعث ہو جیے اور اپنے پاس بلا لیجئے
شاہجہان نے باپ سے یہ حال عرض کیا اوسنے مرتضی خان کو بلا لیا - انہیں دنوں میں مرتضے
خان مرگیا - اور قلعہ کانگڑہ کی فتح میں جب تک التوا رہا کہ دوسرا سردار بھیجا جا - سورج مل کو بلا کر

شاہجہان کی خدمت مین دکن بہیجا جب مہم دکن سے انفراغ ہوا تو اوسنے شاہجہان سے
عرض کیا کہ مین کانگڑہ کی فتح کا ذمہ دار ہوتا ہون - شاہجہان نے اوسکو ورادت کے ساتھ
تقی کو ایک شائستہ فوج کے ساتھ روانہ کیا جب سورج مل کا مقصد حاصل ہوا تو اوسنے
تقی کے ساتھ بھی خصومت اور بہانہ جوئی اختیار کی اور مکرر اوسکی شکایت کی عرضداشتیں
بھیجیں اور صاف لکھدیا کہ میری اسکے ساتھ نہیں بنیگی - اور اس خدمت کا اوس سے انصرام نہ
ہوگا - دوسرا سردار مقرر کیا جائے کہ یہ قلعہ جلدی فتح ہوجائے - تقی کو بھی بادشاہ نے بلالیا
راجہ بکرماجیت ایک تازہ زور فوج کے ساتھ بھیجا راجہ نے جب جانا کہ بکرماجیت کے آگے
حیلہ و تزویر سے کام نہیں چلیگا تو اوسنے یہ شرارت کی کہ ملازمان شاہی کو اس بہانہ سے
رخصت دیدی کہ وہ مدت سے اس مہم میں لگے ہوئے ہین اور بے سامان ہین اب وہ اپنی
جاگیر مین جاکر بکرماجیت کے آنے تک اپنا سامان درست کرلیں اس سبب سے دولتخواہوں کی
جمعیت مین تفرقہ پڑگیا اور اکثر آدمی محال جاگیر مین چلے گئے اور تھوڑے آدمی جب تھوڑے
رہ گئے تو بغاوت و فساد کے آثار ظاہر کیے صفی خان بارہہ اپنے بھائیون بیٹون سمیت لڑا اور
جان دیدی بعضون کے زخم کاری لگے اونکو سورجمل میدان جنگ سے پکڑ کر اپنے گھر لے گیا
ایک جماعت نے بھاگ کر جان بچائی - راجہ نے دامن کوہ کے پرگنات پر تعدی اور تصرف کیا
جب راجہ بکرماجیت لشکر کے ساتھ ان حدود مین آگیا تو سورج مل نے کچھ دنون بادہ درائی
سے بسر کرنی چاہی مگر بکرماجیت اوسکی باتون مین نہ آیا - اوسنے جرأت اور ہمت ایسی کی کہ
سورج مل سٹی بھولا نہ وہ جنگ صف لڑا نہ قلعہ داری کی تھوڑی سی زد و خورد مین بہت
آدمیون کو مرواکے آوارہ ہوگیا اور قلعہ مو اور شہر جو اوسکے اعتضاد قوی تھے بے محنت و تعب مفتوح
ہوگئے اور اوسکا ملک جسمین اوسکے باپ دادا حکومت کرتے تھے پامال لشکر شاہی ہوا اور وہ خود
گریوہ نورد ہوا - بکرماجیت اوسکے پیچھے پڑا - بادشاہ کو جب اس فتح کا حال معلوم ہوا تو حکم بھیجا
کہ قلعہ و عمارت جو اوسکی اور اوسکے باپ کی ساختہ و پرداختہ ہون جڑ بیڑ سے اکھاڑ دی جائیں
اور کوئی نشان اونکا باقی نہ رہے - بادشاہ نے اوسکے بھائی جگت سنگہ کو جو بنگال مین اوسکی

خدمت پر نہا بالکر سوج مل کی جگہہ مقرر کردیا

دوشنبہ ۳ دی کو بادشاہ قلعہ تھنبور کی سیر کو گیا۔ دو کوہ ایک دوسرے کی برابر ہین ایک کو رن کہتے ہین دوسرے کو تھنبور تھنبور پر قلعہ بنا ہوا ہے۔ ان دونوں اسمون کو ترکیب دیکر رن تھنبور اسکا نام رکھا گیا ہے اگرچہ قلعہ نہایت مستحکم ہے اور اس مین پانی بہت ہے لیکن کوہ رن بھی بڑا مستحکم ہے اور ایسے موقع پر واقع ہے کہ اوسکی طرف سے قلعہ فتح ہوسکتا ہے چنانچہ اکبر نے اسی طرف سے اسکو فتح کیا تھا۔ اس حصار مین ہندوون کی روش کے مکان بے ہوا اور کم فضا تھے وہ بادشاہ کے دلنشین نہ ہوئے اسلئے آمین ٹھیرا نہیں۔ اس قلعہ مین جو مجرم قیدی تھے اونکو بادشاہ نے بلایا۔ ہر ایک کی جمعیت حال اور حقیقت احوال دریافت کر کے بمقتضاے عدالت حکم فرمایا کہ سواے خونی قیدیون کے اور ان قیدیون کے جنکی خلاصی سے ملک مین فساد اور آشوب ہو سب چھوڑ دیے جائیں اور ہر قیدی کو اوسکے حسب حال خرچ اور خلعت عنایت کیا۔

بادشاہ جب سے کہ اپنی دار الخلافہ آگرہ سے فتح رانا اور تسخیر ملک دکن کے لیے گیا تھا پانچ سال اور چار ماہ بعد فتحپور مین آیا۔ اور ۸ دی کی تاریخ منجمون نے آگرہ مین داخل ہونے کے لئے تجویز کی۔

دولتخواہون کی عرائض سے مکرر یہ معلوم ہوا کہ شہر آگرہ مین مرض طاعون شائع ہے۔ چنانچہ ہر روز سو آدمیون سے کچھہ کم و بیش یون مرجاتے ہیں کہ اونکی بغل کے نیچے یا کش ران میں یا تہ گلو مین دانہ نکلتا ہے اس وبا کو یہ تیسرا سال ہے کہ موسم زمستان میں اوسکا طغیان ہوتا ہے اور تابستان کے شروع مین معدوم ہوتی ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ ان تین سال مین کل قصبات و قریات نواحی آگرہ مین اس وبا نے سرایت کی ہے مگر فتحپور مین اصلا اسکا اثر ظاہر نہیں ہوا۔ فتح پور سے آمان آباد ڈہائی کوس ہے۔ وہان کے آدمیون نے اس وبا کے خوف سے ترک وطن کیا ہے اور اور مواضع مین چلے گئے ہیں ناگزیر حزم و احتیاط کی مراعات کو ضروریات سے سمجھہ کر مقرر ہوا کہ اس ساعت مسعود مین مہارکی اور فرخی کے ساتھ

شنبہ ۳ دی

فتحپور مین نزول ہوا اور بعد از تخفیف بیماری دار الخلافہ مین بساعت نیک داخل ہو
آصف خان کی بیٹی نے جو عبد اللہ خان پسر خان اعظم کی اہل خانہ تھی گو وہ ایک نقل عجیب
غریب بیان کرتی ہے جو بالکل سچ ہے - وہ کہتی ہے کہ ایک دن صحن خانہ مین ایک
چوہا نظر آیا کہ افتان خیزان بطور مستان ہر طرف جاتا ہے اور نہیں جانتا تھا کہ کہان جاتا
ہون مین نے ایک لونڈی سے کہہ کر اسکی دم پکڑکے بلی کے آگے ڈلوا دیا - بلی نے شوق
سے اُٹھا کر چوہے کو منہ مین لیا اور فی الفور اوسے چھوڑ کر بھاگی اور مرنے کے قریب ہوگئی
تریاق فاروق دینے کے لئے جو اوسکا منہ کھولا تو اوسکے تالو اور زبان دو نو سیاہ نظر آئے
تین روز تک اوسکا حال تباہ رہا چوتھے روز وہ ہوش مین آئی - پھر اس لونڈی کے
دانہ طاعون ظاہر ہوا اور سوزش اور درد کی شدت سے ایک دم آرام نہ لیتی تھی - رنگ اسکا
متغیر ہوا - زردی سے سیاہی کی طرف مائل ہوا اور تپ محرق ہوئی دوسرے روز مر گئی - اور
اس روش سے سات آٹھ آدمی وہان ضایع ہوئے - اور کئی ایک بیمار ہوگئے - اس گھر سے
جدا ہو کر باغ مین گئے جو بیمار تھے وہ یہان مر گئے - پھر کسی کو دانہ نہیں نکلا - چند ایک شہر
اور دہ زمین مین سترہ آدمی راہ عدم کے مسافر ہوئے - جنکے دانہ نکلا ہوا ہوتا اگر اوسکو کوئی
پانی پینے کو یا کھانے کو دوسرا دیتا فوراً اوس مین یہ بیماری اثر کرتی آخر کو تو یہ انتہا کو پہونچا
کہ کوئی شخص اوسکے گرد نہ پھرتا +

چودھوان نوروز ربیع الاول ۱۰۲۸ھ مطابق ۱۰ - مارچ ۱۶۱۹ء کو واقع ہوا - اس
جشن کا انصرام شاہجہان نے کیا - اور ایک لاکھ روپئے کے جواہر سوائے نقد و جنس کے
پیشکش مین دیے - ان دنون مین شہنواز خان کی بہار جوانی پہ صرصر اجل آئی - دراب خان
اسکا بھائی اوسکے منصب پر مقرر ہوا - یہ دونو بیٹے خانخانان کے ہیں - شاہزادہ پرویز بھی
الہ آباد سے آکر باپ کی ملازمت سے مشرف ہوا - خاندوران خان نے کبر سن کے سبب سے
استعفا دیا - پچھتر ہزار روپیہ کی جاگیر پرگنہ خوشاب مین اوسکو ملی -
بادشاہ نے پہلے آگرہ سے دریاے اٹک تک اور آگرہ سے بنگالہ تک دو طرفہ سڑک پر درخت

لگوائے تھے اور خیابان ترتیب دینے کا حکم دیا تھا۔ ان دنوں میں حکم صادر کیا کہ آگرہ سے لاہور تک ہر کوس پر ایک میل (منارہ) بنادیں کہ وہ کوس کی علامت ہو اور ہر تین کوس پر ایک کنواں بنائیں کہ مسافرونکو آمد و رفت میں آرام ملے و تشنگی اور تابش آفتاب سے محنت و صعوبت نہ پہنچے۔ اور درخت لگانے کا حکم زمینداروں کو دیا گیا۔ جہاں محال خالصہ تھے وہاں سرائے بنانے کا حکم دیا اور امراء کو حکم دیا کہ اونکے تعلقہ محال جاگیر میں جہاں سرا بنانے کے قابل ہو وہاں سرائے پختہ و مسجد و چاہ بنائیں کہ مسافروں اور سپاہیوں کو آرام پہنچائیں۔ اکثر عمدہ جاگیرداروں نے بادشاہ کے اشارہ کے اور باہم ہم چشمی کے سبب چار یا پانچ کوس کے اندر ایک سرا بنا دی۔ دیکھو کہ اس زمانہ میں نیت انام امور خیری کے اجراء میں متصرف تھی جس سے خیر و برکت تھی۔ مگر پھر ایک زمانہ اوسکے خلاف آیا کہ ابنائے روزگار کا حال یہ ہو گیا کہ ساری بنائے دولت کے انہدام کرنے میں اور ایک دوسرے کی آبرو برباد کرنے میں ہمت لگانے لگے۔ ارباب مکنت و ثروت نے خیر و احسان کے ابواب کو ارباب حاجت کے منہ پر اس مرتبہ مسدود کیا کہ وہ کل نعمتہائے الٰہی کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور محتاجوں کی دل خراشی کے لئے تیشہ بنتے ہیں تمام اشجار میوہ دار کہ باغات اور راہ کے سایہ افگن درختوں کو جو پہلے نیک فرجام آدمیوں نے پرورش کئے تھے اور مسافرونکو آرام دیتے تھے اور قصبات و دہات اور آبادیوں کی حوالی کو زینت دیتے تھے حکام بدعاقبت اُکے ظلم کی شر سے اور لشکریوں کے ارہ ستم سے سب کے سب عمارت و مطبخ اور چارپائیوں کے کام میں آ گئے اکثر راہ کے اطراف پران درختوں کا نشان نہیں رہا ایسی ہی سراؤں مقبروں و مساجد کو جو مرمت طلب تھیں اونکے سنگ و خشت کو اپنے حمام و عمارت جدید میں جو ظلم و رشوت لیکر بنائیں خرچ کیا۔

اسی سال میں بادشاہ نے کشمیر کی طرف سفر کیا اثناء راہ میں متھرا میں آیا۔ یہاں جا کر بندرابن کے بتخانوں کی سیر کی۔ اُنکی نسبت وہ لکھتا ہے کہ اگرچہ والد ماجد کے عہد میں راجپوت امیروں نے عمارات اپنی طرز پر بنائیں اور باہر بہت تکلفات کو خرچ کیا مگر اندر

سرکوں پر درخت لگوانا اور سرائیں بنوانا +

۔۔۔ ۱۰۲۹ھ

اونکے چمگادڑون اور ابابیلون نے اسقدر گھر بنائے ہیں کہ اون کی بدبو سے ایکدم نجات نہیں ہوتی ہے

از برون چون گور کافر پر خلل　　　　درون قہر خداے عزوجل

قراولون نے خبر دی کہ یہان شیر قریب ہے کہ رعایا کو آزار اور آسیب پہنچاتا ہے بادشاہ نے ہاتھیون کو بھیجکر اوسکو گھروایا اہل محل کے ساتھہ سوار ہوا چونکہ بادشاہ نے عہد کیا تھا کہ کسی جاندار کو اپنے ہاتھہ سے آزار نہین پہنچاؤن گا۔ نورجہان بیگم سے کہا کہ بندوق لگاؤ۔ ہاتھی کو شیر کی بو سے قرار نہ تھا مگر بیگم نے ایک ہی تیر مین شیر کا کام تمام کیا۔ جب بادشاہ اوجین مین گیا تھا تو وہ گسائیں جدروپ سے جاکر ملا تھا جسکا حال وہ یہ لکھتا ہے کہ مین نے بہت دفعہ سنا تھا کہ ایک سنیاسی مرتاض جدروپ نام بہت برسون سے شہر اجین کے نزدیک گوشہ صحرا مین آبادانی سے دور معبود حقیقی کی پرستش مین متوجہ ومشغول رہتا ہے۔ مجھے اسکے ملنے کا شوق تھا مین کشتی سے اوترکر پون کوس پیادہ اوسکی ملاقات کو گیا وہان مینے دیکھا کہ وہ ایک بھٹ مین رہتا ہے جسکا طول ساڑھے پانچ گرہ اور عرض ساڑھے تین گرہ تھا وہ بہت ضعیف جثہ تھا نہایت تکلیف سے اس بھٹ مین وہ جا سکتا تھا اسکا طول وعرض اتنا ہی تھا جسمیں یہ سما سکتا تھا نہ اس مین بوریا تھا نہ فرش کاہی تھا اس سوراخ تنگ وتیرہ مین گذر کرتا تھا۔ ایام زمستان اور ہواے سرد مین باوجودیکہ محض برہنہ رہتا تھا اور صرف لنگوٹی باندھتا تھا مگر کبھی آگ نہیں جلاتا تھا جیسا کہ مولانا روم نے کسی درویش کی زبان سے یہ شعر کہا ہے۔

پوشش بار روز تاب آفتاب　　　　شب نہالی ولحاف از ماہتاب

اسکے محل سکونت کے قریب ایک تال تھا ہر روز دو دفعہ جاکر غسل کرتا تھا اور شہر اجین مین ایک دفعہ جاتا تھا۔ سات برہمنون کے گھر اس نے چن لئے تھے وہ صاحب زن تھے اور اونکی درویشی وقناعت کا اعتقاد اوسکو تھا اونمین سے تین کے گھر جاتا بشرطیکہ اونکے گھرون مین کوئی آفت وولادت نہ واقع ہوتی اور زن حائضہ ہوتی کھانے کے

+ نورجہان کا شیر کو مارنا + بادشاہ کی گسائیں جدروپ سے ملاقات

پانچ لقمے وہ اوسکے لئے تیار رکھتے بطریق گدائی کف دست پر رکھ کر نگل جاتا چبانا نہیں تاکہ ذائقہ سے ادراک لذت نہ ہو۔ اسکی زیست و زندگانی کا طریق یہ تھا وہ آدمیوں کی ملاقات کا خواہان نہیں تھا بلکہ اس کی شہرت ایسی تھی کہ آدمی اوسکی زیارت کو جاتے تھے وہ دانش سے خالی نہ تھا۔ علم ہدایت کو کہ علم تصوف ہے خوب جانتا تھا۔ چھ گھڑی اوسکی صحبت میں ہا خوب باتیں کیں گسائیں جدروپ یہاں متہرا میں آیا ہوا تھا۔ بادشاہ لکہتا ہے کہ میں بے تکلف اوسکے گوشہ تنہائی میں گیا۔ اور سخنان بلند درمیان میں آئیں۔ حق جل و علی نے اوسکو عجیب توفیق عنایت کی ہے۔ فہم عالی و فطرت بلند و مدرکہ تند کے ساتھ دانش خداداد جمع ہے اور تعلقات سے اوسکا دل آزاد ہے عالم پر اور ما فیہا پر لات مارتا ہے اور گوشہ تجرید میں مستغنی و بے نیاز بیٹھا ہے۔ اسباب دنیا میں سے اوسکے پاس آدہ گز کرباس کی لنگوٹی ستر عورت کے لیے ہے اور ایک مٹی کا برتن ہے جس سے پانی پیتا ہے زمستان اور تابستان و برسات میں عریان و سر و پا برہنہ بسر کرتا ہے اور ایک بھٹ میں رہتا ہے جسکے اندر جانے کی راہ ایسی تنگ ہے کہ طفل شیر خوارہ زحمت سے جا سکتا ہے۔ یہ حکیم سنائی کی دو تین بیتیں اوسکے حسب حال ہیں ؎

| | |
|---|---|
| داشت لقمان یکے کریچے تنگ | چون گلوگاہ نائے و سینہ چنگ |
| بوالفضولے سوال کرد از وے | چیست اینجا یشش بدست و دو پے |
| با دم گرم و چشم گریان پیر | گفت ہذا لمن یموت کثیر |

اسکے پاس پہر ملاقات کو گیا اور رخصت ہوا۔ اسکی جدائی میرے دل کو ناگوار ہوئی

حضرت اکبر کے عہد میں سیر کا وزن ۳۰ دام تہا میں نے اس ضابطہ کے خلاف سیر کے وزن کو نہ بدلا اور ۳۰ دام ہی رہنے دیا۔ گسائیں جدروپ نے کسی تقریب میں مجھے کہا کہ کتاب بید میں جسمیں ہمارا احکام دین تحریر ہیں سیر کا وزن ۳۶ دام لکھا ہے چونکہ آپ کے احکام اتفاقات غیبی سے ہماری کتاب کے مطابق ہوتے ہیں اگر سیر کے وزن میں ۳۶ دام مقرر فرمائیں تو بہتر ہوگا۔ اسلیے میں نے حکم دیا کہ تمام میرے ممالک محروسہ میں سیر کا وزن

گسائیں جدروپ دوبارہ ملاقات +

وزن سیر

۳۳ دام مقرر ہو۔

یہ بھی ایک روایت ہو کہ خسرو کی آنکھون میں سلائی باپنے پھرائی تھی مگر کچھ لطف پدری سے
کسی عمدہ حکیم سے اوسکی آنکھون کا علاج کرایا جس سے ایک آنکھ بالکل اچھی ہوگئی اور دوسری
آنکھ مین کچھ نقص رہا جعلی خسرو جو افغانستان میں پیدا ہوا تھا اوسنے اپنی آنکھوں نشان کٹوریان کے
لگنے کے لوگون کو دکھائے تھے۔ خسرو کی قید پر مدت گذر گئی تھی اسلیئے باپنے اوس کو محبوس
کرنا اور سعادت خدمت سے محروم کرنا اپنی مرحمت سے بعید جانا۔ اوسکے جرایم معاف کرکے اوسکو
بلایا اور کورنش کا حکم دیا۔

خسرو +

بادشاہ منزل بمنزل دہلی میں آیا اول اپنے فرزندون اور محلون کو لیکر حضرت ہمایوں کی
قبر پر گیا اور پھر سلطان المشایخ نظام الدین کے روضہ پر آیا۔ پھر سلیم گڈھ میں اپنے دولتخانہ
میں گیا۔ پرگنہ پالم میں شکار کھیلنے گیا۔ چودہ روز میں ۳۲۶ ہرن شکار کیئے حضرت اکبر کا
ارشاد تھا کہ ہرن کو جو چیتے کے منہ سے چھڑائیں گو اوسپر کوئی چیتے کا آسیب زخم نہ پہنچا ہو
مگر وہ زندہ نہیں رہتا جہانگیر نے بھی اسکا تجربہ کیا تو یہ بات صحیح معلوم ہوئی۔

بادشاہ کا دہلی میں آنا +

آغائی آغایان ۳۳ سال سے میری خدمت گذار تھی اور اب بڑی بڑھیا ہوگئی تھی
ساتھ رہنے میں اوسے تکلیف ہوتی تھی اسلیئے اوسنے دہلی میں رہنے کی درخواست کی
بادشاہ نے منظور کی اوسنے یہان ایک باغ دوسرے مقبرہ بنوایا۔ حاکم شہر کو حکم دیا کہ
کہ اوسکی ایسی خدمت گذاری کرے کہ کسی طرح کی اوسکو تکلیف نہ ہو۔

یہان شیخ عبدالحق دہلوی کہ اہل فضل وارباب سعادت میں سے تھے بادشاہ کی خدمت
میں آئے ایک کتاب جو انہوں نے بڑی محنت سے تصنیف کی تھی اس میں مشایخ ہند کا احوال
لکھا تھا۔ وہ کتاب مجھے دکھائی۔ مدت سے وہ دہلی میں توکل وتجرید میں زندگی بسر کرتے ہیں
خلقت اونکو بزرگ جانتی ہے۔ اونکی صحبت سے ذوق نہیں ہے میںنے اونپر طرح طرح کی
مرحمت و دلنوازی کرکے رخصت کیا۔

شیخ عبدالحق دہلوی +

دہلی سے پرگنہ کرانہ میں گیا یہان مقرب خان کا باغ دیکھا جس میں پستہ کا درخت

مقرب خان کا باغ +

سبز تھا۔ یہ میوہ اس ملک میں نہیں ہوتا۔ اور درخت گرم سیر کی اوری سرو سپہری تھے۔ اور تین سو
سرو کے درخت تھے۔ پنجم دی کو اکبرپور کے مقام میں کشتی سے اوترا اور خشکی میں کوچ کیا
آگرہ سے منزل مذکور تک پرگنہ تُوڑ یہ سے دو کوس ہے ۱۴۴ کروہ براہ دریا کہ افکروہ
براہ خشکی ہے ۳۴ کوچ اور ۷ مقام میں طے کئے اوسکے سوا ایک ہفتہ شہر دہلی میں رہا اور چار روز
حویلی پالم میں شکار کھیلا کل ۷۰ روز ہوئے +

بادشاہ نے ایران کو عالم خان کو سفیر بنا کے بھیجا تھا جب وسکے نزدیک آنے کی خبر لگی
تو اوسکو عطر جہانگیری بھیجا۔ اور یہ مطلع لکھا ؎

بسوئیت فرستادہ ام بوئے خویش کہ آرم ترا زود ترسوئے خویش

بلاغ کلانوریں خان عالم آیا۔ وہ نفایس و نوادر روزگار سے یہ تحفہ لایا کہ صاحبقران
اور تقیمش خان کی مجلس صف جنگ کی تصویر تھی۔ اس میں امیر تیمور کی اور اوسکی اولاد امجاد
اور امراء عظام کی تصویریں تھیں جو اس جنگ میں اوسکے ہمراہ تھے اور ہر صورت پر یہ لکھا
تھا کہ کسکی شبیہ ہے اسمیں دو سو چالیس تصویریں تھیں اور مصور نے اپنا نام خلیل مرزا شاہرخی
لکھا تھا اوسکا کام نہایت پختہ اور اعلیٰ درجہ کا تھا۔ اگر مصور کا نام نہ لکھا ہوتا تو یہ معلوم
ہوتا بہزاد نے اس مجلس کی تصویر بنائی ہے۔

چونکہ وسعت کشمیر اسقدر نہیں ہے کہ اسکا محصول اس جماعت کے لئے کافی ہو جو موکب اقبال
کے ہمراہ رہتی ہے اور میرے آنے کی خبر سے غلات و حبوبات کا نرخ بھی بڑھ جاتا ہے
میں نے عامہ خلایق کی رفاہیت کے لئے حکم دیا کہ جو لازم ہمرکاب ہیں وہ اپنے آدمیوں کا
سامان کریں اور چند ضروری آدمیوں کو ہمراہ لے چلیں اور باقی کو اپنی جاگیروں
میں رخصت کریں اور ایسے ہی چوپایوں اور شاگرد پیشوں کی تخفیف کے لئے تاکید کی
شاہجہان بھی لاہور آنکر باپ پاس آیا۔ طالب آملی کو خطاب ملک الشعرا کا ملا۔ اوس کے سخن کا
رتبہ سب سے بڑھا ہوا تھا۔

میں نے سنا کہ لاہور میں میاں شیخ محمد میر ایک درویش سندی الاصل ہیں نہایت فاضل و

مرتاض و مبارک نفس و صاحب حال گوشۂ عزلت و توکل مین منزوی ہین فقر سے غنی اور دنیا
مستغنی میری خاطر حق طلب کو اونکی ملاقات بغیر قرار نہ تھا میرا جانا مشکل تھا مین نے رقعہ
اونکی خدمت مین بھیجا اور اپنا شوق باطنی ظاہر کیا۔ یہ عزیز باوجود کبر سن اور ضعف اعضا
کے یہ تصدیعہ کرکے تشریف لائے مین بہت دیر تک تنہا بیٹھکر اونسے باتین کین سچ ہے
وہ ایک ذات شریف ہین اور اس عہد مین نہایت غنیمت ہین۔ اونسے حقایق و معارف
کی باتین بہت سی سُنین ایک پوست آہو انکو نذر دیا۔ اگرچہ اور دیتا تو نہین لیتے۔
اللہ داد پسر جلالہ جو لشکر سے بھاگ گیا تھا اوسکی خطائین اعتماد الدولہ کی سفارش
سے معاف ہوئین۔ نور الدین قلی کی عرضداشت آئی کہ مین نے راہ
حتی الامکان اصلاح کرکے ہموار کیا تھا مگر چند شب و روز یہان ایسی بارندگی ہوئی کہ تین گز کوتل کے اوپر
سے اسفند ارمذ کو دریا بہت عبور کیا۔ اگرچہ اس مین پانی کمر تک تھا مگر ایسا تند جاتا تھا
کہ آدمیونکو اوسمین تکلیف ہوتی تھی اسلئے دو سو ہاتھیون کو گھاٹ پر مقرر کیا کہ اسباب
اوتار دین اور آدمی جو ضعیف و لاغر ہون اون کو بھی سوار کرلین تا کہ کسی آدمی
کو گزند جانی اور مالی نہ پہنچے ۔ منزل بمنزل چلکر ۲۸ اسفندیار مذ کو حسن ابدال مین پہنچا۔
اکبر پور سے مین کشتی سے اترا تھا وہان سے حسن ابدال تک ۷۰ کروہ مسافت ہے
اوس کو ۹ دن مین ۴۸ کوچون اور ۳ مقامون مین طی کیا۔ اس منزل مین چشمہ اور آبشار
اور ایک آبشار و حوض نہایت لطافت رکھتا ہے۔ دن کو یہان مقام کیا۔ ۱۲ روز پنجشنبہ
کو جشن وزن قمری ہوا میرا باونوان سال بحساب قمری سالون کے شروع ہوا اس
منزل سے آگے پہاڑ و کوتل و نشیب و فراز بہت تھے ایک دفعہ بادشاہ کے سارے لشکر کا
گذرنا اوسے دشوار تھا اسلئے مقرر ہوا کہ بیگمون کے ساتھ حضرت مریم مکانی توقف کرین
اور آسودگی کیساتھ تشریف لائین مدار الملک اعتماد الدولہ الخاقانی و صادق خان بخشی و
ارادت خان میر سامان عملہ بیوتات و کارخانجات کئی دفعہ مین عبور کرین رستم میرزا
صفوی و خان اعظم اور ایک اور نوکرون کی جماعت کو حکم دیا کہ راہ پنج سے آئین

جریدہ چند اپنے پسند کے خاص خاص متگاروں کے ساتھہ، اور جمعہ کو ساڑھے تین کوس کوچ
کرکے موضع سلطانپور میں آیا۔ اس تاریخ میں رانا امر سنگھ کے مرنے کی خبر آئی کہ وہ
اودے پور میں اجل طبعی سے راہ عدم کا مسافر ہوا۔ جگت سنگھ نبیرہ اور بھیم پسر اس کا
بادشاہ کی ملازمت میں تھے اونکو خلعت دیا گیا۔ اور حکم ہوا کہ راجہ کشنداس فرمان
رحمت افزا رانا کے خطاب کا اور خلعت و اسپ و فیل خاصہ کنور کرن کے لئے لے جائے اور
تعزیت و تہنیت کی مراسم بجا لائے۔ اس ملک کے آدمیوں کی زبانی سنا کہ غیر ایام برسات
میں کہ اصلا اثر ابر و صاعقہ کا نہیں ہوتا اس پہاڑ سے صدائے ابر کی مانند آواز آتی
اسلئے اسکو کوہ گرج کہتے ہیں۔ ایک دو سال کے بعد ایسی صدا ظاہر ہوتی ہے۔
بیس برس ہوئے کہ یہاں قلعہ کوہ پر قلعہ سری ہوت بنایا گیا جب سے اس آواز کا آنا موقوف
ہوا۔ اب اس قلعہ کو گنند گڈھ کہتے ہیں اب اس کا نام گرج کوئی نہیں جانتا مگر لوگ
کہتے ہیں پہلے اسکو لوگ گنج گڈہ کہتے تھے ظاہر گنج گڈہ معلوم ہوتا ہے جو پہاڑ کی بزرگی
کی اور سرسبزی کے نہ ہونے کے سبب سے رکھا گیا تھا مگر کسی شہنشاہ نے اسکا گنجاپن مٹانے
کے لئے گنند گڈھ رکھہ دیا۔ گنند ساگر کی گھاٹیوں میں کہتے ہیں کہ راجہ رسالو نے کوئی
راکشس غار میں بند کیا تھا اوسکی یہ آواز آتی تھی۔ وہ راجہ سالباہن کا بیٹا تھا جسنے
پھلور میں عثمان کھاتور کے پاس ایک بلند مقام بنایا تھا روز سہ شنبہ، ار کو ساڑھے
چار کوس کوچ کرکے موضع سنجی میں آیا۔ اس منزل سے پرگنہ ہزارا قارلغ میں گذر ہوا
(اس پرگنہ کا نام ہزارا مغل کی مشہور قوم کے نام کے سبب سے پڑا ہے اب اس میں کوئی مغل نہیں
رہتا تھا اس ضلع کی شادابی اور گیہوں مشہور ہیں چنانچہ یہاں یہ شعر مشہور ہے

پچ ہزارا کنکا بھلیاں دھنی کھوب گائیں　　سور سکیسر تی گھور بھلے اہنور دو آبی دھانیں

پچ ہزارا کا گیہوں بھلا ہے دھنی کی گائیں خوب ہیں۔ سکیسر کے (کہسار) کے گھوڑے بھلے ہیں
اور ہشت نگر کے چاول اچھے ہیں۔
روز یکشنبہ نوزدہم کو پونے چار کوس چلکر موضع نوشہرہ میں منزل ہوئی جو جھنتور میں داخل ہے

یہان جہانتک نظر کام کرتی تھی گل تھل کنول قطعہ گل سرشت سبزہ زارون میں شگفتہ
اور نہایت خوش نظر آتے تھے - روز دوشنبہ ساڑھے تین کوس چلکر موضع سلہر میں
ورود ہوا - یہان نیابت خان نے پیشکش میں جواہر و مرصع آلات موازی ساٹھہ ہزار روپیہ
[illegible] کا دیا - اس سرزمین مین ایک پھول دیکھا کہ سرخ آتشین تھا اور گل خطمی کی برابر [illegible]
[illegible] تھا - مگر اس سے چھوٹے جنگل بہت پاس پاس ایک جگہہ کھلے ہوئے - اور [illegible]
[illegible] کہ ایک پھول ہی اسکا درخت زرد آلو کی برابر تھا - اس دامن کوہ میں
[illegible] تھا اور نہایت خوشبودار رنگ [illegible] وسکا بنفشہ سے کم تھا - سہ شنبہ بست و یکم
تین کوس طے کرکے موضع مال کلی مین آیا - آج مہابت خان کو بنگش رخصت کیا اور سراپا
وفیل [illegible] مع پوستین مرحمت ہوا آج آخر منزل تک بارش رہی - شب پنجشنبہ کو
[illegible] کو مینہ برسا سحر کے وقت برف پڑی اکثر راہ بند ہوگئی اور بارش کے سبب اونین پھسلن
ہوگئی - وہلا چارپایہ جہان گرا وہان سے پھر نہ اوٹھا پچیس ہاتھی سرکار خاصہ تصدق ہوے
بارش کے سبب سے دو روز مقام ہوا - روز پنجشنبہ بست سوم کو سلطان حسین زمیندار
پکلی زمین بوس ہوا - یہ جگہہ ملک پکلی میں داخل ہے - یہ عجب اتفاق ہے کہ حضرت والد ماجد
کا یہان گذر ہوا تھا تو برف برسی تھی اور اب بھی برسی کئی سال سے یہان برف نہیں پڑی تھی
بلکہ مینہ بھی کم برسا تھا - روز جمعہ بست و چہارم چار کوس طے کرکے موضع سواد نگر محل نزول ہوا
اس راہ میں چمپہ بہت تھا - بہت زرد آلو اور شفتالو کے درختوں میں شگوفہ لگے ہوئے تھے
صنوبر کے درخت مثل سرو کے دیدہ کو فریب دیتے تھے - اور شنبہ بست و پنجم ساڑھے تین کوس
کے قریب چلکر پکلی کے باہر لشکر نے آسائش پائی - روز یکشنبہ بست و ششم کو کبک کے شکار
کے لئے سوار ہوا - آخر دن کو سلطان حسین مرزا کی درخواست سے اوسکے گھر گیا - اور امثال میں
امیر دات میں اسکا درجہ بڑہایا - والد ماجد بھی اسکے گھر گئے تھے - گھوڑے و خنجر و باز و جرہ پیشکش
میں دیے - اسپ و خنجر تو اسی کو دیدیئے - باز و جرہ کو حکم دیا کہ پٹیان باندہ کے میرے روبرو لائیں
سرکار پکلی ۳۵ کوس طول میں ۲۵ کوس عرض میں ہے - شرق رویہ کوہستان کشمیر ہے اور مغرب کی

سمت مین اٹک بنارس ہے (یہان قریب بنارس ایک چھوٹا سا گانون اب بھی ہے)
جانب شمال مین گنور جانب جنوب مین گکھر واقع ہے۔ جب صاحب قران امیر تیمور ہند و شمال کو
فتح کرکے ملک توران کو گیا تہا تو ایک طائفہ کو جو اوسکے ہمراہ تھے ان حدود کو حراست کیا
تھا وہ کہتے ہین کہ ہماری ذات قارلغ ہے لیکن وہ مشخص نہین جانتے کہ اوس وقت مین او
بڑے کون تھے اور اونکا نام کیا تھا۔ بالفعل وہ لاہوری محض ہین اور انھین کی زبان بولتے
ہین۔ ہفتر کے آدمیون پر بھی یہی قیاس کرنا چاہئے۔ والد ماجد کے عہد مین ہفتر کا زمیندار
شاہرخ تھا اب اسکا بیٹا بہادر زمیندار ہے۔ اگرچہ سب آپسمین خویشی و پیوندگی نسبت
رکھتے ہین لیکن ہمیشہ سرحد پر حدود کی بابت نزاع کرتا اونکو لازمی ہے وہ ہمیشہ میرے اتحاد
رہتے ہین سلطان محمود پدر سلطان حسین و شاہرخ دونو میری شاہزادگی کے وقت مین میری
ملازمت کے لیے آئے تھے سلطان حسین کی عمر ستر برس کی ہے اوسکے قوائے ظاہری
مین اصلا فتور نہین آیا اور سواری کی تاب و طاقت رکھتا ہے اس ملک مین نان برنج
سے بوزہ بناتے ہین اوسکو سیر کہتے ہین وہ بوزہ سے بہت تیز ہوتا ہے۔ یہان کے آدمیون
کی خوراک کا مدار اسیپر ہے جتنی وہ کہنہ ہوتی ہے اتنی بہتر ہوتی ہے مٹکون مین سیر کو بھر دیتے
ہین اور اون کا منہ خوب محکم باندہ کر دو تین سال تک گھر مین رکھتے ہین بعد ازان خم کے
زلال کو نکال لیتے ہین اوسکو آچھی کہتے ہین۔ آچھی وہ سالہ بھی ہوتی ہے اور اوس سے
پہلے کی بھی جسقدر پرانی ہو اوتنی ہی اچھی ہوتی ہے اقل مدت اوسکی ایک سال ہے سلطان محمود نے
اسکے پیالے کے پیالے پیتا تھا سلطان حسین بھی پیتا تھا میرے لئے وہ لایا مین نے بھی
امتحانا اوسے پیا اسکا نشہ مشتہی ہے مگر ترشی سے خالی نہین ہے معلوم ہوا کہ اس مین
تھوڑی سی بنگ بھی لوگ ملاتے ہین اسکے خمار کا غلبہ ہوتا ہے اگرچہ وہ شراب نہین ہے
مگر بالضرور شراب کا بدل ہو سکتی ہے۔ یہان کے میوے زردآلو و شفتالو و امرود بغیر پرورش کے
خودرو ہوتے ہین۔ یہان کشمیر کی روش پر خانہ و منازل چوب سے بناتے ہین گھوڑے
اونٹ گاے بھینس پالتے ہین بز او رمرغ بہت ہین استر یہان چھوٹی ہوتی ہے

بار گران اور سیر نہیں لا سکتا معلوم ہوا کہ آگے چند منزل تک ایسی بستی نہیں ہے کہ وہان
غلہ ایسا ملے کہ لشکر کو کفایت کرے حکم ہوا پیش خانہ بقدر احتیاج مختصر اور کارخانجات
ضروری ہمراہ ہون - ہاتھیون کی تخفیف ہوا اور تین چار روز کا آذوقہ ہمراہ ہو چند ملازم
ساتھ ہون باقی آدمی بسرکردگی خواجہ ابو الحسن بخشی کے چند منزل پیچھے آئین - کمال
تاکید و احتیاط سے سات سو زنجیر فیل پیش خانہ کے کارخانہ جات کے لئے ضرور تھے -
یہاں در حضوری لشکر بنگش کا کمکی مقرر ہوا - اور یکشنبہ بست و نہم سوا پانچ کوس چلکر
تھن سکہ کے رودخانہ سے عبور کر کے منزل ہوئی تھن سکہ شمال سے جنوب کی جانب بہتی
ہے اور یہ ندی کوہ وارو کے درمیان نکلتی ہے جو ہندوستان و تبت کے درمیان ہے
یہاں ندی کی دو شاخین ہوئی ہیں اس سبب لشکر کے عبور کرنے کے لئے لکڑی کے
دو پل باندھے گئے ایک ۱۸ گز دوسرا چودہ گز طول میں تھا عرض مین ہر ایک پانچ گز تھا اس
اس ملک میں پل بنانے کا طریق یہ ہے کہ بڑے درختون کو جیسے کہ دیڑ اور تار ہیں پانی کے
اوپر ڈالتے ہین اور اسکے دونو سرون کو چٹانو سے باندہ کر استحکام دیتے ہیں اور انپر لکڑیوں
کے موٹے تختے بچھا کر میخ و طناب سے قوی اور مضبوط کرتے ہین تہوڑی مرمت سے ایسا پل
سالہا سال برقرار رہتا ہے - ہاتھیوں کو پایاب و تار ا اور سوار و پیادے پل پر سے اترے
سلطان محمود نے اس رودخانہ کا نام تھن سکہ یعنی راحت چشم رکھا - روز پنجشنبہ سی ام کوسار
تین کوس کے قریب چلکر کشن گنگا کے کنارہ پر منزل ہوئی اس راہ میں ایک کوتل واقع ہے اوسکا
ارتفاع نہایت بلند ڈیڑھ کوس اور سرنشیب ڈیڑھ کوس ہے اور اس کوتل کو بھم درنگ کہتے
ہین وجہ تسمیہ یہ ہے کہ کشمیری زبان مین ولی کو بھم کہتے ہیں حکام کشمیر نے داروغہ مقرر کیا
تھا کہ روئی پر متعاد محصول لے یہان متعا لینے میں درنگ ہوتی تھی اسلئے اُس کا نام
بھم درنگ مشہور ہو گیا پل سے گذر کر ایک آبشار آتا ہے نہایت لطیف و صاف ہے
مین نے لب آب و سایہ درخت میں پیالے معتاد پئے شام کو منزل پر پہنچا اس رودخانہ
پر قدیمی پل تھا اس کا طول ۱۸۵ درعہ اور عرض ڈیڑھ درعہ تھا کہ پیادو نکا گذر ہو سکتا تھا

اِس پل کے محاذی دوسرا پل باندھا گیا ۳۰ ذرعہ طول میں اور تین ذرعہ عرض میں پانی عمیق اور تند تھا۔ ہاتھیوں کو تنگا اس دریا سے عبور کرایا اور پیادے اور سوارون کو پل پر سے میرے باپ کے حکم سے دریا کے مشرق میں پہاڑ پر ایک پختہ سرا پتھر و چونے کی نہایت مستحکم بنائی گئی تھی۔ رودخانہ کشن گنگا جنوب کی طرف سے آتا ہے شمال کی جانب بہتا ہے (غلط لکھا ہے وہ شمال جنوب کی طرف بہتا ہے) دریائے بہت سمت شرق سے آتا ہے اور کشن گنگا سے مل کر شمال میں جاری ہوتا ہے (آب بہت کچھ شمال کا رخ لیتا ہے لیکن جب کشن گنگا میں مل جاتا ہے تو وہ جنوب کو بہتا ہے)

الہ داد کا باغی ہونا۔

اِس سال کے واقعات یہ بھی ہیں کہ الہ داد خان پسر جلال افغان باغی ہوا۔ مہابت خان کو بنگش کے انتظام اور افغانوں کے استیصال کے لئے اجازت ملی تھی اس گمان سے کہ الہ داد پر بادشاہ نے مراحم و نوازش کی تھیں اونکے عوض میں وہ کوئی خدمت کریگا مہابت خان نے اوسکے ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔ اِن کافرنعمتون حق ناشناسون کی سرشت میں نفاق و بداندیشی داخل ہے اسلئے حزم و احتیاط کی وجہ سے یہ مقرر ہوا کہ اپنے فرزند و برادر درگاہ میں بطریق یرغمال بھیجدے کہ وہ بادشاہ کے حضور میں رہیں جب اوسکے پسر و برادر درگاہ شاہی میں آئے تو اونکی تسلی و دلاسے کے واسطے ترحم اور نوازش و مہربانی کی گئیں لیکن

کلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ  بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

جس تاریخ سے کہ الہ داد اس سرزمین میں گیا بے دولتی اور حق ناشناسی اوس کے احوال سے ظاہر ہوئی مہابت خان نے نظام کار کے لئے سررشتہ مدارا کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اور ایک فوج اپنے بیٹے کو سردار بنا کے افغانون کے سر پر بھیجی اور الہ داد کو اوس کے ہمراہ کیا مگر اوسکی بداندیشی اور نفاق کے سبب سے اس یورش نے خاطر خواہ سرانجام نہ پایا اور بے حصول مقصود مراجعت کرنی پڑی۔ الہ داد کے دل میں توہم پیدا ہوا کہ کہیں مہابت خان مجھ سے بازپرس کرکے پاداش کردار میں گرفتار کرے اسلئے اوسنے پردۂ آزرم کو اوٹھا کے

بغاوت وحرام نمکی جو اب تک وہ پوشیدہ رکھتا تھا بے اختیار ظاہر کیا جب بادشاہ کو
اوسکی خبر ہوئی تو اوس نے حکم دیا کہ اوسکے بھائی اور بیٹے کو قلعہ گوالیار میں مقید کریں۔ ایک
سال بعد الہداد ندامت زدہ بادشاہ پاس حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اوسکا قصور معاف کیا
اور بدستور سابق دو ہزاری پانصدی اور بارہ سو سوار کا منصب دیا۔ بادشاہ نے سنا کہ شہر
سرہند میں شیخ احمد ایک مکار نے مکر وفریب کا جال بچھا کر بہت ظاہر پرست بے معنی کو اپنا
شکار کیا ہے ہر شہر و دیار میں اپنے مریدونکو جو دکان آرائی کا آئین اور معرفت فروشی و
مردم فریبی میں اوروں سے زیادہ پختہ تھے خلیفہ نام رکھکر بھیجا ہے اور اپنے مریدون و معتقدون
کے لیے مزخرفات لکھکر ایک کتاب جمع کی ہے اور اوسکا نام مکتوبات رکھا ہے اور اسمیں جہلیات
اور بہت مقدمات لاطائل مرقوم کیئے ہیں کہ زندقہ و کفر پر منجر ہوتے ہیں ایک مکتوب میں وہ
لکھتا ہے کہ اثنا سلوک میں مقام ذی النورین پر میرا گذر ہوا وہ نہایت عالی وخوش و مصفا
تھا وہاں سے گذر کر میں مقام فاروق میں آیا۔ اور مقام فاروق سے مقام صدیق پر عبور کیا
اور ہر مقام کی تعریف جو اوسکے لایق تھی لکھی۔ اور وہاں سے مقام محبوبیت میں واصل ہوا
ایک ایسا مقام مشاہدہ کیا کہ نہایت منور وملون تھا انواع انوار و الوان ایسے مجھہ میں
منعکس ہوئے تھے یعنی (استغفر اللہ) مقام خلفا سے گذر کر عالی مرتبہ پر پہنچا اور اور
گستاخیاں کیں جنکا لکھنا طول سے خالی نہیں اور ادب سے دور ہے اسلئے بادشاہ نے حکم دیا
کہ عدالت میں وہ حاضر ہو حسب الحکم حاضر ہوا جو کچھہ بادشاہ نے اوس سے پوچھا اسکا معقول
جواب نہ دے سکا باوجود عدم خرد و دانش کے نہایت مغرور و خود پسند تھا اسلئے بادشاہ
نے اوس کو زندان ادب میں قلعہ گوالیار میں محبوس کیا کہ اوس کی شوریدگی مزاج اور
آشفتگی دماغ قدرے تسکین پائے اور عوام کی شورش بھی فرو ہو۔ پھر بادشاہ نے اوسکو
ایک سال بعد چھوڑ دیا خلعت و ہزار روپیہ دیا اسنے عرض کیا کہ حضور کی یہ تنبیہ و تادیب
درحقیقت میرے لیئے ایک ہدایت تھی۔ امان اللہ پسر مہابت خان نے لشکر احداد کی
فوج کو شکست دی اور بہت افغانوں کو مار ڈالا۔ بادشاہ نے شمشیر خاصہ اوسکو عنایت کی

[illegible] ۱۰۲۸

اسلام خان حاکم بنگالہ کا مرنا +

جہانگیر لکھتا ہے کہ جب اجمیر میں مجھے کچھہ تکسر و ضعف ہوا تو اوس سے پہلے یہ خبر ناخوش ولایت بنگالہ
مین پہنچی - ایکدن اسلام خان خلوت مین بیٹھا تھا کہ عالم غیب سے اوسکو دکھائی دیا کہ میری
طبیعت مین گرانی ہے جسکا علاج یہ ہے کہ وہ اپنی کسی نہایت عزیز چیز کو فدا کرے اول
اوسنے اپنے فرزند ہوشنگ کے فدا کرنے کا قصد کیا مگر کم عمری اور رحم پدری کے سبب سے
اوسکو چھوڑکر خود اپنے تئین فدا کیا - خدا نے اوسکی دعا قبول کی کہ مَین اچھا ہوگیا وہ مرض
سے آناً فاناً میں مرگیا +

جشن پانزدہم ۱۵ ربیع الاول ۱۰۲۹ھ +

۱۵ ربیع الاول ۱۰۲۹ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۲۰ء کو نیر اعظم مرادبخش عالم برج حمل مین آیا
جشن معمولی ہوا - روز یکشنبہ سوم فروردی کو ساڑھے چار کوس طے کرکے موسران میں
نزول ہوا - شب جمعہ کو بارہ مولہ کے سوداگر بادشاہ کی خدمت مین آئے - بادشاہ نے
اونسے بارہ مولہ کی وجہ تسمیہ پوچھی - اونھوں نے کہا کہ بارہ زبان سنسکرت میں خوک کو
اور مولہ مقام کو کہتے ہیں یعنی جائے بارہ - ہندوؤں کے مذہب میں اوتاروں میں خوک بھی
داخل ہے - بارہ مولہ کثرت استعمال سے بارہ مولہ ہوگیا - بادشاہ بھولباس سے آگے چلا تھا
کہ برف و باران نے اوسے گھیر لیا وہ اونکے آسیب سے بچنے کے لئے معتمد خان مصنف
اقبال نامہ کے خیمہ مین گیا اور اوس میں مع اہل محل کے ایک رات دن رہا - معتمد خان
کہیں اور تھا وہ نہایت شوق و ذوق سے پیادہ دو گھنٹے ڈہائی کوس مسافت طے کرکے آیا
اور بزبان حال سے یہ شعر پڑھا ؎

آمد خیالم نیم شب جان دادم گشتم خجل — خجلت بود درویش را ناگہ چو مہمان در رسد

جو کچھہ اوسکی بساط مین نقد و جنس ناطق و صامت تھا تفصیل کرکے بہ رسم پا انداز پیش کیا
بادشاہ نے سب اوسکو بخش دیا - اور فرمایا کہ متاع دنیا ہمارے چشم ہمت میں ہیچ معلوم ہوتی ہے
ہم جوہر اخلاص کو گران بہا سے خریدتے ہیں اس تعلق کو اصل اخلاص اور تائیدات
طالع سے سمجھنا چاہئے کچھہ جیسا بادشاہ اہل حرم کے ساتھہ شبان روز اوسکے گھر مین راحت
و آرام سے رہا کشمیر کی سرحد مین داخل ہوا - بادشاہ منزلیں طے کرتا ہوا جب شہاب الدین پور

یس آیا تو دلاور خان کا کہ حاکم کشمیر کشتوار سے اس منزل سے بادشاہ پاس آیا کشتوار کشمیر کی
جنوبی سمت میں ہے معمورہ کشمیر سے منزل اتکہ تک حاکم نشین کشتوار ہے - اور کشمیر سے ساٹھ کوس
کی مسافت رکھتا ہے - دہم شہریور ۱۴ سنہ جلوس کو دلاور خان دس ہزار جنگی سوارون اور پیادون
کو لیکر فتح کشتوار کے ارادہ سے سوار ہوا اور اپنے بیٹے حسن کو گرد علی میر بحر کے ساتھ
شہر کی محافظت اور سرحدونکی حراست کے لئے مقرر کیا چونکہ گوہر چک اور ایبہ چک
وراثتاً کشمیر کا دعوی رکھتے تھے اور کشتوار اور اوسکی نواح مین پڑے پھرتے تھے -
دلاور خان نے اپنے بھائیون میں سے ہیبت کو دلسو کے مقام مین کہ کوتل پیر پنجال سے متصل
واقع ہے احتیاط کے لئے چھوڑا اور منزل مذکور سے افواج کو تقسیم کیا خود سنگین پور کی
راہ پر فوج لیکر دوڑا اور اپنے بیٹے جلال کو نصر اللہ عرب و علی ملک کشمیری اور ایک اور جماعت
بندہائے جہانگیری کو دوسری راہ پر تعین کیا اور اپنے بڑے بیٹے جمال کو جوانان کار طلب
کے ساتھ ہراول فوج بنایا - اور دو اور فوجین دست چپ و دست راست کو مقرر کیں -
گھوڑون کے جانے کی راہ نہ تھی اسلئے چند گھوڑے پاس رکھے باقی کشمیر واپس بھیجے -
جوان کمر بستہ پیادہ کوہ پر چڑھے اور مخالفون سے لڑتے لڑتے نرکوٹ تک پہونچے - یہ جگہ
غنیم کی محکم تھی - جلال و جمال کی فوجین مختلف راہون سے آکر مل گئین مخالفون مین تاب
مقاومت نہ رہی وہ بھاگ گئے اور بادشاہی بہادر جان نثار بہت نشیب و فراز طے کرکے دریا
مرو تک گئے - آب مذکور کے کنارہ پر آتش قتال نے اشتعال پایا - اور ایبہ چک مارا گیا اسکے
مرنے سے راجہ بے دست و دل ہو کر بھاگ گیا اور بھندر کوٹ مین توقف کیا - اور لشکر
شاہی سے دریا کے پار اترنے پر بہت رات دن لڑائی رہی اور دشمنون نے خوب مقابلہ
مقاتلہ کیا جب دلاور خان گھاٹون کا اور آذوقہ کا خاطر خواہ انتظام کرکے آیا تو راجہ نے
حیلہ بازی اور روباہ بازی سے دلاور خان سے التماس کی کہ مین اپنے بھائی کو مع
پیشکش کے بادشاہ کی خدمت مین بھیجتا ہون اور جب میرا گناہ معاف ہو جائیگا
اور بیم و ہراس میری خاطر سے زائل ہو جائیگا تو مین خود ہی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونگا

دلاور خان نے اوسکی فریب آمیز باتون پر کچھہ خیال نہیں کیا۔ راجہ کے فرستادون کو بے حصول
مقصد واپس کیا اور دلاوری و شناوری سے دریاے ذخار سے پار ہوا اور مخالفون سے
سخت جنگ کر کے مخالف پل توڑ کر بھاگ گئے۔ بادشاہی ملازمون نے پھر پل کو باندہا اور
باقی لشکر نے عبور کیا اور بھندرکوٹ میں لشکر شاہی آراستہ ہوا اور آب مذکور سے دریاے
چناب تک کہ مخالفون کا اعتصام قوی تھا دو تیر انداز مسافت تھی۔ اور آب چناب کے
کنارہ پر ایک اونچا پہاڑ تھا۔ اس آب کے عبور دشوار تھا پیادوں کی آمد و رفت کے لئے
دو موٹے رسّے اس طرح لگائے کہ اونکا ایک سرا قلّۂ کوہ سے مستحکم کیا اور دوسرا سرا
دریا کے اس طرف مضبوط باندہا اور ان دو رسوں کے درمیان ایک ایک ہاتھہ کے
فاصلہ سے چوبیں لگائیں اور دو اور رسّے پہلے رسون سے ایک گز اونچے لگائے کہ پیادے
ان چوبوں پر پاؤں رکھیں اور دونوں ہاتھوں کو اوپر کے رسوں کو باندھیں تاکہ دریا سے
گذر ہو۔ اسکو کوہستانیوں کی اصطلاح مین رم پہ کہتے ہیں جہاں رم پہ باندہنے کا
مظنہ ہوسکتا تھا وہاں بندوقچی اور تیر انداز کام کے آدمیون سے استحکام دیکر خاطر جمع
کی۔ دلاور خان جالے بنا کر اپنے آدمیون کو اونپر بٹھا کے چاہتا تھا کہ دریا سے پار ہو پہنچے
لیکن پانی میں ایسی تندی و شورش تھی کہ جالہ سیل فنا میں آگیا اور ۴۸ آدمی بحر عدم میں
غرق ہوئے۔ اور دس آدمی شناوری کی یاوری سے سلامت آئے۔ اور دو آدمی دریا کے
پار جاکر مخالفون کے ہاتھ میں اسیر ہوئے۔ غرض دلاور خان چار مہینے دس دن تک بھندرکوٹ
مین سعی کرتا رہا مگر مقصد نہ حاصل ہوا۔ ایک زمیندار نے راہبری کی اور ایک جگہ سے جہاں
مخالفون کو رم پہ باندھنے کا گمان بھی نہ تھا وہ دو سو پادشاہی سپاہیون کو لے گیا اور پیشتر
راجہ کے سر پر جا پہونچے۔ مخالف خواب و بیداری کے درمیان سراسیمہ نکلے اور قتل ہوئے
ایک سپاہی راجہ کو تلوار مارنا چاہتا تھا کہ اوسنے فریاد کر کے کہا کہ میں راجہ ہوں مجھے دلاور خان کے
پاس لے چلو اونھون نے اوس کو اسیر کیا۔ کشتوار میں جو و عدس و ماش و ارہر و بہت ہوتے
ہیں یہاں رسم نہیں کہ راجہ خراج لے ہر خانہ سے سال میں ششش ہانسی کہ چار روپیہ کی برابر

ہوتی ہیں لیتا ہے سات سو راجپوت توپچی قدیم سے نوکر ہیں اونکی تنخواہ میں زعفران مقرر کر رکھا ہے جو ایک من یعنے دو سیر خریدار کے ہاتھہ چار روپیہ کو بکتا ہے۔ راجہ کا کل حاصل ڈنڈ پر موقوف ہے۔ ذرا سی تقصیر پر بہت روپیہ ڈنڈ میں لیتا ہے جس کسی کو کہ متمول اور صاحب جمعیت دیکھتا ہے بہانہ بنا کے کل روپیہ اوس کا لے لیتا ہے اس جہت تخمیناً ایک لاکھ روپیہ حاصل ہوتا ہے۔

حسن ابدال سے کشمیر تک حسن راہ سے بادشاہ آیا ہے کوس کی مسافت تھی جسکو بادشاہ نے ۱۹ کوچ اور ۲ مقام کر کے ۲۵ روز میں طے کیا۔ دار الخلافہ آگرہ سے کشمیر تک تین سو چھتیر کوس مسافت ایک سو دو کوچ اور ترسیٹھہ مقام میں طے کی خشکی کی راہ جو متعارف ہے تین سو چار اور آدہ کوس ہے۔

سہ شنبہ دوازدہم کو دلاور خان حسب الحکم راجہ کشتوار کو مسلسل حضور میں لایا راجہ کی شکل وجاہت سے خالی نہیں تھی پوشش اسکی اہل ہند کی روش پر تھی۔ برخلاف زمینداران کے وہ دونوں زبانیں ہندی و کشمیری جانتا تھا۔ وہ شہری معلوم ہوتا تھا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ باوجود گناہ و تقصیر کے اگر وہ اپنے فرزندوں کو بادشاہ کی درگاہ میں حاضر کرے تو حبس و قید سے نجات پائے۔ اور آسودہ و فارغ البال زندگی بسر کرے اور نہیں تو ہندوستان کے کسی قلعہ میں حبس دوام میں رہے گا۔ راجہ نے عرض کیا کہ میں اہل و عیال و فرزند دولت کو بادشاہ کی ملازمت میں لاتا ہوں امیدوار رحمت شاہی ہوں جو حکم ہوگا بجا لاؤنگا۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ کشمیر اقلیم چہارم میں ہے عرض اسکا خط استوا سے ۳۵ درجہ اور طول اسکا جزائر سفید سے ۱۰۵ درجہ ہے اس ملک میں قدیم سے راجہ حکومت کرتے تھے اونکی حکومت کی مدت چار ہزار سال ہے انکا حال و راسامی تاریخ راجہ ترنگ میں کہ والد ماجد کے حکم سے سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ ہوئی ہے بہ تفصیل مرقوم ہے ۷۱۲ھ میں اس ملک میں نور اسلام سے روشنی پائی ہے۔ ۳۲ مسلمان پادشاہوں نے ۲۸۲ برس اس ملک کی حکومت کی ہے ۹۹۴ھ میں والد ماجد نے اوسکو فتح کیا اور اس تاریخ سے اب تک ۳۵ سال ہوئے ہمارے قبضہ میں ملک کشمیر

سیر آمدن بادشاہ بکشمیر

احوال راجہ کشتوار

کوتل بھولباس سے نیچے تک ۵۶ کوس جہانگیری ہے- عرض میں ۲۷ کوس سے زیادہ نہیں ہے اور دس
کوس سے کم نہیں ہے شیخ ابوالفضل نے اکبرنامہ میں تخمیناً لکھا ہے اس ملک کا طول دریائے کشن گنگا
سے نیچے تک ۱۲۰ کوس ہے اور عرض دس کوس سے کم اور پچیس کوس سے زیادہ نہیں ہے میں نے احتیاط اور
اعتماد کے لئے ایک معتمد کاردان جماعت کو مقرر فرمایا کہ طول وعرض کی پیمایش کریں تا کہ
قرار واقعی حقیقت لکھی جائے شیخ نے ۱۲۰ کروہ جہاں لکھے تھے وہ پیمایش میں ۶۷ کروہ
ہوئے یہ امر مقرر ہے کہ ہر ملک کی حد اس جا سے شروع ہوتی ہے کہ اس ملک کی زبان وہاں کے
باشندے بولتے ہوں- اسلئے بھولباس سے کہ گیارہ کوس ہے کشن گنگا سے اس طرف ہے کشمیر کی
سرحد مقرر ہوئی- اس حساب سے ۵۶ کروہ ہوتے ہیں اور عرض میں دو کروہ سے زیادہ فرق نہیں
معلوم ہوا- اور بنا ز مند کے عہد میں ہر کوس پانچہزار ذرع ہے اور ہر ذرع دو شرعی ذرع کا
ہے اور ہر ذرع میں ۲۴ انگشت ہوتے ہیں اور جہاں کوس یا گز کا ذکر ہوتا ہے اس سے مراد
اسی معمولی گز اور کوس سے ہوتی ہے- شہر کا نام سری نگر ہے اور اوسکی آبادی کے اندر سے
دریا بہت گذرتا ہے اور اوسکے سرچشمہ کو ویرناگ کہتے ہیں وہ شہر سے چودہ کوس پر جنوب میں
واقع ہے میں نے اس چشمہ کے اوپر ایک عمارت اور باغ ترتیب دیا ہے- شہر میں چار پل سنگ و
چوب کے نہایت مستحکم بنے ہوئے ہیں- آدمی اوسپر آتے جاتے ہیں اس ملک کی اصطلاح میں پل کو
کدل کہتے ہیں شہر ملک ۷۹۵ھ میں ایک مسجد نہایت عالی سلطان سکندر نے بنائی تھی ایک مدت
کے بعد وہ جل گئی تو پھر اوسکو سلطان حسین نے بنایا- ابھی وہ تمام نہ ہوئی کہ وہ خود تمام ہو گیا-
۹۰۹ھ میں ابراہیم ماگری وزیر سلطان حسین کے زمانہ میں تمام ہوئی حکام کشمیر کی سب سے زیادہ
عمدہ یادگار یہی مسجد ہے آدمی کی آمدورفت اور غلہ وہیمہ کی نقل و تحویل کشتی پر ہوتی ہے
شہر و پرگنوں میں ۵۷۰۰ کشتیاں ہیں ۷۴۰۰ ملاح کشمیر میں ۳۸ پرگنے ہیں اسکے دو حصے کئے
ہیں- بالائے آب کو امراج کہتے ہیں اور پایان آب کو کامراج ضبط و داد و ستد زر و سیم کی
رسم جز دی سی ہے سائر جہات و نقد و جنس کا حساب خروار شالی سے ہوتا ہے ہر خروار
۸ سیر وزن حال ہے- کشمیری دو سیر کو ایک من کہتے ہیں چار من یعنی آٹھ سیر کو ایک ترک کہتے ہیں

ولایت کشمیر کی جمع ۳۰ لاکھ ۶۳ ہزار و پچاس خروار و یازدہ ترک ہے کہ بحساب نقدی ۷ کروڑ
و ۴۶ لاکھ ۷۰ ہزار دام ہوتے ہین ضابطہ حال کے موافق وہ آٹھ ہزار و پانسو سوار کی جگہ ہے کشمیر مین در آمد
کی راہ متعذر اگر کوئی شخص کشمیر کی بہار دیکھنی چاہی تو وہ منحصر راہ پکلی پر ہے اور راہیں اس موسم میں
برف سے بھری ہوتی ہین بھمبر کی راہ نزدیک ہے کشمیر کی تعریف و توصیف لکھنے کے لئے
دفتر چاہئے اسلئے اُسکے اوضاع اور خصوصیات کا مجمل بیان ہوتا ہے کشمیر ایک باغ ہے ہمیشہ
بہار یا قلعہ ہے آہنین حصار بادشاہوں کے لئے ایک گلشن عشرت افزا ہے درویشون کے لئے
ایک خلوتکدہ دلکشا چمن خوش - آبشار دل کش - آبہائے رواں شرح و بیان سے زیادہ
اور چشمہ سار حساب و شمار سے باہر - جہانتک نظر جاتی ہے آب رواں و
سبزہ ہی نظر آتا ہے - گل سرخ و بنفشہ و نرگس خودرو و صحرا صحرا انواع گل و اقسام ریاحین اسقدر
زیادہ ہیں کہ شمار مین آئیں - بہار مین کوہ و دشت اقسام شگوفہ سے مالامال در و دیوار و صحن
و بام گھرون کے مشعل لالہ سے بزم افروز اور جابجا سطح و سبزہ کا کیا بیان ہو کشمیر مین
لکڑی کے مکانات یکمنزلہ اور دو منزلہ و سہ منزلہ و چہار منزلہ بناتے ہیں اور کوٹھون کو خاک سے پوشیدہ
کرکے پیازلالہ کو سال بسال لگاتے ہیں موسم بہار مین وہ کھلتا ہے نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے
نادر العصر استاد منصور نے جو پھولون کی تصویریں کھینچی ہین وہ سو سے زیادہ ہین -

اقبالنامہ اور اور کتابون میں لکھا ہے کہ اس ملک کا محصول برنج و زعفران ہے
زیادہ تر آدمیون کی غذا برنج گندہ یعنی بھات ہے - چنا وہان اول سال خوب پیدا ہوتا ہے
لیکن اگر اوسکو دوسرے سال بوئین تو چھوٹا اور کم حاصل ہوتا ہے اور پھر اگر تیسرے سال بوئیں
تو مونگ کی برابر پیدا ہوتا ہے - پہلے زمانہ میں یہان بز اگھوڑا اور گاؤ و گاومیش کمیاب تھے
تازہ طعام کھانے کا رواج بہت کم ہے جو صبح پکاتے ہیں وہ شام کو کھاتے ہین جو شام کو
پکاتے ہیں وہ صبح کو کھاتے ہیں طعام میں نمک ڈالنے کا رواج اس قدر کم ہے کہ عورتون اور
مردون کے چہرہ میں نمک کا اثر نہیں ہے - عورت و مرد کا ملبوسات پشمینہ متعارف پٹو
ہے اس پٹو کو کشمیری کہتے ہیں کہ اگر ہم نہ پہنیں تو ہوا کا اثر جسم پر ایسا ہوتا ہے کہ کھانا نہیں ہضم

ہیں پٹو کا ایک کرتہ عورتین تین چار سال تک پہنتی ہین اور کبھی اوس کو دھلواتی نہین ہے۔
پٹو کا کرتہ جو وہ پہنتی ہیں بدن پر پھٹ پھٹ کر اُتر جاتا ہے مگر اسپر کوئی شوب نہیں پڑتا۔
بعض اس کرتہ کو بہنون کے زمل کی طرح کبھی جدا نہیں کرتیں باوجودیکہ پانی کی یہ کثرت ہے
کہ ہر محلہ مین نہر جاری ہے مگر عورت مرد بہت کم ایسے ہوتے ہین کہ غسل جنابت بھی کرین
عورتون کا لباس ایسا کثیف ہوتا ہے کہ جب اونکے وضیع و شریف کہیں جاتے ہون
اور کوئی آدمی تازہ وارد اونکے پہلو سے گذرے تو اوسکو بڑی نفرت ہوتی ہے
اکثر جہانگیر کہا کرتا تہا کہ کشمیر میری قلمرو مین بہشت روے زمین ہے اور اکثر ہر سال کشمیر کی
سیر کو جایا کرتا تہا۔ ایک دن کشمیر کے بازار مین گذر ہوا۔ ہاتھی پر سوار تہا۔ ہاتھی کے
دونو طرف کشمیرنیں کھڑی دعائین دیتی تہین اُنکی کپڑون کی بو بادشاہ کی ناک مین گئی
بادشاہ کو بڑی نفرت ہوئی پوچھا کہ یہ کاہے کی بو آتی ہے تو ایک گستاخ امیر نے جو
بادشاہ سے بہت متصل ہاتھا عرض کیا کہ حضور کے بہشت روئے زمین کی حورون کی
بو آتی ہے اگرچہ اس گل زمین کے آدمی حدت فہم و ذکا و جوہر شرارت سے آراستہ ہیں لیکن روز
ازل سے اُنکی سرشت کا خمیر شرارت سے مخمر ہوا ہے کہ کشمیری بے پیری ضرب المثل خاص و
عام ہے۔ جو تاریخیں مین اُنکا حال پہلے زمانہ مین خاندان سلاطین کی نسبت اور آپسمین
تہا کہ فساد و عناد کے شعلے اوٹھاتے تھے وہی زمانہ حال میں مشاہدہ میں آتا ہے اور
جسکو اس طائفہ سے سروکار ہوتا ہے وہ جانتا ہے کہ اس گروہ میں شرارت و مروت
و غیرت کسقدر ہے۔ مگر ہر قوم میں نیک و بد ہوتے ہیں بطریق ندرت انمیں بھی کوئی اچھا
ہوتا ہے۔ ایک شخص نے کشمیر کی تعریف مین یہ ہجو ملیح کی ہے

**رباعی**

کسانیکہ آفاق گردیدہ اند     بسے سال دمہ در سفر بودہ اند
بتعریف کشمیر و کشمیریان     بہشتے پر از دوزخی دیدہ اند

کشمیری سر گھٹواتے ہیں اور گول پگڑی پہنتے ہین۔ ازار پہننا عیب جانتے ہیں
کرتہ دراز و فراخ سر سے پا تک پہنتے ہیں اور کمر باندھتے ہیں +

اقبال نامہ میں لکھا ہے کہ شہنشاہ اکبر کے عہد میں کشمیر کا حاکم مرزا حیدر تھا اور [illegible]
میں اسپ کلاں کی سواری نے اور بنانے عمارات دل نشین نے [illegible]
شہر میں رواج پایا اشجار میوہ دار کے پیوند لگانے کا رواج نہ کشمیر میں تھا نہ ہندوستان
میں محمد قلی افشار داروغہ باغات کشمیر نے اکبر کے عہد میں اسکا رواج دیا اول [illegible]
شاہ آلو کو منگا کر پیوند دیا تو یہاں کی آب ہوا کے موافق وہ ہوا - [illegible]
رواج پھیلا اور سال بسال کل بلاد ہندوستان میں اس پیوند سے میووں کی شادابی [illegible]
جاتی ہے لیکن اب تک آب کے درخت میں پیوند نہیں لگا۔

اس ملک کے آدمی سوداگر اور اہل حرفہ اکثر سنی ہیں سپاہی شیعہ امامیہ ہیں ایک گروہ
نوربخشی ہے جسکی نسبت مرزا حیدر نے کتاب رشیدی میں لکھا ہے کہ کشمیری تمام حنفی مذہب تھے
فتح شاہ کے زمانہ میں ایک شخص شمس الدین طالش عراق سے آیا اور [illegible] اپنے تئیں میر محمد
نوربخش سے منسوب کیا اور مذہب غیر معروف کو لایا - اس مذہب کا نام نوربخشی رکھا
اور طرح طرح کا کفر و زندقہ ظاہر کیا اور ایک کتاب فقہ کی جسکا نام حوطہ تھا اسکا رواج دیا
وہ اہل سنت و جماعت و شیعہ کے کسی مذہب کے موافق نہ تھی جو آدمی یہ مذہب رکھتے
وہ سب اصحاب ثلاثہ و حضرت عائشہ کو جو شعار رافضی کا ہے تبرا بھیجنا لازم جانتے
ہیں - اور شیعہ کے عقیدے کے برخلاف میر سید نوربخش کو صاحب الزمان و مہدی موعود جانتے
ہیں اور شیعہ کے بالعکس وہ اکابر اولیا کے معتقد نہیں ہیں اور سب کو سنی مذہب سمجھتے ہیں - کل
عبادات و معاملات میں اس قبیل کے تصرفات کیے ہیں کہ تفرقہ عظیم ہو گیا ہے اور اپنے
مذہب کو نوربخشی کہتے ہیں ان اوراق کے مسود نے (مرزا حیدر) نے بدخشان میں اسکے
مشائخین کی جماعت کو دیکھا ہے وہ درس علوم میں میرے ساتھ شریک تھے سب شریعت ظاہری
سے آراستہ سنن نبوی سے پیراستہ تھے بالتمام اہل سنت جماعت سے موافق و متفق تھے چنانچہ
امیر سید محمد نوربخش کے بیٹوں میں سے ایک نے مجھے ایک رسالہ اسکا دکھایا - ایک بات اسمیں
خوب لکھی تھی کہ سلاطین و امرا و جہال گمان کرتے ہیں کہ سلطنت صوری طہارت و تقوی

کے ساتھ جمع نہیں ہوتی اور یہ محض غلط ہے اسواسطے کہ اعظم انبیا و رسل باوجود نبوت کے سلطنت کرتے تھے اور اسمیں انہوں نے مساعی محمودہ کیں مثل یوسف و سلیمان و داؤد و موسیٰ و آنحضرت رسالت پناہ مقصود یہ ہے کہ کشمیر کے فرقہ مذہب نور بخشی کے برخلاف وہ تھے اور بعض اہل سنت و جماعت کے موافق فقیر نے کتاب حوطہ جو اسوقت کشمیر میں مشہو تھی ہندوستان کے علما پاس بھیجدی بعد ازاں اس کتاب کی پشت پر یہ فتویٰ لکھا +

## فتویٰ علماے ہندوستان بر کتاب حوطہ نوربخشیہ

یہ ہے کہ اللّٰھم ارنا الحق حقاً وارنا الباطل باطلاً وارنا الاشیاء کما ہی اس کتاب کو بہت تعمق سے مطالعہ کیا گیا تو اوسکے مسائل سے معلوم ہوا کہ صاحب اس کتاب کا مذہب باطل رکھتا تھا سنت مشہورہ سے اجتناب قبول کیا تھا وہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ نہ تھا اور دعوی ان اللہ امرنی ان ارفع الاختلاف من بین ہذہ الامۃ اولاً فی الفروع سنن الشریعۃ المحمدیۃ کما کانت فی زمانہ من غیر زیادۃ و نقصان وثانیاً فی الاصول من بین الامم و کافۃ اہل العالم بالیقین بے کاذب تھا اور زندقہ و سفسطہ کے مذہب میں مائل۔ اس قسم کی کتاب کا مٹا دینا اور عالم سے اسکا معدوم کرنا ان آدمیوں پر جو اسپر قادر ہوں موجبات کو فرائض سے ہے اور اس مذہب کا قلع و قمع ضروریات دین سے اور اس دین کے عاملوں کا اور اس مذہب کے معتقدوں کا اور اس کتاب کا قلع و قمع فرض ہے جو اس مذہب کے مقر ہوں اور مذہب باطل سے نہ پھریں تو اونکے شر کا مسلمانوں کے سر سے دفع کرنا سیاست و قتل کے ساتھ واجب ہے اور اگر وہ تائب ہوں اور اس مذہب کو ترک کریں تو اونکو حکم دیں کہ مذہب حضرت ابی حنیفہ کہ جنکی شان میں حضرت رسالت پناہ نے سراج الہی فرمایا ہے قبول کریں جب یہ نوشتہ میرے پاس پہنچا تو مردم کشمیر مذہب میں ارتداد کی طرف میل رکھتے تھے میں طوعاً و کرہاً مذہب حق میں اونکو لایا۔ اور بہت آدمیوں کو قتل کیا۔ ایک جماعت نے تصوف میں بنا دلی اور اپنا نام صوفی رکھا لیکن وہ صوفی صافی ہیں نہ زندیقی چند ملحدی مذہب رکھتے ہیں چند آدمیوں

گمراہ کرتے ہین حرام وحلال کی مطلق خبر نہیں رکھتے شب بیداری وکم خوری کو تقوی و
طہارت جانتے ہیں۔ جو کچھہ ہاتھہ لگے وہ کھاجاتے ہیں اور لے پینے اور شرہ وحرص
بہت رکھتے ہیں اور ہمیشہ خوابون کی تعبیر دیتے ہیں اور اپنی کرامات کا اظہار اس طرح
کرتے ہیں کہ اس سال مین یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ مغیبات آیندہ وگذشتہ کے اخبار مین
مشغول رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں اور اس رسوائی سے چلے بیٹھے ہیں
اہل علوم کے علم کو نہایت مذموم ومکروہ جانتے ہین اور بے شریعت راہ طریقت پہ چلتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ اہل طریقت کو شریعت سے کچھہ کام نہیں غرض اس طرح کے ملاحدہ وزنادقہ
اور جگہہ دیکھنے مین نہیں آتے عیاذاً باللہ معاذ اللہ حق سبحانہ تعالی کل اہل اسلام کو اس
نوع کی آفات وبلیات سے اپنی عصمت کی پناہ مین مصؤن ومحفوظ رکھے۔ بحق محمد وآلہ اسکے
پہلے کشمیر میں کافرون کا فرقہ آفتاب پرست تھا جسکو شماسین کہتے ہین انکا مذہب یہ ہے
ہستی نور ہے۔ آفتاب ہمارے عقیدت کی صفائی کے سبب سے ہے۔ اور ہمارا وجود اوس کے
نورانیت کی وجہ سے ہے اگر ہم اپنے عقیدت کو مکدر کرین تو آفتاب کا وجود نہ رہے اور
اگر آفتاب اپنا فیض ہم سے اٹھالے تو پھر ہستی نہ رہے ہم اوسکے ساتھہ موجود ہین۔ اسکا
وجود ہمارے بغیر نہیں ہے اور ہمارا وجود اس کے بغیر نہیں ہے جسوقت وہ ہوتا ہے تو ہمارا
احوال اوسپر ظاہر ہوتا ہے ہمکو سوا نیک کام کے اور کار روا نہیں ہے۔ جب رات ہوتی ہے وہ
ہم کو نہیں دیکھتا اور ہمارے حال سے واقف نہیں ہوتا جو چاہیں کریں اوسپر مواخذہ نہیں ہوتا
فرقہ شماسین نے بموجب القاب تنزل من السماء شمس الدین لقب رکھا ہے عوام کشمیر نے
اوسکو غلط کرکے مخفف کیا ہے اور شمس الدین کا شماس بنایا ہے فقط صاحب گذشتہ کی
تحقیق یہ ہے کہ اس ملک کی کل رعایا حنفی مذہب ہے اور اوسکے اکثر سپاہی شیعہ ہیں اور یہان کے علماء
اکثر نوربخشی ہیں اور تربت کو چک بادشاہ گر کہ کشمیر کے ہمسایہ میں سے کشمیر کے سپاہیون کی
خلطت وآمیزش سے تشیع میں ایسا غلو ہے کہ اگر کوئی بیگانہ وہان شہر مین وارد ہو وہ جب تبرا
بھیجے تو شہر مین رہنے دیتے ہیں ——— ایک فقیر ونکا طائفہ ہے اوسکو ریشی کہتے ہیں

اگرچہ علم و معرفت نہین رکھتے لیکن بے ساختگی و ظاہر آرائی سے زندگی بسر کرتے ہین وہ کسی کو
برا نہین کہتے ۔ زبان خواہش و پائے طلب کو کوتاہ رکھتے ہین گوشت نہین کھاتے اور عورت
نہین کرتے اور جنگلون مین میوہ دار درخت اس نیت سے لگاتے ہین کہ آدمی اون سے
بہرہ ور ہون ۔ اور خود اونسے متمتع نہین ہوتے قریب دو ہزار کے ایسے آدمی ہونگے ۔ برہمنون کی
ایک جماعت جو قدیم سے اس ملک مین رہتی تھی اور اب بھی رہتی ہے تمام کشمیریون مین
آنکے اور مسلمانون کے تکلم مین تمیز نہین ہو سکتی لیکن اونکی کتابین زبان سنسکرت مین ہین وہ
اونکو پڑھتے ہین اور جو بت پرستی کی شرائط ہین اونکو ادا کرتے ہین بت خانے جو ظہور اسلام
سے پہلے بنے ہوئے ہین سب جا ہین اور اونکی عمارتین سنگین ہین بنیاد سے لیکر چھت تک
تیس تیس چالیس چالیس من کے پتھر لگے ہوئے ہین شہر کے متصل ایک کوچہ ہے اوس کو
کوہ ماران یا ہری پربت کہتے ہین سمت شرقی مین کوہ ڈل ہے جہان والد ماجد نے ایک قلعہ
سنگ و آہک کا بنوایا تھا جو اب تیار ہو گیا ہے مین نے یہان ایک باغ لگایا جس کا
نور افزا نام رکھا ۔

شاہزادہ شجاع کا گرنا ۔

شاہزادہ شجاع کھیلتے کھیلتے ایک دریچہ سے سر کے بل گرا ۔ اتفاق کی بات ہے کہ نیچے قالین اور نمدہ کا فرش
لپیٹے ہوئے دیوار کے نیچے رکھے ہوئے تھے اور فراش اوسکے متصل بیٹھا تھا شہزادہ کا سر قالین پر لگا
اور پاؤن فراش کی پیٹھ اور کندھے پر زمین سے لگے ۔ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔
جوتک رائے جوتشی نے پہلے لکھ دیا تھا کہ شہزادہ پر تین چار مہینے سخت ہین وہ کسی مرتفع جا سے
گرے مگر اوسکی حیات پر کوئی آسیب نہ پہونچے ۔

بنگش کے لشکر مین شکست خان و جلال خان گکھر کا مارا جانا +

جب محصول کی اوگاہی کا وقت آیا مہابت خان نے لشکر متعین کیا کہ کوہستان مین جاکر
افغانون کی زراعت کو کھائین اور تاخت و تاراج و مار دھاڑ مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین
جب لشکر شاہی پائے کوتل مین آیا تو سر کوتل پر ہجوم کر کے اوس کو مستحکم کیا جلال خان جو
مرد کار دیدہ و بیر محنت کشیدہ تھا اوس نے صلاح وقت اس مین دیکھی کہ دو تین روز
توقف کیا جائے ۔ افغان جو چند روز کا آذوقہ پیٹھ پر لاد کے لائے ہین وہ ختم ہو جائیگا

لاچار خود بخود وہ ویران ہوجائینگے اس وقت سہولیت کے ساتھ ہمارے آدمی اس گریوہ دشوار سے گذر ینگے اور جب ہم اس کوتل سے گذر جائیں گے تو افغان کچھ نہیں کر سکیں گے اور اونکو خوب مالش دینگے۔ مگر عزت خان ایک شعلہ تھا رزم افروز اور برق تھی دشمن سوز اسنے جلال خان کی صوابدید پر کچھ خیال نکیا۔ سر سنہ چند سادات بارہہ کو لیکر چلا۔ افغانون نے جو کثرت سے تھے اوسے گھیر لیا اور اوس کو معہ رفقا کے ہلاک کیا۔ افغانون نے پہاڑ دن کی چوٹیون پر سے پتھر اور تیر مار کر کے بادشاہی جوانون کو مارا اور اس لڑائی مین جلال خان مسعود اور بعض اور سردار مارے گئے۔ سپاہ شاہی کو یہ صدمہ پہونچا۔ مہابت خان نے تازہ فوج روانہ کی تھا اونکو از سر نو مستحکم کیا اور افغانون کو خوب مارا دھاڑا۔

۲۷ شہر یور روز جمعہ کو جہانگیر ویرناگ کے سرچشمہ دریائے بہت کی سیر کو سوار ہوا۔ پانچ کوس کشتی مین گیا۔ موضع پان پور کے باہر اترا اس روز بادشاہ پاس کشتواڑ سے یہ ناخوش خبر آئی کہ جب دلاور خان کشتوار کو فتح کر کے بادشاہ پاس آیا تو اوسنے نصر اللہ عرب کو اور چند منصبدارون کو وہان کی محافظت کے لئے مقرر کیا تھا۔ اس عرب نے اپنی راے مین دو خطائین کین ایک یہ کہ وہان کے زمینداروں اور رعایا کو تنگ کیا اور نا ملائم سلوک کیا۔

دوم جو جماعت اوسکی کمک کے لئے مقرر تھی اوسنے اپنے اضافہ منصب کی طمع مین رخصت طلب کی کہ بادشاہ پاس جاکر اپنا مقصد حاصل کریں۔ اوس نے اکثر آدمیون کو رخصت دیدی اسلئے جمعیت اسکی کم ہوگئی۔ زمیندار اسے جلے ہوئے شورش کی گھات مین بیٹھے تھے اونہون نے اطراف سے ہجوم کر کے پل کو جس پر کہ آمد و رفت لشکر و کمک منحصر تھی جلا دیا اور فتنہ و فساد کی آگ کو بھڑکایا۔ نصر اللہ نے دو تین روز متحصن ہوکر ہزار جانفشانی سے اپنی حفاظت کی مگر آذوقہ پاس نتھا اور راہ بند تھی۔ ابنا مرنا ٹھان کر وہ مردانہ دشمنون سے لڑا اور جان دیدی جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اوسنے جلال خان پسر دلاور خان کو سپاہ کے ساتھ روانہ کیا اور راجہ سنگرام زمیندار جمو کو حکم دیا کہ وہ جمو کی راہ جائے امید ہے کہ دشمنون کو جلدی کام کی سزا ملے۔

دوشنبہ ۵ محرم کو فتح کانگڑہ کا مژدہ بادشاہ نے سُنا جسکا حال بادشاہ یہ لکھتا ہے کہ کانگڑہ ایک قدیمی قلعہ شمال رویہ لاہور کے کوہستان مین واقع ہے ابتداء استحکام و دشوار کشائی و متانت و محکمی مین معروف و مشہور ہے۔ ولایت پنجاب کے زمینداروں کا اعتقاد ہے کہ یہ قلعہ کسی غیر قوم کے ہاتھ مین نہیں گیا اور کسی بیگانہ نے اسپر غلبہ نہیں پایا اَلْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہ اسلئے ہے کہ جب سے کہ ہندوستان مین صیت اسلام و آوازہ دین مستقیم محمدی بلند ہوا سلاطین والاشکوہ میں سے کسی کو فتح کرنا نصیب نہوا سلطان فیروزشاہ اس قلعہ کی تسخیر مین مصروف ہوا اور مدتوں تک محاصرہ رکھا مگر جب اوسکو معلوم ہوا کہ قلعہ کا استحکام اس حد پر ہے کہ جب تک اہل قلعہ کے پاس قلعہ داری کا سامان اور آذوقہ ہے اوسکی تسخیر مین ظفر نہیں حاصل ہو سکتی۔ باوجود شوکت و استعداد کام و ناکام فقط راجہ کی ملازمت کرنے سے خوش ہوگیا اور محاصرہ سے ہاتھ اوٹھایا۔

جب مین تخت سلطنت پر بیٹھا تو تمام غزاؤن مین کہ اپنے ذمہ لازم جانتا تھا ان میں سے ایک یہ بھی تھی اول مینے مرتضے کو ایک بہادر فوج کے ساتھ اس قلعہ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا ابھی یہ مہم ختم نہ ہوئی تھی کہ وہ مر گیا۔ بعد ازان جو ہر مل (جو ہر مل) پسر راجہ باسو اس خدمت کا متعہد کیا اوسکو لشکر کا سردار بنا کے بھیجا مگر اوس نے بدی و بغی وکافر نعمتی کی جس سے تفرقہ عظیم نے لشکر مین راہ پائی اور تسخیر قلعہ مین توقف ہوا لیکن تھوڑی مدت مین وہ مر گیا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے ان دنون شاہزادہ خرم نے اس خدمت کا تعہد کیا اور اپنے ملازم سندر راے رایان کو بہت سامان دیکے بھیجا اور بہت سے امراے شاہی کو اوسکی کمک کے لئے اجازت ملی۔ سندر نے زمینداروں میں سے ایک پر فوج بھیجکر لڑائی شروع کی اور احتیاط کچھ نہیں کی بغیر اسکے کہ راہ برآمد کو استحکام دے اور سرکوبون پر قبضہ کرے پہاڑون کی تنگ نایون مین آ کر بے صرفہ جنگ کی جسکے سبب سے بعض نامی سرداروں کی جان گئی۔ ۱۶ شوال ۱۰۲۹ سنہ کو لشکر دنیے دور قلعہ کو گھیر لیا مورچلون کو قسمت کیا۔ مداخل و مخارج قلعہ کو نظر احتیاط سے ملاحظہ کیا۔ آذوقہ کی آمد و شد کی راہ کو مسدود کیا۔ رفتہ رفتہ اہل قلعہ کو تنگ کیا جب ان پاس وہ غلہ جو غذا بن سکے نہ رہا تو اونہوں نے اور خشک غلے نمک میں

جوش دیکھائے جس سے اونکی نوبت ہلاکت پر آئی اور کسی راہ سے اُمید نجات نہ رہی تو ناگزیر امان مانگ کر قلعہ کو حوالہ کیا۔ دوشنبہ غرہ محرم ۱۰۰۱ھ میں یہ فتح ایسی حاصل ہوئی کہ پہلے کسی بادشاہ کو نہیں ہوئی۔

۲۷ مہر الٰہی روز دوشنبہ کو بادشاہ ہندوستان کی طرف چلا۔ زعفران کے پھول کھل رہے تھے۔ بادشاہ سواد شہر سے کوچ کرکے موضع پنپر (پام پور) میں آیا۔ تمام ملک کشمیر میں سوا اس گانون کے کہیں زعفران نہیں ہوتا۔ یہان جہانتک نظر جاتی تھی پھول کھلے ہوئے تھے اوسکی نسیم دماغون کو معطر کرتی تھی۔ زعفران کا منہ زمین سے پیوستہ ہوتا ہے اسکے پھول کی پانچ پتیان بنفشہ رنگ کی ہوتی ہیں اور گل چنبیہ کی برابر ہوتا ہے اسکے درمیان میں تین شاخین زعفران کی ہوتی ہیں یہ معمولی سالون میں ۴۰۰ من لیکنے ۳۲۰۰ خراسانی من پیدا ہوتا ہے نصف حصہ خالصہ یعنی بادشاہ کا حصہ ہوتا ہے اور نصف رعایا کا۔ ایک سیر دس روپیہ کو خرید و فروخت ہوتا ہے کبھی کبھی یہ نرخ کم و زیادہ ہوتا ہے یہ دستور ہے کہ گل زعفران کو تول کر کاریگر اپنے گھر لے جاتے ہیں اور زعفران اسمین سے نکال لیتے ہیں اس کا وزن پھولونکی چوتھائی وزن کی برابر ہوتا ہے۔ وہ اسکو بادشاہی ملازمون کو دیتے ہیں اور اپنی اجرت میں اُسنے زعفران کے وزن کی برابر نمک لیتے ہیں کہ کشمیر میں نمک نہیں ہوتا ہندوستان سے لیجاتے ہیں۔

بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ کشمیر سے انتہاء کوہستان تک ہر منزل میں بادشاہ اور اوسکے اہل حرم کے لئے ایک عمارت عالیشان تیار کی جائے کہ سرما اور برف میں خیمون میں گذارہ نہیں ہوسکتا تھا معماران چابک دست اور کارداران باوقوف نے مصالح کی گردآوری اور اونکی تیاری میں سعی کی یہ عمارات تھوڑے دنوں میں تیار ہوگئیں۔ بادشاہ نے ایک باغ بنوایا تھا اسمیں ایک تصویرخانہ بنوایا جسمیں سب سے اوپر شبیہ بادشاہ کے ، ، ، ، ، ، اور بابر کی تھی پھر خود شاہ کی اور اوسکے مقابل شاہ عباس کی پھر اوسکے بعد مرزا کامران و مرزا محمد حکیم و شاہ مراد و سلطان دانیال اور دوسرے درجہ میں امرا اور بندہائے خاص کی شبیہ اور خانہ

باہر اطراف میں منازل راہ کشمیر کی اس ترتیب سے کہ آمد و شد ہوئی اور اوسکی تاریخ مجالس شاہان سلیمان
ششم تھی ہیرپور سے کرم کالہ تک راہ دو زمینداروں جہدی نایک و حسین نایک کے قبضہ میں ہے
یہ دو نو بھائی اگرچہ بظاہر مدارا رکھتے ہیں لیکن باطن میں نہایت عداوت +

پنجشنبہ ہفتم کو مقام … میں بادشاہ آیا - اس منزل سے آگے ہوا اور زبان و لباس
وحیوانات اور مخصوصات ولایت گرمسیر میں بڑا تفاوت معلوم ہوتا ہے یہاں کے آدمی فارسی اور ہندی
دونوں زبانیں بولتے ہیں اصل زبان اونکی ہندی ہے - قرب و جوار کے سبب سے کشمیری زبان بھی سیکھ
لی ہے غرض یہاں سے ہند میں داخلہ شروع ہوتا ہے یہاں کی عورتیں پشمینہ کا لباس نہیں
پہنتیں ہند کی عورتوں کی طرح لباس اور ناک میں نتھہ پہنتی ہیں - روز جمعہ ہشتم راجوری محل
نزول ہوا - پہلے زمانہ میں یہاں کے باشندے ہندو تھے - یہاں کے زمینداروں کو
راجہ کہتے تھے سلطان فیروز نے اونکو مسلمان کیا مگر باوجود اسکے وہ اپنے تئیں راجہ ہی
کہتے تھے اور ہندوپنے کی رسمیں انمیں جاری تھیں جیسے کہ ہندوؤں کی عورتیں اپنے مردہ
خاوندوں کے ساتھ ستی ہوجاتی تھیں یہاں عورتیں اپنے مردہ خاوندوں کے ساتھ قبر میں
زندہ دفن ہوتی تھیں سوا اسکے بے بضاعت آدمی اپنی لڑکیوں کا دم گھوٹ کر مار ڈالتے
تھے اور ہندوؤں سے پیوند خویشی کرتے تھے لڑکی دیتے تھے اور لیتے تھے - لینا تو خوب تھا
مگر دینا نعوذ باللہ - بادشاہ نے فرمان دیا کہ پھر یہ باتیں نہونی پائیں اور جو کوئی ان کاموں
کا مرتکب ہو اسکی سیاست کی جائے -

سپہ سالار خانخاناں اور تمام دولتخواہوں کی عرائض سے معلوم ہوا عنبر نے پھر سر
اوٹھایا اور اس سبب سے کہ بادشاہ ولایت دور دست میں چلا گیا ہے وہ عہد و پیمان جو
بادشاہ سے کئے تھے توڑ ڈالے اور بادشاہی ملک پر دست درازی کی - خانخاناں نے
خزانہ مانگا تھا اسلئے بادشاہ نے حکم دیا کہ بیس لاکھ روپیہ آگرہ سے متصدی بھیجدیں - اسکے
سامنے یہ خبر بھی آئی کہ تھانوں کو امرا چھوڑ کر داراب خان پاس جمع ہوئے ہیں اور
برگی (مرہٹے) لشکر شاہی کے گرد صف بستہ پھرتے ہیں - خنجر خان احمد نگر میں متحصن ہوا

ملک عنبر کا خلاف ورزی کرنا +

دو تین دفعہ دکنیون سے لڑا اور ہر بار دکنیون کو شکست دی - اور داراب خان دکنیون کی بنگاہ پر چھاپہ مار کر فتحیاب ہوا اور بنگاہ کو لوٹ کر اپنے لشکرگاہ مین آیا لشکر مین غلہ کی بڑی عسرت تھی اسلئے وہ گریوہ دھنگڑہ سے پایان گھاٹ مین آئے کہ غلہ سہولیت سے حاصل ہو تا گریہ بالا پور مین لشکر آیا - یہان بھی دشمنون نے پیچھا نہ چھوڑا - راجہ نرسنگہ دیو نے غنیم پر حملہ کیا اور بہت آدمیونکو قتل کیا حبشی منصور کو زندہ گرفتار کرکے قتل کیا - بادشاہ کشمیر مین سیر و شکار مین مصروف تھا +

معاودت دکن - شاہجہان کا دکن میں جانا ۱۰۳۰ھ +

مقصدیان ممالک جنوبی کی متواتر عرایض آئین کہ بادشاہ مرکز خلافت سے زیادہ دور ہوگیا ہے - دکن کے دنیاداروں نے نقض عہد کیا اور فتنہ و فساد اوٹھایا اور اپنی حد سے پانون باہر رکھکر احمدنگر و برار کے مقامات پر متصرف ہوئے ہیں چنانچہ مکرر عرائض آئین کہ اب دکنیون کا مدار کار تاخت و تاراج و آگ لگا کہنے اور زراعت کے ضایع کرنے پر ہے - اول مرتبہ یہ کہ حضور نے ممالک جنوبی کی تسخیر کے لئے سفر کیا تھا اور شاہزادہ خرم کو سر اولی لشکر پر سرافراز کیا تھا جب برہانپور مین وہ آیا تو گریزت و حیلہ سازی سے کہ اونکی ذات فتنہ سر کو لازم ہے اوسکو شفیع بنا کے ولایت بادشاہی کو چھوڑ دیا تھا اور پیشکش میں نقد و جنس بادشاہ پاس بھیجا تھا اور تعہد کیا تھا کہ بعد اسکے سر رشتہ بندگی کو ہاتھ سے نہ دیں گے اور حد ادب سے پاؤن باہر نہ رکھینگے اسکا بیان پہلے ہوچکا ہے شاہ کے کہنے سے قلعۂ شادی آباد منڈو میں بادشاہ نے قیام کیا اور اوسکی استشفاع سے اونکی تضرع و زاری کا خیال کرکے اونکی بخشایش کی اب ونہون نے نقض عہد کرکے شہر بشتی کی اور شیوہ اطاعت و بندگی سے انحراف کیا اسلئے بادشاہ نے پھر شاہجہان کو سپاہ کی سرکردگی پر متعین کیا لیکن مہم کانگڑہ اسکے سپرد تھی اور اکثر کارآمدنی آدمی اس خدمت میں بھیجے گئے تھے اسلئے اس کام مین چندروز التوا ہوا اب دکن میں عرائض پے در پے آئین کہ غنیم قوی ہوگیا ہے ساٹھ ہزار سوار اوس پاس جمع ہیں زیادہ تر ملک بادشاہی پر متصرف ہوگیا ہے اور جگہ جگہ سے تھانے کو اوٹھا کر مہکر مین جمع ہوئے ہیں تین مہینہ سے مخالفون سے رزم و پیکار ہو رہا ہے

تین بڑی لڑائیاں ہوئیں۔ ہر دفعہ بادشاہی لشکر کو غلبہ ہا لیکن کسی راہ سے غلہ و آذوقہ لشکر مین نہ پہنچ سکا اور لشکر گاہ کے گرد تاخت و تاراج دشمن مصروف رہا عسرت غلہ کی کوئی انتہا باقی نہین رہی۔ چارپائے مرگئے یا دبلے ہوگئے۔ ناگزیر بالاگھاٹ سے اُترکر بالاپور مین توقف کیا تو دشمن تعاقب مین اور دلیر ہوکر حوالی بالاپور مین آیا۔ قزاقی اور برگی گری میں مشغول ہوا بادشاہی چھ سات ہزار سوار تھے۔ جنگ عظیم ہوئی اور اونکا بنگاہ تاراج ہوا۔ بہت سے قتل و اسیر ہوئے لیکن جب لشکر شاہی پھرا تو پھر دشمنون نے اطراف سے لشکر شاہی پر ہجوم کیا اور لڑتے ہوئے لشکر شاہی پر آ گئے۔ جانبین سے قریب ایک ہزار آدمیون کے قتل ہوئے۔ اس حملہ کے بعد بالاپور مین چار مہینے توقف ہوا جب عسرت غلہ نہایت کو پہنچی تو صلاح توقف میں نہ دیکھی۔ برہان پور مین لشکر شاہی آیا۔ لشکر کے پیچھے دشمن آئے۔ برہانپور کا انہون نے محاصرہ کیا چھ مہینہ تک برہانپور کو وہ گھیرے رہے اور برار اور خاندیس کے اکثر حصہ پر وہ متصرف ہوئے اور محصول کو تحصیل کیا۔ لشکر نے بہت محنت و تکلیف اوٹھائی تھی چوپایون مین جان نہ تھی لشکر شاہی شہر سے باہر نکل کر دشمنون کو تنبیہ نہیں کرسکتا۔ اور اس سبب سے دشمن کا غرور اور پندار بڑھتا جاتا تھا اس حال میں بادشاہ آگرہ مین آگیا اور کانگڑہ فتح ہوگیا۔ چہارم دی مہینے کو شاہجہان کو دکن رخصت کیا۔ بادشاہ نے حکم دیدیا کہ ملک دکن کی تسخیر کے بعد وہ دو کروڑ دام ولایت مفتوحہ سے اپنے انعام مین لے کر متصرف ہو۔ ۶۵۰ منصب دار۔ ایک ہزار احدی و ایک ہزار برق انداز رومی اور ایک ہزار توپچی پیادے و توپخانے و ہاتھی سوار اٹھتیس ہزار سوارون کے جو اسطے تھے اوسکی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے اور ایک کروڑ روپیہ مدد خرچ کے لیے مقرر ہوا۔ اس اثنا میں بادشاہ نے دارالخلافہ کی طرف کوچ کیا۔ بادشاہ نے یہ سفر دارالسلطنت لاہور سے دارالخلافہ آگرہ تک دو ماہ دس روز مین ۴۹ کوچون اور ۱۳ مقاموں میں ختم کیا۔ ہر روز شکار کھیلا۔

روز دوشنبہ ۲ ربیع الآخر ۱۰۳۰ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۶۲۱ کو نوروز ہوا۔

ایک عجیب واقعہ ہوکہ پرگنہ جالندھر کے ایک موضع میں صبح کے وقت مشرق کی جانب میں ایک غوغاء عظیم و مہیب ایسا اٹھا کہ قریب تھا لوگون کی جان نکل جائے اس شور و شغب ...

جہانگیر شاہ نور الدین ۱۰۲۱ھ ۱۶

آسمان پر سے ایک روشنی زمین پر آئی خلقت کو یہ گمان ہوا کہ آسمان سے آگ برستی ہے بعد ایک
لحظہ کے یہ شورش موقوف ہوئی اور لوگون کا ہول گیا۔ اس قطعہ زمین پر محمد سعید عامل پرگنہ گیا
اور وہان دیکھا کہ بارہ گز زمین طول اور عرض مین اس قدر جل گئی تہی کہ سبزہ و گیاہ کا نشان
باقی نہین رہا تہا مگر حرارت و تفسیدگی ہنوز باقی تھی۔ اوسنے اس زمین کو کھدوایا جسقدر اوسکو
زیادہ کہودتے تھے اوسی قدر حرارت اور تپش زیادہ ظاہر ہوتی تھی یہانتک کہ ایک پارچہ آہن تفتہ
نمودار ہوا۔ وہ اتنا گرم تھا کہ یہ معلوم ہوتا تہا کہ ابھی آگ کی بھٹی سے نکلا ہے کچھہ دیر کے بعد وہ
ٹھنڈا ہوا وہ بادشاہ کی خدمت مین بھیجا گیا۔ بادشاہ نے اوسے تلوایا تو ۱۶۰ تولہ وزن مین ہوا او استاد
داؤد کو حکم ہوا کہ اسکی شمشیر و خنجر و کارد بنا کر لائے۔ اوسنے عرض کیا کہ وہ پتک (ہتوڑے) کے
نیچے نہین ٹھیرتا۔ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے تو بادشاہ نے اوسکو حکم دیا کہ اس مین اور قسم کا لوہا ملا کر
عمل کرا اوسنے تین حصے آہن برق اور ایک حصہ اور لوہا ملایا اور دو شمشیر اور ایک کارد اور ایک
خنجر بنا کے لایا شمشیر یمانی کی طرح یہ شمشیر خم ہوتی تھی اور اصل شمشیرون کی برابر کاٹ کرتی تھی
شعلہ برق شاہی اوسکی تاریخ ہوئی۔ بعض آدمیون کا گمان یہ ہے کہ داؤد نے کسی اور لوہے
کی یہ چیزین بنادین +

خبر آئی کہ دکنیون کی فوج نے دریاے نربدا سے عبور کیا اور ملک مالوہ میں داخل ہوئی اور
تاخت و تاراج کی خرابی پھیلائی۔ اونھون نے سنا کہ شاہجہان کی سپاہ قریب آگئی ہے اور اوسنے خواجہ ابو الحسن
کو پانچہزار سوارون کے ساتھ اونکی تنبیہ کے لئے بطریق ہراول بھیجا ہے تو وہ بھاگ گئے۔ ابو الحسن
پاشنہ کوب اونکے تعاقب مین دریاے نربدا سے پار گیا اور بادشاہی آدمیون کے ہاتھہ غنیمت اور
قیدی زیادہ ہاتھہ لگے۔ جہانگیر نے شاہجہان کو چوبیس برس کے عمر جشن وزن سال گرہ میں
بہ تکلف شراب پلائی تھی جیسے کہ بابر بادشاہ نے رانا سانگا کی لڑائی مین شراب اور منہیات سے
توبہ کی تھی اسطرح شاہجہان نے اکتیسوین سال کی عمر مین دکن کی فتح کے لئے خدا سے عہد کیا
کہ پھر وہ شراب سے لب آلودہ نہ ہوگا اور اوسنے شراب کے ظروف طلائی توڑ ڈالے اور اونکو مستحقون
کو دیدیا اور آب چنبل مین جسکے کنارہ پر وہ اترا ہوا تہا شراب کو ڈلوا دیا +

حبذا شاہے کہ در عہد شباب　　　　شد زتوبہ ہمچو پیران کامیاب

اگر سلاطین سلف کے حال دیکھیے تو تعجب ہوتا ہے کہ شاہجہان نے باوجود نشہ جوانی و ریاست کامرانی و دستگاہ عیش و خمار روز جزا کے اندیشہ سے سرمایہ نقد نشاط کو چھوڑ دیا
اب شاہجہان کا خیمہ شادی آباد کے قلعہ مانڈو مین آیا۔ خانخانان و دراب خان اور سپہ سالاران دکھن کی عرضداشت آئی کہ دکھن کی سپاہ ساٹھ ہزار سے زیادہ ہے اور اوسکے سردار عمدہ ہین اور وہ برہان پور کے حوالی مین بطریق محاصرہ پھر رہی ہے اس عرضداشت پہ بعض مقربون نے عرض کیا کہ اکثر کمکی اور جمعیت بادشاہی اور مردم سرکاری سرانجام سفر کے لئے پیچھے رہ گئے ہین حوالی قلعہ مین چند روز دریا کے اس طرف توقف کرنا چاہیے لیکن شاہجہان نے کچھہ نہ سُنا اور سولہ ہزار سوار جو اس پاس حاضر تھے اُنکو لیکر آب نربدہ سے عبور کیا اور دریا کے کنارہ پہ عبد اللہ خان جو عمدہ کمکی تھا دو ہزار سوارون کے ساتھہ شاہجہان سے آن ملا شاہجہان نے فوج بندی کی ترتیب دی عبد اللہ خان کو اور دلاورون کے ساتھہ ہر اول بنایا اور راجہ بکرماجیت کو برنغار اور خواجہ ابو الحسن کو جرنغار قرار دیا۔ دریا کے کنارہ سے برہان پور تک چار روز کی راہ ہے اور دکھنیون کی ایک تاخت سے زیادہ نہیں ہے شب خون کے لئے احتیاط کی گئی جب لشکر شاہی برہان پور کے قریب آیا تو خانخانان و دراب خان اور منصبداران متعینان شاہجہان کی خدمت مین آئے اور اونھون نے عرض کیا کہ باوجود لشکر کے جانے کے دکنی پانچ چار کوس برہان پور سے پھیلے ہوئے ہین اور شوخیان کرتے ہین صلاح دولت یہ ہے کہ غنیم زیادہ قوی ہوگیا ہے اور اوسکی کومکی فوجین آگئی ہین برسات مین دو مہینے باقی ہین فی الحال فوج دکھن کو آگے سے ہٹا کر اور آب پورنا سے پار ہوکر اطراف کی فوجون کے جمع ہونے تک اور دو تین مہینے برسات کی شدت گذرنے تک آب پورنا پر کہ برہان پور سے چودہ پندرہ کوس ہے چھاونی ڈالکر توقف کرنا چاہیے جب بارش کی تخفیف ہو تو مخالفون کے ملک مین

داخل ہو کر اونکی تنبیہ کرنی چاہئے شاہجہان نے اسکا جواب دیا کہ ہمارے نزدیک جمعہ نیک صلاح تھی وہ تمنے عرض کی ہم حسب بات تکو نیک جانینگے اوسپر عمل کرینگے۔ اِس کے بعد بخشیون اور دیوانون کو حکم دیا کہ ان منصبدارون کو جنکی جاگیرین دکھنیون کے قبضہ مین چلی گئی ہیں اور وہ متعین آدمی کہ دور دست جاگیر رکھتے ہین از روئے سرشتہ دفتر بغیر اسکے کہ متصدیون کی مطلوبہ اسناد تیار رہون اور اونکی طرف رجوع کی جائے انکو خزانہ سے جو ہمراہ ہے اور جہان زر سرکار ہو وہان واقف کار سزاول مقرر کرکے ارباب طلب کو شش ماہہ تنخواہ دیدیں اور محصلون کو متعین کرین کہ اسباد بار سردار و یراق جنکے پاس نہ ہو وہ اس کو خرید کرکے موجود کرے خود بدولت عشاء کی نماز تک سپاہ کی حال کی برداخت مین متوجہ رہے تین روز مین چالیس لاکھ روپیہ سپاہ کو تقسیم کیا اور تیس ہزار سوارون کو پانچ نامدار تجربہ کار کارزار دیدہ مین تقسیم کیا تین فوجین بسرکردگی عبداللہ خان و داراب خان و خواجہ ابوالحسن امراے بادشاہی کو اور دو فوجین بسرداری راجہ بکرماجیت و راجہ بھیم اپنے عمدہ نوکرون کے سپرد کیں۔ شاہزادہ کی سرکار مین چھ سات ہزار سوار تھے اونکا اور اپنی تمام فوج کا اہتمام راجہ بکرماجیت کے حوالہ کیا اور سب کو داراب خان کا محکوم کیا جنگ دکھن مین تمام شورش و یورش چنداول پر عقب میں ہوتی ہے اسلئے شاہجہان نے حکم دیا کہ ان پانچ فوج کے سردارون مین نوبت بہ نوبت ہر ایک ایکدن چنداولی کیا کرے ان سردارون کو اسپ و فیل و جواہر و خلعت فاخرہ دیکر خوشدل کیا اور دکھنیون کی تنبیہ و تادیب کے لئے رخصت کیا جب سپاہ نے برہانپور سے چار پانچ کوس پر آب تپتی سے عبور کیا تو دوسرے تیسرے کوچ مین یاقوت خان حبشی نے جو عنبر کا نامدار سپہ سالار تھا وہ بھاری فوج جنگی لیکر ناگہان چنداول پر جھپٹا۔ اُس دن چنداول مین خواجہ ابوالحسن کی باری تھی۔ دکنیون نے ایسی جرأت کی کہ لشکر شاہی مین تزلزل آگیا۔ باوجودیکہ دکنیون کا لشکر شاہی سے سہ چند تھا مگر خواجہ ابوالحسن نے ایسی استقامت سے رزم کی کہ پانچ سو دکنی مارے گئے اور بہت سے زخمی و اسیر ہوئے اور یاقوت خان بھاگ گیا۔ بادشاہی آدمیون کو غنیمت وافر ہاتھ آئی خواجہ ابوالحسن کے ہمراہیون میں لشکر شاہی نے ہندو دی بیگ کمان

اور شیر بہادر زخمی ہوئے۔ دکنیون کے تعاقب مین لشکر شاہی نے آب پورنا سے عبور کیا
جو برہانپور سے چودہ پندرہ کوس کی دوری ہے۔ اور بلکاپور کے نزدیک نزول کیا ابھی
لشکر کی بعض بہیر راہ مین تھی۔ اور داراب خان اور راجہ بکرماجیت ترتیب فوج کے لئے
اترنے کے واسطے اطراف لشکر مین پھرتے تھے کہ دلاور خان و آتش خان نظام الملکی
چودہ پندرہ ہزار سوار اونکے ساتھ لیے خبر آن پہونچے ایک طرف سے بان مارنے اور
دوسری طرف سے بہیر کے لوٹنے مین مصروف ہوئے اور اونھون نے آشوب و غلغلہ عظیم اٹھا
شاہی سپاہ نے تردد نمایان کیا۔ زد و خورد مین طرفین سے بہت آدمی کشتہ و زخمی ہوئے
اور دکنیون کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا مگر پھر اونھون نے بہیر کے کمرگاہ پر دوبارہ حملہ کرکے
ایک جماعت کو مار ڈالا اور دست اندازی کی اور بھاگ گئے۔ پھر لشکر شاہی گھاٹ دیو کی بلندی
پر آیا اور ملک نظام الملک مین داخل ہوا۔ اور ملک کی تاخت و تاراج شروع کی۔ ملک عنبر کے
سرداروں مثل یاقوت خان و دلاور خان حبشی و آتش خان و جادو راؤ اور بینگ راؤ و
ساہوجی بھوسلہ وغیرہ نے اتفاق کرکے ایکبار فوج کو بادشاہی سرفوجون کے مقابل مین
سیلاب بلا کی طرح بھیجا اور ایک اور فوج نے اطراف لشکر کو گھیر کر بان مارنے شروع کئے راجہ
بکرماجیت کی استقامت مردانہ کی سید صلابت خان سید علی و سید مظفر بارہ نے راجہ بکرماجیت کی مدد مین تنہا نہ کار نامی
کی۔ یہ سب سادات بارہ مین سے تھے۔ دونو طرف سے بڑی مردانگی ظہور مین آئی اور جب بینگ راؤ و جودھنی مین بڑا
تہا مجمع کثیر کے ساتھ کشتہ ہوا اور بادشاہ کی طرف سے سید مظفر بارہ جمشید خان حبشی کام مین آئے
سید مظفر بارہ جسکا آخر کو خان جہان خطاب ہوا سادات بارہ مین سے علم شہرت بلند کیا اور اوس
کے روبرو بھتیجون کے چار زخم کاری لگے اور وہ گھوڑے سے گری اور اونھون نے عرصہ کارزار کو گلگون کیا
اور بہت سے آدمی قتل ہوئے اور زخمی ہوئے تو دکھنی بھاگ گئے۔ دکھنیون کا دستور ہے کہ
وہ فرار ہوکر پھر بازگشت کرکے دشمن سے لڑتے ہیں۔ یاقوت خان نے عین فرار مین بازگشت
کرکے دوسری طرف عقب فوج شاہی پر تاخت کی اور از سر نو فوج شاہی مین تزلزل پیدا کیا
تردد نمایان کے بعد پانچ عمدہ نوکر شاہی اور شاہزادہ کے آدمیون کی ایک جماعت جان سے گئی

اور غنیم کی طرف سے فیروز خان حبشی کہ ملک عنبر کا نامی سردار تھا مع سات سو نفر کے کشتہ ہوا اور
خیمہ خرگاہ بہت سا غارت گیا۔ گو دکنیون کو ہزیمت ہوئی مگر ہر روز جدال و قتال رہتی۔
یہان تک کہ اواخر اردی بہشت مین کھڑکی سے جسکو اورنگ آباد کہتے ہین چھہ کوس پر
لشکر شاہی آیا۔ ساری رات لشکر کے گرد دکھنی شوخیان کرتے رہے صبح کو ہر طرف سے
کئی ہزار سوارون نے نامدار سردارون کے ساتھ لشکر شاہی کی اطراف پر قزاقون کی طرح
حملہ کرنا شروع کیا اور دست بُرد کر کے فرار ہوئے اور پھر مقابل ہوئے۔ بادشاہی سردار
بھی ہر جانب مین اونپر تاخت کرتے تھے اور اونکے سر کو تن سے اور تن کو سر سے جدا
کرتے تھے۔ ملک عنبر سراسیمہ وار نظام الملک کو جو اسکا آقا و محبوس تھا اپنے ساتھ لیکر اور
کار آمد اسباب اثقال کو اوٹھا کر قلعہ دولت آباد کے نیچے پناہ مین لے گیا اور لشکر کو مقابلہ کے
لئے مقرر کیا کہ وہ اطراف لشکر شاہی پر قزاقون کے طور پر شوخی کرتے رہین اور رسد اور
گھاس کو کہین نہ چھوڑین لشکر شاہی نے کھڑکی پر تاخت کر کے اوسکی عمارات عالم نشین
کو جو بیس برس مین بنی تہین ایسا جلایا کہ پھر بیس برس مین آئندہ اونکے بننے کی امید نہین
تین روز بعد دولت آباد کے محاصرہ پر فوج شاہی متوجہ ہوئی۔ اس دن سرداران غنیم سے ایک
جنگ عظیم ہوئی اور اوس مین عبد اللہ خان نے سردارون سے مقابلہ کیا اور تردد نمایان کیا
اور بہت دکنیون کو تہ تیغ کیا۔ احمد نگر مین خنجر خان قلعہ دار تھا۔ باوجودیکہ ایام محاصرہ کو
امتداد ہوا۔ مگر اوسکی پامردی سے دکنیون کے ہاتھہ یہ قلعہ نہ آیا۔ ان دنون مین ذخیرہ کے
ختم ہونے سے اور دکنیون کی زیادہ شوخیون سے قلعہ دار کا حال تنگ ہو گیا تھا اس لئے
مصلحت یہ قرار پائی کہ لشکر شاہی احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور جو سر حبشی داماد عنبر جو
احمد نگر کے محاصرہ مین مشغول ہے اوسکو وہان سے تنبیہ کر کے اور اس ضلع کے حوالی سے
دفع کر کے اور ذخیرہ سے خاطر جمع کر کے ناسک و سنگمنیر کی طرف جائے۔ یہ ملک سیر حاصل آباد ہے
جب فوجین احمد نگر کو روانہ ہوئین خنجر خان قلعہ دار نے خبر پائی تقویت بہم پہنچا کہ باستعداد تمام
قلعہ سے نکلکر جو سر حبشی پر تاخت کی اور ڈہائی سو نفر کشتہ و زخمی کئے اور دکنیون کو

ہزیمت دیکر قلعہ سے پرے ہٹا دیا۔ افواج بادشاہی نے مونگی پٹن کے نزدیک پایان گنگا
کے کنارہ پر نصف راہ مین یہ خبر سُنی اسوقت غنیم کی سپاہین بھی فراہم ہو گئی تحقیق
کہ ان مین جوہر مع فوج کے آن ملا اور راہ کے سپاہین کوچ کے وقت اور رات کو زیادہ
شوخیان کرنے لگا۔ بادشاہی سردارون نے بھی اس جماعت کی تنبیہ کے لیے اتفاق
کرکے تین فوجیں بنائین۔ چار پانچ ہزار سپاہ بنگاہ مین چھوڑی اور باقی فوج نے
دلاور خان اور آتش خان پر جنکے پاس پچیس ہزار سوار صف آرا تھے تاخت کی۔ دوسری طرف
سے عبداللہ خان اور راجہ بکرماجیت اور خواجہ ابوالحسن نے تاخت کی اور ایسی ہی
باقی اور طرفون سے لشکر شاہی نے دکنیون پر حملہ کیا۔ دکن کے سردارون نے بھی مردانہ
استقلال کے ساتھ جنگ کی۔ ہر طرف سے ایک عجیب جدال و قتال اور غریب رستخیز نمودار ہوئی
ہر طرف سے سعی و تلاش کی داد دی اور جلادت رستمانہ بروئے کار لائے۔ اور دکھنیون کو
ہٹا کر اونکی بنگاہ تک پہنچاتے تھے اور عنبر کی سپاہ ہزیمت پاکر پھر مستعد کارزار ہوتی
تھی اور مقابلہ مین آتی تھی۔ بہت سوار پیادے کشتہ و زخمی ہوئے۔ تمام دن آتش جنگ
مشتعل رہی۔ اس دار و گیر میں خواجہ ابوالحسن و راجہ بکرماجیت سے تردداتِ نمایان
ظہور میں آئے اور غنیم کے دو ہزار آدمیون سے زیادہ اونھون نے مارے اور بادشاہی آدمی
بھی بہت مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ بہت سی زد و خورد اور دستگیر ہونے کے بعد دکنیون
کے ایک دو سردار فرار ہو گئے۔ شاہزادہ شاہجہان نے دو اور فوجین خاندیس اور برار
کے پرگنون کے ضبط کی واسطے بسرداری محمد تقی متعین کین۔ اسنے بہت سی لڑائیان
دکنیون سے ہوئین مگر آخر کو ان سب کی تادیب کی گئی اور اون کو مغلوب کیا اور ملک کا
انتظام از سرِ نو ہوا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ عنبر نے اپنے لشکر کی پے درپے شکستون سے شکستہ بال
اور جب اوسنے سنا کہ لشکر شاہی ناسک و ترہنک کی جانب عزیمت رکھتا ہے
تو اوسنے وکلائے معتبر شاہجہان پاس بھیجے اور اپنے عجز و انکسار کا اظہار کیا اور
خجالت و ندامت زدہ ہو کر عذر کیا اور اس امر کا شکوہ کیا کہ اول دفعہ مہم دکن مین

جو حضرت تشریف لائے تھے تو عادل خان کو مشمول عواطف و مورد عنایات کیا
تھا اور اس غلام کو بے اعتبار کیا تھا اور بندہ خاکسار کو قابل جبہ سائی شکر عنایات
بندہ پروری اور الطاف شاہانہ کے نہ جانا تھا کہ اپنے جرائم کا شفیع بنا کر عفو و مرحمت
کی طلب کرتا - اب میری یہ التماس ہے کہ اس غلام کے جرائم پر قلم عفو کھینچا جائے - تو میں تعہد
کرتا ہوں کہ من بعد اطاعت سے سر نہ پھیرونگا - اور جریمہ گذشتہ اور پیشکش حال اور
آئندہ سال بسال حضور میں بھیجتا رہونگا پچاس لاکھ روپیہ ابھی دیتا ہوں اور یہ مقرر
کرتا ہوں کہ چودہ پندرہ لاکھ روپیہ کی محال سوائے ملک مفتوحہ سابق متصل سرحد بادشاہی
کے متصدیان سرکار کو حوالہ کرتا ہوں اور بدرقہ ہمراہ کر کے قلعہ احمد آباد میں ذخیرہ بھیجتا
ہوں - شاہزادہ نے ملک کی خرابی اور غلہ کی گرانی اور کا[illegible] کی آفت پر نظر کر کے عنبر کی
التماسات کو قبول کر لیا - فضل خان کو عرضداشت فتح و عرایض عنبر کے ساتھ جہانگیر پاس
بھیجا جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا بادشاہ نے جو اپنی علالت کا حال خود لکھا ہے
اس کو مختصر کر کے میں لکھتا ہوں -

کشمیر میں دسہرہ کے جشن میں گرفتگی نفس (ضیق النفس) و کوتاہی دم کا اثر مجھے
محسوس ہوا - بارش و رطوبت ہوا کی کثرت سے دل کے نزدیک جانب چپ میں مجرائے
نفس میں گرانی اور گرفتگی ظاہر ہوئی - رفتہ رفتہ اوسکا امتداد اور اشتداد ہوا - اطبا نے
گرم دوائیوں سے ملایم تدبیرات کے ساتھ علاج کیا بظاہر کچھ تخفیف ہوئی جب اس گریوہ
سے باہر آیا تو پھر مرض کی شدت ہوئی چند روز بکری کا دودہ اور پھر اونٹنی کا دودہ پیا
کسی سے کچھ فائدہ نہ ہوا مختلف طبیبوں کا علاج کیا مگر آرام نہ ہوا تدبیرات ظاہری سے
دل برداشتہ ہو کر حکیم علی الاطلاق کو اپنے تئیں سونپ دیا - شراب کا نشہ کم ہوتا تھا
اسلئے روز ضابطہ و معتاد کے برخلاف زیادہ شراب پیتا تھا رفتہ رفتہ اوسکی افراط ہوئی
جب ہوا گرم چلنے لگی تو ضرر اسکا محسوس ہوا - ناتوانی کی تکلیف روز بروز زیادہ ہوئی -
نور جہان بیگم نے جسکا تجربہ ان اطبا سے بڑھا ہوا تھا اور مہربانی اور دلسوزی تجربہ و تدبیر

اُنکے ساتھ بھی اوسنے پیالہ کو کم کیا اور جو تدبیرات کہ مناسب وقت اور ملائم حال تھیں وہ کیں
اگرچہ پہلے اس سے بھی اطبا علاج اسکی صوابدید و صلاح سے کرتے تھے لیکن اس وقت مین نے اوسکی
مہربانی پر مدار رکھا اور شراب کو بتدریج کم کیا اور نامناسب چیزون اور ناموافق غذاؤں سے
پرہیز کیا شروع سال مین چہرہ پر آثار صحت نمودار ہوئے جشن وزن مین بادشاہ کا وزن پہلے
تین من سے ایک دو سیر زیادہ ہوتا تھا لیکن علالت کے سبب سے ایسا لاغر ہو گیا تھا کہ ۳ من ۸ سیر
وزن ہوا جب سے نورجہان عقد ازدواج مین آئی ہے شمسی و قمری وزنون کے تمام جشنون مین
اونکی لوازم کو جیسا کہ اس وقت کے لائق ہیں وہ ترتیب کرتی تھی اور اپنی سعادت و نیک بختی کا سرمایہ
جانتی تھی لیکن اس جشن مین بیش از بیش تکلفات زیادہ کئے اور اس مجلس اور ترتیب بزم مین بہت
توجہ کی۔ بادشاہ کا جشن صحت نورجہان نے بڑی دھوم دھام سے کیا +

پرویز کا آنا۔

جب بادشاہ کی بیماری کی خبر پرویز کو ہوئی تو قربان طلب کا مقید نہ ہوا بلکہ بے تابانہ
بادشاہ کی ملازمت مین آیا۔ تین دفعہ تخت کے صدقے پھرا۔ بادشاہ اوسکو منع کرتا اور تسکین دیتا
مگر وہ زاری اور تضرع زیادہ کرتا تہا۔ بادشاہ نے اوسکا ہاتھ پکڑکر گلے لگایا۔

والدہ نورجہان نے انتقال کیا۔ اس مین ساری خوبیان جو عورت مین ہونی چاہئیں موجود
تھین۔ بادشاہ اوسکو اپنی مادر حقیقی کی برابر جانتا تھا۔ ایسی عورتین خوش نصیب کم ہوتی ہیں کہ بیٹی
نورجہان۔ بیٹا آصف خان۔ خاوند اعتماد الدولہ۔ یہ تینون ایسی عمدہ صفات رکھتے تھے
کہ کمتر ہوتی ہیں +

آگرہ کا سفر اور اعتماد الدولہ کی وفات +

آگرہ کی ہوا حرارت کی شدت کے سبب سے بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ تھی ۱۳ ار روز دوشنبہ
آبان سنہ ۱۶ جلوس مین کوہستان شمالی کی طرف بادشاہ نے کوچ کیا۔ اوسنے ارادہ کیا تھا کہ اگر کسی
ناحیہ کی آب و ہوا اعتدال کے قریب ہے گی تو آب گنگ کے کنارہ پر ایک خوش سرزمین پر ایک
شہر آباد کرونگا کہ موسم تابستان مین محل اقامت ہو اور نہین کشمیر کی جانب جاؤنگا۔ ۱۳ ماہ صفر
سنہ ۱۰۳۱ کو ہردوار مین مقام ہوا۔ اس وقت اس کوہ کی آب و ہوا بادشاہ کو پسند نہ آئی اور کوئی
سرزمین قابل اقامت نظر نہ پڑی تو بادشاہ نے کوہ جمو و کانگڑہ کی طرف عزیمت کی۔ ۱۱ کو منعم

بہلون مین بادشاہ آیا - یہان لشکر کو چھوڑا - خاص ملازمون کو لیکر قلعہ مذکور کی سیر و تماشے کیلیے
روانہ ہوا - اعتماد الدولہ بیمار تھا اوسکو یہین چھوڑا صادق خان میر بخشی کو اوسکی محافظت حال
کیلیے اور لشکر کی محارست کیلیے متعین کیا - دوسرے روز بادشاہ پاس خبر آئی کہ اعتماد الدولہ کا حال
متغیر ہوا - اور اوس کے چہرہ احوال سے علامت یاس نظر آتی ہے - نورجہان کے اضطراب کے
سبب اور اپنے التفات کی وجہ سے جو اوسکے ساتھ تھا - بادشاہ بیتاب ہوکر اپنے لشکر مین پیچھے
الٹا چلا آیا - آخر دن کو بادشاہ اسے دیکھنے آیا - سکرات کا وقت تھا کبھی بیہوش ہوتا تھا کبھی ہوش
مین آتا تھا - بادشاہ دو گھنٹے اوسکے سرہانے ٹھیر کر چلا آیا تو اعتماد الدولہ کی جان نکل گئی -
بادشاہ لکھتا ہے کہ اس واقعہ وحشت افزا سے مجھپر جو کچھ گذرا اسے بیان نہیں کرسکتا وہ وزیر عاقل
کامل تھا اور مصاحب بھی دانا مہربان -

از شمار دو چشم یک تن کم … درحساب خرد ہزاران بیش

باوجودیکہ ایسی سلطنت کا بار اوسکے دوش اختیار پر تھا اور یہ ممکن و مقدور بشر نہین ہے کہ دخل
تصرف مین سبکو اپنے سے راضی رکھ سکے - کوئی شخص اپنی عرض مطلب و مہم سازی کے واسطے
اعتماد الدولہ کے نزدیک نہین جاتا تھا کہ اوس سے آزردہ ہوکر آئے - وہ اپنے صاحب کی دولتخواہی
اور کفایت کی مراعات کرتا تھا - ارباب حاجت کو خورسند و امیدوار رکھتا تھا - سچ یہ ہے
کہ یہ شیوہ اسی کے ساتھ مخصوص تھا - دوسرے روز مین اوسکے فرزندان اور خویشون کی پرسش
کو گیا اکتالیس آدمی اوسکے فرزندون اور قوم مین اور بارہ آدمی اسکے ہمنشینون میں تھے اُن کو خلعت
عنایت کیا اور ماتم کا لباس اُتروایا - اعتماد الدولہ کا متروکہ خزانہ و اسباب تجمل یہانتک کہ نوبت کا
بجانا نورجہان کو مرحمت کیا - پھر بادشاہ چار منزلیں طے کرکے بان گنگا کے کنارہ پر آیا - راجہ
چینا کی پیشکش پیش ہوئی - اوسکا ملک کانگڑہ سے ۲۵ کوہ ہے - کوہستان میں کوئی اس سے
زیادہ عمدہ زمیندار نہین ہے - اس ملک میں زمینداروں کی گریزگاہ اوس کا ملک ہے - اس مین
دشوارگذار گھاٹیان ہیں تبک اوسنے کسی بادشاہ کی اطاعت نہین کی تھی اور نہ پیشکش بھیجی تھی
۲۴ ماہ دی کو قلعہ کانگڑہ میں سیر کو گیا اور حکم دیا کہ قاضی و میر عدل اور علما و اسلام ہمرکاب ہون

اور جو شعار اسلام اور شرائط دین محمدی ہوں قلعہ مذکور میں عمل میں آئیں اس قلعہ میں اذان دی گئی خطبہ پڑھا گیا گائے وغیرہ ذبح ہوئی غرض وہ باتیں ہوئیں جو بناء قلعہ سے ابتک نہ ہوئی تہیں اور ایک مسجد عالی بنانے کا حکم دیا۔ قلعہ کانگڑہ ایک بلند پہاڑ پر واقع ہے اور استحکام و متانت اس حد تک ہے کہ اگر ذخیرہ اور لوازم قلعہ داری برابر جاری رہیں تو کسی کا ہاتھ اوس کے دامن تک نہیں پہنچ سکے۔ اور کمند تدبیر اوسکی تسخیر سے کوتاہ ہے اگرچہ بعض جگہ سرکوب لکھا ہے اور وہاں توپ و تفنگ جا سکتی ہیں لیکن اس سے حصاریوں کو زیان نہیں پہنچا سکتیں وہ نقل مکان دوسری جگہ کرکے اونکے آسیب سے محفوظ رہ سکتے ہیں بادشاہ قلعہ کی سیر کرکے درگا کے بتخانہ کی سیر کو گیا جو بہون مشہور ہے وہاں ہندوؤں کے سوا مسلمان بھی بہت دور دور سے نذریں لاکر گذرانتے ہیں۔ اس بتخانہ کے نزدیک ایک کوہ میں ظاہراً گندہک کی کان معلوم ہوتی ہے اور اثر آتش و تابش سے ہمیشہ آتشی شعلے نکلتے رہتے ہیں اوسکا نام جوالامکھی رکھا ہے اور اوسکو ایک بت کی کرامت قرار دیا ہے۔ فی الواقع ہندوؤں نے اعتقاد درست و راست رکھکر عوام الناس کو دھوکا دیا ہے ہنود کہتے ہیں کہ زن مہادیو کی عمر ختم ہوئی تو مہادیو نے غایت محبت و تعلق کے سبب سے جو اوسکے ساتھ تھا اوسکی لاش کو کندھے پر رکھکر جہان میں پھرا اور لاش کو اپنے ساتھ پھرایا۔ ایک مدت اسیطرح گذر گئی تو لاش کی ترکیب پراگندہ ہوکر گر پڑی۔ ہر عضو ایک جگہ گر پڑا اور ہر عضو کی شرافت و کرامت کے موافق اس جگہ کی عزت و حرمت کی گئی چونکہ اور اعضا کی نسبت سینہ شریف تر ہے وہ اس مقام میں گرا تہا اس جگہ کی نسبت اور جگہوں کے ہندو زیادہ تر گرامی رکھتے ہیں۔

انہیں دنوں میں خرم کی عرضداشت آئی کہ خسرو نے درد قولنج کے عارضہ میں ودیعت حیات خدا کو سپرد کی معتمد خان مصنف جہانگیر نامہ تحریر کرتا ہے کہ خسرو دکن میں شاہجہان کے ساتھ گیا تہا وہاں وہ مسموم ہوا۔ بادشاہ نے کانگڑہ سے کشمیر جانے کا قصد کیا و شنبہ شہر جمادی الاول ۱۰۳۱ھ کو نوروز ہوا۔ آصف خان برادر حقیقی نورجہان کو منصب شش ہزاری ذات و سوار کا مرحمت ہوا۔

ششم ماہ مذکور کو بادشاہ راولپنڈی میں آیا۔ ان دنوں میں مکرر استماع ہوا کہ قندہار کی تسخیر کے قصد سے داراے ایران وخراسان چلا آتا ہے۔ اگرچہ یہ بات جہانگیر کو بسبب سابق وحال کے سبب سے بعید معلوم ہوتی تھی کہ اوسکے نوکر سے جس پاس تین چار سو آدمی ہوں ایسا بڑا بادشاہ خود لڑنے آئے مگر اوسنے حزم واحتیاط سے زین العابدین بخشی احدیوں کے ہاتھ اس مضمون کا فرمان خرم پاس بھیجا کہ وہ معہ لشکر وتوپخانہ وہاتھیوں کے جس قدر جلد ممکن ہو ہمارے پاس آوے اگر شاہ ایران کی بات سچ سچ ہو تو ہم بھی اوسکو ایسے لشکر کے ساتھ بھیجیں کہ حساب وشمار سے باہر ہو اور خزانہ اوسکے ساتھ حد سے زیادہ ہو تاکہ عہد شکنی اور حق ناشناسی کا نتیجہ شاہ ایران دیکھے۔ بادشاہ اول اردی بہشت میں کشمیر میں داخل ہوا فرزند خانجہاں کی عرضداشت آئی کہ عراق وخراسان کا لشکر شاہ عباس لیکر قندہار میں آیا اور اوسکا محاصرہ کیا۔ بادشاہ کشمیر سے روانہ ہوکر لاہور میں آیا سپاہ کا بڑا سامان کیا اور چونکہ ملتان وقندہار کے درمیان میں آبادانی کمتر ہے جب تک آذوقہ کا سامان نہ ہو لشکر گراں نہیں بھیجا جا سکتا اسلئے اوسنے بنجاروں کا انتظام کیا کہ ایک لاکھ بیل وہ غلہ کے سامان کے واسطے تیار کریں۔ حیدر بیگ وولی بیگ ایلچی شاہ ایران کا نامہ لائے اس نامہ اور اوس نامہ کے جو جہانگیر نے جواب میں لکھا ہے چند فقرے نقل کرتے ہیں جنسے معاملہ قندہار کا حال خوب کھل جائیگا۔ شاہ ایران لکھتا ہے کہ میں نے وہ تمام ممالک جو میرے خاندان کے قبضہ سے اور ہوں کے تصرف میں آگئے تھے سب لے لئے۔ قندہار آپ کی گماشتوں کے تصرف میں تھا اوسکو میں نے اپنا جانا اور اوسکا متعرض نہیں ہوا اور اتحاد اور برادری کے سبب سے مجھے امید تھی کہ آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے کے موافق قندہار کو مجھے خود ہی حوالہ کر دیں گے۔ مگر آپنے تغافل کیا۔ مکرر نامہ وپیغام میں کنایۃً وصراحتاً طلب قندھار ہوئی کہ آپکے نزدیک یہ مختصر ملک قابل مضائقہ نہیں ہے آپ مقرر کریں کہ وہ میرے اولیاے دولت کے تصرف میں آوے تاکہ دشمنوں وبدگویوں کا رفع طعن اور حاسدوں وعیب جوئوں کی قطع زبان درازی ہو۔ ایک جماعت نے اس امر کو تعویق میں ڈالا۔ اس مقدمہ کی حقیقت

مطالبات قندہار

دوست و دشمن مین مشہور ہوئی آپ کی جانب سے رد و قبول کا جواب نہ پہنچا تو میرے دل مین آئی کہ
قندہار مین جا کر سیر و شکار کیجئے کہ شاید اس وسیلہ سے برادر کے گماشتے استقبال کرکے
میری خدمت مین آئین میں اس ارادہ سے بغیر قلعہ گیری کا سامان لئے چلا جب فراہ مین آیا تو قندہار
کے حاکم و امراء کو پیغام دیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان مین جدائی نہین ہے اور ہم یہان سیر
کے لئے آئے ہین کوئی کام تم ایسا نہ کرنا کہ جس سے کلفت خاطر ہو انھون نے حکم و پیغام
مصلحت انجام پر کان نہ لگایا۔ ادہر اسم الفت و اتحاد جانبین کو منظور نہ کیا اور تمرد و عصیان
کو ظاہر کیا حوالی قلعہ مین پہنچکر عزت آثار خواجہ باقی کرکراق کو بلایا اور جو کچھ لوازمہ نصیحت
تھا اس سے کہا دس روز تک ہم نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ حصار کے پاس نہ جائے۔ مگر جب
نصایح سودمند نہوئین اور مخالفت پر اصرار ہوا تو اب آگے مصالح کی گنجائش نہ تھی لشکر
قزلباش باوجود عدم اسباب قلعہ گیری تسخیر قلعہ مین مصروف ہوا اور تھوڑے دنون مین
برج و بارہ کو زمین کی برابر کرکے اہل قلعہ پر کار تنگ کیا اونھون نے امان مانگی ہم نے برادری
کا خیال کرکے اہل قلعہ کی تقصیرات کو معاف کیا اور یہہ نامہ بھیجا۔ جہانگیر نے اوسکے جواب مین
لکھا کہ اب تک آپ کا کوئی مرسلہ ایسا نہین آیا کہ جسمین قندھار کی خواہش کا اظہار ہو ہان
زنبیل بیگ نے زبانی یہ کہا تھا تو اوسکے جواب مین ہم نے یہ فرمایا تھا کہ اس برادر کامگار سے
کسی چیز مین مضائقہ نہین ہے انشاء اللہ تعالی بعد سر انجام مہم دکن کے جس طرح مناسب
ہوگا تم کو رخصت دیجائیگی ابھی تم دور سے آئے ہو لاہور مین آرام کرو پھر مین کشمیر کی
سیر کو گیا کہ اس اثناء مین خبر آئی کہ وہ برادر کامگار قندھار کی تسخیر کے لئے آئے ہین مجھے
کبھی اسکا خیال بھی نہین آتا تھا اور حیرت ہوتی تھی کہ کور دہ کے واسطے آپ خود قدم رنجہ
فرمائینگے اور ہماری دوستی و برادری و اتحاد سے چشم پوشی کرینگے باوجود مخبران راست
قول و درست گفتار خبر دیتے تھے مجھے یقین نہین آتا تھا بعد ازان یہ خبر محقق ہوئی تو
اوسی وقت مین عبد العزیز خان کو حکم دیا کہ اس برادر کامگار کی رضاء سے تجاوز نہ کرنا
ابتک سر رشتہ برادری مستحکم ہے اس الفت و یکجہتی کی برابر ہم عالم کو کچھ نہین سمجھتے اور کسی

عطیہ کو اوسکی برابر نہیں تولتے۔ لیکن برادری کے لائق و مناسب تھا کہ ایلچی کے آنے تک صبر
فرماتے کہ شاید وہ آپ کے مطلب مدعا میں کامیاب ہوکر آپکی خدمت مین آتا۔ ایلچی کے پہنچنے سے
پہلے اس خدشہ کا مرتکب ہونا عہد و صداقت کے پیرایہ کی اور مروت و فتوت کے سرمایہ کی تقصیر
کو اہل روزگار کس طرف رجوع کرین گے۔

غرض مہم قندھار مین توالتوا ہوا۔ مگر یہان اور گل کھلا۔
جہانگیر کا فرمان جو زین العابدین کے ہاتھ شاہجہان پاس گیا تھا اوس کے جواب میں اوسنے
یہ عرضداشت بھیجی کہ میں نیازمند مطابق حکم و مرضی کے کشمیر سے برہان پور مین بطریق ایلغار
قریب ہزار کروہ کے طے کرکے آیا اور راہ کو تھوڑے زمانہ میں طے کیا۔ باوجود کمی جمعیت کے
دکنیون کی بڑی بڑی فوجون سے مقابلہ کیا اور تھوڑی مدت میں مخالفون کی گوشمالی دیکر ملک
سوا کروڑ دام کا جو ہاتھ سے نکل گیا تھا ضرب تیغ جہان ستان اور اقبال جہانگیری سے تصرف
میں لایا اور پچاس لاکھ روپیہ نظام الملک سے سابق پیشکش کا وصول کیا اور دس لاکھ روپیہ
اس ملک کے زمینداروں سے جرمانہ لیا۔ تھوڑے دنوں مین مخالفون کے خس و خاشاک کو جھاڑ کر
پاک صاف کیا۔ الحال اس مرید خیر خواہ کو مہم قندہار کے لئے طلب کیا۔ آپ کی خاطر کی رضا
کے لئے بلا توقف برھانپور سے حضور کا عازم ہوا۔ اس وجہ سے کہ لشکر کو ابھی دکھن کی یلغار کی
یورش سے آسودگی نہیں ہوئی ہے اور برسات کا موسم آگیا ہے اور لشکر کا عبور کرنا مالوہ
کی گل سے ان ایام میں خالی کسالہ سے نہیں ہے نواح مانڈو میں تا انقضاء شدت بارش
میں توقف کرونگا اور جب ہنگام آئیگا تو کوچ بکوچ حاضر ہونگا۔ اور یہ بھی التماس کرتا ہون
کہ یہ ایک عمدہ مہم پیش آئی ہے شاہ عباس سے جو شجاع و یکہ تاز مشہور ہے سروکار ہوگا
بعض بلاد روم و توران او اطراف میں جو کام اس سے ظہور میں آئے وہ حضور پر روشن ہین ایسے
نہنگ دریا سے جرأت سے جسکے تمام قشون اور جان دررکاب اپنے ولی نعمت کی راہ مین فدا
ہونے کو سرمایہ عبادت جانتے ہون اسسے لڑنے کے لئے سامان لائق و سرانجام شائستہ
و استقلال و اختیار مطلوب ہیں امیدوار ہون کہ صوبہ پنجاب کہ قندہار کی سرراہ واقع ہے

اور لشکر کے آذوقہ مایحتاج کے لئے کہ بھیم روانہ ہوگا۔ عقیدت کیش آدمیوں کا اس ضلع میں ہونا ضرور ہے اسلئے وہ نیازمند کی جاگیر میں عنایت ہو۔ جب یہ عرضداشت آئی تو بادشاہ نے حکم دیدیا کہ صوبہ پنجاب کی زیادہ تر محال شاہ ولیعہد کی جاگیر میں مقرر ہوں لیکن اس زمانہ میں یہ فساد مچا کہ اس سے پہلے شاہجہان نے اپنی جاگیر کے لئے پرگنہ دھول پور کی درخواست کی تھی اور اپنی حسن خدمت اور اختیار اور عنایات شاہ کے سبب سے پہلے اس سے کہ بادشاہ کی پروانگی کی خبر آئی دریا خان افغان کو اس محال کے انتظام کے لئے بھیجدیا عرضداشت پہنچنے سے پہلے یہ پرگنہ نور جہان بیگم کی تجویز سے شہریار کی تیول میں مقرر ہوا تھا۔ (یہ بات یاد رکھو کہ جہانگیر کے پانچ بیٹے تھے کہ سب سے بڑا بیٹا خسرو تھا اسکا حال پڑھ چکے ہو اس سے چھوٹا بیٹا پرویز تھا اور ان دونو سے چھوٹا بیٹا خرم تھا جو دادا کا بھی لاڈلا تھا باپ کا بھی پیارا تھا اُس سے چھوٹا بیٹا جہاندار تھا اور سب سے چھوٹا بیٹا شہریار تھا۔ نور جہان کی ایک بیٹی شیرافگن خان سے تھی اوسکا بیاہ شہریار سے ہوا تھا اور نور جہان کے حقیقی بھائی آصف خان نے اپنی بیٹی کا نکاح خرم کو سب سے زیادہ ہوشیار سمجھ کر کیا تھا) اور شہریار کی طرف سے اس دیار میں شریف الملک گیا تھا اور ملک کو اپنے تصرف میں لایا جب دریا خان آیا تو محال کے حل و عقد میں گفتگو سے آگے بڑھ کر جدال اور قتال پر نوبت آئی اور شریف الملک کی آنکھ میں تیر لگا اس خبر کے پہنچنے سے زیادہ رنجش ہوگئی۔ اصل نزاع کا مادہ یہ تھا کہ حل و عقد امور خلافت بادشاہ کے حضور میں نور جہان کے اختیار میں تھا

ریاست میں مردوں کا پاؤں جگہ سے ایسا پھسل جاتا ہے کہ پدر و پسر ایک دوسرے کی حیات کے شجر کو قطع کرنے میں سعی کرنے لگتے ہیں یہ تو عورت تھی روز بروز شاہزادہ خرم کا استقلال بڑھتا جاتا تھا۔ نور محل کو یقین تھا کہ بادشاہ کے واقعہ ناگزیر کے بعد میرے اساس دولت میں اختلال کلی ہوگا جو عورتوں کو داماد کے ساتھ ایک خاص محبت ہوتی ہے اوسکو یہ فکر فاسد ہوا کہ شہریار کو پیش کر کے اوسکی تربیت و استقلال میں کوشش کرے اور تا مقدور ایسی سعی کرے کہ آخر کار تاج شہریاری شہریار کے سر پر رکھا جائے اور

نور جہان کی جاگیر میں شاہجہان کا دخل دینا

میری دولت کامرانی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹ جائے - اس باب مین اوسنے اپنے ہواخواہون
کی جماعت کو وعدے کرکے رفیق و معاون کرلیا تھا - بیگم صاحبہ ہی کی آج کل سلطنت تھی
سارا دربار اوسکی جھنکی مین اور تمام انتظام اوسکی مٹھی مین تھا - اعتماد الدولہ نورجہان کا باپ بڑا
عاقل اور دانشمند تھا وہ ایسے فساد کی باتون سے بیٹی کو روکتا رہتا تھا جب وہ مرگیا تو باپ کا
سارا اختیار اور منصب بیٹی کو بادشاہ نے دیدیا - اب کوئی قید نورجہان کے لیے نہین رہی -
وہ اپنے اختیار کو جسکی کچھ انتہا باقی نہ تھی بادشاہ اور شاہجہان کے دلون مین فرق ڈالنے
کے لئے ہر موقع مین کام مین لائی اوسنے مہم قندہار کے باب مین قسم کھاکر جہانگیر کے خاطر نشان
کیا کہ اور فرزندون کے موجود ہونے کے باوجود شاہجہان کو دور کی راہ سے بلانا اور وہان سے
بلانا جہان ہمیشہ ضرور مہمین پیش رہتی ہیں اور اس خدمت قندہار پر مامور کرنا رائے صواب کے
خلاف ہے - اس مہم پر شہریار کو مقرر کرنا چاہیئے وہ جانتی تھی کہ جہانگیر بے اختیار شہریار کو اس کام
کے قابل نہین جانتا اسلیئے اوسنے یہ تجویز کی کہ مرزا رستم صفوی کہ مدت تک قندہار مین حاکم
رہا ہے اور اس سرزمین سے واقف کار ہے وہ شہریار کا اتالیق اور صاحب اختیار اس مہم مین مقرر کیا جائے
بیگم صاحب کا خزانہ ہی اور اعتماد الدولہ کا مال ومسکوہ ہاتھ لگا تھا تو وہ خود قندہار کی تسخیر و سامان
یورش کی خرچ کی متکفل ہوئی - شاہجہان کی جاگیر پنجاب و اقطاع سیر حاصل تبدیل ہوکر شہریار
کی تنخواہ مین مقرر ہوئیں - بادشاہ نے شاہجہان کے نام فرمان صادر کیا کہ جہانتک تم آئے
وہین توقف کرو اور جو لشکر تمھارے ہمراہ ہیں انکو جلدی روانہ کرو کہ وہ شہریار کی ہمراہی کے
لئے مقرر ہوئے ہین دکھن کے متعینہ آدمیون کے لانے کے لئے سزاول مقرر ہوئے شہریار کو
منصب دوازدہ ہزاری ہشت ہزار سوار سے سرافرازی ہوئی اور مرزا رستم صفوی اتالیقی و سرداری
پر مامور ہوا مرزا رستم بعض سامان کی تیاری کے لئے لاہور روانہ ہوا - بادشاہ بھی لاہور مین
آگیا تھا کہ یہ فرمان اور احکام فساد انگیز شاہجہان پاس پہونچے جنسے وہ نہایت ملول اور آشفتہ
خاطر ہوا - افضل خان اپنے دیوان کو یہ عرضداشت دیکر بھیجا کہ فرزند مرید کو کیا یارا ہے کہ اپنے قبلہ
و مرشد کی خدمت مین دستور ادب کے خلاف اندر زلکھ کر خسرۃ الدنیا والآخرۃ بنے لیکن

بادشاہ جہانیان اور کل عقلا و حکما پر ظاہر ہے کہ جب غرض و حسد کا پانون درمیان مین آتا ہو
تو مردان فلاطون کا پانون پھسل جاتا ہے عورتون کا ذکر کیا ہے کہ وہ حلیۂ عقل سے معرے
اور رشک و غرض کے زیور سے آراستہ ہوتی ہین —

چراغ کذب را کا فروزش نزن　　　بجز اشک و رغش نیست روغن
از ان روغن چراغی چون فروزد　　　بہ یک ساعت جہانے را بسوزد

خصوصاً مقدمات ملکی و مالی و کلی جزئی مین عورتون کی رائے پر عمل عقلا کے نزدیک شوم و
شوم ہے خاصہ غلام کے حق مین جس نے　ملک دکن کا فتنے سے بہرا ہوا دوبارہ شمشیر سے
تسخیر کیا اور اپنے تئین گوسفند قربانی تصور کر کے کسی کام مین حکم سرتابی نہ کی ہو اور بہر قدمت
و اطاعت کے سوا کچھ اور منظور نہین ہے ایسے خدمات اور جانفشانی کی یاداش مین
جسکے سبب سے مجھے طرح طرح کی امیدین تھین سرگرانی فرمانا اور دشمنون کی شماتت کا سبب ہونا
منافقون اور اہل عناد کے کہنے سے نیاز مند کی جاگیر و کل بدلنا اور اس ناخلف کو دینا اور اپنے
سود و نقصان مین فرق نہ کرنا اور غور و تامل کو کار فرما نہ ہونا ان سب باتون کو اپنے دنون
کی گردش کے سوا کس بات پر حمل کر سکتا ہون —

اگرچہ شاہ ولی عہد کو کوئی غرض سوا اس مطلب کے اور نہ تھی فتنہ جو واقعہ طلبون کی
سعی سے اور نور محل کی کم توجہی سے جو باپ کی خاطر پر غبار ملال بیٹھا ہے اوسکو سر و چشمہ
اظہار عقیدت کے پانی سے دہوئے اور پردہ ادب و آزرم درمیان سے نہ اٹھے اور بغی
کی بدنامی اور فوج کشی نہ ہو لیکن بعض بد ہنجار کوتہ اندیش بیگم و شہریار کے متوسل الیہ تھے کہ
وہ شہریار کے رتبہ جاہ و اعتبار کو بڑہا کر ملال و نزاع کے غبار کو ارتفاع دیتے تھے —
آصف خان کا داماد شاہجہان تھا اس سبب سے اوسکو شاہجہان کا طرفدار گمان کرتے تھے
اہل غرض نے بہن بہائیون یعنی نورجہان و آصف خان کے درمیان بہی مادۂ ملال خاطر پیدا کر دیا
تھا ـ آصف خان نے اپنی عقل و دانائی کے سبب سے زبان پر مہر خاموشی لگائی تہی اور
ہرزہ درائیون کی باتون پر کان نہ لگایا تھا جب ان باتون کا ذکر ہوتا تو کنارہ کشی کرتا

افضل خان نے بادشاہ پاس جاکر عرضداشت گذرانکر ہر چند سعی کی مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا اور بے
نیل مقصود واپس آیا شاہزادہ کے نام حکم ہوا کہ وہ دکھن کو الٹا جائے اوسکے جواب مین اوسنے
التماس کی کہ ایک دفعہ حضور مین پہنچکر اپنا عرض حال و بے تقصیری کی گزارش کرنی چاہتا ہون
پھر جو کچھ حضور کا حکم ہوگا عمل مین لاؤنگا اس بات کو بادشاہ سے لوگون نے اسطرح لگایا کہ جس سے
شاہجہان کی بغاوت و عدم اطاعت اوسکے خاطر نشان ہو بعض ہنگامہ طلب مفسدون نے
مصلحت کار اسمین جانی کہ آصف خان اور مہابت خان مین باہم سوء مزاجی ہے اور وہ
دشمن دانا و سپاہی فراخ حوصلہ و صاحب فوج ہے اسلئے مہابت خان کو طلب کرکے شاہزادہ پرویز کے
ہمراہ شاہجہان کے مقابلہ مین تعین کرنا چاہئے بیگم کے فرمان مہابت خان کی طلب مین
پیہم گئے مہابت خان کو نورجہان کے اسقدر عناد پر اوسکی عقل و دانائی سے تعجب پر تعجب آتا
تھا کہ کیونکر ایسا ہوا کہ باوجود جوہر شعور کے امور ملکی مین سر رشتہ عاقبت اندیشی کو اوسنے
ہاتھ سے دیا اور سواد ہند مین وہ انتشار فساد کا سبب ہوئی وہ چاہتی ہے کہ ایک عالم مین
شورش مچے بلکہ اوسکو یہ گمان بھی تھا کہ شاید یہ تمہید و ساختگی میرے ہی استیصال کے لئے ہو
اس مہم و راز عقل کے قبول کرنے مین وہ تعلل کرتا تھا اوسنے جواب مین لکھا کہ اگر شاہجہان سے
سلطنت مین خلل عظیم کا احتمال ہے اوسکی دولت و آبرو کی بربادی کے لئے حضور کمر بستہ ہوئے ہون
تو چاہئے کہ آصف خان کو حضوری سے جدا کر دین تاکہ مجھے آنے کی جرأت ہو یہ امر بھی قبول ہوا
اور آصف خان کو حکم ہوا کہ وہ آگرہ مین جاکر خزانہ مین جو چاندی سونا غیر مسکوک ہوا اور جنس جواہر
کو تفریق کرکے حضور مین لائے اور مہابت خان کے لئے حکم ناطق پیہم صادر ہوئے کہ بیٹے کو
کابل مین چھوڑکر حضور مین آئے سلطان پرویز کو بھی شاہجہان کے مقابلہ کے لئے طلب کیا
ان دنون مین بادشاہ کا مزاج آزار ضیق النفس کے غلبہ سے بحال نہ تھا مگر شاہجہان کو حکم
بھیجے کہ وہ دکن کو مراجعت کرے وہ یہ عذر و التماس کرتا تھا کہ جب تک مین حضور کے قدم
مبارک مین آنکر اس خفت کو جو صاحب غرض مدعیون نے میری کی ہے نہ دور کرلونگا معاودت نہین
کرونگا ہنگامہ جو واقعہ طلبون سے نورجہان اتفاق کرکے بادشاہ سے اسی بات کو شاہجہان کی سرکشی

یعنی کی دلیل بنا کے عرض کرتی - اور بادشاہ کے دل مین ملال بہ ملال زیادہ کرتی -
مہابت خان کی وساطت سے اہل غرض نے عرض کیا کہ شاہجہان سے معتقد خان وکیل کی
معرفت محرم خواجہ سرا اور جلیل بیگ فدائی خان میر تزک و ذوالقدر خان خط وکتابت رکھتے ہین
اگرچہ مہابت خان نے ان پانچون آدمیون کے قتل کے لیے صلاح بتلائی مگر فدائی خان اور ذوالقدر
خان نے کلام اللہ کی قسم کو اپنا شفیع بنایا جس سے اونکی جان بچی مگر مقید ہوئے اور باقی اوس
بادشاہ کے حکم سے قتل ہوئے اور بادشاہ کوچ بکوچ دار الخلافہ کو چلا - اور خانجہان اور امرا
جابجا سے موجب طلب کے حاضر ہوئے -

جہانگیر خود شاہجہان کی بغاوت کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ خبر آئی کہ خرم نے
نورجہان بیگم اور شہریار کی جاگیر کے بعض محال میں بے حکم کے دست تصرف دراز کیا ہے
اسکا نوکر دریا افغان شریف الملک ملازم شہریار سے لڑا جو دھول پور اور اوسکی نواح کا
فوجدار تھا اور طرفین سے بہت آدمی قتل ہوئے قلعہ باندہ مین توقف سے اور اوسکی
نامعقول ملتمسات سے جسکا اظہار وہ عرضداشت مین جرأت سے کرتا تھا یہ ظاہر ہوتا تھا
کہ عقل اوسکی سرگشتہ ہوگئی ہے ان خبرون کے سننے سے متیقن ہوا کہ ہم نے جو عنایت
اور تربیت اوسکے حق مین کین اون کی گنجائش اوسکے حوصلہ مین نہ تھی اس کا دماغ
خلل پذیر ہوا اسلیئے راجہ روز افزون اپنے قدیمی خدمتگار کو اوسکے پاس بھیجا اس جرأت
وبے باکی کی بازپرس کی اور حکم دیا کہ اب آیندہ وہ احوال کو ضبط کر کے جادۂ معقول اور
شاہ راہ ادب سے قدم باہر نہ رکھے دیوان اعلیٰ سے جو تنخواہ مین محال جاگیر مقرر ہے اس پر
بس کرے اور ہرگز ملازمت مین آنے کا ارادہ نہ کرے - یورش قندھار کے لیے جو ملازم
بلائے گئے ہین اونکو جلد بھیجدے اگر خلاف حکم اسکے ظہور مین آئے گا تو وہ ندامت اوٹھائیگا
خرم پر اور اوس کے فرزندون پر مین نہایت مرحمت وعنایت کرتا تھا اوسکا بیٹا جب
بیمار ہوا تو مین نے یہ قرار دیا تھا کہ اگر خدا تعالیٰ اوسکو صحت بخشے تو پھر مین بندوق سے
شکار نہین کھیلونگا اور کسی جانور کو اپنے ہاتھ سے آزردہ نہ کرونگا - باوجودیکہ مجھے شکار کی

بڑی ہوس تھی مگر پانچ سال تک مین شکار کے پاس بھی نہیں گیا - اب خرم کی کردار نا ملائم سے
میری طبیعت آزردہ ہوئی پھر مین نے بندوق سے شکار کرنے پر توجہ کی +

۴ ۲ - مہر کو مین نے جہلم سے عبور کیا تھا کہ افضل خان دیوان خرم اوسکی عرضداشت میرے
پاس لایا جسمین اپنی بے اعتدالیون پر معذرت کا لباس پہنایا تھا - اوسنے اوسکو اس لیے
بھیجا تھا کہ شاید اسکی چرب زبانی سے کام چل جائے اور ناہمواری کی اصلاح ہوجائے مین نے
اصلا اسپر توجہ نہ کی اور اوسکی طرف منہ بھی نہین کیا - افضل خان کو رخصت کیا اور فرمان
بھیجا کہ صوبہ گجرات و مالوہ و دکن و خاندیس خرم کو عنایت ہوا انمین جہان چاہیے وہان اپنا
محل اقامت بنائے اور انتظام ملکی کرے اور حکم سے باہر جائے گا تو ندامت اٹھائیگا +

جب میری ہمت مہم قندھار مین بالکل مصروف تھی تو خرم کے تغیر حال اور اعتدالیون
کی خبرین میری خاطر کو متوحش کرتی تھین مین نے موسوی خان کو کہ بندہ بے اخلاص
اور مزاج دان تھا تہدید و ترغیب کے پیغام دیکر خرم پاس بھیجا کہ نصایح ہوش افزا کرے
اور سعادت کی رہنمونی سے گران خواب غفلت و غرور سے بیدار کرے اسکے باطل ارادون
اور فاسد مقاصد سے وقوف حاصل کرکے جلد خدمت مین آئے - تاکہ جو مقتضاء وقت ہو وہ
عمل میں آئے - اسی زمانہ مین اعتبار خان کی آگرہ سے عرضداشت آئی کہ خرم لشکر سمیت
مانڈو سے اس طرف روانہ ہوا ہے ظاہرا خزانہ کی طلب کی خبر سنکر وہ بے اختیار ہے تا بانہ
ہوا کہ شاید اثناء راہ میں خزانہ پر پہنچکر دست اندازی کرے - اس سبب سے مین نے خزانہ کے
لانے مین صلاح دولت نہین جانی برج و بارہ کے استحکام اور قلعہ داری کے لوازم مین
مشغول ہوا ایسی ہی آصف خان کی عرضداشت آئی کہ خرم کے آنے مین کوئی خیر
نہین آتی صلاح دولت خزانہ کے لانیمین نہ دیکھی اوسکو حراست ایزدی مین سپرد کرکے خود ملازمت
پر متوجہ ہوتا ہوں - اب بادشاہ سلطان پور سے متواتر کوچ کرکے اس سیاہ بخت کی تنبیہ
تاکید پر متوجہ ہوا اور مین نے حکم دیدیا کہ آج سے خرم کو بے دولت کہا کرین - عزۃ اسفندارمذ
کو اعتبار خان کی عرضداشت آئی کہ بہت سرعت سے بیدولت نواحی آگرہ میں آگیا ہے کہ

افضل خان کا شاہجہان کی طرف سے آنا +

شاید استحکام قلعہ سے پہلے ابواب فتنہ وفساد کو مفتوح کرکے اپنا کام بنائے جب فتحپور میں آیا
تو در دولت کے دروازہ کو اپنے لیئے بند پایا خجلت زدہ اور بار ہو کر توقف کیا۔ خانخانان
اور اوسکا بیٹا اور بہت سے امراء شاہی کہ صوبہ دکن اور گجرات مین تعینات تھے اوسکے ہمراہ اور
رفیق راہ بن کر باغی اور کافر نعمت بنے شاہجہان سے موسوی خان فتحپور مین ملا اور
احکام بادشاہی کی تبلیغ کی۔ یہ مقرر ہوا کہ شاہجہان قاضی عبد العزیز اپنے ملازم کو موسوی خان
کی رفاقت مین بادشاہ پاس بھیجے کہ مطالب اسکے عرض کرے اوسنے سند اپنے نوکر کو کہ سر حلقہ
ارباب ضلالت تھا اور اہل فساد کا سرگروہ تھا آگرہ مین بھیجا کہ ملازمان شاہی پاس جو وہان
خزائن و دفاین ہین اسپر متصرف ہو۔ وہ لشکر خان کے گھر مین آیا اور نو لاکھ روپیہ لے گیا اور جن ملازمان
شاہی پاس سامان کا گمان تھا اون کے پاس وہ گیا اور دست تطاول دراز کیا جو کچھ
ملا اوسکو لے لیا۔ جبکہ خانخانان جیسے امیر نے کہ منصب عالی اتالیقی سے اختصاص رکھتا تھا
ستر سال کی عمر مین اپنا منہ بغی و کافر نعمتی سے سیاہ کیا ہو تو اوروں کا کیا گلہ ہے گویا
اسکی سرشت اوسکے بغی و کافر نعمتی پر مجبول تھی۔ اوسکے باپ نے آخر عمر مین میرے باپ کے ساتھ
یہی شیوہ ناپسندیدہ اختیار کیا تھا اوسنے اپنے باپ کی پیروی کی اور اس عمر مین اپنے تئیں
مطعون اور مردود ازل و ابد کیا +

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود　　　گرچہ با آدمی بزرگ شود

جب بادشاہ پاس موسوی خان مع عبد العزیز فرستادہ شاہجہان آیا چونکہ شاہجہان کی
ملتمسات معقولیت نہین رکھتی تھین عبد العزیز کو مین نے بات کرنے کی اجازت نہ دی اور مہابت خان
کی حوالات مین سپرد کیا۔ جہانگیر یہ لکھتا ہے مگر خافی خان نے یہ لکھا ہے کہ شاہجہان نے عرض کیا کہ مجھ
بے تقصیر غلام کی آرزو یہ تھی کہ فتنہ جو واقعہ طلبوں کی سعی سے اور بیگم کی کم توجہی سے جو غبار ملال
حضور کی خاطر پر بیٹھا ہے اوسکو اپنی عقیدت کے پانی سے دھوؤں۔ پردۂ ادب از رم کو
درمیان سے نہ اٹھاؤں حضرت میری جاگیروں کو بحال فرمائیں ورنہ ایک بار حضور میں پہنچ کر قدمبوسی
کرکے عرض حال کرون اور بے تقصیری اپنی دکھاؤں اوسکے سوا میرا مطلب کچھ اور نہین ہے

ان میں کوئی ملتمس نامقبول نہیں ہے۔ اب آگے بادشاہ لکھتا ہے کہ جب میں نربدے سے گذرا تو اطراف
وجوانب سے فوجیں اسقدر جمع ہونی شروع ہوئیں کہ دہلی پہنچنے تک تمام ملک سپاہ سے پٹ گیا۔
جہاں تک نظر جاتی تھی سپاہ ہی نظر آتی تھی۔ جب میں نے سنا کہ بیدولت فتحپور سے نکلا ہے
تو میں دہلی کو چلا۔ اس یورش میں مدار امور اور ترتیب افواج مہابت خان کی صوابدید
پر مفوض کیا اور ہراول سپاہ کی سرداری پر عبداللہ خان مقرر ہوا چیدہ و گزیدہ جوانوں
اور کار دیدہ سپاہیوں کو اوسنے ساتھ لیا میں نے اوسکو حکم دیا کہ اور افواج سے آگے ایک
کوس جائے اخبار رسانی اور راہوں کی نگہبانی کرے لیکن اسسے غافل تھا کہ وہ اوس
بیدولت کے ساتھ ہمداستان ہے اور غرض اصلی اس ہراول کی یہ ہے کہ ہراول ہوکر کے اخبار اوسکو پہنچائے
اس سے پہلے بھی وہ راست و دروغ خبروں کے طومار لکھکر لاتا تھا کہ میرے جاسوس
اس جگہہ بھیجے گئے ہیں بعد میرے فدوی بندوں کو متہم کرتا کہ اس بیدولت کے ساتھ اتفاق رکھتے
ہیں اور یہاں دربار کا اخبار اوسکو لکھتے ہیں اگر اوسکی فتنہ سازی اور دراندازی سے میں
ازجا رفتہ ہوتا اور اضطراب و بیتابی کرتا تو اس طور کی شورش میں کہ تندباد فتنہ و طوفان
بلا آشوب و تلاطم میں تھا بہت سے بندہاے فدوی اوسکی تہمت سے ضائع ہوگئے باوجودیکہ بعض
دولتخواہ غلاموں نے کنایہ و صریح اسکی بداندیشی و ناراستی کی بھی باتیں عرض کرتے
مگر وقت اسکا مقتضی نہ تھا کہ اوسکے کام پر سے پردہ اٹھادیا جاتا میں اپنی چشم و زبان کو
اس ادا سے کہ اوسکی خاطر کو وحشت نہ ہوگی نگاہداشت کرتا اور بیشتر سے بیشتر اوسپر عنایت
اور التفات میں افراط کرتا کہ شاید خجلت زدہ ہوکر اپنے کردار ناہنجار سے اور بدذاتی اور
فتنہ پردازی سے باز آئے مگر اس مردود ازل و ابد کی سرشت زشت خبث و نفاق پر جبلی
تھی جو کچھ اوس نے کیا وہ اپنی جگہہ پر بیان ہوگا +

شاہجہان کی سلطنت کا اٹھارہوان سال ۳۰ جمادی الاول ۱۰۳۲ھ سے شروع ہوا

جشن نوروزی ہوا اسی روز بادشاہ پاس خبر آئی کہ شاہجہان حوالی متھرا میں آیا اور ستائیس
ہزار سوار اس پاس ہیں پھر خبر آئی کہ شاہجہان جمنا کے کنارہ کنارہ چلا آتا ہے لشکر شاہی نے بھی

اسی سمت مین نہضت کی اور افواج کی تربیت ہراول و جرنغار و برنغار و التمش و طرح لایق اور مناسب ائین سے ہوئی۔ یہہ خبر آئی کہ شاہجہان مع خانخان راہ راست سے عنان تافتہ ہوکر گنہ کولکہ مین گیا کہ ۸ کروہ جانب جیپ مین واقع ہے اور سندر برہمن (راجہ بکرماجیت) اور داراب خان پسر خانخانان اور بہت سے امراے شاہی لشکر شاہی کی برابر آئے۔ بظاہر تو داراب خان لشکر کا سردار تھا لیکن سندر پہ مدار کار تھا شاہجہان کا لشکر بلوچ پور مین آیا۔ اور لشکر شاہی قبول پور مین۔ جنداول کا سردار باقر خان تھا اوسپر شاہجہان کے لشکر نے حملہ کیا۔ اور جو اسباب لوٹ لیا۔ باقر جار رہا۔ ابو الحسن اوسکی کمک کو گیا مگر اوسکے پہنچنے سے پہلے شاہجہان کا لشکر بھاگ گیا۔ آصف خان و خواجہ ابو الحسن و عبد اللہ کی سرداری مین پچیس ہزار سوار جدا کئے گئے۔ اور شاہجہان کے لشکر سے لڑنے کے لیے بھیجے گئے۔ آصف خاں کی سپاہ مین آٹھہ ہزار سوار و باقر خان کی سپاہ میں آٹھہ ہزار اور عبد اللہ خان کی سپاہ مین دس ہزار سوار قلم بند ہوئے شاہجہان کی طرف سے راجہ بکرماجیت اس لشکر کے مقابلہ کے لیے متعین ہوا۔ جہانگیر نے ترکش خاصہ عبد اللہ خان پاس بھیجا کہ جس سے اوسکی دل گرمی ہو۔ جب طرفین کی فوجین سرحد مالوہ مین مقابل ہوئیں اور صف کارزار آراستہ ہوئی ابھی عبد اللہ دار و گیر بلند نہ ہوئی تھی کہ عبد اللہ خان مع اپنے دس ہزار سوارون کے شاہجہان کے لشکر سے جا ملا۔ بکرماجیت ہراول تھا وہ داراب خان کو یہ مژدہ سنانے کو خود چلا اور عبد اللہ خان کو بجائے خود قائم رکھا کہ شست غیب سے تفنگ راجہ کے لگا اور وہ گھوڑے سے گرا اور اوسکا سر کٹا۔ اور بادشاہ پاس بھیجا گیا اوسکے مرنے سے شاہجہان کے لشکر کا سر رشتہ انتظام ٹوٹا عبد اللہ خان جیسے سردار کے ملجانے سے بادشاہ کا ہراول ویران ہوا۔ پھر بھی شاہجہان کے سردارون نے اول حملہ میں کارنمایان کیا کہ بادشاہی لشکر میں سے دست بر و شیر حملہ اور اسکے بیٹے شیر بچہ اور سادات بارہ کی ایک جماعت کو مار رکھا۔ مگر بعد ازان آصف خان نے شاہجہان کے لشکر کو شکست دی کر تتر بتر ہٹا دیا پھر وہ تو لشکر اپنے اپنے مقامون مین جدا ہو گئے۔ مہابت خان نے پہلے اس سے کہ شاہجہان کی مراجعت کی خبر آئی یہہ تدبیر

وتنزویہ کا جال بچھایا تھا کہ قاضی عبدالعزیز سے شاہجہان کو لکھ بھیجا تھا کہ مہابت خان
نے یہ مقرر کیا ہی کہ جسوقت یہ خبر آئیگی کہ دکھن مین شاہجہان آگیا تو بدستور اس کے جاگیر
بحال ہوگی۔ اس مضمون کا شقہ بمہر خاص فرمان دستور صادر ہوا ہے۔ شاہجہان اصلاً
فساد پر دل نہادہ نہ تھا۔ اور ان نوشتجات کے وارد ہونے سے پہلے دکھن کو جاتا تھا اگرچہ وہ
مدعیان دولت کے گفتہ و نوشتہ پر اعتماد نہیں رکھتا تھا اور بابت مقابلہ و مقاتلہ کو کفر جانتا
تھا مگر اثبات حجت کے لئے اوسنے مراجعت میں مسافت طے کرنے میں عجلت کی اور جواب میں حکم کی
اطاعت کا اظہار معروض کیا نورجہان اور ہنگامہ طلبون کی تکلیف سے بادشاہ آگرہ سے اجمیر کو روانہ
ہوا۔ اثناء راہ میں سلطان پرویز اُس کے پاس آیا اور یہ خبرین آئیں کہ شاہجہان نے انبیر کے
حوالی کو جو راجہ مانسنگھہ کا وطن مالوف تھا اور باشندون کو بیچکر لٹوایا۔ اور جگت سنگھہ پسر راجہ باسو
تعین کیا کہ اپنے وطن مین جاکر پنجاب کے کوہستان مین فتنہ و فساد برپا کرے۔ بادشاہ نے
صادق خان کو صوبہ پنجاب کی حکومت دے کر اوسکی تاکید و تنبیہ کے واسطے مقرر کیا۔ جہانگیر نے
سلطان پرویز کو بڑی تیاریون کے ساتھ شاہجہان سے لڑنے کے لیے بھیجا اور مؤتمن الدولہ
القاہرہ مہابت خان کو اوسکے لشکر کا انتظام سپرد کیا۔ بڑے بڑے امرا اوسکے ساتھ گئے
چالیس ہزار سوار اور بڑا توپخانہ اور بیس لاکھہ روپیہ کا خزانہ اوسکے ہمراہ کیا۔

[illegible] کو صوبۂ گجرات کی عرضداشت بادشاہ پاس آئی اور فتح و فیروزی کی نوید لائی اس
اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ فتح رانا کی جلدو میں شاہجہان کو صوبہ گجرات
جہانگیر نے عنایت کیا تھا شاہجہان نے اپنی نیابت مین یہان سندر برہمن یعنے راجہ بکرماجیت
کو مقرر کیا تھا۔ وہ اس ملک کی حکومت و حراست کرتا تھا جب شاہجہان نے بکرماجیت کو اپنے
پاس بلا لیا تو اوسکے بھائی کنہر داس کو اوسکی جگہ مقرر کیا جب راجہ بکرماجیت قتل ہوا اور
شاہجہان مانڈو کی طرف روانہ ہوا۔ تو اوسنے ملک گجرات کو عبداللہ خان کے تیول مین
مقرر کیا اور کنہر داس اور صفی خان اس صوبہ کے دیوان کو اپنے پاس طلب کیا کہ وہ خزانہ دس
لاکھہ اشرفیون کا۔ اور تخت مرصع کہ پانچ لاکھہ روپیہ مین اور سرپیلہ الماس کہ دو لاکھہ روپیہ مین شاہجہان نے بنایا

[illegible] +
بادشاہ کا اجمیر جانا +
پرویز کا شاہجہان سے لڑنے کو جانا [illegible] +
عبداللہ خان کی صفی خان سے لڑائی +

ساتھ لائے۔ یہ تخت و پرتلہ شاہجہان نے باپ کے لیے تیار کرائے تھے۔ صفی خان جعفر بیگ کا بھائی ہے جسکو اکبر نے آصف خان کا خطاب دیا تھا۔ اور برادر نورجہان کو جہانگیر نے آصف خان کا خطاب دیا تھا۔ اوسکی ایک لڑکی صفی خان سے اور دوسری لڑکی شاہجہان سے بیاہی تھی یون ان دونون میں ہم زلفی کی نسبت تھی۔ شاہجہان کو اُس سے ہمراہی اور موافقت کی توقع تھی۔ عبداللہ خان نے وفادار نام خواجہ سرا کو اس ملک کی حکومت کے لئے مقرر کیا وہ احمد آباد مین آنکر شہر گجرات پر متصرف ہوا۔ صفی خان کا ارادہ جہانگیر کی دولت خواہی کا تھا۔ اوسنے جمعیت کے فراہم کرنے میں اور دلون کے صید کرنے میں ہمت صرف کی۔ کنہرداس سے پہلے چند روز بیشتر نکلا اور تال کانکریہ میں منزل کی۔ اور وہان سے محمود آباد گیا اور ظاہر یہ کیا کہ میں شاہجہان پاس جاتا ہون اور در پردہ ناہر خان و سید دلیر خان و بابو خان افغان اور بادشاہ کے جان نثار فدویون کے ساتھ جو اپنے محال جاگیر میں تھے مراسلات و مراعات کر کے مقدمات دولتخواہی کو ترتیب دیا اور فرصت کے انتظار مین بیٹھا شاہجہان کا ملازم محمد صالح بہلاد کا فوجدار تھا اور بہت جمعیت رکھتا تھا وہ نحوائے کلام سے سمجھ گیا کہ صفی خان کا ارادہ کچھ اور ہے اور کنہرداس کو بھی یہ بات معلوم ہوئی۔ مگر صفی خان ایک جماعت کو دلاور دیگر شرائط حزم و احتیاط کو مرعی رکھتا تھا۔ کوئی دست درازی نہیں کرسکتا تھا محمد صالح نے اس توہم سے کہ مبادا صفی خان ترک مدارا کر کے خزانہ پر دست درازی کرے پیش بینی کر کے خزانہ کو لیکر پہلے چلدیا اور مانڈو میں شاہجہان پاس دس لاکھ روپیہ اشرفی بھیجا دیا۔ کنہرداس بھی پرتلہ لیکر اوسکے پیچھے روانہ ہوا۔ مگر تخت کو گرانی کے سبب سے ساتھ نہ لے جا سکا۔ صفی خان اپنی تدبیر اور امرا کی مدد سے شہر احمد آباد میں آیا اور وفادار نائب عبداللہ خان کو گرفتار کر لیا اور تخت مرصع کو توڑ کر اوسکا سونا اور زر خزانہ جو ساتھ تھا سپاہ میں تقسیم کر دیا۔ اور جہانگیر کی طرف سے شہر کے نظم و نسق میں مشغول ہوا جب عبداللہ خان کو خبر ہوئی تو اوسنے شاہجہان سے رخصت لی اور اپنی شجاعت کے گھمنڈ میں صفی خان کو اپنے آگے کچھ نہ گنا اور کمک اور لشکر کے جمع کرنے کا محتاج نہ ہوا اور بطریق ایلغار روانہ ہو کر

بڑودہ میں آیا کہ احمد آباد سے چالیس کوس ہے یہ نہ جانا کہ غرور کا خمار ندامت سے اور شعور ہے کہ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد + صفی خان - ناصر خان کو اور اپنے ہمسایہ امرا کو ہمراہ لیکر احمد آباد سے بڑودہ میں آیا - اور عبد اللہ خان کو شکست دی - دو دفعہ ان دونون میں باہم کارزار ہوئی اور ہر بار عبد اللہ خان نے ہزیمت پائی صفی خان نے اوسکا تعاقب سلطان پور تک کیا اور دشمن نے لشکر کو نہایت ذلیل کر کے لوٹا عبد اللہ خان بحالت تباہ شاہجہان پاس برہان پور میں چلا گیا صفی خان نے ان فتوح کا حال بادشاہ کو اپنی عرضی میں لکھا - بادشاہ نے صفی خان کو ہفت صدی سے ہزاری اور سیف خان کا خطاب دیا اور ناصر خان کو نہ صدی سے سہ ہزاری کر دیا - جب پرویز کا لشکر گریوہ چاندا سے گذرا اور مالوہ میں آیا تو شاہجہان بیس ہزار سوار اور تین سو جنگی ہاتھیوں اور توپخانہ عظیم لیکر ماندو سے رزم کے عزم سے آیا - اور دکن کے ہرگیون (مرہٹون) کو جادو راے واودسکے رام و آتش خان کی سرداری میں اس سے پہلے روانہ کیا کہ بادشاہی لشکر پر قزاقی کریں - مہابت خان لشکر کو شائستہ توزک سے مرتب کیا - شاہزادہ پرویز کو قول میں لیا - اور خود ساری فوج کو لیکر چلا سوار ہونے میں اور اوترنے میں شرائط حزم و احتیاط کو کام میں لایا بڑی دور سے اپنے تئیں ہوشیار کرتے اور آگے نہ آتے - ایک دن چنداولی میں منصور خان فرنگی کی باری تھی - اوترنے کے وقت مہابت خان نے احتیاطاً اپنے لشکر کے لئے فوج بستہ کھڑا کیا تھا تاکہ آدمی فراغ خاطر سے اپنے ڈیرے لگائیں منصور خان نے اثناء راہ میں شراب خوب پی لی اور بدمست ہو گیا اور منزل پر پہنچا بحسب اتفاق ایک فوج اوسکو دور نمودار ہوئی اور اوسکو شراب کے نشہ میں یہ سوجھی کہ تاخت کرتی جاہئے بغیر اسکے کہ اپنے بھائیوں اور آدمیون کو خبر کرے سوار ہو کر لڑنے دوڑا اور مارا گیا - شاہجہان ماندو سے گذرا رستم خان کو کہ اسکا قدیم نمک پروردہ تھا اور سپہگیتی کے پایہ سے پنجہزاری کے منصب پر پہنچایا تہا - اور امرا کی ایک جماعت کے ساتھ اوسکو بادشاہ کی ہراول کی فوج کے سد راہ ہونے کے لئے متعین کیا - رستم خان نے سلطان پرویز کی فوج پہنچنے سے پہلے مہابت خان کو

+ ۱۱ - تاریخ منصور خان فرنگی ... مارا گیا

سازش کر کے اُوس سے مل گیا - باقی فوج اور سردار شاہجہان پاس آ گئے - شاہجہان نے نربدا کو اکبرپور کے گھاٹ سے عبور کیا اور کشتیونکو جمع کر کے اُنین کا ہ وہیں بھر کر چلا دیا اور ملاحون کے سرداروں کو پکڑ کر مقید کیا اور اونکو اپنے ساتھ لیا - بیرم بیگ بخشی کو سپاہ کے ساتھ نربدا پر معین کیا کہ وہ فوج شاہی کو اُترنے نہ دے برسات کا موسم آ گیا تھا - اور خود برہانپور کی طرف چلا جب برہانپور کے نزدیک وہ آیا تو قلعہ آسیر کو تدبیر اور منصوبہ سلطانی سے تصرف میں لایا - راجہ گوپال سنگھ کو قلعداری کے لئے مقرر کیا - اِن دنوں میں خانخانان نے جو ایک نوشتہ مہابت خان کو مخفی بھیجا تھا اُس میں یہ بیت درج تھی کہ

صد کس بہ نظر نگاہ میدارندم ... ورنہ بپرید می ز بے آرامی

یہ نوشتہ شاہجہان کے سامنے محمد تقی بخشی نے پیش کیا اوسکے مطالعہ کے بعد اونے خانخانان کو طلب کیا اور نوشتہ اوسکے ہاتھ مین دیا تو عرق خجالت میں اوسکا چہرہ ڈوب گیا - خجالت کے سوا کوئی جواب اُس پاس نہ تھا - شاہجہان نے حکم دیا کہ وہ مع بیٹوں کے دولتخانہ مین نظر بند ہو اور موافق اُسکی فال کے کہ مرزن فال بد کا ورد حال بد - سو نفر اوسکے نگہبان مقرر ہوں - شاہجہان نے بعض خدمہ محل کو اسباب کی زیادتی کے ساتھ قلعہ آسیر میں چھوڑا اور برہانپور کی حوالی میں دائرہ کیا جب سلطان پرویز اور مہابت خان دریاء نربدا کے کنارہ پر آئے تو کسی کشتی کو موجود نہ پایا - دریا طغیانی پر تھا اور سب گھاٹ بند تھے - مہابت خان نے بحر فکر و تدبیر مین غوطہ لگایا اور از راہ منصوبہ بازی خانخانان کو باوجود اسکے بدنام اور نظر بند ہونے کی اطلاع کے ایسا خط لکھا کہ جسمین ساختگی کی بو نہ آئے - اور خانخانان کی نسبت کوئی بدظنی بھی نہ پیدا ہو - اس میں یہ درج تھا کہ عالم پر ظاہر و ہویدا ہے شاہزادہ شاہجہان کا کوئی مطلب اور سوا اطاعت پدر اور رفع فساد کے منظور نظر نہ تھا مدعیان دولت برہم کار ہوئے - وہ اپنے ہنگامہ بازار کی گرمی در رسم اندازی میں جانتے ہیں وہ اپنے برے اعمال کو پہونچینگے - میں اگرچہ آنے میں مجبور تھا لیکن اصلاح حال ملک مین جو خلق اللہ کی امنیت کا سبب ہو اپنے اوپر اور سب مسلمانوں پر واجب جانتا ہوں اگر شاہزادہ بلند اقبال کے خاطر نشان کر کے کسی معتقد

خانخانان کا نظر بند ہونا +

شاہجہان کا برہانپور سے جانا +

خواہ وہ معاملہ فہم کو بھیجو کہ بعضے مذکورات باہم درمیان مین لاکر فساد و عناد کی آگ بجھا دی جاے
اور قتال و جدال کا پاؤن باہر کردیا جاے اور پدر و پسر کے درمیان سابق سے زیادہ آمیزش
ہوجائے اور نورجہان نادم ہوکر راضی ہو اور شاہ جوان بخت کے جاگیرات مع اضافہ کے
بحال ہون یہ بہتر ہوگا اور اسی معنی کے کلمات صلح آمیز قسم اور پیمان کلام ایزد منان کی
کفالت کے ساتھہ بہت اسمین مذکور تھے وہ ایسی تدبیر و تزویر کام مین لایا کہ یہ خط شاہجہان کے
ہاتھہ مین پڑا اور مطالعہ خاص مین آیا ۔ شاہجہان اصلاح کار اور رفع فتنہ کا خواہان تھا جہانگیر
کے ادعاے کو اپنی خواہش کے موافق جانا اس کام کی وکالت کے لئے خانخانان سے بہتر
کسی اور آدمی کو نہ جانا اوسکی استمالت کرکے قسم کلام الہی کو کفیل بناکے اوسکے دونو بیٹون کو
اپنے پاس بلاکے اوسکو مہابت خان پاس بھیجا اور یہ مقرر کیا کہ دریاء نربدا کے اس طرف
خانخانان ٹھہر بنائے عہد و قرار کو استوار کرے جب خانخانان گذر اکبرپور کے نزدیک آیا اور
اور آدمیون کے درمیان صلح کی خبر پھیل گئی تو بیرم بیگ کے آدمیون کی جو معبرون کی حفاظت
پر مقرر تھے مصالحت کی خبر سننے سے خاطر جمع ہوئی اور اونھون نے گذر گھاٹ کے بندوبست
مین سہل انگاری کی جب خانخانان آیا اور صلح کے رسل و رسائل آگئے تو مہابت خان نے
آخر شب مین حکم دیا کہ دریا کے ایک طرف ایک جماعت بازار کے آدمیونکی اور سوارون کی
ناگاہ مشعل لیکر صداے تفنگ اور آواز دار و گیر کے ساتھہ دریا سے عبور کرین اور بیرم بیگ
کی فوج کو اوس طرف جاکر قتل کرین اور دوسری جانب سے چار پانچہزار سوار دو تین جگہہ سے
جہان کم پانی تحقیق ہوگیا تھا پانی میں اتر کر پار آگئے ۔ اس عرصے مین کہ بیرم بیگ کے
آدمی ابھی جگہہ سے ہلکر مقابل اور سد راہ ہونے کے لئے جمع ہون مہابتخان کی دو
تین فوجین دریا سے اتر آئین اور خانخانان پاس گئین ۔ بیرم بیگ کے ہاتھہ مین جب کچھہ اختیار
نہ رہا تو اوسنے برہانپور کی راہ اختیار کی ۔ خانخانان نے قرآن کی قسم کہانے کو بھی برگ
کا کھانا جانکر ناخوردہ خیال کیا اور شربت کی طرح پی گیا ۔ اور مہابت خان اور سلطان پرویز
کی سپاہ سے مل گیا ۔ شاہجہان نے اب برہانپور مین توقف کرنا مصلحت نہ جانا پریشان ہوکر

گلکنڈہ کی راہ اڑیسہ بنگالہ مین جانے کا قصد کیا - مینہ کی شدت اور دریاؤنکی طغیانی کے سبب سے کوچ بکوچ روانہ ہوا - اس پاس جو اوسکے اپنے نوکر اور بادشاہی نوکر تہے وہ مہابت خان اور سلطان پرویز کے لشکر سے جا ملے سلطان پرویز دریا سے عبور کر کے اور کارخانجات کو چہوڑ کر بطریق استعجال برہان پور مین آیا اور چند منزل اور برار کی سرحد تک شاہجہان کا تعاقب کیا - اور پہر برہانپور مین مراجعت کی - جہانگیر کو شاہجہان کی ہزیمت کے سننے سے کچہہ اطمینان خاطر ہوا - دارالخلافہ کی گرمی سے اور اطراف دہلی کی ناموافقت ہوا سے اوسکی خاطر کو نفرت تہی - اور آب و ہوا کشمیر اوسکی طبیعت سے موافقت رکہتی تہی باوجود تفرقہ خاطر وہ اوائل آذر ماہ الٰہی مین کشمیر کی طرف روانہ ہوا - اور اس زمانہ مین بنگالہ مین آصف خان کا ہونا اس سبب سے خلاف مصلحت جانا کہ وہ شاہجہان کا ہواخواہ تہا اوسکو اپنے پاس بلا لیا + متصدیان دکن کی بادشاہ پاس عرضداشت آئی کہ شاہجہان و عبداللہ خان و داراب خان بہ روبال شکستہ بحال تباہ سرحد قطب الملک سے نکل کر اڑلیسہ و بنگالہ کی جانب گئے اس سفر مین شاہجہان اور اوس کے ہمراہیون کو ایسی خرابیان پیش آئین کہ اوسکے بہت سے آدمیون نے فرصت پاکر سروپا برہنہ جان سے ہاتہ دہوکر راہ فرار اختیار کی - ان سب مین سے ایک دن مرزا محمد پسر افضل خان دیوان شاہجہان مع اپنی والدہ و عیال کے کوچ کے وقت بہاگ گیا - شاہجہان نے سید جعفر اور معتمدون کی جماعت کو بہیجا کہ اگر وہ زندہ ہاتہ آئے تو فبہا ورنہ اوسکے سر کو کاٹ کر حضور مین لائیں نامبردون نے بہت جلد راہ مین اوسکو جا لیا - اس حادثہ سے اوسنے مطلع ہوکر والدہ اور عیال اپنے جنگل مین لیجا کر پنہان کئے اور خود چند معدود آدمیون کے ساتہ آیا اور مردانہ کمانداری کے لئے کہڑا ہوا - ایک ندی اور جہیلہ درمیان مین تہا - سید جعفر نے چاہا کہ اوسکے پاس جاکر فریب کی باتین بناکر اپنے ہمراہ لیجائے - ہرچند مقدمات بیم و امید کی ترتیب میں سخن پردازی کی مگر اوسنے اوسپر اثر نہ کیا - اسکا جواب تیر جان ستان سے دیا اور نہایت جنگ مردانہ کی اور جان دی اور سید جعفر بہی زخمی ہوا اور ان کاری زخمون مین بہی

جب تک اس مین رمق باقی رہی بہنون کو بے رمق کیا - سید جعفر نے مرزا محمد کا سر کاٹ کے
شاہجہان پاس بہیجدیا - جب شاہجہان حوالی دہلی سے شکست پاکر مانڈو مین آیا تھا تو
اوسنے افضل خان کو عادل خان و عنبر پاس کمک مدد کے واسطے بھیجا تھا - اوسکے ہاتھ
عادل خان کے لیے بازوبند اور عنبر کے لئے اسپ و فیل و شمشیر مرصع بہیجی تھی - اول وہ
عنبر پاس گیا اور جو چیزیں شاہجہان نے اوسکے لئے بھیجی تھی بخشیں لیکن عنبر نے اون کو
نہین قبول کیا اور کہا کہ ہم عادل خان کے تابع ہین وہی دکن کے عمدہ دنیا دارون مین
سے ہے تم اول اس پاس جاؤ اور اپنے مطلب کا اظہار کرو اگر وہ تمہاری بات کو مان لے گا
تو مین اوسکی متابعت کرونگا اور جو کچھہ میرے لئے بھیجا گیا ہے وہ لے لونگا - اور اگر وہ نہ
قبول کریگا تو نہیں لونگا - عادل خان پاس افضل خان گیا وہ اوس سے بہت بری طرح
پیش آیا مدتوں تک شہر سے باہر اوسکو رکھا - اور اوسکے حال پر متوجہ نہ ہوا - اور طرح طرح کی
خواری کی اور جو کچھہ شاہجہان نے اوسکے اور عنبر کے لئے بھجوایا تہا سبکو عاریتاً نہ اوس سے
طلب کرلیا - افضل خان یہیں تھا کہ بیٹے کے مارے جانے کی اور خرابی خانہ کی خبر سنی تو
وہ سوگ مین بیٹھا -

شاہجہان کا مچھلی پٹن مین آنا

شاہجہان دور دراز کا سفر طے کرکے بندر مچھلی پٹن مین آیا - جو قطب الملک سے متعلق تھا
اور اوسکی حوالی مین پہنچنے سے پہلے اپنا آدمی قطب الملک کے پاس بھیجا - اور انواع و اقسام کی
امداد اور ہمراہی طلب کی قطب الملک نے کچھہ نقد و جنس برسم اقامت بھیجا - اپنی سرحد کے
میر کو لکھا کہ اپنی سرحد سے شاہجہان کا بدرقہ بن کر سلامت گذار دے اور تمام غلہ فروشون اور
زمیندارون کو دلاسا دیکر مقرر کیا کہ شاہجہان کے لشکر مین غلہ اور تمام ضروریات پہنچائی جائیں

نوروز و جشن جلوس

۲۹ جمادی الاول ۱۰۳۳ کو نوروز ہوا جشن بدستور ہوا بادشاہ نے ان دنون یساولون
یساقون کو حکم دیا کہ دولت خانہ سے نکلنے کے اور سواری کے وقت معیوب آدمیون کو
جیسے کور و گوش و بینی بریدہ و کوڑی و مجذوم ہین روک دین کہ وہ نظر کے روبرو نہ آنے پائے
جب بادشاہ کو اڑیسہ مین شاہجہان کے آنے کی خبر متواتر آئی تو شاہزادہ پرویز اور مہابتخان

اور امر اکو تاکید کے ساتھہ فرمان صادر ہوا کہ صوبہ دکن کا نظم ونسق کر کے بہت جلد صوبہ
الہ آباد و بہار کو روانہ ہون۔ اگر بحسب اتفاق صوبہ دار بنگالہ اوسکی راہ نہ روک سکے
اور اوس سے مقاومت نہ کر سکے تو تم اس سے مقابلہ کرو اور حزم و احتیاط کے سبب سے
عمدۃ السلطنت خانجہان کو دار الخلافہ کو رخصت کیا اور حکم دیا کہ ان حدود مین حکم کے لیے
کان لگائے رہو اگر کسی خدمت کی حاجت پڑے اور اوسپر اشارہ کیا جائے تو فرمان کے
حکم کے مطابق کار بند ہو۔ جس زمانہ مین شاہجہان کے پاس سے عبد العزیز جہانگیر پاس آیا تھا
تو شاہ کے حکم سے وہ مہابت خان کی حوالات مین تھا۔ بعد چند روز کے کام و ناکام مہابت خان
نے اوسکو اپنا ملازم کیا اور برہان پور سے برسم رسالت عادل خان پاس بھیجا۔ دنیا داران
دکن نے دلی بندگی اور دولت خواہی اختیار کی۔ عنبر حبشی نے اپنے معتمد علی شیر کو مہابت خان
پاس بھیجا۔ اور نوکرون سے بھی زیادہ عرضداشت مین عجز و فروتنی ظاہر کی اور اقرار دیا کہ
دیوگانو مین آنکر مہابت خان سے ملاقات کرے اور اپنے بڑے بیٹے کو بندگان درگاہ کی
سلک مین منتظم کرے۔ قاضی عبد العزیز کا نوشتہ آیا کہ عادل خان خدمت و دولتخواہی پر
کمربستہ ہوا اور اوسنے یہ مقرر کیا کہ ملا محمد لاری کو کہ وکیل مطلق العنان اور نفس ناطقہ
اسکا ہے اور شاہ اوراست وہ مراسلات مین اوسکو ملا بابا کہتے اور لکھتے ہین پانچہزار سوارون کے
ساتھہ بھیجے گا کہ وہ ہمیشہ خدمت مین بسر کرے۔ اونکو آیا ہوا ہی سمجھو۔ مکرر فرمان صادر
ہوے کہ شاہزادہ پرویز مع اپنے ہمراہی لشکر کے بنگالہ کو جائے۔ باوجود برسات کے
موسم کے اور شدت باران کے اور گل مالوہ کے برہان پور سے کوچ ہوا اور مہابت خان
نے شاہزادہ کو روانہ کیا اور خود اور ملا لاری نے شہر مین توقف کیا۔ لشکر خان و جادورای
اور اودے رام اور (جو شاہجہان سے جدا ہو کر مہابت خان سے آن ملے تھے) آدمیون کو
مقرر کیا کہ بالا گھاٹ مین جا کر ظفر نگر مین معسکر بنائین اور جان نثار خان کو بدستور سابق
سرکار بیر مین بھیجا اور اسد خان معموری کو ایلچپور مین روانہ کیا۔ منوچہر پسر شاہ نواز خان کو
جالنا پور مین تعین کیا۔ خنجر خان کو تھال نیر روانہ کیا کہ صوبہ خاندیس کی حفاظت کرے

شاہجہان کا اڑیسہ بہار و بنگالہ میں آنا

ہر جگہ ایک ملازم کار وان روانہ کیا گیا کہ ملک کا ضبط و نسق کرے
ان دنوں میں بنگالہ سے بادشاہ پاس ابراہیم خان فتح جنگ کی عرضداشت آئی
کہ اڑیسہ میں شاہجہان داخل ہوا۔ احمد خان برادر زادہ ابراہیم خان گڈھہ کے زمینداروں
پر چڑھائی کرنے گیا تھا اس کو اس حادثہ کی پہلے سے کچھہ خبر نہ تھی وہ متحیر و متردد ہو کر ناگزیر پاس
سے ہاتھہ اوٹھا کے موضع پیپلی میں کہ اس صوبہ کا حاکم نشین ہے آیا اور اپنی اشیا
لے کر کٹک میں گیا جو پیپلی سے بارہ کوس پر بنگالہ کی طرف ہے اپنے میں مقاومت کی
استعداد نہ دیکھی تو وہ کٹک میں بھی نہ ٹھیرا اور یہاں سے بردوان میں گیا۔ اور جعفر بیگ
برادر زادہ صالح پر صورت حال ظاہر کی صالح نے حصار بردوان کو استحکام دیا اور صلاح و
صواب کا دروازہ اپنے اوپر بند کیا۔ ابراہیم خان اس خبر وحشت اثر کے سننے سے
حیرت زدہ ہوا۔ باوجودیکہ اوسکے کمکی بلاد میں متفرق تھے۔ مگر اوسنے اکبر نگر میں پائے ثبات
قائم کیا اور حصار کو استحکام دیا۔ اور سپاہ کے فراہم کرنے میں اور لشکر و حشم کے دلاسا دینے
میں اور اسباب رزم کے ترتیب دینے میں مشغول ہوا۔ اسوقت شاہجہان کا فرمان ابراہیم
پاس آیا جسکا مضمون یہ تھا کہ بحسب تقدیر ربانی و سرنوشت آسمانی وہ حال جو اس دولت
خداداد کے لائق نہ تھا کتم عدم سے عالم ظہور میں جلوہ گر ہوا۔ روزگار کج رفتار کی گردش سے
اور لیل و نہار کے اختلاف سے اس سمت پر اتفاق ہوا۔ اگرچہ نظر ہمت مردانہ میں اس ملک کی
فسحت و وسعت ایک جولانگاہ بلکہ پر کاہ سے زیادہ نہیں ہے۔ مدعا اس رفیع مرا و مطلب ایسے
عالی ہے لیکن اس میں پر گذر ہوا ہے اسے چھوڑنا نہیں چاہیے اگر تیرا عزم بادشاہ کی
درگاہ میں جانے کا ہو تو تیرے دامن ناموس خاندان سے تعرض نہیں ہے بفراغ خاطر روانہ
درگاہ ہو اور اگر توقف کو صلاح وقت جانے تو اس ملک میں جس جگہ کو پسند کرے اوس کو عنایت
کرے اور آسودہ و مرفہ الحال زندگی بسر کرے۔ ابراہیم خان نے معروض کیا کہ بندگان حضرت
جہانگیری نے یہ ملک اس غلام کو سپرد کیا ہے یہ امانت سر اور جان کے ساتھ ہمراہ رہے گی۔
شاہجہان کا لشکر بردوان پر آیا صالح نے حصار کو استحکام دیا اور جنگ و جدال پر مستعد ہوا

عبداللہ خان نے اوسکو فرصت نہ دی اور سخت محاصرہ کیا جب کام دشوار ہوا اور کسی جانب سے کمک اور
نجات کی راہ نہ دیکھی تو وہ قلعہ سے نکلکر عبداللہ خان پاس آیا - خان نے اسکو شاہجہان پاس
بھیجدیا اور حصار کو لے لیا جبتے سرراہ کا سنگ اوٹھہ گیا تو لشکر اکبر نگر پر آیا - ابراہیم خان نے چاہا کہ
قلعہ اکبر نگر کو استحکام دے اور شرائط حصن وقلعہ داری کو بجالائے لیکن اکبر نگر کا حصار بڑا تہا اور اسکے
پاس لشکر کی جمعیت اسقدر نہ تھی کہ سطرح سے جیسی چاہے ویسی محافظت کرتا رہے - اوس کے
بیٹے کے مقبرہ مین ایک حصار محکم مختصر سا تہا اس مین وہ متحصن ہوا اس اثنا مین جو لڑا کر تھانون مین
متعین تھے اس پاس آ گئے شاہجہان کا لشکر اکبر نگر کے باہر آیا اور اوسنے حصار مقبرہ کا محاصرہ
اندر اور باہر سے آتش قتال نے اشتعال پایا - اسوقت احمد بیگ حصار مین آگیا - اسکے آنیسے
دلون کو تقویت ہوئی - اکثر آدمیون کے اہل وعیال دریا سے اس طرف تھے عبداللہ خان نے
دریا خان کو دریا سے پار اسطرف روانہ کیا - وہان اوسنے لشکر آراستہ کیا - اس خبر وحشت اثر
کو ابراہیم خان نے سنکر احمد خان کو ساتھ لیا اور اس طرف سراسیمہ گیا اور آدمیون کو قلعہ کی حراست
وحصانت کے لئے چہوڑا جنگی کشتیون کو جنکو ہند کی اصطلاح مین نوارہ کہتے ہین اپنے سے پہلے
اس سمت مین روانہ کین کہ دشمن کی فوج کو سرراہ روکین اور دریا سے عبور نہ ہونے دین - مگر اس
نوارہ کے پہنچنے سے پہلے دریا خان دریا سے پار اوتر گیا تہا - ابراہیم خان نے اس خبر کو سنکر
احمد بیگ خان کو دریا کے پار دریا کے سرے پر بہیجا جب وہ دریا پر پہنچا تو دریا کنارہ پر فریقین
مین لڑائی ہوئی اور احمد بیگ کے ہمراہی بہت قتل ہوئے - وہ وہان سے بہاگ کر ابراہیم خان
سے آن ملا اوسنے غنیم کے غلبہ وتسلط سے آگاہ کیا - ابراہیم خان نے اسی گھڑی چار دیوار
مقبرہ سے کار طلب آدمی طلب کئے اور وہ اوس سے فوراً آنکر ملے - دریا خان کو جب اس امر کی اطلاع
ہوئی تو وہ چند کوس پیچھے ہٹا - نوارہ ابراہیم خان کے اختیار مین تھا اسلئے دریائے گنگ
سے شاہجہان کا لشکر عبور نہین کرسکتا تھا - اس اثنا مین راجہ بلبیہ نے ظاہر کیا کہ اگر فوج مجھے
عنایت ہو تو ادہر جا کر اپنے تعلقہ مین کشتیان بہم پہنچا کر لشکر کو پار اوتروادوں شاہجہان نے
عبداللہ خان کو پندرہ سو سوار دیکر راجہ کے ہمراہ کیا وہ راجہ کی رہنمونی سے ہوا کی طرح گذرا

اور ایک زمین جسکی ایک طرف دریا تھا اور دوسری جانب کے متصل جنگل کا انبوہ تھا عرصۂ پیکار آراستہ ہوا - ابراہیم خان دریا سے پار جا کر عرصۂ نبرد پر متوجہ ہوا خود ایک ہزار سوار کے ساتھ قول بنا اور نوراللہ سیدزادہ جو اس صوبہ کے منصبداران تجویزی میں تھا آٹھ سو یا ہزار سوارون کے ساتھ ہراول قرار پایا اور احمد بیگ خان کو سات سو یا ہزار سوارون کے ساتھ طرح بنایا اور خود ایک ہزار سوارون کے ساتھ قول بنا - فریقین مین جنگ عظیم ہوئی - نوراللہ میں تاب مقاومت نہ رہی تو اپنی جگہ کو چھوڑ کر احمد خان سے ملا - وہ مردانہ زخمی ہوا - ابراہیم خان یہ حال دیکھکر بیتاب ہو کر دوڑا - اس دوڑنے مین فوج کا انتظام بگڑ گیا - اکثر اوسکے رفیق کام سے ہاتھ اُٹھا کر بھاگ گئے - ابراہیم خان نے چند آدمیون کے ساتھ پائے عزت و ہمت کو برپا رکھا ہر چند اوسکے جلودار آدمیون نے چاہا کہ اوسکو لیکر اس مہلکہ سے نکالیں مگر وہ راضی نہ ہوا اور کہا کہ میرا وقت اس کار کے لئے مقتضی نہیں ہے - اس سے زیادہ کیا دولت ہوگی کہ مین اپنے بادشاہ کی خدمت مین جان نثاری کرون - ابھی یہ بات تمام نہ ہوئی تھی کہ دشمنون نے گھیر کر جانستان زخمون سے اسکا کام تمام کیا - سر اسکا کاٹکر شاہجہان پاس بھیجا حصار مقبرہ مین جو جماعت متحصن تھی جب اوسکو ابراہیم خان کی شہادت کی خبر ہوئی تو اونکے دل ہار گئے اوسی وقت رومی خان نے ایک نقب سے چالیس گز دیوار اڑا دی شاہجہان کے کارطلب آدمی حصار مین دوڑے گئے اور اس دوڑ مین عابد خان دیوان اور شریف خان بخشی اور بندہ ہائے روشناس تیر و تفنگ سے جان نثار ہوئے اور حصار مفتوح ہوا جو آدمی قلعہ مین تھے وہ ننگے سر و پاؤن باہر آئے کچھ دریا مین گر کر مر گئے کچھ کشتی مین ہجوم کرکے بیٹھکر ڈوبے - اور ایک گروہ اپنے اہل و عیال کے سلسلہ مین گرفتار تھا اونسے انکر ملازمت کی مہر کی خلائق جو اس صوبہ مین سب سے بڑا تہا وہ گرفتار ہوا - ابراہیم خان کے فرزند اور اموال و اسباب ڈھاکہ مین تھے دریا کی راہ سے شاہجہان کا لشکر وہان گیا - احمد بیگ خان برادرزادہ ابراہیم خان لشکر سے پہلے ڈھاکہ مین پہنچ گیا تہا - اوسکو سوا بندگی اور فرمان پذیری کے کوئی چارہ نہ تھا اوسنے مقربان درگاہ کے وسیلہ ملازمت کی - حکم سے وکلا سرکار نے

ابراہیم خان کا مال ضبط کیا - چالیس لاکھ روپیہ کے قریب نقد سواء اور اجناس اور اقمشہ و فیل وغیرہ کے ضبط ہوا میر جلا ئرہ سے پانچ لاکھ روپیہ وصول کیا - اور اس ملک میں پانسو ہاتھی اور اور چار سو اسپ گوٹ ہاتھ آئے - نواڑہ اور توپخانہ اسقدر کہ بادشاہان ذی شوکت کے درخور ہو ہاتھ لگے عبداللہ خان کو تین لاکھ روپیہ راجہ بھیم کو دو لاکھ روپیہ اور داراب خان کو ایک لاکھ روپیہ اور دریا خان و وزیر خان و شجاعت خان و محمد تقی و بیرم بیگ میں سے ہر ایک کو پچاس پچاس ہزار روپیہ انعام مرحمت ہوا +

اب تک داراب خان پسر خانخانان مقید تھا اب اسکو قید سے نکال کر اور قسم دیکر بنگالہ کی حکومت اسکو سپرد کی - اور اوسکی بیوی اور ایک لڑکی اور ایک پسر شاہنواز خان کو ہمراہ لیا راجہ بھیم پسر رانا نے اس ہرج مرج میں شاہجہان کی خدمت سے جدائی نہین اختیار کی تھی اوسکے ساتھ ایک فوج بر سبیل منقلا اپنے سے پہلے پٹنہ کی طرف روانہ کی اور خود مع عبداللہ خان کے پیچھے روانہ ہوا - شاہزادہ پرویز کی جاگیر مین پٹنہ تھا - اوس نے مخلص خان اپنے دیوان کو یہان کی حکومت و حراست حوالہ کی تھی اور الہ یار خان پسر افتخار خان اور شیر خان کو یہان فوجدار مقرر کیا تھا - راجہ بھیم کے آنے سے پہلے ان سب نے ہمت ہاری اور حصار پٹنہ کے استحکام کی توفیق نہ ہوئی - الہ آباس کی طرف بھاگ گئے - یہ ملک مفت ہاتھ سے گنوایا - اور اپنی جان کو بچایا - راجہ بھیم بے مجادلت و منازعت شہر پٹنہ میں آیا اور صوبہ بہار پر متصرف ہوا چند روز کے بعد شاہجہان نے اس مرز بوم کے سارے متوطنوں پر سایہ عاطفت ڈالا اور اس صوبہ کے جاگیردار اوسکی ملازمت میں دوڑتے آئے اور پانچ چھ ہزار سوار نوکر ہو گئے - سید مبارک جو قلعہ رہتاس کی حکومت رکھتا تھا قلعہ حوالہ کیا - اور اجھنیہ کے زمیندار نے قدمبوسی کی - شاہجہان نے اپنے سفر کرنے سے پہلے عبداللہ خان کو ایک فوج کے ساتھ الہ باس روانہ کیا اور دریا خان افغان کو ایک جماعت کے ساتھ مانک پور و اودہ کی طرف تعین کیا - چند روز بعد بیرم بیگ کو صوبہ بہار کی حکومت و حراست تفویض کی اور خود جونپور کی طرف روانہ ہوا جہانگیر قلی خان نے جو جونپور کی حکومت رکھتا تھا وہ الہ باس میں رستم خان پاس چلا گیا عبداللہ

گرم و گیرا قصبہ جھونسی مین آیا جو دریاے گنگ کے اوس طرف الہ باس کے مقابل مین ہے لشکرگاہ
آراستہ کیا شاہجہان جونپور مین آیا عبد اللہ خان بنگالہ سے توپخانہ عظیم لایا تھا۔ توپ تفنگ کی
ضرب سے وہ دریا پار ہوا اور الہ باس کو لشکرگاہ بنایا [illegible] قلعہ مین متحصن ہوا۔ جنگ جدل کے
رایات کو بلند کیا۔ اندر اور باہر سے تیر و تفنگ کے سفیر [illegible] دلیرون کے کان مین
پہنچاتا تھا فتنہ و آشوب عظیم اس سرزمین مین برپا ہوا۔

سوانح دکن کا مجمل حال لکھا جاتا ہے۔ ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ عنبر حبشی نے علی شیر اپنے
وکیل کو مہابت خان پاس بھیجا تھا اور اس امید مین نہایت عجز و فروتنی ظاہر کی تھی۔ کہ صوبہ
دکن کی مہمات کا اہتمام اسکے سپرد کیا جائے۔ اسکی عادل خان سے دشمنی تھی۔ وہ چاہتا تھا
کہ بادشاہی آدمیون کی اعانت سے اپنا تسلط اور ترفع عادل خان پر ظاہر کرے۔ ایسے ہی
عادل خان اوسکی رفع شر کے واسطے چاہتا تھا کہ صوبہ دکن اسکے قبضۂ اقتدار مین حوالہ کیا جائے
آخر کو عادل خان کا افسون کارگر ہوا۔ مہابت خان عنبر کی جانب کو ترک کرکے عادل خان کی
کارروائی مین مشغول ہوا۔ عنبر بر سر راہ تھا اسلئے ملا محمد لاری وکیل عادل خان اوسکی جانب سے خاطر
نگران رکھتا تھا ---------- مہابت خان نے ایک بادشاہی فوج بالاگھاٹ مین تعین
کی کہ وہ ملا محمد کے ہمراہ ہوکر برہانپور مین اوسے پہنچا دے۔ عنبر اس خبر کو سنکر متردد ہوا وہ نظام الملک
کو قصبہ کھرکی سے قندہار مین لے گیا جو ولایت گلکنڈہ کی سرحد پر واقع ہے اور فرزندون کو مع
احمال و اثقال کے قلعہ دولت آباد مین چھوڑا۔ اور کھرکی کو خالی کیا۔ اور مشہور یہ کیا کہ قطب الملک
کی سرحد پر اسلئے جاتا ہون کہ اپنا زر مقررہ اوس سے بازیافت کرون جب ملا محمد لاری برہانپور
مین مہابت خان سے ملا تو وہ اوسکو شاہزادہ پرویز پاس لے گیا۔ اور سربلند راے کو شہر برہانپور
کی حکومت و حراست سپرد کی جادو راے اور اودے رام کو اسکی کمک کے لئے مقرر کیا۔ اور لشکر اولین اور
برادر دوین کو احتیاطاً ساتھ لیا۔ جب شاہزادہ سے ملا محمد ملا تو یہ قرار پایا کہ وہ پانچہزار سوارون کے
ساتھ برہانپور مین رہے اور سربلند راے کے ساتھ احکام چلائے اور انتظام مہام کرے اور عین الدولہ
اسکا بیٹا ہزار سوار کے ساتھ شاہزادہ کی خدمت مین رہے +

خانزاد خان کا یلنگ توش اوزبک پر فتح پانا

۱۹ خرداد کو جہانگیر خطہ کشمیر پہنچا۔ یہان آکر اوسنے سُنا کہ یلنگ توش اوزبک سپہسالار
نذر محمد خان نے ارادہ کیا ہے کہ حوالی کابل اور غزنین پر تاخت کرے۔ خانزاد خان پسر
مہابت خان نے مع اپنے کمکی امرا کے شہر سے باہر آکر اوس کی مدافعہ و مقابلہ مین ہمت
کی ہے اسواسطے بادشاہ نے غازی بیگ اپنے خدمتگار کو ڈاک چوکی مین روانہ کیا کہ
حقیقت حال پر اطلاع حاصل کر کے خبر صحیح لاوے۔ غازی بیگ کی عرضداشت سے
معلوم ہوا کہ الوس ہزارجات نے جنکا یورت حدود غزنین مین واقع ہے اور قدیم سے
حاکم غزنین کے مالگزار تھے اونکے ضبط و انتظام کے لئے یلنگ توش نے مضافات
غزنین موضع صوارمین ایک قلعہ بنایا ہے اور اپنے ہمشیرہ زادہ کو ایک فوج کے ساتھ وہان
متعین کیا ہے۔ اس سبب سے الوس ہزارہ نے خانزاد خان پاس آنکر استغاثہ کیا کہ ہم قدیم
حاکم کابل کی رعیت و مالگذار رہے ہین یلنگ توش چاہتا ہے کہ ہم کو تعدی سے فرمانبردار
بنائے اگر اوسکے شر کو ہم سے دور کرو تو بدستور سابق ہم رعیت اور فرمان پذیر ہین ورنہ
ناگزیر یلنگ توش کے ملتجی ہوکر اپنے تئین اوزبکون کی بیداد اور ظلم کے آسیب سے بچائین گے
خانزاد خان نے ایک فوج ہزارہ کی کمک کے لئے بھیجی خواہرزادہ یلنگ توش نے انکا مقابلہ کیا
اور نبرد و جنگ کے درمیان وہ اوزبکون کی ایک جماعت کے ساتھ قتل ہوا اور سپاہ منصور نے
اوسکے قلعہ کو خاک کی برابر کیا اور ظفر و فیروزی کے ساتھ معاودت کی۔ یلنگ توش اس خبر کے
سُننے سے اپنے کردار سے خجل ہوا نذر محمد خان برادر امام قلی خان دارائے توران سے
التماس کی کہ کابل کی سرحد پر تاخت کرکے اپنے انفعال کوملیں ورکرنا چاہتا ہون۔ ابتدا
مین نذر محمد خان و اتالیق و عمدہائے لشکر نے اس جرأت و بیباکی کی تجویز نہین کی لیکن
جب یلنگ توش نے بہت مبالغہ کیا تو اوسکو اجازت ملی وہ دس ہزار سوار اوزبک و الامانچی
لیکر ان حدود مین آیا۔ خانزاد خان نے اس خبر کو سنکر تھانجات سے آدمیون کو طلب کیا
اور اسباب قتال و جدال کی ترتیب مین مشغول ہوا۔ عمدہ سپاہ کا لشکرگاہ موضع شیرگدہ مین
آراستہ ہوا جو غزنین سے دس کوس پر ہے۔ سپاہ اوزبک نے غزنین سے تین کوس پر لشکرگاہ

تیار کیا شیرگڈھ سے تین کوس لشکر شاہی چلا تھا کہ اوسکا مقابلہ اوزبکون کی سپاہ سے ہوا جنگ
مین امتداد و اشتداد ہوا آخر کو شاہی لشکر نے پلنگ توش کو قلعہ جماونک کہ میدان جنگ
سے چھہ کوس تھا بھگا دیا۔ تین سو اوزبک مارے گئے۔ اور ہزار گھوڑے اور بہت سے اسلحہ
کہ مخالفون نے گرانی کے سبب سے راہ مین پھینک دئے تھے بادشاہ کے ہاتھہ آئے اور فتح عظیم
کہ اور فتوحات کی عنوان تھی حاصل ہوئی۔ پلنگ توش کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ پلنگ کے معنی برہنہ
کے ہین اور توش کے معنی سینہ کے ہین کہ لڑائی مین سینہ کو کھول کر گیا تھا اسلئے یہ نام اس کا
مشہور ہوگیا۔ اکثر اوقات وہ قندہار اور غزنین کے درمیان رہتا تھا اور مکرر خراسان مین جا
اوسنے سپاہیانہ دستبردین کین تھین شاہ عباس اسی مواخذہ مین اوسکو گرفتار کرنا چاہتا تھا
جب ملک عنبر قطب الملک کی سرحد پر آیا تو اوسنے مبلغ تقرری کو بازیافت کیا کہ ہر سال خرچ سپاہ کے
لئے اوسنے لیتا تھا اور دو سال سے اوسنے نہین دیا تھا۔ اور عہد و سوگند سے اس طرف سے
خاطر جمع کرکے ولایت بیدر مین آیا اور اس ملک کی حراست کے لئے جو عادل خان کے آدمی مقرر تھے
اونکو زبون اور بے استعداد دیکھہ کر اونپر تاخت کی اور شہر بیدر کو تاراج کیا اور بہان سے جمعیت
و استعداد کے ساتھہ عادل خان کے سر پر چڑھا۔ عادل خان نے اپنے مردمان کار دیدہ اور
سرداران پسندیدہ ملا محمد لاری کے ساتھہ برہان پور بھیجے تھے اس پاس ایسی جمعیت حاضر نہ تھی
کہ وہ ملک عنبر کی دفع شرارت کے لئے کفایت کرتی اسلئے صلاح وقت و پاس عزت و محارست دولت
اس مین دیکھی کہ وہ قلعہ بیجاپور مین متحصن ہوا اور برج و بارہ استحکام اور قلعہ داری کے لوازم
مین مشغول ہوا۔ آدمی بھیجکر محمد لاری کو طلب کیا اور برہانپور مین جو لشکر اوسکے ہمراہ تھا اوسکو
حکم دیا کہ وہ اوسکے ساتھہ جلد آئے اور صوبہ مذکور کے متصدیون کو تاکید و مبالغہ کے ساتھہ
لکھا کہ میرے اخلاص و دولتخواہی شاہی کی حقیقت ظاہر ہے اور مین اپنے تئین درگاہ
شاہی کے منسوبون مین جانتا ہون اوسوقت میرے ساتھہ عنبر ناحق شناس گستاخانہ پیش آیا ہے
مجھے امید ہے کہ کل دولتخواہ سپاہ کے ساتھہ جو اس صوبہ مین ہین میری کمک پر متوجہ ہونگے۔ اور
اس فضول غلام کو دور کرکے اوسکے کردار ناہنجار کی سزا دینگے جب شاہزادہ پرویز اور

مہابت خان اوسکے پاس گئے ہیں تو سربلند راے کو برہانپور میں حکومت وحراست کے لئے مقرر
کر گئے تھے کہ مہمات ملکی وتنبوری محمد لاری کی صواب دید سے کرے اور دکن کے انتظام
مہام میں اسکی صلاح سے انحراف نہ کرے جب محمد لاری بہت بجد ہوا تو اوس نے
تین لاکھ ہون کہ قریب بارہ لاکھ روپیہ کے ہوتے ہیں لشکر کے مدد خرچ کے صیغہ میں
متصدیوں کو دئیے عادل خان کے نوشتے درباب کمک مہابت خان پاس پہنچے
اوسنے بھی متصدیات دکن کو لکہا کہ بے تامل وتوقف ملا محمد لاری کے ہمراہ عادل خان کی
کمک کے لئے وہ جائیں ناگزیر سربلند راے نے کچھ ادمیوں کے ساتھہ برہانپور میں توقف کیا
اور لشکر خان ومیرزا منوچہر وخنجر خان حاکم احمد نگر اور جان سپار خان حاکم بیر اور امرا ومنصبدار
کہ صوبہ دکن میں متعین تھے ملا محمد لاری کے ساتھہ عادل خان کی کمک کے لئے اور عنبر کے
استیصال کے لئے چلے جب عنبر کو یہ بات معلوم ہوئی تو اوسنے بھی بندگان درگاہ کو
نوشتے بھیجے کہ میں غلامان درگاہ میں سے ہوں اور سگان درگاہ سے نسبت رکھتا ہوں
کوئی بے ادبی بھی مجھہ سے ظہور میں نہیں آئی میں نے کونسی تقصیر وگناہ کیا ہے کہ میری
خرابی اور استیصال کے درپے ہوے ہو اور عادل خان کی تکلیف سے اور ملا محمد کی تحریک
سے میرے سر پر چڑھے چلے آتے ہو میرا اور عادل خان کا اُس ملک پر جھگڑا ہے جو کہ زمانہ
سابق میں نظام الملک سے متعلق تھا اب وہ اسپر متصرف ہے اگر وہ بندوں میں سے ہے تو
میں بھی غلاموں میں سے ہوں۔ اب مجھے اور اوسے چھوڑ دو وہ مجھسے اور میں اوسے سمجھہ لونگا
مشیت حق جو ہوگا وہ ظہور میں آئے گا ان لوگوں نے اوسپر التفات نہ کیا کوچ بر کوچ کرتے
ہوئے چلے گئے عنبر حقیقی الحاح زاری کرتا اور سکو وتباہی وہ زبون جانتے اور
اوسپر شدت ظاہر کرتے جب فوجیں بیجاپور کے نزدیک آئیں تو عنبر حوالی بیجاپور سے
فرار ہوا اور تلافی اور منصوبہ بازی کی فکر میں مشغول ہوا لشکر بادشاہی اور ملا محمد غالب
ہوکر عنبر کے پیچھے پڑے اور امان اور فرصت نہ دیتے جس طرف عنبر جاتا وہ اس طرف
اسپر تاخت کرتے وہ عجز سے پیش آکر متواتر یعنی تقصیر کردہ وناکردہ کے عفو کے لئے بھیجتا

حوالی احمد نگر کے میدان مین وہ پہنچا یہان اوسکو جنگ کے لئے میدان قابو ملا اوسنے صف کارزار آراستہ کی طرفین سے رزم طلب فوجین آراستہ کرکے جنگی فیلان مست اور توپخانون کو مقابل لائے اول عادل خان اور عنبر کے آدمیون مین جنگ ہوئی اور فوج حبشی نے بلاے سیاہ کی طرح لشکر ملا محمد پر یورش کی اور حملے ایک دوسرے پر ہوئے اس ضمن مین ملا محمد پر قضا کا گولہ لگا وہ گھوڑے سے گرا کہ لشکر نے ہزیمت پائی اور فوج بادشاہی کے سرداران بیجاپور کے عنان بر عنان راہ فرار اختیار کی اس حال مین ایک فوج تازہ عنبر کی مدد کو اس قصد سے آئی کہ فوج ہزیمت خوردہ کا تعاقب کرے۔ وہ اس انبوہ مغلوب سے دوچار ہوئی ایک طرف فوج عنبر نے تاخت کی سوار و پیادے بے شمار زیر تیغ کئے اور سوا اسکے بادشاہی اور عادل خانی پانچ امیر اور عمدہ نوکر اسیر ہوئے اور خنجر خان حاکم احمد نگر زخمی ہو کر جان سلامت لے گیا اور قلعہ مین پہونچ گیا۔ امراء مقیدین مین سے فولاد خان جو بیجاپور کے عمدہ نوکرون مین تھا اور عنبر کے ساتھ عداوت و ہمچشمی رکھتا تھا وہ قتل ہوا۔ باقی امرا کے طوق و زنجیر پہنا کر اور قلعہ دولت آباد کے اوپر بھیجے گئے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ملک عنبر نے امراے اسیر کو بستہ اپنے سامنے بلایا۔ امراے بادشاہی کو جدا کرکے مخاطب و معاتب ہوا کہ بغیر اسکے کہ تم مین سے کسی نے تردد کیا ہو یا کوئی تم مین سے زخمی یا کشتہ ہوا ہو محض ملا محمد کے مارے جانے سے تم نے راہ فرار اختیار کی۔ یہ کیا تام و ننگ کا پاس ورحق نمک آقا تھا کہ ظہور مین آیا۔ پھر حکم دیا کہ ہر ایک کو سو کوڑے مارے جائیں انمین سے جنکو کوڑے مارنے کا حکم ہوا تھا ایک لطیفہ گو شاعر بھی تھا یا نصدی منصب رکھتا تھا جب اسیر کو کوڑے لگانے کی نوبت آئی تو اوسنے فریاد کی اور کہا کہ مین سنتا تھا کہ ملک عنبر عدالت پیشہ اور منصف ہے لیکن یہ غلط تھا۔ یہ کہان شرط عدالت ہے کہ جو جماعت دولت دو ہزاری وسہ ہزاری منصب رکھتی ہو اوسکا جرمانہ بھی سو کوڑہ ہوا ور مین یانصدی ہون مجھپر بھی وہی جرمانہ ہے عنبر کو یہ بات خوش آئی اور کوڑہ مارنا موقوف ہوا۔ ملک عنبر نے عادل خان کے ملک کو تاخت و تاراج کرکے قلعہ شولاپور کو کہ ابتدا سے نزاع ملکی کا سبب ہوتا تھا تاراج کرکے اوسکے لشکر والے کو زیر تیغ کیا اور اس طرف بند و بست سے خاطر جمعی کرکے ملک

بادشاہی کی تاخت پر مصروف ہوا بلکہ پورا اور لواح برہانپور تک آبادی کے آثار چھوڑے۔ جب خبر جہانگیر کو پہنچی تو اوسکو نہایت رنج ہوا اور کشمیر کے لالہ زار کی سیر کر کے وہ لاہور کی طرف روانہ ہوا۔

خانخانان کا نظربند ہونا

جب شاہزادہ پرویز بنگالہ روانہ ہوا تو خانخانان کی فتنہ سازی اور نیرنگ پردازی سے اندیشہ رہتا تھا۔ اور اوس کا بیٹا داراب خان شاہجہان کی خدمت مین تھا اسلئے اوس سے خاطر جمع نہ تھی اور اوسکی بیٹی بیوہ جانا بیگم جو شاہزادہ دانیال کی بیوی تھی صاحب رائے و باتدبیر مشہور تھی پرویز نے حکم دیا کہ خانخانان مع اپنے تابعین اور لواحقین فوومی اقتدار کے دولت خانہ کے نزدیک ایک خاص خیمہ مین نظربند رکھا جائے۔ ان کے درمیان میان فہیم غلام تھا جو خانخانان صاحب اثر اور شجاعت اور رائے صائب اختیار و کاروبار مین خاص عالم مین زبان زد تھا اوس کی غیرت نے قید کی خفت کو گوارا نہ کیا۔ اور جنگ مین کمر بستہ ہو کر مع پسر و ہمراہیون کے کشتہ ہوا۔

شاہجہان کی شکست

اب شاہزادون کی لڑائی کی داستان یہ ہے کہ جب سلطان پرویز اور مہابت خان الہ آباد کے قریب پہونچے تو عبد اللہ خان نے الہ آباد کے محاصرہ سے ہاتھ اوٹھایا اور جھونسی مین مراجعت کی۔ دریا خان نے دریا کے کنارہ کو فوج سے استحکام دیا تھا اور کشتیون کو اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔ اسلئے بادشاہی لشکر کے عبور مین توقف ہوا۔ اور شاہزادہ پرویز اور مہابت خان نے گنگا کے کنارہ پر معسکر آراستہ کیا۔ دریا خان نے گذرون (گھاٹون) کا ضبط کیا۔ زمینداران بیسں نے کہ اس حدود مین اعتبار رکھتے تھے تیس کشتیان اطراف سے جمع کین اور اوپر کی طرف چند کوس لے گئے۔ اور وہان ایک گھاٹ پر لشکر شاہی کی رہبری کی اس عرصہ مین دریا خان آگاہی پاکر مدافعہ و مقابلہ مین مشغول ہو لشکر بادشاہی دریا سے گذر گیا۔ ناچار دریا خان نے توقف مین صلاح نہ دیکھی وہ جونپور کی طرف چلا گیا عبد اللہ خان و راجہ بھیم بھی شاہجہان پاس جونپور کی طرف گئے اور شاہجہان سے بنارس جانے کی درخواست کی۔ شاہجہان نے بیگمان حرم کو قلعہ رہتاس مین بھیجا اور خود بنارس کی طرف حرکت کی اور دریای گنگ سے عبور کر کے

ٹونس ندی پر اقامت کی۔ پرویز و مہابت خان گنگ سے پار ہو کر ٹونس کے کنارہ پر مقیم ہونا چاہتے تھے کہ بیرم بیگ مخاطب خاندوران خان شاہجہان کے حکم سے گنگا پار آیا اور آقا محمد سے لڑا اور شکست پائی۔ اور قتل ہوا اسکا سر شاہزادہ پرویز پاس آیا اور ایک نیزہ پر لگایا گیا۔ رستم خان نے جو پہلے شاہجہان کا نوکر تھا اور بھاگ کر شاہزادہ پرویز سے ملا تھا اوسنے کہا کہ خوب ہوا کہ حرامخور قتل ہوا جہانگیر قلی پسر اعظم خان حاضر تھا اوسنے کہا کہ اس کو حرامخور اور باغی نہیں کہنا چاہیے اس سے زیادہ نمک حلال کوئی اور آدمی نہیں ہو سکتا کہ اپنے صاحب کی راہ میں جان دے اور اس سے زیادہ کیا کوئی کر سکتا ہے اب بھی اسکا سر تمام سروں سے بلند تر ہے۔ اس واقعہ کے بعد شاہجہان نے اپنی سپاہ کے سرداروں سے مشورہ کیا۔ اکثر دولت خواہوں اور خصوصاً راجہ بھیم نے صلاح جنگ صف مین دیکھی۔ مگر عبداللہ خان اصلا اس بات پر راضی نہ ہوا اور عرض کیا کہ بادشاہی لشکر کمیت مین ہمارے لشکر پر افزونی رکھتا ہے لشکر شاہی قریب چالیس ہزار سوار کے ہے اور ہمارے لشکر مین قدیمی و جدید سپاہی سات (دس) ہزار سوار بھی نہیں ہیں مناسب حال یہ ہے اور صلاح اسمین ہے کہ لشکر جہانگیری کو اس سرزمین مین چھوڑ کر ہم اودہ اور لکھنو کی راہ سے نواحی دہلی مین چلین اور جب یہ گروہ انبوہ اس طرف دوڑ کر ہمارے نزدیک آئے تو ہم دکن کی طرف متوجہ ہوں ناگزیر لشکر بادشاہی بسیاری اور گرانی حرکت سے اسباب حشمت سے عاجز ہو کر آشتی کرے اور اگر صلح کی صورت نہ ہوگی تو اسوقت بمقتضاے وقت عمل ہوگا۔ راجہ بھیم نے جنگ پر اصرار کیا اور کہا کہ بغیر اسکے میرا ہمراہ ہونا متصور نہین ہے۔ بادشاہ نے کچھہ اپنی عزت اور جلادت کے سبب سے اور کچھہ راجہ کی خاطر سے باوجود عدم استعداد اور زبونی لشکر جنگ صف پر قرار دیا۔ طرفین کے لشکر آراستہ عرصہ کارزار مین مبارزت کرنے لگے اول ارابہ توپخانہ حصار سے لکر یا گرم آیا۔ افواج بادشاہی کی یہ کثرت تھی کہ قوس کی طرح شاہجہانی لشکر کو تین طرف سے گھیر لیا اور تیر و تفنگ کا مینہ اسپر برسایا۔ توپخانہ چھین لیا۔ راجہ بھیم نے مخالفون کی کثرت پر ذرا خیال نہ کیا۔ راجپوتون کے گروہ کے ساتھہ توسن ہمت کو کدایا اور فوج بادشاہی تک پہنچا شمشیر اوبدار سے کارزار کی اوجہ جتا جت فیل کو جو اوسکے سامنے آیا تیر و تفنگ کے زخم سے

گرادیا اور اس شیر بیشۂ جرأت و جلادت نے جان نثار راجپوتون کو ساتھہ لیکر کارنامہ مردمی اور شجاعت
ظاہر کیا — یہ اوپر کا بیان توزک جہانگیری اور اقبال نامہ سے نقل ہوا ہے مگر خافی خان
اس جنگ کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ جب پرویز سرحد بنگالہ میں پہنچا ہے۔ پرویز کے
حکمون سے مہابت خان نے زمینداروں اور حکام شاہی پاس نوشتجات بھیجے جو وعدہ و وعید و
تہدید آمیز اور ترک اطاعت و رفاقت شاہجہان پر مشتمل تھے۔ اور مہابت خان ایسی تہدیدات
اور تدبیرات کو کام میں لایا جس سے کہ شاہجہان کا سلسلہ نسق و بندوبست برہم ہوا زمیندار
جو صاحب نواڑہ اور جنگی کشتیون کے مالک تھے اور اون میں سے بعض مجبور ہو کر شاہزادہ کے متعلقون
کے قبضہ اقتدار میں آئے تھے اور اونکی ایک جماعت برضا و رغبت شاہجہان کی اطاعت کو
سرمایہ سعادت سمجھتے تھے اونمیں سے زیادہ تر مہابت خان اور احکام بادشاہی کی تہدیدات اور
تہدیدات سے بھاگ گئے اور ملاح کشتیون سے دریا میں کود کر فرار ہوئے اس ملک میں باشندون
اور لشکر کی زیست کا اور رسد غلہ و تمام ماکولات و ملبوسات و تردد جنگ کے بہم پہنچنے کا مدار
نواڑہ اور کشتی پر ہے سو تمام عملہ کشتی سلطان پرویز سے جا ملا تو شاہجہان کا لشکر اس قدر تنگ ہوا
کہ بغیر اسکے کہ پائے جنگ و کارزار درمیان آئے جوق جوق سپاہ اور کاسبان بازار اُٹھہ کر چلے
گئے۔ شاہجہان نے جو تیس چالیس ہزار سپاہ جمع کی تہی اُس مین سے دس ہزار سوار باقی رہے
جنمین سے زیادہ تر فرار کے فکر مین تھے اتفاق سے لشکر کا نزول ایسے جنگل میں ہوا کہ خاردار
اشجار سے پُر تھا۔ شاہجہان نے ناچار ہو کر فرمایا کہ لشکر کے گرد چار دیواری بنائی جائے غلہ کے
پہنچنے کی راہ بالکل مسدود ہوئی۔ سلطان پرویز کی سپاہ سامنے آئی۔ اونسے اطراف کا محاصرہ
کیا۔ چند روز کے محاصرہ میں روز بروز لشکر کا حال تباہ ہوتا جاتا تھا اور باقی سپاہ کارزار
مین دل نہیں لگاتی تہی بلکہ عمدہ سردار بھی جنگ پر راضی نہ تھے اور صلح و مدارا چاہتے
تہے۔ راجہ بھیم و شیر خان تہوڑی کر کے شاہزادہ پرویز کی فوج کے مقابل آئے اور توپخانہ
آتشبار کے گرد دیوانہ وار پھرے اور جنگ مردانہ اور تردد رستمانہ کیا جو شرح و بیان مین نہیں
آسکتا خصوص راجہ بھیم خود شمشیر زنان مع جان نثار ہمراہیون کے صف فوج کو ہٹا کر سلطان پرویز

قول پر جا پہنچا جو سامنے آیا اوسکو شمشیر و سنان سے نیچے گرایا سلطان پرویز کے مقابل جلنے میں
کتنے ایک امیرون اور نامی مبارزون کو خانہ زین سے زمین پر سرنگون کیا قریب تھا کہ بادشاہ
کی چالیس ہزار سپاہ برہم ہوجائے۔ مہابت خان نے حکم دیا کہ فیل مست کو اوسکے مقابل لائیں
راجہ بھیم اور شیر خان نے اور رجپوتون کی ایک جماعت نے اس بلائے سیاہ پر حملہ کرکے شمشیر و برچھی
سے اوسکی خرطوم کو زخمی کرکے مار ڈالا ہر دفعہ کہ راجہ قلب گاہ لشکر پر حملہ رستمانہ کرتا تھا بے اختیار
دونون لشکرون سے صدائے آفرین بلند ہوتی تھی۔ آخر کو مہابت خان مع چند نامدار بہادرون
کے راجہ کے مقابلہ مین آیا۔ باوجودیکہ راجہ کے کاری زخم لگے تھے اوسپر بھی وہ مہابت خان
کا ہم نبرد ہوا تردد بہادرانہ کرکے وہ گھوڑے سے گرا۔ اوسکے سر کاٹنے کے قصد سے
جو مخالف اوسکے نزدیک آیا جوہر غیرت کی مدد سے وہ اوٹھتا تھا اور اپنے حریف کا کام
تمام کرتا تھا۔ دم واپسین تک شمشیر ہاتھ سے نہیں چھوڑی۔ شیر خان نے بھی ایک راجپوتون
کی جماعت کے ساتھ شرط فدویت و جانبازی کی تقدیم کی پھر بازار کارزار ایسا گرم ہوا کہ دشمن
تیر شاہجہان کے جامہ میں اور تین چار تیر اسپ سواری خاصہ میں لگے۔ کل بارہ ہزار سوارون
مین سے عبد اللہ خان کے ہمراہی پانچسو سوار اور بعض دولتخواہ جان نثار باقی رہے شاہجہان
نے مکرر یہ چاہا کہ کلمہ شہادت و استغفار زبان پر لاکر دشمن کے لشکر کے قلب پر حملہ کرے مگر عبد اللہ
خان مانع ہوا۔ شاہجہان نے جب قصد مکرر کیا تو نوبت یہ آئی کہ عبد اللہ خان بعض دولتخواہون
کے اتفاق سے گھوڑے کو پکڑ کر گستاخانہ از روے درستی فدویانہ سد راہ ہوا اور کہا کہ حضرت
کے جد آبا سے مثل فردوس مکانی بابر بادشاہ پاس کئی دفعہ دس بیس سوار رہ گئے وہ معرکہ کارزار
سے نکل آیا اور خود کنارہ کشی کی اور پھر کامیاب ہوا۔ اگر حیات باقی ہے سلطنت آپ کی
خانہ زاد و ہمرکاب ہے۔ شاہجہان کو چند نفر کے ساتھ جبریہ اس تہلکہ سے نکال لایا۔ تمام خزانہ
و فیل و کارخانے و توپخانے تاراج ہوئے اور سلطان پرویز کے آدمیون کے تصرف میں
آئے۔ اونھیں دنون میں شاہزادہ محمد مراد بخش پیدا ہوا اس نونہال کو بعض خادمان محل کے
ساتھ قلعہ رہتاس میں پہنچایا اور فضل الہی کے سایہ میں سونپا۔ محل خاص ہمراہ لیکر دکن کا قصد کیا

مہابت خان کے نوشتون سے جہانگیر سے حقیقت حال معروض ہوئی تو او سنے شاہجہان کے حال پر
بہت افسوس کیا - یہ بھی معروض ہوا کہ شاہجہان صدمات بنگالہ کے بعد دکھن کو روانہ ہوا ہے
تو تعاقب کا حکم سنزاول کے ہاتھہ سلطان پرویز پاس بھیجا اور فرمان گیا کہ مہابت خان ملک
برہم خوردہ بنگالہ کے بند و بست کے واسطے یہین رہے اور پرویز بلا توقف دکن کی طرف مرحلہ پیما ہو
سربلند رائے صوبہ دار برہانپور کے نام حکم صادر ہوا کہ سلطان پرویز کے پہنچنے تک اس صورت
مین کہ شاہجہان برہانپور کو محصور کرے محافظت شہر مین مشغول ہو اور جنگ کی جرات نکرے
اس حکم کی نسبت اقبال نامہ مین لکھا ہے کہ جب اسد خان بخشی دکن کی برہانپور سے عرضداشت
آئی کہ یاقوت حبشی دس ہزار سوارون کے ساتھہ ملکاپور مین موجود ہے جو برہانپور سے دس کوس
ہے سربلند رائے کا ارادہ شہر سے باہر جا کر اس سے لڑنے کا ہے تو بادشاہ نے بتاکید تمام
حکم صادر کیا کہ جب تک ملک نہ پہنچے زنہار لڑنے کا ارادہ نکرے برج و بارہ کو مستحکم کرے -
جب شاہجہان نے داراب خان کو بنگالہ سپرد کیا تھا تو اوسکے زن و فرزند کو اپنے ہمراہ لے لیا تھا
بعد اس حادثہ مذکور کے اوسکے قبائل کو نونہال محمد مراد بخش کے ساتھہ رہتاس مین چھوڑا
اور داراب خان کو لکھا کہ ملک عنبر اور سرداران دکن کے نوشتے ہماری طلب مین
آئے ہین اور وہ ہمارے منتظر ہین جلد ہمارے پاس چلے آؤ کہ ہم تم ساتھہ روانہ ہون - داراب خان
نے نا موافقت ایام اور کوتاہی عقل سے عذر نا مسموع کر کے بات کو ٹالا اور لکھہ بھیجا کہ زمینداروں
نے اتفاق کر کے مجھے گھیر رکھا ہے مین نہین آسکتا جب اسکے آنے سے مایوس ہوا تو دکن کو جس
راہ سے آیا تھا اسی راہ پر روانہ ہوا -

سلطان پرویز صوبہ بنگالہ مہابت خان کو سپرد کر کے شاہجہان کے تعاقب مین گیا -
داراب خان کی طلب مین نوشتے بھیجے اور اپنے پاس اوسکو بلایا - اور مہابت خان کو
اوسکے قتل کا اشارہ کیا جسنے اوس کو مار ڈالا عبداللہ خان نے داراب خان کی رفاقت
سے مایوس ہو کر بڑے بیٹے کو شاہجہان کے حکم بغیر بادیہ عدم کا رہ نورد کیا - اقبال نامہ مین
لکھا ہے کہ جب داراب خان مہابت خان پاس آیا تو جہانگیر نے لکھا کہ اوس کو زندہ رکھنے مین

داراب خان کا مارا جانا +

کیا مصلحت سوچی ہے تم کو چاہئے کہ اسکا سر کاٹ کر ہمارے پاس بھیجدو۔ مہابت خان نے حکم کے بموجب تعمیل کی اُس کے سر کو تن سے جدا کر کے شہنشاہ پاس بھیجدیا۔

بادشاہ اواسط اسفندیارمذ کو میں کشمیر کی سیر کو روانہ ہوا۔ نوروز کا جشن ... الٰہی جری ... ہوا جس سے فارغ ہو کر کشمیر کی سیر کے لئے چلا۔ راہ میں منزل بمنزل خانے ... نشیمن بنے ہوئے تھے۔ جہانگیر نے یہ عمارتیں بنوائی تھیں اونکے سبب خیمہ و فرش کی ضرورت نہیں کہ بار برداری کی تکلیف ہوتی۔ فرشہائے ملوکانہ موجود تھے ان میں اکثر تامدار ... سیر و شکار کرتا ہوا ... لال ... کشمیر کے نفیض نشان مکانوں میں سے ہی بادشاہ پہنچا۔ ایک ... ڈیرہ لگایا گیا جہاں تک نظر کام کرتی تھی دشت و کوہ و صحرا و بام و خانہائے شہر ... کے پھول اور سبزہ جلوہ گر تھے۔ بعد سیر و شکار کے تفرج کے پنجاب کی طرف بادشاہ نے مراجعت کی ... بھنبر پہنچا تو بہت آدمی برف و سرما بے ہنگام اور گزند رسان ہوا سے کوہ کے اوپر ... تلف ہوئے منزل بھمبر کی کوہ کے نیچے اوپر کی اختلاف ہوا کی عجیب نقل کرتے ہیں کہ ... تیرماہ الٰہی میں زمین اور آسمان دونوں تو بار کی بھٹی ہوتے ہیں کوتل کے نیچے گرمی ... تابستان کے موسم کے موافق ہوتی ہے کہ مسافر کو برہنہ سونا گرمی کا عذاب دکھاتا ہے اور کوہ کے اوپر جاڑے کے مارے بے لحاف نیند نہیں آتی

بادشاہ نے اس سفر میں یہ تجربہ بھی کیا کہ کتب طب میں خاص کر ذخیرہ خوارزم شاہی میں جو لکھا ہے کہ زعفران کے کھانے سے ہنسی آتی ہے اور اگر زیادہ تر کھلایا جائے تو ہنسی کے مارے مرجائے یہ بات بالکل غلط نکلی بہت زعفران آدمیوں کو کھلایا اونہوں نے تبسم بھی نہیں کیا (زعفران کا اثر بعض ایسے آدمیوں پر ہوتا ہے جو سریع الاحساس ہوتے ہیں)

اس سال کے ابتدا کے واقعات یہ ہیں کہ جب شاہجہان دکھن میں برار کی سرحد پر آیا تو ملک عنبر نے اوسکی خدمتگاری شروع کی اوسکی ہواخواہی کے لئے ایک فوج بسر کردگی یاقوت خان کے حوالی برہانپور میں تاخت و تاراج کے لئے بھیجی اور شاہجہان کو لکھا کہ جلد آؤ۔ شاہجہان اس طرف چلا اور دیوگانو میں خیمہ لگایا عبداللہ خان محمد تقی مخاطب شاہ قلی خان

اک فوج کے ساتھہ تعین کیا کہ وہ یاقوت خان کے ساتھہ متفق ہوکر برہان پور کا محاصرہ
کرین اور قلعہ گیری کے لوازم مین مصروف ہون - اور اوسکے بعد وہ خود بھی اس طرف
متوجہ ہوا اور سواد شہر مین لال باغ مین اُترا - راؤ رتن اور اور بادشاہی ملازم
قلعہ مین تھے - اور شہر وحصار کے استحکام کی شرائط اہتمام ولوازم کارآگہی کی تقدیم
کرکے متحصن ہوئے - شاہجہان نے حکم دیا کہ ایک طرف عبداللہ خان اور دوسری طرف
سے شاہ قلی خان قلعہ پر چسپان ہون جس طرف عبداللہ خان تھا غنیم نے ہجوم کیا اور
سخت جنگ ہوئی اور شاہ قلی خان قلعہ کی دیوار توڑکر حصار مین آیا - سربلند رائے
کارکردہ آدمیونکو عبداللہ خان کے مقابل مین چھوڑکر خود شاہ قلی خان سے لڑنے آیا -
اکثر ہندی نوکر کوچہ وبازار مین متفرق ہوگئے تھے شاہ قلی خان نے ارک کے
میدان مین دشمن کے مدافعہ ومقابلہ مین کوشش کی - اسکے ساتھہ جو آدمی تھے اُنمین
چند مارے گئے اور وہ ناگزیر ارک مین آیا اور قلعہ کا دروازہ بند کیا - سربلند رائے نے
اسکا محاصرہ کرکے اوسپر کار تنگ کیا - شاہ قلی خان نے مضطر ہوکر قول لیا اور اوس سے
ملاقات کی جب شاہجہان کو اسکی خبر ہوئی تو دوسری دفعہ فوج کو ترتیب دیکر یورش کا حکم
دیا - ہرچند مبارز خان وجان سپار خان اور اور دلیر شرائط سعی وکوشش بجالائے
مگر کچھہ اثر مرتب ہوا - بار سوم شاہجہان نے خود سوار ہوکر یورش کا حکم دیا - اطراف
بہادران رزم آرا اور دلیران قلعہ کشا نے قدم جرأت وجلادت آگے رکھا اور شجاعت
کے کارنامے ظاہر کئے اور اہل قلعہ مین بعض نامی آدمی مارے گئے کہ جسوقت متحصنون پر
کام دشوار ہورہا تھا کہ اتفاق سے سید جعفر کی گردن پر تیر تفنگ پیوست مال ہوا اور وہ
مضطرب ہوکر پھرا - اسکی باگ موڑنے سے تمام دکھنی سراسیمہ ہوکر بھاگ گئے - اور بہت سے
سیدون کو اپنے ساتھہ لے گئے اور اسی حال مین یہ خبر آئی کہ مہابت خان وخانخانان سپہ سالار
اور شاہزادہ پرویز نے لشکر بادشاہی کے ساتھہ بنگالہ سے معاودت کی اور دریاے نربدا
پر آگئے ہین تو شاہجہان نے بالاگھاٹ مین مراجعت کی اسوقت شاہجہان سے عبداللہ خان

جدا ہو گیا اور موضع اندور مین جا بیٹھا نصرت خان جدا ہو کر نظام الملک پاس چلا گیا اور اوس کا نوکر ہو گیا +

شاہجہان کا عذر خواہ ہونا +

شاہجہان نے برہانپور کا محاصرہ چھوڑکر بالاگھاٹ کی طرف گیا اثناء راہ مین اس کے مزاج پر قوی ضعیف نے استیلا پایا اور تصدیعات روحانی پر عارضہ بدنی کا اضافہ ہوا تو ان ایام نکبت مین اسکی خاطر مین آیا کہ پدر والا قدر سے عذر تقصیرات کر کے معافی مانگی اس ارادہ حق پسند کے ساتھ عرضداشت مین جرائم ماضی وحال کا انفعال لکھکر ارسال کیا حضرت شہنشاہ نے ایک فرمان اپنے خط مبارک سے قلمی فرمایا کہ جسکا مضمون یہ تھا کہ اگر دارا شکوہ اور اورنگ زیب کو ملازمت مین بھیجو اور رہتاس اور آسیر کے قلعون کو ہمارے آدمیون کے تصرف مین دیدو تو تمہاری تقصیرات معاف ہو جائینگی اور ملک بالاگھاٹ اسکو مرحمت ہوگا اس فرمان کے پہنچنے کے بعد شاہجہان باوجودیکہ شاہزادون کے ساتھ کمال دل بستگی رکھتا تھا مگر والد ماجد کی رضا جوئی کو مقدم جانا اور ان جگر گوشون کو مع پیشکش کے جسکی قیمت دس لاکھ روپیہ ہوگی بادشاہ پاس روانہ کیا سید مظفر خان اور رضا بہادر کو جو قلعہ رہتاس کی حراست پر مقرر تھے لکھا کہ فرمان بادشاہی جس جس کے نام آئے اوسکو قلعہ حوالہ کر دو اور مراد بخش کے ہمراہ میرے پاس چلے آؤ اور حیات خان کو لکھا کہ قلعہ آسیر بندہ ہائے شاہی کو حوالہ کر کے میرے پاس آؤ ـــــ پھر خود ناسک کی طرف کوچ کیا +

عبدالرحیم خانخانان کا قصور معاف ہونا +

بادشاہ نے عبدالرحیم خانخان کو اپنے پاس بلایا اور وہ آیا مدت تک ناصیہ خجالت کو زمین پر سے نہ اوٹھایا بادشاہ نے اوسکی دلنوازی اور تسلی کے لئے فرمایا کہ اس مدت مین جو کچھ ظہور مین آیا وہ آثار قضا وقدر سے تھا کہ ہمارے تمہارے اختیار سے باہر تھا ـ اسقدر خجالت وملامت کو راہ نہ دو غرض اوسکو مناسب جا پر بٹھا دیا اور از سر نو اوسکو خانخانان کا خطاب دیا اور قنوج جاگیر مین عنایت ہوا +

بادشاہ نے نورجہان بیگم کے اغوا سے آصف خان اور فدائی خان کو شاہزادہ پرویز پاس

بھجوایا تھا کہ مہابت خان کو اس سے جدا کر کے بنگالہ روانہ کرے اور خانجہان کو گجرات سے طلب کیا تھا کہ وہ شاہزادہ کی وکالت کرے۔ اگرچہ شاہزادہ نے اول اس مین عذر کئے مگر آخر کار مہابت خان بنگالہ گیا اور اوسکی جگہ خانجہان مقرر ہوا۔ خانجہان پاس عبداللہ خان نے پیغام بھیجا کہ عصیان و نمک حرامی اور شاہجہان کی رفاقت سے نادم و پشیمان ہون عفو جرائم اور سلطان پرویز سے ملنے کے لیے التماس کرتا ہون ع گر قبول افتد زہے عز و شرف +

اس مصرع کے جواب مین یہ پڑھا گیا ؎

بازآ بازآ ہر آنچہ ہستی بازآ — گر کافر و گبر و بت پرستی بازآ
این درگہ ما درگہ نا امیدی نیست — صد بار اگر توبہ شکستی بازآ

اس کا قصور معاف ہوگیا۔

بادشاہ ۱۹۔ محرم ۱۰۳۵ھ کو کشمیر سے لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ سلخ ماہ مذکور کو لاہور مین داخل ہوا۔ مدت مدید سے بادشاہ کو کابل کی سیر کا خیال تہا سو وہ ۳۔ صفر ۱۰۳۵ھ کو کابل کی طرف روانہ ہوا۔ افتخار خان پسر احمد بیگ خان نے احداد کا سر صوبہ بنگش سے لاکر پیشکش مین پیش کیا۔ بادشاہ نے خوشی کے شادیانے بجوائے اور سر کو لاہور بھیجا کہ قلعہ کے دروازہ پر لٹکائیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب ظفر خان پسر خواجہ ابو الحسن کابل مین پہنچا تو اوسنے سنا کہ یلنگ توش اوزبک شورش افزائی اور فتنہ انگیزی کے قصد سے نواحی غزنین مین آیا ہے۔ ظفر خان نے لشکر کو جمع کیا۔ اس اثنا مین احداد قابو پاکر یلنگ توش کے اشارہ سے تیراہ مین آیا۔ راہ زنی اور دست اندازی کہ شیوہ بد اوس مفسد کا تھا اختیار کیا۔ یلنگ توش اپنے ارادہ باطل سے نادم ہوا اور اپنے خویشون مین سے ایک شخص کو ظفر خان پاس بھیجا کہ ملائمت اور چاپلوسی کرے۔ اولیاے دولت کی خاطر اس طرف سے فارغ ہوئی۔ احداد کے فساد کے دفع پر مائل ہوئی اور سپاہ شاہی اوسکے سر پر جا چڑھی جب اوسکو یلنگ توش کی پھر جانے کا اور لشکر شاہی کے آنے کا حال معلوم ہوا۔ تو اپنے مین تاب استقامت نہ دیکھی کوہ اداغر مین جہان اس کا محکمہ تھا چلا گیا اور اوسکو

احداد کا سر کٹنا +

اپنی پناہ سمجھا اور ایک دیوار آگے کھینچی اور خوب استحکام کیا اور سامان اور ذخیرہ اور قلعہ داری کا اسباب جمع کیا۔ لشکر شاہی نشیب و فراز طے کرکے اوسکی تسخیر کے لئے آیا۔ جمادی الاول صبح سے پہر تک لڑکر اس محکمہ کو فتح کرلیا اور راجہ اودا مارا گیا جسکا سر کاٹ کر بادشاہ پاس بھیجا گیا۔

۲۴ جمادی الثانی ۱۰۳۴ھ کو نوروز ہوا۔ اور جلوس کا اکیسوان سال شروع ہوا اور دربار جہان پر جشن نوروزی ہوا اور شاہجہان کے محبت نامہ کا جواب لکھا گیا اور ایک گرز مرصع تمام الماس قیمتی لاکھ روپیہ کا اس پاس بھیجا گیا +

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ مہابت خان سلطان پرویز سے جدا ہوکر بنگالہ کا صاحب صوبہ ہوا اور اس سیر حاصل زرخیز ملک میں وہ رہا۔ جاگیرداروں کے تمام محالات اور بے تقصیرون اور صاحب تقصیرون کے ہاتھی اور بہت دولت تصرف میں لایا اور وہان کے رہنے والون پر زیادہ ظلم و تعدی کیا۔ محالات خالصہ پر بھی متصرف ہوا اور بادشاہی دیوانون اور متصدیون کو نکال باہر کیا۔ اور بادشاہ کو ایک دام درم نہ بھیجا۔ جاگیردارون اور امرا کے وکلا نے اوسکی ظلم و ستم کی فریاد بادشاہ سے کی۔ مہابت خان نے نورجہان بیگم کی تہدید سے شاہجہان کو صدمہ پہونچایا تھا اور بے شمار خزانہ اور جواہر مع کل کارخانجات کے تصرف مین لایا اور پھر اس ضلع کے رہنے والون کو ستایا تھا۔ جہانگیر مظلومون کی شکایت سننے میں گوش شنوا رکھتا تھا۔ عدالت اور ستم رسیدون کی عوض مین جد و جہد بہت کرتا تھا۔ آصف خان نے مہابت خان کی سب تقصیرات و تعدی اور مردم آزاری بادشاہ کے خاطر نشان کین وہ مہابت خان سے مدت سے لاگ ڈانٹ رکھتا تھا اور اس سے جلا ہوا بیٹھا تھا۔ بعد اس عرض کے بادشاہ نے عرب دست غیب کو جو بڑا ضابط و شجاع تھا بنگالہ بھیجا کہ وہ یہ تحقیق کرے کہ مہابتخان نے محال بادشاہی سے کیا تصرف میں لایا ہے اور رعیت اور زیردستون پر کیا ظلم کیا ہے اور اوس کو مع خزانہ اور ہاتھیون کے ساتھ لے آئے۔ آصف خان کی کارپردازی اور تحریک کے سبب سے یہ طلب تھی جس کے دل مین یہ تھا کہ اپنے حریف کو خوار اور بے عزت کرے اور اوسکے ناموس اور جان و مال پر دست تعرض دراز کرے جب عرب دست غیب

مہابت خان پاس پہنچا تو اوسنے اوسکی خدمت ماموره کی مقدمات سے اور مکالمہ سے جو عفو خواہ
کی اور بادشاہی ہاتھیون کو عرب دست غیب کے ساتھہ بھیجدیا اور خود چند روز کی مہلت
چاہی - آصف خان تو اس مطلب گران کو سبک دست جانتا تھا مگر مہابت خان بڑا
سورتیلا تھا اوسنے سوا معقری فوج کے پانچ ہزار راجپوت خونخوار یک رنگ و یک جہت
نوکر رکھے اور اونکے اعیان کے فرزندون کو لے لیا کہ جسوقت جان برآن بنجے
اور کارد باستخوان پہنچے اور سب طرف سے مایوس ہون تو اپنی عزت اور ناموس کے لیے بقدر
امکان دست وپازنی کرین اور اہل وعیال کے ساتھہ جان نثار ہون -

وقت ضرورت چو نماند گریز دست بگیرد سر شمشیر تیز

عرب دست غیب ہاتھیون کو لیکر مہابت خان سے پہلے بادشاہ پاس پہنچ گیا اور جو
حقیقت دریافت کرنی تھی وہ عرض کی - ایک دو مہینے بعد مہابت خان بھی آراستہ
لشکر کے ساتھہ آگیا - اس عرصہ مین آصف خان کے اغوا سے بنگالہ کے ستم رسیدون
مین سے ہزارون دادخواہ اور جاگیرداردن اور مدارا امرا کے وکلا گروہ گروہ
بادشاہ کے حضور مین سواری اور معتاد آرام بادشاہی کے وقت مین اپنی داد و
فریاد سے بادشاہ کو بے آرام کرنے لگے - باوجودیکہ مہابت خان جس روش سے
آیا تہا اوسکی نسبت حرفہائے ناملائم مذکور ہوتے تھے مگر آصف خان نہایت غافل
و بے پروا تھا جب بادشاہ کو مہابت خان کے آنے کی خبر ہوئی تو اوسکو حکم ہوا کہ
جب تک بادشاہی مطالبون سے اپنے تئین فارغ نہ کریگا اور بمقتضاء عدالت اپنے
مدعیون کو تشفی دیگا کورنش وملازمت سے محروم رہے گا - اگرچہ یہ ساری آگ نورجہان کی
لگائی ہوئی تھی مگر وہ اس مقدمہکی ہمواری اور اصلاح چاہتی تھی لیکن بادشاہ عدالت
گستری اور ستم رسیدون کی فریادرسی کا بڑا مقید تھا - باوجودیکہ نورجہان سے عشق کا
تعلق تھا اور امور ملکی ومالی کا کوئی مقدمہ بے اسکی صلاح کے فیصل نہ ہوتا تھا مگر جب ستم
رسیدون کا استغاثہ ہوتا تھا تو نورجہان کو کسی کی طرفداری کا یارا نہ ہوتا تھا - اور مکرر

بادشاہ نے فرمایا تھا کہ سلطنت کا سارا مدار تجھ پر ہے لیکن مظلوموں کے مقدمے میں غور
کرنے کے اندر میں تیری کچھ نہ سنونگا +

بادشاہ کا مہابت خان کی قید میں آنا +

اسی زمانہ میں مہابت خان نے اپنی لڑکی کا نکاح خواجہ برخوردار بزرگ زادہ نقشبندی
سے کر دیا تھا یہ نکاح اس عہد کے ضابطہ کے خلاف بے عرض و اذن بادشاہ ہوا تھا
آصف خان نے اس باب میں اسکے غرور کو بادشاہ سے عرض کیا اس تقصیر میں برخوردار
کو پکڑ کر بادشاہ کے روبرو لائے اور اوسکے دونو ہاتھ پیٹھ پر باندھ ذلت و خواری کے
ساتھ برہنہ زندان میں بھیجا۔ اور فدائی خان کو حکم دیا کہ جواہر اور فیل اور تمام اسباب
جہیز کا جو اوسکو دیا گیا ہے تحقیق کر کے ضبط کر لے اور محصلان شاہی متعین ہوئے
کہ مظلومان مغلوب اور جاگیرداران معذور کے ادائے حق کے بعد دفتر دیوانی میں رجوع
کریں اور محاسبہ تصرف و مطالبات چندین سالہ سرکار سے فارغ کریں۔ آصف خان
اگرچہ ایسے قوی مدعی کی خفت و خواری چاہتا تھا جو شجاعت و تدبیر و تزویر میں مشہور
تھا مگر وہ اس کام کو ایسا خفیف جانتا تھا اور دشمن عظیم کو حقیر سمجھ کر یہ تلافی کرنی چاہتا تھا
کہ اس ارادہ کے موافق احتیاط و بندوبست جیسا کہ چاہئے نہیں کرتا تھا۔ اور مطلوب کے
جو مصالح ضروری تھی اونکے جمع کرنے میں اور تدبیر کرنے میں کوشش نہیں کرتا تھا۔ اس
غرور کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ کام نہ بنا اور سوا اسکے کہ ملک میں فساد عظیم مچا اور اوس کو خود
ایسی خفت و ذلت ہوئی کہ تواریخ میں داخل ہو کر غرائب لیل و نہار سے سمجھی جاتی ہے

حاصل کلام یہ ہے کہ مہابت خان ان مکارہ کے بعد جو مکافات عمل کے اثر سے
انسان کے سامنے پیش آتے ہیں مغلوب و مغموم ہو کر دن رات بسر کرتا تھا۔ دریا بہت بہ
آسانی سے لشکر کے عبور کرنے کے لئے پل بنا تھا۔ بادشاہ کے کوچ سے ایک روز پہلے
موافق دستور کے امرا و لشکر نے عبور کرنا شروع کیا۔ کل ارکان دولت اور امرائے فدوالاقتدار
اور نامی منصبدار یہاں تک کہ آصف خان و فدائی خان و خواجہ ابو الحسن کہ مدار علیہ
سلطنت تھے دریا سے پار چلے گئے۔ اور بادشاہ کی خدمت میں سوائے نور محل اور صادق خان

اور میر منصور بدخشی و شجاع خان و مقرب خان اور چند ازمعدود عہدہ دارون اور خواجہ سراؤن
اور خواصون مثل خدمت پرست خان و جواہر خان و عرب دست غیب و فصیح خان کے
کوئی نہ رہا۔ آصف خان کی دانائی پر یہ پتھر پڑے کہ اوسنے زہر لا سانپ تو ہاتھہ میں
پکڑا اور زہر کا کچھہ فکر نہ کیا مار بازی کو سرسری بازیچہ جانا۔ ولی نعمت کو تنہا چھوڑا۔ آپ سے
گذر کر عالم آب مین محبوبون کے ساتھہ عشرت مین مشغول ہوا۔ مہابت خان تو ایسے قابو کے
لئے چشم براہ اور گوش بر آواز بیٹھا تھا جب میر اور وزیر کی بے خبری اور تدبیر کی خطا سے
مطلع ہوا تو اوسنے لشکر کو خفیہ آخر شب مین اشارہ کیا کہ بے صدا اور ندائے شہرت مسلح اور
آمادہ جمع ہون وہ سات آٹھہ ہزار سوار جو اوسکے اپنے تھے سوار ہوا۔ قریب دو ہزار
سوارون کے پل پر تعین کئے اور اونکو حکم دیا کہ اوس طرف سے جو سوار و پیادہ آئے
اوسے آنے نہ دین اور اس طرف سے جو جائے اوسے روکے نہین اور خود چار یا پنچ ہزار
سوار لیکر بادشاہ کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور نشان اور اسباب تجمل کو اوس فوج کے
ہمراہ کیا کہ پل پر تعین تھے اور بادشاہ کے عبور کی شہرت دی۔ اور جماعہ داران کو تاکید کی
کہ اگر اوس طرف سے یورش ہو تو پل کو آگ لگا دین اور کمک نہ آنے دین۔ آپ خود دولتخانہ
کے قریب آیا اور حکم دیا کہ اطراف خیمہ کو سپاہ گھیر لے اور خود اپنے خاصون کی جماعت لیکر
بارگاہ مین داخل ہوا۔ خواص و خواجہ سرایان بادری دار خبردار ہوئے اور سراسیمہ وار
بادشاہ کی خوابگاہ کی طرف گئے اور بادشاہ شب کے خمار سے اول روز مین آرام مین تھا۔
پانؤن دبا کر اوٹھایا اور نیرنگی روزگار اور اس نابکار کے آنے سے آگاہ کیا۔ خوابگاہ
کے نزدیک تک جانے مین کئی ایک عہدہ دار پردہ دارون نے مہابت کی ممانعت مین آواز بلند
کی تھی اوسنے اونکو گرا دیا۔ اسلئے اورون کا پائے استقامت بھی لغزش مین آگیا تھا۔ اور
اطراف مین متفرق ہوگئے تھے۔ بادشاہ خواب آلودہ خمار زدہ شمشیر ہاتھہ مین لیکر اوٹھا اور
دیکھا کہ مہابت خان ایک جماعت کے ساتھہ آگیا ہے۔ مہابت خان اپنے ولی نعمت سے
چہار چشم ہوا۔ بادشاہ نے چلا کر اوس سے کہا کہ اے مہابت نمک حرام یہ آنا کس طرح کا ہے

اس غدار کے دل میں مہابت بادشاہی نے اثر کیا مگر مکاری سے آداب ملازمت کو شروع کیا اور دستور مقرری کے موافق شنا خوانی اور کورنش کی۔ مدعیوں کے شکوہ کے عذر کے اور قدمبوسی کی آرزو سے شوق میں زبان کھولی۔ اور ہمراہ کے آدمیوں کو دور تخت کے روبرو کھڑا کیا اور عجز کے ساتھ نزدیک پہونچکر قدمبوس ہوا تین دفعہ بادشاہ کے گرد پھرا اور زبان نیاز سے پردۂ راز کو اوٹھایا اور دست بستہ کھڑا ہوا اور یہ التماس کیا کہ مجھے یقین تہا کہ آصف خان کی آسیب علیٰ اوت و دشمنی سے مجھے خلاصی و رہائی ممکن نہیں اور نہایت خواری اور رسوائی سے کشتہ ہونگا۔ از روئے اضطرار دلیری و جرأت کر کے حضور کی پناہ میں آیا ہوں۔ اگر میں مستوجب قتل و سیاست ہوں تو مجھے اپنے سامنے سیاست فرمائیے مگر بے دین دشمنوں کو حوالہ نہ کیجیے۔ جہانگیر نے مکرر قبضہ شمشیر پر ہاتھ لیجا چاہا جلاوت و تہور کو کام میں لائے اور اس نمک حرام بے ادب کو اپنی سزا کو پہنچا دیں منصور بدخشی نے ترکی زبان میں منع کیا اور عرض کیا کہ بادشاہان باوقار کی حوصلہ و بردباری و تحمل کے امتحان کا وقت ہے اوسکی تسلی کرنی چاہیے۔ بادشاہ نے قبضہ سے ہاتھ اوٹھالیا اور بہ تقاضاء وقت مہابت خان کی دلیری کی۔ اندر اور باہر راجپوت بھر گئے اور ہر ساعت زیادہ ہوتے گئے۔ خواص اور عہدہ دار جس خدمات پر مامور تھے اس سے ہاتھ کھینچتے جاتے تھے۔ اور مہابت خان زبانی چاپلوسی کا اظہار کر کے اپنی رسوخیت بڑھاتا تھا۔ اوسنے عرض کیا کہ سواری اور شکار کا وقت ہے طشت اور آفتابہ منہ دھونے کے لئے لائیں اور پوشاک خاص حاضر کریں۔ بادشاہ نے منہ دھونے کے بعد قصد کیا کہ خواب کے لباس بدلنے کے لئے نور محل کے پاس جائے۔ اور تدبیر کار میں مشورہ کرے۔ تو مہابت خان مانع ہوا۔ التماس کیا کہ حضور باہر لباس بدلیں اور جلدی سوار ہوں اور غلام کو ہمرکاب لے چلیں تا کہ واقعہ طلب آدمیوں کو کچھ اور گمان نہ ہو۔ ناچار اسکی جماعت سے بادشاہ نے لباس و جواہر پہنا اور سوار ہوا۔ نور محل نیرنگی روزگار سے خبردار ہوئی اوس کے چہرہ کا رنگ اڑ گیا حواس باختہ ہوگئے اور افسوس کر کے دست حیرت سر اور زانو پر مارتی تھی

اب اسکو سوا اس کے کچھہ اور نہ سوجھی کہ تغیر وضع اور تبدیل رخت و سواری کرکے جواہر خان
خواجہ سرا کے ساتھہ پل سے پار چلی گئی - پل پر مہابت خان کا یہ حکم تہا کہ جو اس طرف
سے جائے اسے روکو نہیں پس کسی نے اوسکو نہ روکا اور وہ اپنے بہائی کے گھر جا پہنچی
اور اوسنے آصف خان اور امرا کو جنکی ہوش و عقل برباد ہو گئے تہے تشنیع و لعنت ملامت
کرنی شروع کی اور اپنے برادر بے خبر کو زیادہ سرزنش کی اور کہا افسوس ہے تمہاری
عقل اور نمک کھانے پر کہ اپنے ولی نعمت کو تنہا دشمن کو حوالہ کرکے چلے آئے وہ تدارک اور
تدبیر کار کے فکر مین ہوئی - مہابت خان بادشاہ کا ہاتھہ پکڑ کر تسلی دیتا ہوا خیمہ سے باہر
سوار ہونے کے لئے لایا - اسپ و فیل سواری خاصہ کو ہر چند عہدہ داروں نے چاہا کہ پہنچائیں
لیکن مہابت خان کے آدمیون کے مخالفت کے سبب سے نہ پہنچا سکے - مہابت خان نے
اپنا گھوڑا حاضر کیا - بادشاہ غیرت کے مارے اوسپر سوار نہ ہوا - اسپ سرکار طلب کیا اور اوسپر
سوار ہوا چارون طرف سے راجپوتون نے محاصرہ کرکے گھیر لیا - چند قدم نہ گیا تھا کہ مہابت خان اپنا
فیل لایا اور منت سماجت کرکے بادشاہ کو اوسپر سوار کیا تاکہ بادشاہ بالکل بے اختیار ہو جائے
اور بادشاہ کے دونو طرف دو مسلح راجپوت بٹھائے - اسوقت داروغہ فیلخانہ گجپت خان
مادہ فیل سرکاری کو لایا اور مرپٹ کر بادشاہ کے نزدیک اس تلاش میں آیا کہ بادشاہ کو اوسپر
سوار کرائے مگر مہابت خان کے اشارہ سے وہ مع بیٹے کے راجپوتون کے ہاتھہ سے
مارا گیا - مقرب خان داروغہ خواصان بہت سعی کرکے حوضہ پر سوار ہوکر مگس رانی کے
لئے بیٹھا - اس کش مکش میں اوسکی پیشانی پر ایک زخم لگا جس سے خون جاری تھا -
خدمت پرست خان خدمتگار کہ شیشہ و پیالہ معتاد ہمراہ رکھتا تھا اپنے پہلوؤن پر راجپوتون
کے برچھہ کے صدمہ کچھہ اٹھا کر حوضہ کے کنارہ سے لٹک گیا پھر حوضہ کے اندر کسی طرح
جا بیٹھا مہابت خان سواری کے ہاتھی کو اپنے خیمہ کی طرف لے گیا اور ادب کے ساتھہ بادشاہ
کو اسمیں اوتارا اور اپنے بیٹون کو نذر و نثار کے ساتھہ حاضر کیا اور بادشاہ کے گرد صدقہ
پھرایا - اب اوسکو نور جہان کا خیال آیا تو اوسکو اطلاع ہوئی کہ وہ اپنے بھائی پاس چلی گئی

تو دست افسوس ملے اور اپنے اور ہمراہیوں کی غفلت پر لعنت ملامت کی اور بیگم کی محارست میں جو سہو ہوا اوسے ندامت ہوئی اور اوسکی خاطر متردد ہوئی۔ اب اوسکو شہریار کا فکر ہوا وہ جانتا تھا کہ بادشاہ کی خدمت سے اسے جدا رکھنا ایک خطائے عظیم ہے اسلیئے وہ بمقتضائے مصلحت وسراسیمگی کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ میں کیا کرتا ہوں اور مآل کار کیا ہوگا۔ بادشاہ کو شہریار کے خیمہ میں لے گیا خیمہ بادشاہی لٹ گیا تہا۔ اس خیمہ میں بادشاہ کو اوتار کر بادشاہ کی تسلی و دلبری میں کوشش کرتا تھا اور دست بستہ کھڑا رہتا تہا۔ آدمی خیمے کو گھیرے رہتے تھے۔ اس وقت شجاع خان امیر اکبری کا نبیرہ جھجو کسی طرح بادشاہ کے پاس پہنچ گیا مہابت خان کے اشارہ سے وہ قتل کیا گیا۔ باوجود کاردانی اور کامیابی کے مہابت خان کے ہوش اڑے ہوئے تھے اور حوصلہ باختون کی طرح ہردم و ہر لحظہ تازہ فکر و خیال کا ہمدم رہتا تہا۔ لیکن بادشاہ کا دل اور حوصلہ تدبیر ایسا بجا تہا کہ جو کچھ وہ کہتا تہا اور حکم دیتا تھا راہ صواب سے خالی نہ ہوتا تھا اپنے فکر صائب سے مہابت خان کے کردار اور اطوار کے اور تقاضاء روزگار کے موافق اپنے تئیں دکھلاتا تھا۔ اس قتل پر اوسنے فرمایا خوب کیا کہ مجھکو اس رافضی بدکیش کے ہاتھ چھٹا کر اپنے اختیار میں رکھا اور اس بدخواہ دولت کا ہاتھ کوتاہ کیا۔ مہابت خان ہردم اظہار عقیدت و فدویت کا دم بھرتا تہا اور معذرت کرتا تہا اور تخت پر بادشاہ کو بدستور مقرری بٹھاتا۔ شراب معتاد حاضر کرتا۔ اور خود بندہ ہائے عقیدت کیش کی طرح خدمت کرتا۔ جب نور محل اپنے بھائی اور امیرون کے پاس پہنچی اور اونکی سرزنش کے بعد مصلحت یہ قرار پائی کہ کل صبح کو نورجہان کو ہاتھی پر سوار کر کے اور سب اتفاق کر کے شمشیر انتقام کو نیام سے نکالیں اور مہابت خان کے ہاتھ سے ولی نعمت کو خلاص کریں۔ اگرچہ نور محل اس مصلحت کو اس سبب سے جیسا کہ چاہیئے پسند نہیں کرتی تھی کہ دشمن کے اختیار میں بادشاہ ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ کوئی فکر صائب اس سے بہتر سوجھتا نہ تھا اور اوسکو اپنے عدم جرأت پر مطعون ہونے کا خوف تہا۔ چار ناچار یہی امر قرار پایا اور راضی ہوگئی۔ اس مصلحت کی خبر

* [illegible]

جب جہانگیر کو ہوئی تو مہابت خان کی رہنمائی سے بتاکید تمام نورجہان و آصف خان اور
امیروں کی تسلی کی اور اس تدبیر کے منع کرنے کے لئے پیغام بھیجا اور مقرب خان -
صادق خان بخشی امیر منصور بدخشی کو بھیجا کہ وہ اونکے ارادہ کے منع کرنے مین مبالغہ کریں
اور کہا کہ جب مین اس جگہ ہون تم کو مقابلہ میں جنگ کرنی اور میرے مُنہ پر تیر و بندوق
چلانا اسے صواب نہیں ہے دریا سے پار ہو کر لڑنا محض خطا ہے میں یہان سب طرح
آرام سے ہون میری طرف سے کچھہ وسوسہ نہ کرو اور میر منصور کے ہاتھہ اپنی انگوٹھی بھیجی -
مہابت خان نے صادق خان کی زبانی آصف خان کو پیغام بھیجا کہ اپنے تئیں افلاطون
وقت جانتا تھا - اب تیرے اختیار سلطنت کی شومی سے تیرے ولی نعمت کا حال یہ ہوا - اب
صلاح دولت اور بہبود کار تیری یہ ہے کہ کچھہ مدت تک مجھہ ناکارہ کو کار وزارت اور بادشاہ
کی خدمتگاری کرنے دے اور خود پنجاب مین اپنی جاگیر مین چلا جا — نورجہان
اور آصف خان کو یہ گمان ہوا کہ یہ باتین مہابت خان کی گھڑی ہوئی ہین اوس کی
تکلیف سے بادشاہ نے کہلا بھجوائی ہین اور کچھہ بھید ہی ہے - اونہون نے اس پیغام کو نہ مانا
فدائی خان جو بڑا بہادر تھا یکہ تازبہادرون کی جمعیت کے ساتھہ دریا کے کنارہ پر آیا -
راجپوتون نے پل کو آگ لگادی اور کارزار پر مستعد ہوئے - دلاورون نے نہ دریا کے پانی کا
خیال کیا اور نہ روبرو کے تیرباران کا خوف کیا - گھوڑون کو پانی مین ڈال دیا - اور
فدویانہ بہادری کرکے دولتخانہ کے مقابل آئے - ایک جماعت ڈوب گئی اور بعض
دریا کی تھپیڑ سے کنارہ پر ادھموئے پہنچے - وہ فوج سے نہ مل سکے غرض کل فوج میں
سے سترآدمی پیش قدمی کرکے مہابت خان کی سپاہ کے روبرو ہوئے کچھہ انمیں سے
مارے گئے اور کچھہ زخمی ہوئے - فدائی خان نے جانا کہ کچھہ کام نہیں چلے گا وہ ادہر گیا اور
اودہر آیا - اسکا جانا آنا ایسا تھا کہ جیسے کہ دیوار پر سے گیند چنچ کر آتی جاتی ہے - پہر اس
سال کے اواخر جمادی الآخر میں آصف خان نے سب امیرون کو ساتھہ لیا اور نورجہان کو
ہاتھی پر سوار کیا جس نے دو تیرکش اور دو کمان و بندوق فتیلہ روغن کرکے ساتھہ اپنے پاس

رکہے اور سب ہمراہیونکو دلاسا دیا اور جنگ پر رغبت دلائی - ایک راہ پایاب غازی بیگ
مشرف نوارہ نے دریافت کی تہی اوسی راہ سے دریا مین داخل ہوئے سب جان نثار
کارزار کے لیے مستعد ہوگئے اور نقد جان کو کف اخلاص پر لیکر اور سر و جان کا دہیان چہوڑ کر بیگم
کے ہمرکاب آب مین آئے عبور ہونیکے وقت اس سبب سے کہ راہ قلب تہی اور وہ تین غار و آب
عمیق اسمین تہے لشکر مین عجب ہرج مرج ہوا اور فوج کا سلسلہ انتظام شکستہ ہوا - سر پر سے پانی
گذرنے کے صدمات کی تکلیفات اوٹہانے کے بعد کوئی فوج کہین نکل گئی اور کوئی سردار کہیں
نکل گیا - بیگم کی عماری سے آصف خان و خواجہ ابو الحسن و ارادت خان جدا ہوئے ---
دریا کے کنارہ ہی پر پہنچے تہے کہ مہابت خان کی فوج اور راجپوت جنگی ہاتہی اونکے مقابل
آنکر سد راہ ہوئے اور دریا مین آنکر تیر باران اور توپ و تفنگ کے گولے گولیان مارنی
شروع کین - ابہی آصف خان و خواجہ ابو الحسن اور بیگم دریا ہی میں تہے - تیر باران گولہ
بندوق کے صدہوں سے کہ متصل پہنچے تہے جلوے سیاہ ماتم الٹا پہرا - بعض نے دلاوری کرکے
پیش آہنگی کی اور دریا سے پار اوتر گئے تو یراق اور رخت کے تر ہونے کے سبب سے اپنے
تئین جمع نکر سکے - شمشیرین علم کرکے مہابت خان کی فوج سے مردانہ لڑے کوئی کمک اونکو
نہ پہنچی - تیر و سنان کی ضرب سے زیادہ تر زخمی و کشتہ ہوئے باقی متفرق ہوکر جان سلامت لیگئے
راجپوتون کی فوج نورجہان کی سواری کے مقابل آئی اور شمشیر و برچہی کے زخمون سے
جوانون کے پرخون سر و بدن سے روے آب کو گلگون کیا اور جواہر خان ناظر محل و ندیم خوجہ
بیگم کا اور اور مردم روشناس نورجہان کے ہاتھی کے پاس کشتہ و غرق بحر فنا ہوئے - ہاتہی اور
اونٹ و گہوڑے اور بہت آدمی آپس کے صدمات سے دریا میں گر گئے تہے اور سفر آخرت اختیار
کر ایک و دیگر پر سبقت لے جاتے تہے - اس رستخیز مین بیگم کی عماری مین شہریار کی دختر
شیر خوارہ دایہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی اوسکے بازو مین تیر لگا وہ پہڑک گئی اور خون سے عماری
رنگین ہوئی نورجہان نے اوسکے بازو سے تیر نکالا اور اوسکو تسلی دی (کوئی لکھتا ہے کہ
لڑکی کے نہین اوسکی دایہ کے تیر لگا تہا) اور زخم باندہا - نورجہان کے ہاتھی کی سونڈ مین دو

مہابت کے تلوار کے دو زخم اور برچھی کے کئی زخم لگے۔ بیا پے زخمون سے ہاتھی اس طرف دریا کے پار گیا اور فیلبان اپنے زخمون کے سبب سے اور فیل کے اضطرار کی وجہ سے اوس کو اپنے بس مین نہین کر سکا۔ اور وہ گہرے پانی مین جا پڑا اور کئی غوطہ کھائے مگر اپنی شناوری کے زور سے دریا سے وہ اس طرف نکل آیا اور اس تہلکہ سے نجات ہوئی بیگم دولت خانہ مین بادشاہ کے پاس چلی آئی۔ خواجہ ابوالحسن کا گھوڑا تیر باران سے دریا مین بیتابی کرتا تہا۔ دو تین زخم اوسکے لگ چکے تھے وہ گہرے پانی مین جا پڑا۔ باگ بے اختیار ہاتھ سے جاتا رہا۔ زین سے سرنگون ہوا مگر اوسنے قاش زین کو پکڑ لیا تہا۔ نورجہان کے ایک کشمیری ملاح کی مدد سے گرداب بلا سے ساحل نجات پر وہ آیا۔ آصف خان و خواجہ ابوالحسن سے دو تیر پرتاب پر فدائی خان تمامہ پامردی کر کے دریا سے پار آیا۔ اور ابوطالب پسر آصف خان والہ یار و شیر خواجہ اور بہت سے جانباز فدائی خان سے بائین جانب مین اُترے۔ فدائی خان نے ایک جماعت بادشاہی دلاور ملازمون اور اپنے نوکرون کے لی اور دشمنون کے مقابل ہوا۔ اور کچھ آدمیون کو تلوار و تیر وسنان سے زخمی کیا اور راجپوتونکو اپنے سامنے سے ہٹا دیا۔ اور خیمہ شاہی تک پہنچا۔ مہابت خان کی فوج مقابلہ و مقاتلہ کے لئے پیش آئی۔ اور صدائے دار و گیر بلند ہوئی۔ فدائی خان کے تیر خیمہ مین بادشاہ کے نشیمن کے سامنے جانے لگے مخلص خان بادشاہ کی سپر بنا۔ اسوقت مہابت خان نے بادشاہ سے کہا کہ اس پاجی کی جراُت و بے ادبی کو حضور ملاحظہ فرمائیں کہ اپنے ولی نعمت کے روبرو تیر مارتا ہے اور مآل اندیشی کا ملاحظہ اصلا نہین کرتا۔ بادشاہ نے فدائی خان پاس مکرر پیغام بھیجے کہ جنگ مین سعی نہ کرے مگر اوسنے انکو نہ سنا اور ستارانہ کوشش کی۔ فدائی خان کا داماد محمد عطاء اللہ اور سید مظفر اور روز بیگ جان نثار ہوئے اور چند اور آدمی زخمی ہوئے اور خود فدائی خان کو اور اوسکے گھوڑے کو تین چار زخم تیر کے لگے۔ اسنے بہت ہاتھ پاؤن پیٹے کہ اپنی جماعت کے ساتھ اندر جائے اور کچھ کام بنائے مگر مہابت خان کی فوج کے ہجوم نے جسکو مدد پیہم پہنچی تہی اور اوس کی

اور اوسکے تنا ہی کا مقصود ہوا

کمک کے لئے کوئی ایک شخص بھی نہیں آیا۔ اور منع جنگ کا حکم پے در پے آتا تہا۔ ناچار کار زار
سے پانوٗن نکال کر لشکر سے باہر آیا اور پھر زور یازدا اور ستاوری سے دریائے عبور کیا۔
اور رہتاس پنجاب میں اپنے تئیں پہنچایا وہان اسکے فرزند تھے اور عیال و ناموس کو
ان زمینداروں کو حوالہ کیا جنسے کہ پرانی دوستی تھی اور خود جریدہ دہلی کو چلا آصف خان
جانتا تھا کہ ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست + مہابت خان اس سے انتقام لے گا
اٹک کو چلا گیا جہان اوسکی جاگیر تھی۔ تیمر خواجہ والہ یار اور بہت سے بادشاہی ملازم
اپنی آبرو کا پاس کر کے متفرق ہو گئے اور اپنی اپنی راہ پر چلے گئے۔ خواجہ ابوالحسن و
ارادت خان او معتمد خان مؤلف اقبال نامہ اور ایک اور جماعت نے امان اور
آبرو کا عہد و پیمان مہابت خان سے لیا اور اوس سے ملاقات کی۔ مہابت خان نے اون کو
کچھ اور نقصان تو نہیں پہنچایا۔ اگر ملاقات کے وقت ان سب کو دیوس ع نامرد اور زن
سے کمتر کہا۔ ایسی باتون کے سننے سے مرجانا بہتر تھا۔ آصف خان ڈھائی سو اقربا
اور نوکروں کے ساتھ قلعہ اٹک میں آیا۔ مہابت خان نے اول راج پوتون کی فوج
محاصرہ کے لئے بطریق ایلغار روانہ کی اور پھر خود حضور کا بندوبست یہہ کیا کہ بادشاہ
کی خواہش کے موافق نورجہان کو اوسکی شبہاء الم کا رفیق و ہمدم کیا تھوڑی جمعیت کو
بادشاہ کی خدمت میں چھوڑا اور باقی فوج لیکر آصف خان پاس پہنچا۔ تھوڑے سے مرد و
وہ جماعت جسکے اعتماد پر آصف خان وہان گیا تھا۔ مہابت خان کی رفیق ہو گئی
اوسنے آصف خان کو اور اوسکے بیٹے ابو طالب فرزند میران کے بیٹے خلیل اللہ کو مقید
کیا اور اونکی بڑی بے حرمتی کی اور اپنے ساتھ لیکر بادشاہ پاس آیا محمد تقی بخشی شاہجہان
کو جسے برہانپور سے پکڑ کر اپنے ساتھ لایا تھا اور خواجہ عبدالصمد و ملا محمد کو راجپوتون
کے حوالہ کر کے قتل کرایا۔ یہ دو نو فاضل صالح آصف خان کے مصاحب و صلاح کار تھے
مہابت خان نہایت سختی و شقاوت قلبی کرتا تھا۔ بادشاہ اسمعی کے ساتھ بھی عالی
حوصلگی اخذ بید باری سے پیش آتا تھا اور ان ایام ملالت افزا میں عاقبت بینی کرتا تھا۔

+ بادشاہ اور مہابت خان کا لاہور

آخر کو اس رفق و مدارا کے سبب سے کار بجیر ہو تا ع مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش ۔ ع

جو در طاس رخشندہ افتاد مور  رہا نیدہ را چارہ باید نہ زور

بادشاہ جو کلمہ کلام زبان سے نکالتا وہ مہابت خان کے مزاج کے موافق ہوتا۔ اور نورجہان بھی بہ تقاضاء وقت و صلاح دولت اوسکی رہنمائی کرتی تھی اور کہتی تھی کہ جہانتک ہو سکے میرے بہائی کے شکوہ مین زبان کو آشنا کرے اور کہے کہ جو کچھہ ہوا سکو مین ان دونون بہائیون کی ناتوان بینی کے سبب سے جانتا ہون۔ اونکے سبب سے میرے تیرے درمیان جو باتین عمل مین نہ آنی چاہئیے تھین وہ آئین نہیں میرا تیرا قصور نہیں ہے۔ مہابت خان بھی بادشاہ کے ساتھہ نیک سلوک کرتا تھا۔ فدویت و عبودیت کا اظہار کرتا تھا۔ خدمت گاری کے طریقہ کو نہیں چھوڑتا تھا اور سریرآرا کو تخت پر بدستور مقرری بٹھاتا اور خود گستاخ کارہ ان دستورون کے دستور کے موافق سر دیوان کھڑا ہوتا اور مطالب و وقائع اطراف بلاد کو عرض کرتا اور بادشاہ جو اپنی زبان سے جواب دیتا اوسکے موافق حکم لکھتا اور بادشاہ کے احکام امنیت دور و نزدیک کے اطراف حکام نشین میں روانہ کرتا۔ بادشاہ مہربانی سے اوس کو بیٹھنے کا حکم دیتا وہ عمداً کبھی حکم کی اطاعت کرتا اور کبھی پاس ادب کو کار فرما ہوتا۔ بادشاہ کے حوضہ کے آگے پیچھے جو دو رجپوت بیٹھے تو گندہ دہانی اور عرق انگوزہ کی بو سے بادشاہ کا مزاج مکدر ہوتا۔ انکی تبدیل و تخفیف کے لئے بادشاہ نے فرمایا۔ مہابت خان نے دو رجپوتون کی جگہہ ایک رجپوت کا پیچھے بٹھلانا منظور کیا۔ بادشاہ کوچ بکوچ اس طرح کابل گیا کبھی کبھی شکار اور بزرگون کے مزار کے لئے تشریف لیجاتا۔ مہابت خان سایہ کی مانند ظل اللہ سے جدا نہ ہوتا۔ ان ہی دنون مین ایلچی توران نامہ اور تحفے نذر محمد خان والی توران کے لیکر آیا۔ ان تحفون کی قیمت پچاس ہزار روپیہ کی تھی۔ ان دنون مین نورجہان کی تمہید سے مہابت خان کے استقلال مین عجب اختلال آیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اوس زمانہ مین نورجہان کی تجویز سے ایک رسالہ احدیون کا بنایا گیا اور اس مین منتخب بہادر بیری

کئے گئے تھے ان میں سے ایک جماعت شکارگاہ کی حفاظت کے لئے تعینات ہوئی تھی کہ اوسکو
افغانوں کی دست اندازی سے باز رکھے - ایک دن بعض راجپوتوں نے جو مہابت خان کے بھروسہ
کے سبب سے کسی کو اپنے آگے کچھ نہ گنتے تھے شکار کی چراگاہ میں اپنے گھوڑوں اور باربرداری
کے چارپایوں کو چھوڑ دیا احدی قراول مانع ہوئے - راجپوتوں نے مانا نہیں گفتگو کی نوبت
زد و کشت پر پہونچی - ایک دو احدی کشتہ و زخمی ہوئے - سب احدیوں اور قراولوں نے
اتفاق کر کے دیوان سے استغاثہ کیا مہابت خان نے کہا کہ جس کو پہچان کر نشان دو اوسکو
سزا دی جائیگی مستغیثوں کو اس جواب سے متصدیوں کی طرفداری معلوم ہوئی وہ مطمئن خاطر
نہ ہوئے سب نے ملکر شورش مچائی - نورجہان کی طرف سے اس جماعت کو اشارہ ہوا - ان سب
نے اتفاق کر کے راجپوتوں پر حملہ کیا - ایک شور و غوغائے عظیم برپا ہوا اور جنگ ہوئی - اگرچہ
سپاہی نژاد راجپوت اپنے مقابلہ میں دوسرے کو نہیں سمجھتے تھے - اور اپنے غرور میں ایسے
مست تھے کہ وہ کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے سوائے شمشیر اور برچھہ کے کوئی اور حربہ نہ رکھتے
تھے احدیوں میں کماندار قدر انداز اور قراول حکم انداز بندوقچی تھے اور بہت سے راجپوتوں سے
جلے ہوئے بیٹھے تھے اور بہانہ ڈھونڈھتے تھے - اس جنگ میں راجپوت مغلوب ہوئے -
ازدحام عام بھی فرقہ اسلام کا معاون ہوا - مہابت خان کی خبر پہنچنے تک ایک ہزار کے قریب راجپوت
جنمیں اکثر مشہور اور مہابت خان کے روشناس نوکر تھے کشتہ و زخمی ہوئے - اور ایک جماعت
کثیر اونکے معاونوں کی اپنے اعمال کی جزا و سزا کو پہنچی - چار پانچ سو راجپوت احدیوں
و قراولوں کے ہاتھ سے بچکر اطراف غار و کنار مغاک میں بھاگ کر روپوش ہوئے تھے
وہ افاغنہ ہزارہ کے ہاتھ پڑے - اونھوں نے دست بدست گوسفند کی طرح بغل میں پکڑکر
اپنے دستور کے موافق کوتل ہندوکش سے گذار کر بیچ ڈالا - اور رگ پا سے معیوب کر کے
چوپانی کیا - اس واقعہ سے جب مہابت خان خبردار ہوا تو حواس باختہ سراسیمہ وار
سوار ہوا - چاہتا تھا کہ میدان میں جائے اور راجپوتوں کی مدد کر کے تلافی کرے
کہ اس عرصہ میں بادشاہی آدمی جوق جوق و فوج فوج احدیوں و قراولوں کی کمک کو

اصطبل اور راجپوتوں کی لڑائی +

آگئے اور ہنگامہ جو افغان شمار سے زیادہ فراہم ہوکر ملازمان شاہی کے رفیق ہوئے
مہابت خان کے آدمیون نے یہ دیکھکر کہ وقت ہاتھ سے گیا اور بازی مات ہوئی۔ مہابت
خان کے گھوڑے کو آگے جاکر پکڑ لیا اور خیر خواہی کا اظہار کرکے مانع ہوئے جنکو خود اپنے مارے
جانے کا خوف تھا۔ اوسنے روزگار کی نیرنگ بازی کو اور کارزار کے بازار کی گرمی کو اور طرحکا
دیکھا۔ موحش خبرون کے سننے سے اسکا رنگ فق ہوگیا۔ ازدحام کے مقابلہ مین آنا مناسب
نہ جانا تقاضائے وقت کو ہاتھ سے نہ دیا الٹا بادشاہی دولت خانہ کی پناہ مین آیا۔ اور
کوتوال خان و خلیل اللہ خان و جمال محمد خواص کو نورجہان کے آدمیون کی ایک جماعت
کے ساتھ متعین کیا کہ وہ اس لگی آگ کو بجھائیں۔ دوسرے روز سزاولون نے یہ ظاہر کیا کہ بادہ
فساد قاسم خان برادر خواجہ ابوالحسن اور اوسکا خویش بدیع الزمان ہیں لڑائی کے
وقت اونھون نے اپنے آدمیون کو کمک کے لئے بہیجا ہے۔ دونو کو نہایت ذلت کے
ساتھ پابرہنہ گھر سے بلاکر مقید کیا اور اونکے گھر کا سارا اسباب ضبط کیا۔ مگر اب مہابت خان
کے تسلط مین خلل پڑا۔ ہر چند اوسنے چاہا کہ احدیون کا تدارک کرے مگر اب وہ کچھہ نہ کرسکا
ایک دو مہینے میں اونکا رسالہ موقوف کرادیا +

اِن دنون مین واقعات دکھن مین معروض ہوا کہ ۱۰۳۵ اردی بہشت کو ملک عنبر
حبشی اسی برس کی عمر مین اجل طبعی سے مرگیا۔ ملک عنبر فنون سپاہ گری و سرداری
و ضوابط تدبیر مین عدیل و نظیر نہیں رکھتا تھا۔ اس ملک کے اوباشون کا انتظام جیسا کہ چاہیے
تہا اوسنے کیا تہا۔ وہ طرق قزاقی مین جسکو دکھن کی اصطلاح مین برگی گری کہتے ہیں خوب
مہارت رکھتا تھا۔ آخر عمر تک عزت و نیکنامی کے ساتھ جیا۔ تاریخ مین کہین دیکھنے مین نہیں آیا
کہ کوئی حبشی غلام اس عالی مرتبہ پر پہنچا ہو۔ اوائل شہریور مین کابل سے بادشاہ نے
ہندوستان کی طرف کوچ کیا۔ اوسکو معلوم ہوا کہ شاہجہان نے اجمیر مین آنکر ٹھٹھہ کی راہ لی

نورجہان کی چند تدبیرین بادشاہ کے خلاص کرنے کے باب مین +

نورجہان کی چند تدبیرین بادشاہ کے خلاص کرنے کے باب مین لکھی جاتی ہین اول
راجپوتون اور احدیون کے درمیان جنگ کا کرانا ایسی خانہ جنگی کمتر سنی گئی ہے جس سے

مہابت خان کا غرور ڈھے گیا - دوم مزاج گوئی بدمستی جو وہ بادشاہ سے مہابت خان کو
منسوالی کہ جس سے مہابت خان کے دل سے کینہ دھویا جاتا تھا - بادشاہ اکثر کہا کرتا تھا کہ نورجہان
کے ساتھ میری محبت ظاہری نے میرے ملک اور جمعیت کو درہم برہم کیا میرے فرزندان نمک
اور لشکر سے ان بن کرادی لیکن مجھے اپنے دل پر اختیار ہے کہ اب مین ان دونو بہن بھائیون
کا منہ دیکھنا نہین چاہتا - اور بعض اوقات مہابت خان سے بادشاہ فرماتا کہ نورجہان بیگم
استیصال کے درپے ہے تو اوس سے باخبر رہ - ان کلمات اور تقریبے جو ہر روز مہابت خان
سنتا تھا اوسکے دل کو تسلی خاطر ہوتی تھی - اور دولت خانہ کے گرد راجپوتون کے احاطہ
کرنے مین احتیاط کم ہوتی تھی سوم نورجہان نے شہریار اور اپنے تعلقہ جاگیر کے سرراہ کے
عمال اور خواجہ سرایان کو جنکو وہ کاردان اور رازدان جانتی تھی پیغام بھیجا اور نامہ
لکھا - اور بعض کو خلوت مین طلب کرکے زبانی خاطرنشان کرکے کہا کہ بقدر مقدور سپاہ
جلاوت پیشہ کارزار دیدہ انتخابی تجربہ کار بیش قرار سہ بندی نوکر رکھ کر لشکر مین متفرق
[illegible] آبس مین دور دور اطراف مین پراگندہ آئیں دو تین ہزار سوار جرار کارآزما
بہادر خاطرجمعی کے ساتھ محال جاگیر کے عمال نے سرراہ نوکر رکھ لئے اور اسلئے کہ اوسکی
شہرت نہ ہو متفرق بھیجے اور ایسے دور و نزدیک کے فاصلون پر وہ ٹھیرے کہ اونکا نام
ونشان کوئی نہیں جانتا تھا - وہ کثیف لباس پہنے بیکار جماعت کی طرح نوکری کی تلاش
مین آئے ہوئے معلوم ہوتے تھے جبکہ یہ اس جماعت کے فراہم ہونے تک بادشاہ نے بیگم کے
اشارہ سے بغیر اسکے کہ وہ مقدمہ کی اصل تمہید سے اطلاع پائے مہابت خان کی راسخیت
و فدویت کی تعریف اور راجپوتون کی نمک حرامی اور بدخواہی اور اور تمہیدات بیان کرتا -
خلوت مین مہابت خان سے کہتا کہ اس ہنگامہ میں بعض واقعہ طلبون نے اپنے تابینون
(ملازمون) کو برطرف کردیا ہے - اگر امرا کی سپاہ کی موجودات لی جائے تو اس میں کچھ
برائی نہین ہے - مہابت خان نے اوسکو قبول کیا - جابجا نقیب اور سزاولون کو تعیین
تاریخ و روز تعیین کیا کہ امرا اپنی سپاہ کی موجودات دین - ایک نقیب اس خبر پہنچانے کے لئے

نورجہان کے مقصد یون پاس بھی گیا اور نورجہان سے یہ کہا بیگم نے بظاہر خفگی ظاہر کی اور
پیغام دیا کہ مجھکو سپاہ اور موجودات سے کیا کام اور کیا نسبت - بادشاہ جو ہم کو دیتا ہے وہ ارباب
نشاط کے انعام کے لیے اور ہماری زیب و زینت و آرائش اور محل نشینون کے واسطے ہے -
باوجود اسکے میری چادر سہ گزی اور مردون کی دستار شش گزی سے کمتر نہ ہوگی - اور اسی طرح
کے کلمات غیرت افزا کہ جنسے بوئے ناشگفتگی ہیں کہ تھی کہلا بھیجے - مہابت خان نے اس جواب
کو سنکر لغو باتین بکین اور موجودات کے لینے مین اور زیادہ تقید کی اور نورجہان کے کل تو العین اور
منصب داران پر سر اول تعین کئے اور بیگم کی سپاہ کی موجودات کا دن مقرر کیا گیا - اور قرار داد
کے موافق دست راست پر رسم قدیم لباس فاخرہ پہنے زرین پوش خوش یراق مع ندیمون کے
جو موجودات کے وقت ہوتی ہے تحف و تبرکات لیکر کھڑے ہوئے اور جانب چپ
مین نئے نوکر یکہ جین یہاں سپاہیانہ لباس پہنے اور یراق شکستہ غیر معلوم گمنام امرا کے
نام سے کھڑے ہوئے - رات کے وقت جہانگیر نے مہابت خان سے اخلاص کی باتین کہکر
فرمایا کہ کل نورجہان کی سپاہ کی موجودات ہے تم اپنے تئین اسکے تلفچیون سے دور رکھنا
لازم وضروری جان کر پوری احتیاط کرنا اس رمز فہم نے بھی اپنی خیریت اسمین جانی - جب
اور روز ون کیسے وہ عنان کشان سواری کے ہمراہ ہوا - جو ہین بادشاہ کا ہاتھی نورجہان
کی دونون فوجون کے آدمیون کے درمیان آیا اور نقیبون نے طرف یمین کی سپاہ کے مجرے کے
لیے موجودات سپاہ بیگم کے نام سے آواز بلند کی اور بادشاہ اور مہابت خان اور اوسکی ہمراہی
متوجہ ہوئے - اور سپاہ کے زرق برق کے لباس نے حاسدون کی آنکھہ کو خیرہ کیا کہ یکبارگی
بائین طرف کی سپاہ شمشیر و سنان کھینچ لیے اپنی جگہہ سے لپک کر نہایت چستی وچالاکی سے آئی
اور طرفۃ العین مین راجپوت اور فیلبان کو جو مہابت خان کے منصوبے ہوئے تھے کام
تمام کیا اور بادشاہ کو اونکے شر سے مامون کیا - اور اسی گرمی اور جلدی مین ایک فیلبان
جو اس سپاہ مسلح کے ہمراہ تھا و کے چشم براہ تھا - بادشاہ کے ہاتھی پر جا بیٹھا - مہابت خان
اور اوسکے آدمی اس فتنہ سے خبردار ہوکر بائین طرف متوجہ ہوئے کہ اسکی تلافی مین کوشش کرین

کہ دائین طرف کی سپاہ قدیم فیل کے اطراف مین آئی اور جدید چار ہزار سوارون کے ساتھ متفق ہوئی
اور بادشاہی ہاتھی کو حلقہ وار گھیر لیا اور سعی عدا مین ہاتھ کھولا - مہابت خان نے ماجرا ے کا
اور تبدیل وضع روزگار سے واقف ہوکر جانا کہ کار اور اختیار ہاتھ سے گیا اور تلافی کے
درپے ہوکر جان دینا شرط عقل نہین ہے اس ضمن مین اور امرا بھی بادشاہ کی رکاب مین حاضر
ہوئے اور جان فشانی پر کمر بستہ ہوئے ایسی حالت مین مہابت خان اپنے لشکر کی طرف
کنارہ کشی کرکے ایسا باہر گیا کہ اوسکے سایہ کو بھی خبر نہ ہوئی اور راجپوت اور آدمی مہابت خان
کے ہمراہی متفرق ہوکر بھاگ گئے اور بغیر قتال و جدال کے بادشاہ نے ایسی قوی دشمن کے
پنجہ سے نجات پائی - جہانگیر نے مریم زمانی سے لشکر کے تعین اور تعاقب کرنے کے لئے مصلحت
پوچھی تو نورجہان نے کہا کہ بادشاہ سلامت زنہار یہ فکر نہ فرمائیے - مہابت خان کو چھوڑ دیجے
کہ جہان اسکا جی چاہے چلا جائے - بلکہ اوسنے مہابت خان پاس بادشاہ کی زبانی بلند خان خواجہ سرا
کے ہاتھ لطف و اخلاص کا پیغام بھیجا کہ تم نے بہت عاقلانہ اور سچا کام کیا کہ بیگم کے آدمیون
کے شر سے کنارہ کشی کی بہتر ہے کہ اب تم آب بہت سے عبور کرو - مہابت خان آب رہتاس سے
گذر کر آگیا - اور بادشاہ نے اس گل زمین میں جہان وہ پہلے گرفتار ہوا تھا اب اپنی رہائی
کے شادیانے بجوائے - سامنا آخر روز مین مہابت خان پاس افضل خان کو بھیجکر پیغام
دیا کہ آصف خان اور اوسکے بیٹے ابوطالب و دانیال کے بیٹون کو جو اوسکے پاس ہین
بھیجدو ہم تمھاری تقصیر معاف کر دینگے اور تم خود شاہجہان کے تعاقب مین جاؤ جو اس وقت
ٹھٹھہ مین ہے مہابت خان نے دانیال کے دونو بیٹوں کو افضل خان کے حوالہ کیا اور
آصف خان کے باب مین یہ عذر کیا کہ میں بیگم کی طرف سے مطمئن خاطر نہیں ہون لاہور سے گذر جانے تک
آصف خان اور اوسکے بیٹے کے حوالہ کرنے سے معذور رکھیں - بادشاہ اس کے اس جواب
سے بید راغب ہوا اگر تقاضائے وقت کو ہاتھ سے نہ دیا مکرر افضل خان کو بھیجا اور اپنی اور
بیگم کی طرف سے کلام الہی کی قسم کھائی - مہابت خان تین چار منزل تک تو آمد و رفت اور پیام
مین دفع الوقت کرتا رہا اور آخر کو آصف خان کو اپنے پاس طلب کرکے ایسی شدید قسمین دلائیں

اکو اسپ و خلعت و فیل تواضع کرکے بادشاہ پاس بہیجدیا اور ابو طالب کو اور چیند روز نگاہ رکہا کہ اس وسوسہ سے خاطر جمعی ہوجائے کہ فوج اوسکے تعاقب مین تو نہیں مقرر ہوئی بعدازان اوس کو بھی باعزاز مرخص کیا۔

اوائل ماہ آبان مین بادشاہ لاہور کے نزدیک آیا۔ اب شاہجہان کا حال سنو کہ جب اوسنے مہابت خان کی گستاخی کی خبر سُنی تو اوسکا مزاج شورش مین آیا۔ باوجود قلت جمعیت اور عدم سامان کے اوسنے وعیہ مصمم کیا کہ پدر والا قدر کی خدمت مین پہنچکر مہابت خان کو کردار ناہنجار کی سزا دے وہ ۲۳۔ رمضان کو ۱۰۳۵ھ کو ہزار سوار لیکر مقام ناسک پر ترنبک سے چلا اس گمان سے کہ اس مسافت مین شاید اس پاس جمعیت بہم ہوجائے جب وہ اجمیر مین آیا تو راجہ کشن سنگہ پسر راجہ بھیم کہ پانسو سوار اس پاس تہے اجل طبعی سے مرگیا اور سارا وس کی جمعیت متفرق ہوگئی کل پانسو سوار نہایت پریشان و تنگدست ہمراہ رہے اور اوسکو یہ بھی معلوم ہوا کہ ابھی بیگم کا دل بھی اس سے صاف نہین ہے اور بادشاہ کی کم توجہی باقی ہے اور مادہ فساد دور نہین ہوا اسواسطے باپ کی خدمت مین جانا مصلحت نہ جانا۔ اور یہ رائے ٹھیری کہ ولایت ٹھٹہ مین چند روز گوشہ گزینی مین بسر کیجے۔ اجمیر سے ناگور مین اور ناگور سے حدود جودہ پور مین اور وہان سے جیسلمیر مین اوسنے کوچ کیا۔ شہنشاہ ہمایون بھی اپنے ایام مصیبت مین اسی راہ سے گیا تہا۔ ایام شاہزادگی مین شاہ عباس بادشاہ ایران سے شاہجہان کی محبت اور خط و کتابت بھی سلسلہ اس ہرج مرج مین بھی اوسنے شاہجہان کا حال پوچھا تھا۔ اسلیے اس کے دل مین آئی کہ ایران جاکر بادشاہ سے ملنا چاہئے ممکن ہے کہ اوسکی مہربانی اور اشفاق و معاونت سے جو شورش و فساد کا غبار مرتفع ہوا ہے وہ فرو ہوجائے۔

جب شاہجہان ٹھٹہ مین آیا تو شریف الملک اس ملک کے لشکر مین سے سوار و پیادہ جمع کرکے گستاخانہ پیش آیا۔ باوجودیکہ شاہجہان پاس تین چار سو سوار وفادار تہے اس کے صدمہ کی تاب شریف الملک نہ لاسکا حصار شہر مین وہ آیا۔ اوسنے پہلے سے یہان کے قلعہ کی مرمت کرکے بہت توپ تفنگ برج و بارہ پر لگا رکھی تہیں آدمیون کے متعلقین کو

شاہجہان کا ٹھٹہ جانا اور وہان سے لوٹنا +

دروازہ حصار پر لایا اور متحصن ہوا اور مدافعہ ومقابلہ کے لئے تیار ہوا شاہجہان نے تاکید سے منع کیا کہ بندہ ہائے جان نثار قلعہ پر تاخت نہ کرین اور اپنے تئین توپ و تفنگ سے ضائع نہ کریں باوجود اسکے جوانان کارطلب کی جماعت اپنے تئیں ضبط نہ کرسکی اور شہر کے حصار پر یورش کی۔ برج وباره کے استحکام اور توپ خانہ کی کثرت نے کچھ کام نہ ہونے دیا۔ وہ پھر وہاں آئے کچھ دنون کے بعد پھر شیردل بہادرون نے قلعہ پر حملہ کیا۔ قلعہ کے گرد بالکل مسطح میدان تھا اصلا پستی و بلندی اور دیوار و درخت کہ حائل ہون نہ تھے سر پر سپرین لگا کے دوڑ گئے مگر وہان ایک خندق عمیق وعریض پانی سے بھری ہوئی حصار کے گرد تھی آگے جانا محال تھا اور پیچھے آنا محال تر تو کل کا حصار باندہ کے بیٹھے۔ ہرچند شاہجہان آدمی بھیجکر اُنکو بلاتا مگر اثر نہ ہوتا ہوگیا وہ عدم کی راہ پر دوسرکے پہلو میں بیٹھ گیا اور پھر نہ پھرا۔ شاہجہان اس وقت بیمار تھا غرض ایسے سبب ہوئے کہ اسنے عراق جانیکا ارادہ فسخ کیا۔ شاہزادہ پرویز کی بیماری کی متواتر خبر آتی تھی اسکا ضعف نہایت قوی ہوگیا تھا۔ ٹھٹھہ کی فتح میں شاہجہان نے اپنا وقت ضائع کرنا مناسب نہ جانا۔ گجرات اور برار کی راہ سے دکن جانیکا ارادہ کیا۔ وہ ایسا بیمار و ضعیف تھا کہ پالکی میں سوار ہوتا تھا۔ اب اوسکو معلوم ہوا کہ پرویز کا انتقال ہوا تو اور بھی جلدی جلدی اوسنے سفر کیا۔ یہ وہی راہ ہے جس سے محمود غزنوی سومنات کے بتخانہ کی فتح کے لئے گیا تھا۔ شاہجہان ملک گجرات سے راجہ پیپلہ کی حوالی سے گذر کر ناسک ترنبک میں آیا جہان اسکا بنگاہ تھا اس ملک میں کوئی عمارت نہ تھی اسلئے وہ جنیر میں چلا گیا ٹھٹھہ جانے میں اجمیر کی راہ سے ۵۱۴ کروہ کی مسافت چار مہینے میں ۱۰۰ کوچوں اور پچاس مقامون میں طے کی۔ مراجعت میں احمد آباد کی راہ سے ۴۰۰ کروہ کی مسافت ۸۰ کوچ اور ۲۰ مقام میں طے کی۔

### شاہجہان کا دکن جانا +

غرہ شہر یور کو جب بادشاہ کابل سے ہندوستان کی طرف چلا ہے دکن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ پرویز درد قولنج میں مبتلا ہوا شراب بہت پیتا تھا۔ اپنے چچا شاہزادہ مراد اور دانیال کی طرح وہ بھی ۶ صفر ۱۰۳۵؁ کو ۳۸ سال کی عمر میں مرگیا۔ وفات شاہزادہ پرویز اوس کی تاریخ ہے۔ آگرہ میں وہ اپنے باغ میں دفن ہوا +

### شاہزادہ پرویز کی وفات +

مہابت خان ٹھٹہ کی راہ سے پھر آیا۔ اور ہندوستان کی طرف چلا اور یہ بھی سنا کہ بائیس لاکھ روپیہ نقد اوسکے وکلانے بنگالہ سے بھیجا ہے اور خزانہ حوالی دہلی میں داخل ہوا ہے۔ او بادشاہ کی طرف سے صفدر خان کو مع ایک ہزار احدی کے ساتھ تعین کیا کہ بہت جلد جا کر اوس روپیہ کو چھین لے جب شاہ آباد کی حوالی میں خزانہ کے پاس وہ آیا تو خزانہ کے محافظ خزانہ سرائے میں لیکر متحصن ہوئے۔ جہانتک ممکن تھا مدافعہ و مقابلہ کیا لیکن بادشاہی آدمیوں نے سرائے میں آگ لگادی اور اوسکے اندر جا کر خزانہ پر متصرف ہوئے۔ خزانہ کے محافظ بھاگ گئے صفدر اپنی فوج کے ساتھ مہابت خان کی تنبیہ کے لئے مامور ہوا۔ خانخانان کو ہفت ہزاری ذات و سوار کا منصب ملا۔ اور وہ مہابت خان کے تعاقب کے لئے متعین ہوا اور صوبہ اجمیر اوس کی تیول میں مقرر ہوا۔

بادشاہ سے صوبہ دکن کے متصدیوں کی عرضداشت معروض ہوئی کہ یاقوت خان حبشی کہ دکن میں ملک عنبر کے بعد سرداری میں اسکا نمبر تھا اور عنبر کے عہد میں بھی سپہ سالار لشکر اور انتظام افواج کا عہدہ اوسکو تھا وہ بندگی اور دولت خواہی اختیار کرتا ہے اور پانسو سواروں کے ساتھ جالناپور میں آیا ہے اور سر بلند رای کو لکھا ہے کہ میں نے فتح خان پسر ملک عنبر اور نظام الملک کے سرداروں سے دولتخواہی کا اقرار لے لیا ہے اور اون میں سے میں نے پیش قدمی کی ہے نامبرم بعد ایک دوسرے پر سبقت کرکے پے در پے آئینگے۔ جب شاہجہان سر بلند رای کی تحریر سے حقیقت کار پر مطلع ہوا تو اوسنے یاقوت خان کو خط لکھا جسمیں نہایت استمالت اور دولتخواہی تحریر بھی اور اوسکو سرگرم عنایت کیا اور سربلند رای کو بھی ایک مکتوب قلمی کیا کہ لوازم ضیافت و مراسم مہمانداری بجا لائے۔

پھر دکن کے متصدیوں کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ نظام الملک نے فتح خان پسر عنبر کو اور بہت سے نو دولت تربیت یافتوں کو ملک بادشاہی بھیجکر فساد برپا کیا ہے۔ عمدۃ الملک خانجہان نے لشکر خان کہ بندہائے کہن سال میں تھا اور کاروان تہا برہانپور کی حراست اور محافظت سپرد کی اور خود لشکر کے ساتھ بالاگھاٹ پر متوجہ ہوا اور کھڑکی تک جو نظام الملک کا محل اقامت تھا

مہابت خان +

دکن کے واقعات +

منازعت کی اور نظام الملک نے قلعہ دولت آباد سے سر نہ نکالا اور وہین رہا اور حمید خان نام غلام
حبشی کو اپنا پیشوا بنایا مدار اور اعتبار ملک و مال کا اوسکے قبضۂ اقتدار مین سپرد کیا۔ حمید خان نے
ایک عورت پر عاشق ہوکر نکاح کیا تہا اسکا استرضا اس مرتبہ پر کرتا تہا کہ لوگ اوس کو دیوس کہتے
تھے اس عورت نے نظام الملک سے وہ رشتہ الفت مستحکم کیا تہا کہ باہر شوہر اور اندر خود صاحب اختیار
ہوگئی تھی۔ اسکا حال آگے بیان ہوگا۔ اس عورت نے اپنے شوہر کو خانجہان کا رفیق بنایا بدیے
اور تحفے اور نامے پیام محبت التیام بہیجکر بنائے دوستی و برادر خواندگی کو قائم کیا۔ اور اپنے افسانہ اور
افسون سے بازار رزم و فوج کشی کو بزم یکجہتی مین تبدیل کیا۔ چار پانچ لاکھہ من اور دو تین لاکھہ
روپئے کے جواہر خان جہان کو دیکر وہ ملک خرید لیا جو نظام الملک کے ہاتھہ سے گیا تہا اور اکبر و
جہانگیر نے ہزارون جانین کہوکر اور کروڑوں روپئے خرچ کرکے لیا تہا اس نمک حرام افغان نے
فساد ایام پر نظر کرکے طمع سے بجز قلعہ احمدنگر سب ولایت و محال کے محصول کے عوض مین دو بادشاہوں اور
دو تین نامدار شہزادون اور امرائے ذوی الاقتدار کی چند سال کی محنت اور کروڑون روپئے کے
خرچ کو جو اس دیار کی تسخیر مین صرف ہوئے مفت رائگان ہاتھہ سے دیدیا اور امرائے شاہی کے نام
جو تھانون مین مقرر تھے نوشتے بہیجدیئے کہ اپنے محال کو نظام الملک کے وکلاء کو سپرد کردین۔ ان سب نے
اوسکے حکم کی اطاعت کی مگر سپہدار خان حاکم احمدنگر نے خانجہان کے نوشتہ اور حکم کو نہ مانا اور
جواب دیا کہ بادشاہ کے حکم بغیر قلعہ کی کنجیان میرے سر کے ساتھہ وابستہ ہین غرض تمام متعلقہ مال
محال نواح احمدنگر متصدیان نظام الملک کے ہاتھہ آگیا۔

حمید خان حبشی کی منکوحہ کا حقیقت حال یہہ ہے کہ وہ اس ملک کی غریب زادیون مین سے تھی۔
ابتدا مین کہ نظام الملک شراب پر مفتون اور عورتون پر شیفتہ تھا تو اوسکو حرم سرا مین دخل ہوئی اور
وہ نظام الملک کے لیئے شراب ایسی مخفی لی جاتی تھی کہ باہر کے آدمیون کو خبر نہ ہوتی تہی اور یہہ مکارہ
عمدہ آدمیون کی عورتون کو جو حسن صورت اور خوش سیرتی مین شہرت رکہتی تہین نظام الملک کی
تسخیر دل کے لیئے گمراہ کرکے اسکے بزم عشرت کا ہمدم بناتی عنبر کے مرنے کے بعد وہی امور ملکی کے
سرانجام مین مشغول ہوئی۔ ملک و سپاہ کا اختیار اوسکے ہاتہہ مین ایسا آگیا کہ جب وہ سوار ہوتی تو اور عمدہ

خانجہان کا بالا گھاٹ کا ملک نظام الملک کو حوالہ کرنا +

حمید خان اور اسکی بیوی کا حال +

نوکر اوسکی سواری کے ساتھہ پیادہ چلتے اور لبنے اور بادشاہی مطالب عرض کرتے۔ عادل
شاہیون اور نظام الملکیون مین ہمیشہ عداوت و فوج کشی رہتی تہی۔ اور ان میان بیوی
کے اقتدار کے زمانہ مین خبر آئی کہ عادل شاہ آراستہ لشکر و جنگی فیلون اور توپخانون کو لیکر
مقابلہ کو آتا ہے۔ نظام الملک نے جنگ کے ارادہ سے باہر آنا چاہا تو اس عورت نے اوس سے
کہا کہ اس جنگ کا اختیار مجھے دیدیجے اور فوج کا سردار بنا دیجے اگر مین خصم پر غالب ہوئی تو
مدتون تک خلق کی زبانون پر یہ بات رہے گی کہ نظام الملک کی ایک عورت نے بادشاہ
بیجاپور کو مقابلہ کر کے ہزیمت دیدی ہے اور خدا نخواستہ قضیہ برعکس ہوا تو لوگ کہینگے کہ بادشاہ نے
ایک عورت کو مغلوب کیا۔ پہر اوسکا تدارک ہو سکتا ہے نظام الملک کو یہ بات پسند آئی اور اپنی
محبوبہ نازنین کو لشکر کی سرداری پر مامور کیا وہ لشکر کو ترتیب دیکر اور جنگی ہاتھیون اور
توپخانہ کو لیکر چلی خود نقاب مرصع چہرہ پر ڈالا اور ایک ہاتھی پر سوار ہوئی۔ امیرون سے خوش زبانی
کر کی امیدین دلائین اور وعدہ و وعید و تہدید کر کے اونکو سرگرم کارزار کیا۔ اور بہت سے
کپڑے مرصع و طلا و نقرہ کے موافق دستور دکن کے ساتھہ لئے وہ سپاہ کے دل خوش کرنے کے
لئے دئے جاتے ہین میدان کارزار مین صفون کو آراستہ کیا۔ لڑنا شروع کیا سپاہی جو شجاعت
کا کام کرتے اونکو وہ کپڑے مرصع طلا و نقرہ کی دیتی اور اوسکا مرتبہ بڑہاتی اور مٹھائی کے
بھرے ہوئے ٹوکرے ساتھہ رکھتی اور فوج کو پہنچاتی۔ غرض عادل شاہ کی فوج کو اسی مرد افگن
زن نے ہٹا دیا۔ پہلے سے زیادہ نظام الملک کی معزز محبوبہ ہو گئی +

الحاصل خانجہان نے ایک عورت کی چال بازی سے مات کہائی اور ایسا بڑا ملک اتنے
تہوڑے روپیون کو بیچ ڈالا جو ہندوستان کے بادشاہون کے ایک روز کے خرچ کے لئے
وفا نکرتا۔ اور اپنے ولی نعمت اور عالم کے نزدیک اپنے تئین مطعون کیا +

خانزاد خان کی جگہ مکرم خان ولد معظم خان حاکم بنگالہ مقرر ہوا تہا۔ وہ یہان آکر کامیاب
مراد ہوا عجیب اتفاق ایک فرمان شاہی اوسکے نام گیا وہ اوسکے استقبال کے لئے کشتی
مین سوار ہوا۔ اوسکی کشتی ایک نالہ مین ڈوب گئی وہ اور اوسکے ساتھی بحر فنا مین غرق ہو گئے

انہی دنون میں خانخانان ولد بیرم خان بہتر برس کی عمر مین اجل طبعی سے مرگیا جب وہ دہلی میں آیا تو اسکا ضعف قوی ہوا یہان توقف کیا اواسط ۱۰۳۶ھ مین ودیعت حیات کو سپرد کیا اور اس مقبرہ میں کہ اسنے اپنی منکوحہ کے لئے بنایا تھا مدفون ہوا وہ امرائے عظام مین سے تھا جو جو کام اوسنے کئے وہ تاریخ میں بیان ہوئے۔ سوا اسکے خانخان قابلیت و استعداد میں یکتائے روزگار تھا۔ زبان عربی و ترکی و فارسی و ہندی جانتا تھا عقلی و نقلی علوم اور سنسکرت کے علوم میں بہرہ وافی رکھتا تھا۔ ہندی فارسی میں شعر خوب کہتا تھا ایک رباعی اسکی لکھی جاتی ہے رباعی۔

زنہار رحیم از پئے دل نروی | بیہودہ بہ آرزوے دل درگروی
گفتم سخنے و باز ہم میگویم | خواہش کا مری ہمیشہ کاہش دروی

جب مہابت خان ٹھٹہ کی راہ سے پھرا اور وہ فوج اوسکے تعاقب مقرر ہوئی جو اسکا خزانہ چھیننے گئی تھی اوسکو حکم تھا کہ اوسکو گرفتار کرے یا قلمرو سے باہر نکال دے کچھ دنون وہ رانا کے کوہستانون مین تباہ حال بسر کرتا رہا۔ اب اوسکے لئے کوئی راہ باقی نہ تھی کہ وہ جہانگیر کا ناصیہ فرسا ہوتا ناچار اپنی نجات شاہجہان کے توسل مین جانی عرائض اپنے وکلاء زبان دان کے ہاتھ بھیجیں جنمین ندامت و خجالت اپنے گناہون کی عذر مین ظاہر کی شاہجہان نے بمقتضائے وقت اسکی تقصیرات سے درگذر کی اور فرمان مرحمت عنوان اپنے پنجہ کے ساتھ اسکی استمالت اور تسلی کے لئے بھیجا۔ وہ دو ہزار سوار لیکر شاہجہان سے جنیر میں ملا۔ ابھی اسکے اقبال مین فروغ دولت تھی کہ شاہجہان کی ایک درست ادا سے اوسکی چندین سالہ شکست درست ہوگئی +

۲۱۔ اسفندارمذ کو بادشاہ کشمیر کی سیر کو روانہ۔ یہ سفر اضطراری تھا اختیاری نہ تھا۔ بادشاہ کے مزاج کو ہوائے گرم نہایت ناسازگار تھی ہر سال وہ موسم بہار کے شروع مین کشمیر کی صعوبت راہ کو آسان سمجھ کر جاتا اور وہان کی آب و ہوا سے تر و تازہ و توانا ہوکر ہندوستان مین آتا۔

روز یکشنبہ سوم رجب ۱۰۳۶ھ کو نوروز ہوا۔ دریاء چناب کے کنارہ پر جشن ہوا۔ بادشاہ سیر کرتا ہوا اور گھاٹیوں کو طے کرتا ہوا کشمیر مین آیا۔ مکرم خان کی جگہ فدائی خان نے صوبہ بنگالہ کی

مہابت خان کا حال +

حکومت پر سرفرازی پائی اور یہ مقرر ہوا کہ ہر سال دو پانچ لاکھ روپئے نورجہان بیگم کے خزانہ عامرہ مین داخل کیا کرے ۔

اس عرصہ مین کہ بادشاہ کشمیر کی سیر کر رہا تھا آناً فاناً مین دمہ کے مرض نے جو مدت سے اوسکے دم کے ساتھ تھا زور کیا اور برے آثار ظاہر ہوئے ۔ گھوڑے ہاتھی پر سوار ہونے کی طاقت نہ رہی پالکی میں سوار ہوتا کچھہ دنون بعد اس مرض مین تخفیف ہوئی تو بھوک جاتی رہی اور افیون سے بھی نفرت ہوگئی جو چالیس برس کے رفیق منہ سے لگی ہوئی تھی ۔ فقط شراب انگوری کے دو چار پیالون پر زیست کا مدار تھا ۔ ایسے وقت مین شہزادہ شہریار داء الثعلب کے مرض مین مبتلا ہوا ۔ ڈاڑھی مونچھہ کے بال اوڑ گئے لنڈ منڈ ہوگیا ۔ ہوا خواہون کی مصلحت کے تقاضی سے باوجود نورجہان کی ممانعت کے اوسنے لاہور مین علاج کے واسطے جانے کے لئے بادشاہ کی منت سماجت کی ۔ بادشاہ کے حکم سے وہ لاہور روانہ ہوا ۔ نورجہان نے مصلحت کار کے لئے احتیاطاً داور بخش پسر خسرو کو اوسکے حوالہ کر رکھا تھا کہ مقید رکھے ۔ اب جو وہ جانے لگا تو اوسکے لیجانے کو اپنے لئے ایک بار سنگین سمجھا اوسنے کہا کہ اب وہ کسی اور شخص کو حوالہ کیا جائے سو وہ ارادت خان کے سپرد ہوا ۔ اب بادشاہ نے کشمیر کے سرد ملک کو چھوڑ کر لاہور کے گرم ملک کی طرف راہ لی بارہ مولہ مین آیا شکار کے لئے بادشاہ سوار نہیں ہو سکتا تھا ۔ اس طرح شکار کھیلنے بیٹھا کہ زمیندار ہرنون کو گھیر گھار کر مقعہ کوہ پر دولتخانہ کے سامنے لاتے بادشاہ اونپر بندوق مارتا وہ لوٹتے پوٹتے پہاڑ سے نیچے گرتے اور اپنا تماشا دکھاتے ۔ اس ملک کا ایک اجل رسیدہ پیادہ ہرن کو بھگا کر لایا ۔ ہرن ایک پر چٹان سنگ پہاڑ کر سو بیٹھا کہ اچھی طرح دکھائی نہیں دیتا تھا اس پیادہ نے چاہا کہ آگے جاکر اوسکے بھگانے کو قدم کا آگے رکھنا تھا کہ وہ پھسلا آگے درخت تھا اوسکو پکڑا تو وہ بھی اکھڑا اور خود شکار کی طرح پہاڑ سے قلابازیان کھاتا ہوا نیچے آیا سارا بدن چور چور ہوگیا بادشاہ یہ دیکھہ گھبرایا اور کھڑا ہوا کہ پیادہ کی مان روتی پیٹتی آئی روپیہ سے اوسکی تسلی کی ۔ مگر اسکا اپنا دل ایسا بیقرار رہا کہ پھر اوسکو قرار نہ ہوا گویا اس پیادہ ہی نے اپنی صورت مین حضرت عزرائیل کی تجلی دکھادی ۔ اب بادشاہ لاہور کی طرف

[illegible] اور ابرو گرنا ۔

آگے بڑہا - بہار کے اتار چڑھاؤ نے بھی مرض کو اور زیادہ کیا - شراب سے بھی نفرت ہوگئی - راجوری کی راہ مین ایک پیالہ پیا تہا وہ حلق سے نہ اُترا - قے ہوگیا - دولتخانہ تک پہنچتے پہنچتے نزع کی حالت طاری ہوئی - پہر دن چڑھے ۲۸ - شہر صفر ۱۰۳۷؁ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۶۲۷؁ کو سفر آخرت پیش آیا - ساٹھہ برس کی عمر تھی - ۲۲ برس سلطنت کی - یا ۲۱ سال ۸ ماہ ۲۴ روز تاریخ وفات + خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت + جہانگیر کے مرنے سے نورجہان کے سہاگ کی چوڑی ٹھنڈی ہوئی - سارے بہاگ اوسکے خاوند کے ساتھہ خاک میں مل گئے - سارا بناؤ سنگار رنگین کپڑے پہننے چھوڑ دئے رات دن رونا پیٹنا اختیار کیا - تادم واپسین اس سوگ کو اپنے ساتھہ رکھا مگر اس حال میں بھی اپنے داماد شہریار کے شہریار بنانے کا خیال نہ چھوڑا - ہر چند اونسے اپنے بھائی آصف خان کو تجہیز و تکفین اور امور ملکی کی مصلحت کے لئے بلایا - مگر اس کو اپنے گھر مین سلطنت لینی تھی وہ اپنے داماد کو چھوڑ کر بہن کے داماد کے لئے کیون تدبیر کرتا - اونسے مختلف عذر کرکے دفع الوقت کیا اور اعظم خان اور ایک جماعت امرا کو جو اوسکے ہمراز اور دستار تھے ہمداستان بنا کے داور بخش پسر خسرو کو قید سے نکال کر اوسکو مژدہ سلطنت سُنایا جو محض خواب و خیال تھا - داور بخش جانتا تھا کہ یہ سلطنت بے اعتبار دو تین ہفتہ سے زیادہ نہیں ہے وہ میرا خون بہائیگی یہ تخت میرا تختہ بنیگا وہ اس امر پر بے اختیار راضی نہو اضطرار اور انکار بہت کیا مگر فائدہ نہ ہوا - عہد و سوگند سے اوسکی تسلی کی گئی اور بہ تقاضاء مصلحت جیسے کہ مریض کی جان کے عوض لیکے گوسفند کو صدقہ کے لئے لاتے ہیں تخت پر بٹھایا چتر سر پر رکھا شرط نثار اور مبارکباد بجا لائے منزل بھمبر میں اوسکے نام کا خطبہ پڑھوایا - نورجہان بیگم جار ناچار روتی پیٹتی اپنے رفیق آخرت کی نعش کو لیکر لاہور میں لائی - اور اپنے باغ میں مدفون کیا +

آصف خان نے بنارسی داس ایک ہندو کو جو تیز روی میں مشہور تھا بلا کر کہا کہ یہ ہمارے ہاتھہ کی انگوٹھی لو اور ابھی شاہجہان پاس برلگا کر اوڑ جاؤ اور زبانی پیغام دو کہ جہانگیر کا انتقال ہوا - عرضداشت کا لکھنا مقتضاء وقت نہ تھا یا اوسکو ایسی جلدی تھی کہ عرضداشت لکھنے میں

داور بخش کی ناپائیدار بادشاہی +

وقت ضائع نہ کیا۔ نرپائی باتیں اوسکو سمجھائین کہ اول بہت جلد مہابت خان پاس جانا اور
اوسکے ساتھ شاہجہان کی ملازمت مین آنا اور جلد روانہ ہونے مین مبالغہ کرنا۔

نورجہان بیگم شہریار کی سلطنت کے لئے بہت بیقرار تھی اسکی دوسری بہن کا شوہر صادق خان
تھا اور نورجہان کے ساتھ ہمراہ تہا۔ آصف خان نے دونو بہنون کے گھر پر چوکی بٹھا کر امرا اور
نامہ و قاصد کی آمد و رفت بند کردی۔ سب امرا جانتے تھے کہ آصف خان نے دولت شاہجہانی
کی استقامت و استدامت کی یہ تمہید کی ہے کہ داور بخش کو بادشاہ بنایا۔ سب اوسکی اطاعت کرتے تھے

نورجہان بیگم اس اندیشہ و تدبیر مین تھی کہ شہریار کو سریر آرائے سلطنت کرے۔ شہریار نے
لاہور مین باپ کے مرنے کی خبر سنی تو اپنی بیوی کی تحریک و فتنہ پردازی سے اپنے تئین بادشاہ
بنایا۔ اور خزانون اور تمام بادشاہی کارخانجات پر دست دراز کیا۔ جس شخص نے جو مانگا وہ
اوسکو دیدیا۔ اور لشکر اور جمعیت جمع کرنے مین مصروف ہوا۔ اور ایک ہفتہ مین خزانہ کے نوے لاکھ
روپیون مین سے ستر لاکھ روپئے قدیم و جدید منصبدارون کو دیدیئے کہ اونکے ہاتھ کو دل مین لاکر
اوسے مستقل بادشاہ ہوجائے۔ بایسنغر خان پسر دانیال جہانگیر کی وفات کے بعد لاہور مین شہریار پاس
بھاگ آیا تہا وہ اوسکا سپہ سالار مقرر ہوا۔ اور لشکر کو دریائے راوی کے پار لے گیا۔ اس طرف سے
آصف خان نے ایک ہاتھی پر داور بخش کو کہ ودبدبہ و تجمل بادشاہی کے ساتھ بٹھایا۔
دوسرے ہاتھی پر آپ سوار ہوا۔ لاہور سے تین کوس پر دونو لشکرون کا آمنا سامنا ہوا۔ اول ہی حملہ
مین شہریار کی سپاہ کا انتظام شکستہ ہوا۔ اور ساری فوج فرار ہوئی۔ بعض قلعہ لاہور مین داخل
ہوئے اور ایک جماعت داور بخش کی سپاہ سے آن ملی۔ شہریار دو تین ہزار سوارون کے ساتھ لاہور
سے باہر نیرنگی تقدیر کا منتظر تھا کہ + تا خود فلک از پردہ چہ آرد بیرون + کہ ناگاہ ایک ترکی
غلام نے جنگ گاہ سے دوڑ کر اس شکست کی دلکوب خبر سنائی تو شہریار قلعہ کے اندر آیا اور خود
اپنے پائون کو جال مین پھنسایا۔ دوسرے دن امرا نے حصار شہر کے متصل لشکرگاہ بنایا۔ اکثر
شہریار کے نوکر قول لیکر آصف خان سے آن ملے اور رات کو قلعہ کے اندر اعظم خان گیا اور
بادشاہ دولت خانہ مین ٹھیرا۔ اور صبح کو اور امرائے عظام قلعہ مین گئے اور داور بخش کو سریر آرا کیا۔

داور بخش اور شہریار کی لڑائی اور شہریار کا اندھا ہونا +

شہر یار بادشاہ کی حرم سرا میں جریدہ گیا - فیروز خان خواجہ سرا نے اوسکو بلکہ اکبر آباد ورود حال
کو سپرد کیا - اور وہ اوسکو داور بخش کے روبرو لایا - اور مراسم کورنش و تسلیم اوس سے ادا کرائیں اوسکو
محبوس کیا - اور دو تین روز بعد اندھا کیا - تو اوسنے یہ رباعی بدیہہ فرمائی - رباعی

ز نرگس گلاب ارچہ نتوان کشید　　کشیدند از نرگس من گلاب
اگر از تو پرسند تاریخ من　　بگو کور شد دیدۂ آفتاب

آصف خان نے عرضداشت میں نوید فتح شاہجہان پاس ارسال کی اور التماس کیا
کہ حضور بہت جلد یہاں تشریف فرما ہو کر آشوب اختلال سے خلاص کریں - اب بنارسی اور
شاہجہان کے سفر کا بیان مجمل ہوتا ہے - بنارسی منزل چکرہی سے وسط کشمیر میں بیس روز
کے عرصہ میں ۱۹ - ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو جنیر میں پہنچا جو سرحد نظام الملک کی انتہا پر ہی وہ
اول مہابت خان کے پاس جو شاہجہان کو قدمبوسی کے لئے آیا ہوا تھا گیا - اور صورت حال
کو عرض کیا وہ برق و باد کی طرح حرمسرا میں پہنچا اور خبر بھیجی شاہجہان محل سے باہر آیا
اور بنارسی زمین بوس ہوا حقیقت حال عرض کی اور آصف خان کی مہر بادشاہ کو دی
- اس حادثہ دلخراش کے واقع ہونے سے شاہجہان کو رنج و غم ہوا مراسم تعزیت کا وقت
یہ نہ تھا - مہابت خان کے کہنے سے پنجشنبہ ۲۳ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو نجومیوں کی مہورت
کے موافق گجرات کی راہ سے دار الخلافہ کی طرف کوچ کیا - اور آصف خان کو بنارسی کے بھیجنے کا
اور اپنے چلنے کا فرمان امان اللہ کے ہاتھ ٹھک جو کی میں بھیجا - خان جہان خان صوبہ دار
برہانپور میں تھا جسکی تفصیلات کا بیان اوپر ہوا - اوسپر شاہجہان کو اطلاع تھی مگر دین رسی
اوسنے جان نثار خان کو اس پاس فرمان لطف آمیز دیکر بھیجا - وہ نمک حرامی کے توہم میں گرفتار تھا
اور دریا خان روہیلہ اور آقا افضل دیوان دکھن (کہ دیوان شہریار کا بھائی تھا اور نورجہان اور
شہریار کے حال پر مطلع نہ تھا) کے بہکانے سے خان نے فرمان کے جواب میں عرضداشت
نہ بھیجی اور جان نثار خان کو آزردہ کیا اور فقط فرمان کی نافرمانی پر اکتفا نہیں کی بلکہ برہانپور میں
اپنے بیٹوں کو سکندر خان لوحانی کے ہمراہ چھوڑ کر خود اپنی جمعیت اور بادشاہی ملازموں مثل

شاہجہان ۱۰۳۷ +

راجہ گج سنگھ وغیرہ کو جو اوسکی رفاقت میں مجبوری سے تھی ہمراہ لیکر مانڈو میں آیا اور مالوہ کے اکثر قصبات و محالات کو تاخت و تاراج کیا اور اس مخالفت و بغاوت کا نقارہ بجاکر برہان پور میں مراجعت کی +

شاہجہان جب باباپیارے کے معبر گذرا شیرخان عرف ناہرخان کی عرضی آئی جس میں اطاعت اور فدویت کا اظہار او سیف خان کے ارادہ فاسد کا اظہار تھا سیف خان اسوقت احمدآباد میں صوبہ دار تھا اور جہانگیر کے عہد میں شاہجہان کے ساتھ بہت گستاخیان کیں تہیں انہیں کاموں سے اوسکو ہراس خوف بہت تہا شیرخان کی عرضداشت آنے سے اوسکی تصدیق ہوگئی اس لئے شیرخان کو گجرات کے صاحب صوبہ ہونے کا حکم ہوا اور فرمان گیا کہ شہر احمدآباد پر متصرف ہوکر معتمدخان کے حوالہ کرے اور سیف خان کو نظربند کرکے ہمارے پاس بھیجدے اوسوقت سیف خان سخت بیمار تھا ملکہ ممتاز محل کی بڑی بہن سیف خان کی بیوی تھی اور ملکہ کو اپنی بہن سے نہایت محبت تھی اور سیف خان کی ناہمواری اور بیماری سے دونو بہنون کی خاطر جمع نہ تھی وہ سیف خان کی شفیع ہوئیں۔ بیگم کی التماس کے موافق۔ خدمت پرست خان کو حکم ہوا کہ وہ شیرخان کو پیغام پہنچادے کہ سیف خان کے نظربند کرنے میں کوئی ضرر جانی اوسکو نہ پہنچائے۔ بادشاہ نے دریائے نربدا سے عبور کرکے قصبہ سینور میں وزن قمری کا جشن کیا۔ دلیرخان بارہہ نے آنکر شہریار کے مکحول و مقید ہونے کی اور دانیال کے بیٹون کے محبوس ہونے کی خبر سنائی سیف خان قریب المرگ ہوگیا تھا۔ شاہجہان نے اوسکی تقصیر معاف کیں تو پھر اوسکی جان میں جان آئی۔ بیماری سے صحت بدل گئی جب بادشاہ احمدآباد سے محمودآباد میں آیا تو شیرخان مع علی خان تبریز اندرون ملازمت ہوا شیرخان کو منصب پنجہزاری و صوبہ داری احمدآباد سے سربلندی ہوئی۔ اور علی خان کو چارہزاری منصب اور دوہزار سوار کی پایہ پر پہنچا اور ٹھٹہ کی حکومت سے معزز ہوا۔ یمین الدولہ آصف خان پاس خدمت پرست خان فرمان لایا کہ جو کچھہ کیا وہ مستحسن ہوا اگر امن کے لئے اور دفع آشوب کے واسطے داور بخش اور شہریار اور دانیال کے بیٹون کو جو مادہ فساد ہیں عہد عدم کو روانہ کرے تو ہوا خواہان ملک او سلطنت کے لئے قرین مصلحت ہوگا۔

سرِ وارث ملک تا بر تن است    تن ملک را فتنہ بر آہن است

اس فرمان کے پہنچنے کی بعد آصف خان نے حکم کے مطابق ۲۲ جمادی الاولیٰ کو داور بخش اور اوسکے بھائی گرشاسپ و شہریار اور دانیال کے بیٹون طہمورث و ہوشنگ کو صحرائے عدم میں آوارہ کیا - بایسنغر خان پسر دانیال بچ کر چلا گیا + اور شاہجہان کے نام کا خطبہ منبرون پر پڑھا گیا جب شاہجہان سرحد رانا میں آیا تو رانا کرن جو ایام شاہزادگی میں جانفشانی کی شرطون کو بجا لایا تھا - زمین بوس اور مورد الطاف ہوا - اجمیر میں شاہجہان پیادہ پا حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار پر آیا - اور بہت روپیہ مستحقون کو خیرات میں دیا اور حکم دیا کہ ایک مسجد سنگین یہان بنائی جائے اور اوسکے جلد بننے کی تاکید کی مہابت خان کی درخواست کے موافق اجمیر کے صوبہ داری اوسکو مرحمت ہوئی - جابجا زراعت کی حفاظت کے لئے اور رعایا اور زیر دستون کی حفظ مال اور ناموس کے واسطے اور زبردستون کی تنبیہ کے لیے خداترس اور حق شناس آدمی مقرر کئے - اواخر جمادی الاخری سنہ مذکور مین دار الخلافہ آگرہ مین شاہجہان آیا - اور ایک عالم اوسکے دیکھنے سے خرم و شاد ہوا - دوشنبہ بست و ہفتم جمادی الاخری کو سریر سلطنت پر جلوس فرمایا اور خطبہ اور سکہ کو اپنے نام سے زیب و زینت بخشی

## جہانگیر کی سلطنت مین سفارت انگلستان

سر طامس رو ممبر پارلیمنٹ جو انگلستان سے ہندوستان مین سفیر شاہ انگلستان آیا وہ ۱۵۶۸ء مین پیدا ہوا تھا - اوکسفورڈ یونیورسٹی میں اوسنے تعلیم پائی تھی - وکالت کی لیاقت پیدا کی تھی - وہ انگلستان کے اون مدبران ملکی مین سے تھا جو انگلستان کی آب و ہوا اور اس زمانہ کی معاشرت نے پیدا کئے تھے - وہ فاضل و زیرک اور ناموس دوست مہذب دلیر تھا -

جب جیمس اول بادشاہ انگلستان نے اوسکو نائٹ کا خطاب دیا - وہ ویسٹ انڈیس کی سفر میں ہنری پرنس ویلز کی ہمراہی کے لئے انتخاب کیا گیا - وہ ۱۶۰۹ء مین امیزون کے کنارہ پر آیا ۱۶۱۴ء مین وہ کامنس ہوس مین مباحثہ کے لئے کھڑا ہوا - وہ سال آیندہ مین جہانگیر کے دربار

کے لئے سفیر مقرر ہوا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے مقاصد کی توسیع کرائے اسوقت یہ کمپنی حالت طفلی میں تھی۔ بعد اسکے وہ انگریزی سفیر ٹرکی کا مقرر ہوا اور کئی برس تک قسطنطنیہ میں رہا پھر وینا کا سفیر ہوا ۱۶۴۴ء میں چہتر برس کی عمر میں مر گیا۔ اوسنے جو اپنا اور جہانگیر کا حال لکھا ہے اوسکو ہم نقل کرتے ہین وہ لکھتا ہے کہ جب سورت میں ۱۶۱۵ء میں آیا تو سمندر میں انگریزی جہاز جھنڈیون و بیرقون سے آراستہ ہوئے۔ انکی توپیں میری سلامی میں چھوٹ رہی تھیں کپتان اور سوداگرون اور انکی مسلح آدمیون سے مرا بوڈی گارڈ اوف آونر مرتب ہوا بادشاہی افسرون نے میرا استقبال کیا۔ ایک کھلے ہوئے خیمہ مین مجھے اوتارا۔ مگر پھر یہ بداخلاقی کی کہ میرے نوکرون کی تلاشی لینے لگے میرے بکسون کو توڑا ہر چند میں نے کہا کہ ان بکسون میں جہانگیر کے واسطے تحائف لایا ہون مگر اونہون نے اوسکے کہنے کو ذرا نہ سُنا شہر سورت میں ایک مکان رہنے کے لئے مجھے دیا۔ ایک مہینہ تک یہان اس انتظار میں مجھے رہنا پڑا کہ گاڑیان اور چوکی پہرہ کے آدمی ہمراہی کے لئے ملین کہ میں برہانپور تک ان تحائف کو لے جاؤن سر طامس رو کا سفرنامہ ۲۶ ستمبر سے ۳ اکتوبر ۱۶۱۵ء آگے اسی سفرنامہ تاریخ کا حوالہ دیا گیا ہے +

جہانگیر آگرہ میں نہ تھا۔ وہ اجمیر کے جنوب مین گیا ہوا تھا۔ اوسنے اجمیر کو اپنا صدر مقام بنایا تھا سورت سے مشرق کو برہانپور تک اور برہانپور سے شمال کو اجمیر تک سڑک جاتی تھی میں پندرہ روز میں سورت سے برہانپور گیا۔ ملک ویران پڑا تھا۔ قصبات و دہات مین مٹی کے کچے جھونپڑے تھے۔ انمین کوئی مکان اُترنے کے قابل نہ تھا۔ پہاڑی چورون کے ہاتھ سے ایک منزل مین تیس سوارون اور بیس بندوقچیون نے مجھے بچایا۔ برہانپور مین کوتوال سولہ سوار جھنڈیان لئے میرے استقبال کو آیا۔ اور مجھ کو ایک مکان میں لے گیا جو باہر سے سنگین شاندار بنا ہوا تھا۔ مگر اوسکے اندر کمرے تنور کی مانند تھے اسلئے میں اپنے خیمے میں سویا ۱۸ نومبر ۱۶۱۵ء تک مغلونکی فوج جو دکن میں رہتی تھی اوس کا صدر مقام برہانپور تھا یہان میں نے پرویز سے ملاقات کی۔ پرویز باپ کی طرح یہان بادشاہی کرتا تھا اوسکی حویلی کے آگے

سوارون کا دستہ کھڑا رہتا تھا جب وہ باہر نکلتا تو وہ سلامی اوتارتا + مین اسکے دربار مین داخل ہوا
وہ تخت گاہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اوسکے سر پر شامیانہ تنا ہوا تھا تخت گاہ سے نیچے چبوترہ تھا
جسپر سرخ کٹہرہ لگا ہوا تھا جسمین امرا کھڑے رہتے تھے۔ مین نے پرویز کے آگے زمین بوس
ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ مین ایک بادشاہ کا سفیر ہون نوکر نہین ہون۔ مین چبوترہ کی
تین سیڑہیون پر چڑہا۔ امرا پرویز کے گرد غلامون کی طرح دست بستہ کھڑے تھے۔ مین نے پرویز
کے آگے سر جھکایا پرویز نے بھی جواب مین سر جھکایا —

مین نے بیان کیا کہ مین شاہ انگلینڈ کا سفیر ہون۔ پرویز نے کچھہ سوال مجھہ سے پوچھے مین
آگے سیڑھیون پر چڑہ کر جواب دینا چاہتا تھا کہ شہزادہ کے ایک آدمی نے مجھے روک دیا
اور مجھہ سے کہا کہ آگے شاہ نہ سلطان ترک قدم رکھہ سکتا ہے۔ یہ مغلون کو گھمنڈ و غرور تھا مگر
پرویز نیک مزاج تھا۔ اوسنے میری درخواست منظور کی کہ برہان پور مین انگریز اپنی تجارت کی
کوٹھی قایم کرسکتے ہین گاڑیون اور رہپرہ جوکی کے سامان تیار کرنے کا حکم دیدیا کہ وہ مجھہ کو آگرہ
تک پہنچا دیوین۔ اوسنے میری نذر کو مہربانی سے قبول کیا۔ اس مین ایک کیس شراب کی
بوتلون کا تھا اوسے دیکھہ کر وہ کھسکا اور مجھہ سے کہا کہ مین تم سے خلوت مین ملکر باتین کرونگا
وہ اس کام کے لئے تخت گاہ سے اوٹھہ گیا۔ مگر پھر مجھہ کو اوسنے بلایا نہین مین بے فائدہ
انتظار کرتا رہا۔ اور آخر کو اوسنے بن ملے مجھے رخصت کر دیا۔ پرویز نے شراب اسقدر پی لی
تھی کہ وہ کسی سے ملنا نہین چاہتا تھا۔ ۱۴ نومبر سے ۲۴ تک ۱۶۱۵ء

ایک مہینے کے عرصہ مین باہیور اجمیر گیا۔ راہ مین مانڈو مین گذرہا جو مالوہ کا قلعہ عظیم تھا۔ یہان سے
چتوڑ گیا جو راجپوتانہ کا قدیمی دار السلطنت تھا۔ اور اب ایک ویران قلعہ تہا۔ سارے رستے
مجھے بخار آتا رہا۔ مین ۲۳ دسمبر ۱۶۱۵ء کو اجمیر مین داخل ہوا۔ ۱۰ جنوری ۱۶۱۶ء کو میری اول
ملاقات جہانگیر سے ہوئی ۲۷ نوامبر ۱۶۱۵ء سے ۱۰ جنوری ۱۶۱۶ء تک

سر رو کا دربار مین جانا ہندوستان کی تاریخ مین ایک واقعہ عظیم ہے وہ اس قوم کا سفیر اول تھا جس نے
ہندوستان مین بعد ازان شان و شکوہ سے سلطنت کی۔ اور سلطنت کر رہی ہے اوس نے دیکھا

دربار کے محل کی پشت پر ایک تخت گاہ ہے اور تخت پر جہانگیر بیٹھا ہے - اوسنے سجدہ زمین بوس
سے انکار کیا - بادشاہی آدمیون نے بھی اوسپر کچھ اصرار نہیں کیا - وہ اول کٹہرہ تک گیا جو
تمام آدمیون کو امرا سے جدا کرتا تھا - وہان اول کورنش ادا کی پھر وہ سرخ کٹہرہ تک جا کر امرا
مین داخل ہوا اور دوسری دفعہ کورنش کی - وہ چبوترہ پر تہت سیڑھیان چڑھا اور تیسری دفعہ
کورنش بجالایا - اب وہ امرا اور شہزادون کے درمیان کھڑا ہوا - اس نے اس
دربار کو بھی تھیٹر سے تشبیہ دی ہے کہ بادشاہ گیلیری کے اوپر بیٹھا ہے اور بڑے آدمی سٹیج
کے اوپر ایکٹر ہیں اور گنوار اسکا تماشا دیکھ رہے ہیں +

جہانگیر نے اس انگریزی سفیر پر بہت التفات کیا - اور اوسنے شاہ انگلستان کو کہا کہ میرا بھائی
شاہی برادر ہے اوسنے شاہ جیمس کے خط کو حیرت کی نگاہ سے دیکھا - فارسی ترجمہ اوسکے ساتھ
وہ لکھتا ہے کہ مین نے جو تحائف پیش کئے وہ بادشاہ نے بڑی خوش اخلاقی سے قبول کئے - یہ
تحفے ان باجے - چاقو - کارچوبی سکارف و تلوار اور انگریزی کوچ یعنی گاڑی بھی - میرے ہمراہیون
مین سے ایک باجا بجانے والے سے بادشاہ نے باجا بجوایا - انگریزی کوچ دربار سے باہر رہی -
بادشاہ نے اوسکے دیکھنے کے واسطے اپنے آدمیون کو بھیجا - اوسکو میری صحت کا فکر تھا - اوسنے
مجھہ سے کہا کہ مین آپ کے علاج کے واسطے اپنے کسی طبیب کو بھیجدون - اوسنے مجھہ کو صلاح
دی کہ جب تک قوت نہ آئے گھر مین رہو جن باتون کو بادشاہ جاننا چاہتا تھا وہ اوس نے
بے تکلف مجھہ سے پوچھین پھر مجھہ کو رخصت کیا - مین اپنی اس ملاقات سے بہت منبسط ہوا مجھہ سے
لوگون نے کہا کہ کبھی کسی سفیر کی ایسی تواضع نہیں ہوئی جیسی تمہاری ہوئی ہے - ۱۰ جنوری ۱۶۱۶

جب دربار ہو چکا تو جہانگیر پھر شاہ عظیم الشان نہ رہا بلکہ ایک محقق مغل بن گیا - وہ
باہر آیا - اوسنے انگریزی کوچ کا ملاحظہ کیا - اوس کے اندر خود بیٹھا اور اوسکے نوکرون نے کوچ کو
چلایا - اوسنے سرطامس رو کے انگریزی نوکر کو حکم دیا کہ وہ انگریزی وضع سے اپنے تئیں لباس
اور تلوار سے آراستہ کرے - اوسنے تن کر اپنی تلوار سونتی اور پھرائی - بادشاہ نے پرتگیزی
پادریون سے شکایت کی کہ یہ تحائف نہایت خفیف ہیں وہ چاہتا تھا کہ شاہ انگلستان نے

اوسکو جواہر بھیجے ہوتے - ۲۵ جنوری سنہ ۱۶۱۶ء کا خط بنام الیسٹ انڈیا کمپنی

بہت مہینون تک مین اس خیال مین پڑا رہا کہ عہد نامہ کی تیاریان ہو رہی ہین - خرم نے میری خوب مدارات اور آؤ بھگت کی اور اوسنے وعدہ کیا کہ مین تمھارے خرخشون کا علاج کرونگا - جہانگیر نے بھی میری خاطرداری کی اور فرمانون کو جاری کردیا کہ خشکی مین تمام راہ داری کے محصول معاف کردیے جائین - مگر یہ فرمان خالی احکام ہی تھے - اگر کوئی اون سے عدول کرتا تو سزا نہ پاتا - مین چاہتا تھا کہ ایک عہد نامہ ایسا حاصل کرون جسپر بادشاہ کے دستخط ہون - مین نہیں جانتا تھا کہ اگر ایسا عہد نامہ ہوگا تو امرا اور اہلکاران شاہی کو خاص شرائط کا پابند کریگا اور اوس کے عوض مین انگریز سوا چند تحائف کے کچھ اور نہ دینگے اور اپنی موجودہ تجارت کو بڑھائینگے نہ کوئی وزیر نہ کوئی حاکم اس عہد نامہ کو اس سبب چاہتا تھا کہ وہ اونکی حکومت کا مانع ہوتا تھا - سفرنامہ رو -

واقعہ نویس

ان عہد و پیمان مین سفیر انگلستان کو ایک اور دقت پیش آئی جس سے وہ دق ہوا کہ دربار مین جو کام ہوتا اوسکو اور بادشاہ کے ہر کام کو واقعہ نویس لکھتے اور اوس کو دفتر شاہی بناتے جس شخص کا دل چاہتا ایک روپیہ خرچ کرکے نہایت مخفی اور نازک و خانگی معاملات پر آگاہ ہوسکتا تھا جب بادشاہ مرجاتا تو انھیں دفترون سے اوس کے سلطنت کی تاریخ مقید بہ زمانہ بن جاتی +

جشن نوروز

نوروز کا جشن مارچ کے مہینے مین ہوا - یہ جشن اسلامی نہیں ہے بلکہ اسلام سے بہت مدتون پہلے وہ ایران مین ہوتا تھا - دربار مین جہانگیر بہت شان و شوکت سے آیا - اسکا تخت سیب کا بنا ہوا تھا - وہ مسند تکیہ پر آن کر بیٹھا جنمین موتی اور بیش قیمت جواہر ٹکے ہوئے تھے - اوسکے سر پر ایک شامیانہ زربفت کا لگا ہوا تھا اوسمین موتیونکی جھالر لٹکتی تھی اور اس مین سونے کے سیب و ناشپاتی اور انار آویزان تھے - دربار کے دیوان خاص کے آگے ایک صحن تھا جسکا طول ۵۶ قدم اور عرض ۴۲ قدم تہا - اسمین ایرانی قالین بچھے ہوئے تھے - اور اس کے اوپر شامیانہ ریشمی مخمل اور کمخواب کا لگا ہوا تہا اور وہ بانس کی چوبون پر استادہ تہا اور چوبون پر

سونے چاندی کے خول چڑھے ہوئے تھے اور اس مربع کے درمیان چھوٹے چھوٹے مکان تھے ان میں سے ایک چاندی کا مکان تھا اور بہت سی عجیب عجیب چیزیں تھیں اس شامیانہ کے گرد امرا کے شامیانے کھڑے تھے اور اُن میں بادشاہ کی پیش کش کے لئے نادر چیزیں رکھی ہوئی تھیں - ۱۱ - مارچ ۱۶۱۶ء -

میں نے دوسرے روز شامیانہ میں دولت کی نمائش دیکھی - اسباب کا بڑا انبار تھا مگر اس میں عظمت و جلال نہ تھا ساری چیزیں بے قرینے لگی ہوئی تھیں وہ یہ معلوم ہوتا تھا ایک کپ بورڈ پر پلیٹ اور کارچوبی سلیپروں کی نمایش ہے - ایک کونے میں وہ تصویریں لگی ہوئی تھیں کہ میں انگلستان سے لایا تھا یہ تصویریں جیمس اول - کوئین این - لیڈی الزبتھ - طامس سمتھ اول گورنر ایسٹ انڈیا کمپنی کی تھیں - ۱۲ - مارچ ۱۶۱۶ء +

مغل کے دربار سے میرا دل بھر گیا - نئی نئی چیزوں کے دیکھنے سے تھک گیا - اہلکاروں نے چلتی گاڑی میں روڑا اٹکایا سرخ کٹھرے میں جانے سے میں روکا گیا جسکی شکایت میں نے جہانگیر سے کی جسکے بعد مجھ کو کسی نے منع نہیں کیا شاید میں رد کے جانے سے مستثنیٰ کیا گیا -

رانا اودی پور کا بیٹا اوس کے دربار میں آیا تھا - بادشاہ کے روبرو تین دفعہ سجدہ زمین بوس کیا جہانگیر نے اوسکو اپنی تخت گاہ میں بلایا - اور اوس کے سر کو بغل میں لیا - ان سوبات سے میں ناخوش ہوتا تھا - ہاتھیوں کی موجودات ہوئی ناچ گانا ہوا - ۱۲ مارچ سے ۲۲ مارچ ۱۶۱۶ء +

اب میں نے جہانگیر سے عہدنامہ کی درخواست کی - اس درخواست سے مجھے بڑا رکن سلطنت نے یہ ارادہ کر لیا کہ انگریزی سفیر سے عہدنامہ نہ ہونے دیں - اونکو اندیشہ تھا کہ شاید جہانگیر عہدنامہ لکھنے پر راضی ہو جائے - ایک دن یہ تماشا ہوا کہ میں جشن بادشاہ کے سامنے پیش کر رہا تھا آصف خان و شاہزادہ خرم ترجمان کو خاموش کرنا چاہتے تھے مگر میں نے ترجمان کو قابو میں رکھا اور آصف خان کو آنکھیں جھپکانے اور فضول اشاروں کے کرنے میں بے سود تکلیف اٹھانی پڑی - اتنے میں بادشاہ غصہ میں بھر آیا اور اصرار سے پوچھا کہ کس نے انگریزوں کو تکلیف پہنچائی ہے جب میں نے آصف خان و خرم کا نام لیا تو بادشاہ نے بیٹے کا نام

سرخ کٹھرے میں روکا جانا +

عہدنامہ کی درخواست +

سمجھنا خیال کیا کہ مین گویا بادشاہ کے بیٹے پر الزام لگاتا ہون۔ اسپینے یہ کہا کہ بس مین بس مین
آصف خان لرزنے لگا اور سب حیران رہ گئے۔ بادشاہ نے شاہزادہ کو خوب ملامت کی جسنے بہت
معذرت کی معاملہ ختم ہوا تو بادشاہ خود کھڑا ہو گیا اور مجھے اپنی برابر کھڑا کیا۔

دوسری طرح اس واقعہ کو یون بیان کرتے ہین کہ جہانگیر نے کہا جو فرمان مین نے جاری کئے ہوئے
ہین وہ کافی ہین۔ مین نے عہدنامہ کے لئے جہانگیر سے اصرار کیا تو اوسنے کہا کہ انگریز کیا تحفے
جواہر نذر کرینگے مین نے کہا کہ جواہر ہندوستان سے جہان جہانگیر بادشاہ ہے آتے ہین انگلستان
ہی کے جواہر لیٹے اوسکے پاس کیسے لاسکتے ہین + جہانگیر چپ ہو رہا مگر اوسکو میری
بات کا یقین نہیں ہوا۔ ایک امیر نے پرتگیزون کا ذکر چھیڑ کر کہا کہ انگریز سوا تلوار اور چاقون
اور کپڑے کے نذر کے لئے کچھ نہیں لاتے ہین اور پرتگیز لعل و مروارید و الماس لاتے ہین۔
انگریزی سفیر نے جہانگیر کو اور آصف خان و خرم کو زچ کیا۔ خرم کو یہ خوف لگا ہوا تھا کہ
باپ اسکا کہین مخالف نہ ہو جائے۔ آخر کو مجھ سے یہ کہا گیا کہ وہ عہدنامہ کا مسودہ تیار کرے
یہ میری دلی تمنا تھی مین نے عہدنامہ کا مسودہ جسقدر جلد ممکن تھا تیار کیا۔ اس عہدنامہ
کی تحریر مین سفیر نے انڈیا نات کو خرچ کیا۔ یہ لکھا کہ گریٹ برٹن کے بادشاہ اور ہندوستان کے
بادشاہ مین ہمیشہ مصالحت و صلح رہے انگریزون کو اختیار ہے کہ جہان چاہین تجارت کرین جو بادشاہ
کے لئے وہ تحائف لائین وہ راہ مین بغیر کھولے اور دیکھے بادشاہ پاس لے جائین بادشاہ کے
استعمال کے بہانہ سے انگریزون کا اسباب روکا نہ جائے راہ داری کا محصول سب جگہ معاف
ہو۔ فقط بندرگاہ مین جب انکا اسباب جہاز سے اترے اسپر ساڑھے تین روپیہ سیکڑہ محصول
لیا جائے۔ اور جو انگریز مر جائے اوسکا اسباب بادشاہ نہ لے۔ اوسکے عوض مین بادشاہ جس چیز
کو چاہے گا اوسکو معقول قیمت پر انگریز سرانجام کر دینگے۔ وہ اوسکے سارے دشمنون کے
دفع کرنے مین ممد و معاون ہونگے مین جانتا تھا کہ اس عہدنامہ مین کوئی بات مستثنے نہین کی
جائیگی اور اوسپر مہر شاہی فوراً لگ جائیگی۔ مین اس عہدنامہ مین یہ نہ سمجھا کہ اسکی شرائط ایسی ہین
جو سارے ہندوستان مین ہر حاکم اور افسر کے حق مین مضر ہین۔ سختون کی خاطر جہانگیر اس پر

مہر کر دیتا۔ مگر خرم اور آصف خان نے ریڑھ باری اور اسکو دستخط کر دیئے۔

اسوقت میں راکین سلطنت میں باہم نا اتفاقی ہو رہی تھی نہ انکے اصول قائم تھے نہ انمیں مجتمعی خیالات تھے خرم اس بات میں کوشش کر رہا تھا کہ میں اپنے بھائی پرویز سے بہتر ہو جاؤں۔ جہانگیر کو سمجھایا گیا کہ وہ پرویز کو دکن میں سپہ سالاری سے بلا لے اور اوسکی جگہ خرم کو بھیجے۔ جون ۱۶۱۶ء میں برہمنوں نے نیک ساعت روانہ ہونے کے لئے پوچھی گئی نو امبر تک اسباب سفر پہلے جمع ہوتا رہا جون سے نو امبر تک و۔

اس درمیان میں میں نے کچھ کام نہیں کیا۔ اکثر میں دربار اور غسل خانہ میں گیا۔ جہانگیر سرو قت خوش طبعی کرنے کو تیار تھا۔ اسکو ان تصویروں کے دیکھنے کا شوق تھا جو میں لایا تھا اوس نے اپنے مصوروں سے انکی نقل اتروائی تھی اور اپنے کاریگروں کی بڑی شیخی بگھارتا تھا۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ انگلستان کا گھوڑا یہاں آئے وہ کہتا تھا کہ اگر جہاز میں چھ گھوڑے سوار کئے جائیں تو اون میں سے ایک گھوڑا زندہ یہاں پہنچے گا اگر سمندر میں وہ دبلا ہو جائیگا تو خشکی پر اوترکر پھر موٹا ہو سکتا ہے اسنے مجھ سے پوچھا۔ دن بھر میں کتنی دفعہ اور کتنی شراب پیتے ہو ...... اور ہندوستان میں کیسی شراب نوشی کرتے کسطرح پیتے ہو اور انگلستان میں کیسی شراب کیونکر بنائی جاتی ہے تو اوسکو بنا سکتا ہی سفر نامہ رو۔ مغل دربار کے اخبار ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے کہ اور مشرقی ملکوں میں ہوتے ہیں۔ نور محل کی ایک عورت کی بابت دو خواجہ سراؤں میں جھگڑا ہوا۔ ایک خواجہ سرا نے دوسرے خواجہ سرا کو مار ڈالا اور مقتول کے قصاص میں قاتل خواجہ سرا ہاتھی کے پانوں تلے روندا گیا عورت زندہ بغلوں تک زمین میں گاڑی گئی اور تین روز تک دھوپ میں سکھائی گئی۔ وہ چوبیس گھنٹے میں مر گئی۔ اوس کے پاس ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ کا نقد جواہر نکلا سفر نامہ رو۔ جہانگیر کے سامنے سو چور پکڑے آئے تیرہ چوروں کے گلے کاٹے گئے۔ وہ ایک ہی جگہ پڑے رہے اور اونکا خون بہا کیا باقی کے گروہ بنائے گئے وہ ذبح کئے گئے اور اجمیر کی مختلف گلی بازاروں میں پھینکے گئے سفر نامہ رو۔ ایک واقعہ ایسا پیش آیا جسنے مجھکو انتظام اضلاع میں غور کرنے کا موقع ملا۔

بہار کا صوبہ دار جمال الدین حسین اجمیر میں درگاہ شاہی میں ملازمت کے لیئے آیا۔ اوسنے مجھہ سے اخلاص پیدا کیا غالبًا اوسکو یہ شوق تہا کہ جس شخص کی رسائی بادشاہ تک ہو اوسکو اپنے اوپر مہربان کرے۔ میرے سامنے اوسنے نیک نیتی سے حضرت عیسیٰ کی اور اوسکی شریعت کی تعریف کی۔ اوسکی گفتگو بڑی مسرت ناک اور پرنتائج ہوتی تھی۔ اوس نے رعایا کی غلامی اور ملک گیری قانون ہونے اور مغلون کی سلطنت کی افزونی کے باب میں باتین کیں۔ اوسنے سلطنت کے محصول کی آمدنی کا ذکر کیا کہ وہ کسطرح حاصل کی جاتی ہے۔ نذرون و بھیٹون کے لینے سے اور ضبط کرنے سے اور قرق کرنے سے آمدنی بڑھائی جاتی ہے وہ خود گیارہ لاکھہ روپیہ سالانہ بادشاہ کو دیتا تھا۔ باقی آمدنی کو اپنے پاس رکہتا تھا۔ وہ جو چاہتا تھا سو لیتا تھا۔ اوسکا منصب پنج ہزاری سوار تہا۔ دوسو روپیہ سالانہ ہر گھوڑے کا خرچ اوس کو ملتا تہا۔ وہ صرف پندرہ سو گھوڑے رکھتا تھا۔ باقی مردوں کی تنخواہ تھی ہزار روپیہ روزانہ اوسکو بادشاہ وظیفہ بھی دیتا تھا۔ اوسنے کہا کہ بیس ایسے ہی اور امیر وظیفہ پاتے ہیں اور اور بعض کو مجھہ سے دگنا وظیفہ ملتا ہے۔ سفرنامہ رو۔

۲ ستمبر جہانگیر کی سالگرہ کا دن تہا۔ بادشاہ چھہ دفعہ سونے کی ترازو میں تلا۔ ایک پلڑے میں وہ التی پالتی مارکے درزی کی طرح بیٹھا تھا۔ اور سونے سے چاندی سے ریشم سے کپڑے سے اناج سے گھی سے تولا گیا۔ یہ سب چیزیں غریبون میں تقسیم کی گئیں۔ سو پہر کو بادشاہ کے روبرو ہاتھیون کی بڑی نمائش ہوئی۔ بڑے ہاتھیون کو لاٹ ہاتھی کہتے تھے ہر لاٹ ہاتھی کے ساتھہ چار ہتنیاں اور زنجیرین۔ گھنٹے اور رساز سونے چاندی کے ہوتے تھے اوسکے ساتھہ عصا بردار ہوتے تھے اور اوس کے ساتھہ آٹھہ دس ہاتھی اور ہوتے تھے جنکے اوپر زرین و رشمین جھولیں پڑی ہوئی ہوتیں۔ ان ہاتھیون کی بارہ قطارین بادشاہ کے روبرو سے گذرین اور اونہون نے سلام کیا میں نے ایسا تماشا کبھی نہیں دیکھا۔ ستمبر رو۔

سال گرہ کے دن شام کو بادشاہ نے اپنے امرا کے ساتھہ شراب پی۔ قانون کے موافق

کوئی شخص جسکے مُنہ سے شراب کی بو آتی ہو غسل خانہ میں داخل ہونے کا مجاز نہ تھا - اگر کوئی
اس قانون کا پابند نہ ہوتا اور بادشاہ کو اوسکی خبر ہوتی تو وہ اوسکو اپنے سامنے کوڑے
پٹواتا جشنون میں وہ اپنے امرا کو شراب پینے کا حکم دیتا اور ہر ایک آدمی حکم کی تعمیل کرتا
رات کے دس بجے جہانگیر نے سر رو کو آدمی بھیجکر بلایا - وہ اس وقت اپنے جھوتنے میں
سوتا تھا - فوراً وہ بادشاہ پاس پہنچا - جہانگیر ایک چھوٹے سے تخت پر آلتی پالتی مارے
بیٹھا تھا تخت جواہر سے مرصع تھا امرا بھی تکلف کا لباس پہنے ہوئے تھے - سونے
کے ظروف پاس رکھے ہوئے تھے - شراب کی صراحی و خم لگے ہوئے تھے سب نے شراب پی
مگر آصف خان و حرم اور مین نے - جہانگیر نے اون بچے جو کھڑے ہوئے تھے اونمین روپیون کی
کشتیان بکھیرین - اوسنے اپنے گرد چاندی سونے کے بادام امیرون کے چننے کے
لئے نچھاور کئے - آخر کو جہانگیر ایسا نشہ مین مست ہوا کہ سو گیا - روشنی گل کی گئی - امرا
غسل خانہ سے اپنے اپنے گھر گئے - سفرنامہ رو +

اسپر یہ ایک اور اضافہ کیا جاتا ہے + جہانگیر پاس سفیر آیا اپنی معشوقہ کی تصویر
بھی ساتھ لے گیا جو مر گئی تھی - جہانگیر اور اوسکے امرا شراب پی رہے تھے کہ وہ پہنچا - جب
سفیر نے تصویر دکھائی تو جہانگیر نے کہا کہ یہ مجھے دیدو - اول سفیر نے دینے مین
عذر کیا پھر وہ تصویر اوسکو دیدی - اور ایک عجیب تماشا ہوا کہ بادشاہ اور سفیر اپنی فیاضی دکھاتے
تھے - بادشاہ نے متعجب ہوکر پوچھا کہ ایسی حسین عورت کبھی زندہ بھی تھی - سفیر نے کہا کہ یہ
تصویر اوس کے حسن کی پوری داد نہین دیتی وہ تصویر سے کہیں زیادہ حسین تھی - بادشاہ نے
کہا کہ یہ تصویر تم نے مفت مجھے دیدی مین اوسکو اپنی حرم سرا مین عورتون میں لے جاؤنگا اور
اوسکی نقلیں اترواؤنگا - ان نقلون کو تمھارے روبرو لاؤنگا تم اپنی اصل تصویر پہچان کر لے لینا
نے کہا کہ مین نے تصویر مفت دی ہے میں اوسکو واپس نہ لونگا - جہانگیر نے کہا کہ وہ تصویر
آپ کی معشوقہ کی تھی جیسے آپ اسے محبت کرتے تھے اوسکی یادگار رہے (تصویر) اسے
بھی محبت رکھئے - یہ مشرقی مغربی فیاضی کا افسانہ بڑا اولاد ہے +

غسل خانہ میں شراب نوشی +

سفیر کی معشوقہ کی تصویر +

یہ ایک واقعہ بھی مغلون کے زمانہ کی تصویر کھینچتا ہے کہ گجرات کا صوبہ دار معزول ہوکر معرض عتاب مین آیا تھا اوسنے احکام کی اطاعت نہیں کی تھی - وہ جھروکہ کے نیچے اپنی معافی قصور کے لئے آیا - وہ ننگے پاؤن تھا - اوس کے ٹخنون مین بیڑی پڑی ہوئی تھی - اوس کی سر کی دستار آنکھون پر پڑی ہوئی تھی کہ وہ جہانگیر سے پہلے کسی کو نہ دیکھے - وہ آداب بجا لایا چند سوالات اوسسے کئے گئے اور اوسکی تقصیر معاف ہوئی - اوسکی بیڑی اوتاری گئی اوس کو خلعت رسم کے موافق دیا گیا نئی دستار و کمر بند عنایت ہوا - ۹ سے ۱۰ اکتوبر تک -

درگاہ شاہی مین ہمیشہ محلات شاہی کی فضیحت سنا کرتا تھا - پرویز دکن سے بلا کر بنگالہ بھیجا گیا جہانگیر کو دکن سے خانخانان کے بلانے مین تامل تھا - وہ بڑا ذی اقتدار تھا - اوسکے بلانے مین یہ اندیشہ تھا کہ کہیں وہ بغاوت نہ کرے - جہانگیر نے اوسکو معافی کا خلعت بھیجنے کا ارادہ کیا - اور خانخانان کے کسی رشتہ دار سے جو اوسکے حرم سرا مین رہتی تھی اپنا ارادہ ظاہر کیا - اوسنے جواب دیا کہ خانخانان اس خلعت کو کبھی نہ پہنے گا - وہ اوس کو جانے گا کہ یہ زہر آلود ہے - اوسنے کہا کہ حضور نے دو دفعہ اوسکو زہر دیا - اوسنے کھانے کے بجائے اپنی چھاتی میں رکھ لیا - ہر دفعہ اوسکو تحقیق ہوا کہ وہ زہر تھا - جہانگیر نے اوسکے انکار نہین کیا - اس خلعت کو خود گھنٹہ بھر پہنا تاکہ ثابت ہو کہ وہ زہر آلود نہین ہے عورت نے کہا کہ اب ہم دونو کا خانخانان اعتبار نہیں کریگا جو جہانگیر نے خود دکن جانے کا ارادہ کیا اور مانڈو تک گیا - ۱۰ اکتوبر سفرنامہ رو -

ایک اور سازش کا بھانڈا پھوٹا - خسرو ایک اجپوت راجہ انی رائے کی حراست مین مقید تھا نورمحل اور آصف خان نے اوسکے مارنے کا ارادہ کیا کیونکہ اس کے سبب سے انکو شاہجہان کی تخت نشینی کے لئے تردد اور اندیشہ رہتا تھا - ایک رات کو جب جہانگیر شراب مست تھا تو اونہون نے جہانگیر سے التماس کیا کہ خسرو کی حراست کے واسطے انی رائے سے آصف خان بہتر چاہتے ہیے - اسی رات کو آصف خان نے انی رائے کو بادشاہ کے نام سے بلا کر کہا کہ خسرو کو میرے حوالہ کر دو - انی رائے نے انکار کیا - وہ خسرو سے بڑی محبت رکھتا تھا -

وہ جہانگیر کے سوا کسی اور کو خسرو کو حوالہ کرنا پسند نہیں کرتا تہا +

دوسرے روز انی رائے نے جہانگیر سے جو کچھ ہوا تہا بیان کیا اور یہ اور اضافہ کیا
کہ مین مرجاؤنگا مگر خسرو کو دشمنون کے حوالہ نہیں کرونگا جہانگیر نے اوسکی وفاداری کی تعریف
کو آسمان پر چڑہایا۔ اوسنے انی رائے سے کہا کہ تم نے خوب کیا آیندہ تم کو یہی کرنا چاہئے
جواب کیا ہے۔ سات روز بعد نورمحل نے اس باب مین جہانگیر سے کہا اوسنے انی رائے کو
حکم دیدیا کہ وہ خسرو کو آصف خان کے سپرد کردے۔ غالبًا انی رائے کو خسرو کی طرفداری سے
یہ خوف ہوا کہ بادشاہ کہین اسے مشتبہ نہ ہوجائے جو اسنے حوالہ کیا۔

درگاہ شاہی مین ہر شخص کو یہ یقین تہا کہ اب خسرو اسلئے مارا جائیگا کہ خرم بے کھٹکے
جانشین ہو۔ خسرو کی بہن نے اور حرم سرا کی بیگمون کے ساتھ رونا پیٹنا اور دہائی دینا شروع
کیا۔ سب نے کھانا پینا چھوڑا اور دہمکایا کہ اگر خسرو مارا جائیگا تو ہم سب جائینگے جہانگیر
نے ہرچند کہا کہ مین خسرو کو کوئی آزار پہنچانا نہیں چاہتا مگر کسی کو یقین نہیں تہا۔ اوسنے نورمحل
کو بہیجا کہ اونکو جاکر سمجہائے تو بیگمون نے اوسکو دہمکایا اور کہا کہ ہم تیری صورت دیکہنی
نہین چاہئے۔ سفرنامہ رو +

ایسٹ انڈیا کمپنی اپنی تجارت کو اس ملک مین دور تک پہیلانا چاہتی تہی اسلئے یہان کے واقعات کو
مین لکہتا تہا کہ وہ یہان کے حالات سے آگاہ ہوجاوے۔ ایک وقت آنیوالا ہے کہ جسمین سارے
ہندوستان مین کہلبلی پڑیگی اگر خسرو کامیاب ہوا تو انگریزون کو فائدہ ہوگا اور سلطنت
عیسائیون کے واسطے ایک امن ہوگا وہ عیسائیون سے محبت رکہتا ہے اون کی عزت
کرتا ہے اگر خرم فتحیاب ہوا تو انگریزونکا نقصان ہوگا۔ وہ عیسائیون سے نفرت رکہتا ہے
وہ بڑا متکبر۔ جھوٹا۔ ظالم۔ ریاکار ہے۔ رو اپنے اس فیصلہ مین کہانتک صحیح تہا وہ
آیندہ دیکہا جائیگا سفرنامہ رو +

اجمیر مین ایک ایرانی سفیر محمد رضا بیگ آیا۔ بعض نے یہ گمان کیا کہ اس کے آنے کی غرض
یہ ہے کہ وہ جہانگیر اور سلطان دکن کے درمیان صلح کرادے لمعرو نے یہ خیال کیا کہ وہ

اسلئے آیا تہا کہ ترکون سے لڑنے کے لیئے کمک طلب کرے - اسکی جلو مین پچاس سوار زرین لباس
کمان و ترکش منقش کیئے مسلح تہے - اسکے ساتہہ چالیس بندوقچی اور دو سو پیادے سپاہی بہی تہے
دوپہر کو محمد رضا بیگ دربار مین بلایا گیا - اوسنے جہانگیر کی بیحد خوشامد کی - تین دفعہ سجدہ
زمین بوس کیا - اس سجدہ مین وہ زمین کے اندر سر کو گھسانا چاہتا تہا - جب وسنے تحائف پیش
کئے تو طاس رو اونکو دیکہہ کر شرمندہ ہوا اور اپنے دل مین لیا گیا - اس نذر مین ۲۷ عربی و
عراقی گھوڑے نو بڑے خچر سات اونٹ مخمل سے لدے ہوئے - دو جوڑے فرنگستانی
بسکٹون کے اور ایک پر تکلف الماری چالیس تفنگ - پانچ گھنٹے - ایک اونٹ زرین قمتش
ایرانی سے لدا ہوا - آٹہہ ریشمی قالین - دو لعل - ۲۱ اونٹ انگورون سے لدے ہوئے
اور چودہ اونٹ گلاب سے لدے ہوئے - سات خنجر مرصع بجواہر - پانچ مرصع تلوارین - اور سات
حلبی آئینے تہے - سفر نامہ رو +

چند روز بعد بادشاہ کے ظلم کا ایک تماشا دیکھنے مین آیا - جہانگیر نے ایرانی سفیر کی دعوت
کی - حاضرین کو شراب پینے کا حکم دیا - ایسے موقعون پر بخشی کام کیا کرتا ہے - ہر ایک آدمی نے
اوسکے ہاتہہ سے پیالہ لیکر پیا - واقعہ نویس شاہی نے ہر ایک آدمی کا نام دستور کے موافق
کتاب مین داخل کیا - جہانگیر ایسا شراب مین مست ہوا کہ اوسکو یہ یاد نہین رہا کہ مین نے
شراب پینے کا حکم دیا ہے - دوسرے دن کسی نے اس شراب کے جلسہ کا ذکر اسکے کیا - اوس نے
پوچھا کہ حکم کس نے دیا تھا تو اوسے کہا گیا کہ بخشی نے ہمیشہ جب بادشاہ اپنے حکم کو بہول جاتا
تو ایسے موقع پر بخشی کا نام لیا جاتا مناسب گنا جاتا تہا - جہانگیر بہت غصہ ہوا - اوس نے
کتاب منگائی اور اسنے مجرمون کو سزا دینی شروع کی بعض پر سخت جرمانہ کیا بعض کو درگاہ
شاہی مین کوڑے پٹوائے - کوڑے ایسے سخت لگائے گئے کہ بعض آدمی مر گئے -
بعض پیچ لات گھونسے مارنے کا حکم دیا ایک وہین مر گیا - بعض مجروح ہو گھر گئے - سفیر اس سزا سے
بری رہا - کسی شخص کا مقدور نہ تھا کہ ان مظلومون کے حق مین کوئی کلمہ خیر کہتا -
۲۴ اکتوبر سفر نامہ رو ————— سب چیزین سفر مین جانے

سکے لئے تیار ہوگئین - دربار مین خرم باپ سے رخصت ہوا - موتی اور الماس لگے ہوئے لباس پہنے
ہوئے تہا - لشکر گاہ چار میل پر تھا - وہ اس کوچ مین بیٹھ کر گیا جو انگریزی کوچ کی نقل یہان
بنائی گئی تہی - اسکے امرا پیدل اوسکے ہمراہ گئے - سارے رستے لوگون پر وہ چونیان پہینکتا چلا
گیا - دوسرے روز صبح کو جہانگیر نے لشکر گاہ مین جانے کا ارادہ کیا - محل مین بہت سویرے طامس رو گیا
اوسنے دیکھا کہ بادشاہ جھروکہ مین بیٹھا ہوا ہے - دو خواجہ سرا اسپر مورچھل جھل رہے ہین
وہ لوگون کو چیزین لے دے رہا ہے جو چیز دیتا ہے وہ ڈوری مین لٹکا دیتا ہے جو چیز لیتا
ہے اوسکو ایک بڑھیا چوبت کی طرح آراستہ ہتھی رسّی میں اوپر کھینچ لیتی ہے - بادشاہ کی دو
ملکہ بھی جھروکہ مین چلمن کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھین اونہون نے چلمن مین سے مجھہ کو جھانک کر
دیکھا مین نے اونکی اونگلیان دیکھین - پھر اونکے چہرے پھر ساری صورت - وہ متوسط درجہ
کی سفید رنگ تھین اونکے سیاہ بالون مین تیل پڑا ہوا تہا - الماسون سے وہ چمک رہی تھین وہ
مجھہ کو دیکھہ کر بہت خوش ہوئین بادشاہ جھروکون سے چلا گیا وہ اس کے پیچھے پیچھے
چلی گئیں - ۲ - نومبر سفرنامہ رو -

دربار مین جہانگیر کی ملازمت کے لئے امرا جمع ہو رہے تہے مین انہین جا کر فرش
ہو بیٹھا - جہانگیر آیا - اور ڈیڑہ گھنٹہ کے قریب تخت پر بیٹھا اس عرصہ مین اہل حرم پچاس
ہاتھیون پر سوار ہوئین یہ ہاتھی خوب آراستہ تھے - تین ہاتھیون پر مربع عماریان لگی ہوئی
تہین - اونپر سونے کے پردے پڑے ہوئے تھے - اور اون پر چھتریں چاندی کی
لگی ہوئی تھین - رو

آخر کو بادشاہ تخت پر سے اوٹھا اور تخت گاہ کے زینے سے اترا ایسا شور غل مچا کہ کان
بہرے ہوگئے تہے اور توپون کی آواز بھی اس مین نہین سنائی دیتی تہین - زینے کے نیچے
ایک آدمی بڑی مچھلی لایا دوسرا آدمی ایک طباق مین کوئی سفید چیز لایا جس مین بادشاہ نے
انگلی رکھی اور پھر اوسکو مچھلی سے لگایا اور پھر اوسکو اپنی پیشانی سے رگڑا - یہ ایک نیک شگون
سفر کے لئے تھا - سفرنامہ رو +

خرم کا رخصت ہونا +

جہانگیر کا جھروکہ مین بیٹھنا +

دربار مین اہل حرم کا ہاتھیون پر سوار ہونا +

جہانگیر کا روانہ ہونا +

جہانگیر اپنی بہا درانہ پوشاک پہنے ہوا تہا۔ کمخواب کا کوٹ بے آستینکو کے زیب تن تہا اوسپر ایک کرتہ ململ کا تھا۔ اُسکی جوتیوں میں موتی ٹکے ہوئے تھے۔ اوسکی دستار میں پر لگے ہوئے تھے اور اوسکے ایکطرف لعل اخروٹ کی برابر لگا تہا۔ دوسری طرف ایک بڑا ہیرا چمک رہا تھا۔ بیچ میں مخروطی زمرد لگا ہوا تہا۔ اسکا پٹکا موتیوں کی لڑیوں اور یاقوتوں اور ہیروں سے گتھا ہوا تھا۔ گلے کے ہار میں تین دوسری لڑیاں موتیوں کی تھیں۔ اوسکے بازوبندوں میں الماس ہیرے لگے ہوئے تھے۔ ہر اُنگلی میں دو انگوٹھیاں پہنے ہوئے تھا اوسکی تلوار اور سپر کو ایک شخص لئے ہوئے تہا۔ دونوں میں ہیرے اور یاقوت جڑے ہوئے تھے دوسرا آدمی اوسکی کمان اور ترکش لئے ہوا تہا جسمیں تیس تیر تھے۔ رد

اس طرح بادشاہ آراستہ پیراستہ ہوکر کوچ میں بیٹھا جسمیں چار گھوڑے جتے ہوئے تھے جنکے ساز سونے و مخمل کے تھے یہ کوچ ایسی بنائی گئی تھی جیسی کہ انگریزی کوچ آئی تھی مگر کمخواب سے منڈھی ہوئی تھی اسکا کوچبان انگریز تھا وہ خوب زرق برق پوشاک پہنے ہوئے تہا۔ بادشاہ کے دونو طرف دو خواجہ سرا تھے جو سونے کے عصا لئے ہوئے تھے۔ اور اونمیں لعل جڑے ہوئے تھے۔ گھوڑے کے سفید بالوں کے مورچھل سے مگس رانی ہوتی تھی۔ بادشاہ کے آگے نقارے اور تریاں اور روم کے باجے بجتے تھے۔ اور بہت سے امرائے شاہی عجیب و غریب۔ نو گھوڑے جلو میں تھے جو لعل و موتیوں و زمردوں سے آراستہ تھے تین پالکیاں تہیں۔ ایک سونے کے پترونسے منڈھی ہوئی تھی جسمیں موتی لگے ہوئے تھے موتیوں کے جھالر ایک فٹ نیچے لٹک رہی تھی۔ اور دو پالکیوں کے پردے کمخواب کے تھے۔ اسکے بعد وہ کوچ تھی جو انگلستان سے آئی تہی اوسکی پوشش دوبارہ ہی گئی تھی اور اوسکی جگہ اور زرین مخمل چڑھائی گئی تھی۔ جہانگیرنے نورمحل کو دیدی تھی اور نورمحل اوس میں سوار تھی۔ جہانگیر کے دو چھوٹے بیٹے ہندستان کی بنی ہوئی کوچوں میں سوار تھے۔ انکے بعد بادشاہی بیس ہاتھی تھے جو سونے چاندی ریشم سے سجے ہوئے تھے۔ ہر ہاتھی پر جسمیں ہر ایک پر اطلس اور زر بفت کے پھریرے تھے۔ امرا پیدل چلتے تھے۔ اور عورتیں ہاتھیوں پر سوار نصف میل

پیچھے اسطرح جاتی تہیں جیسے زرین پنجرون میں طوطے - یہ اول دن کا سفر محل سے لشکرگاہ تک تھا - سارے رستہ میں چھہ سو ہاتھیون کا جلوس جنپر مخمل و کمخواب کی جھولین تہین - ہر ہاتھی میں ایک تو یا ایک توپچی مرصع انباری میں بیٹھا ہوا اور اوسکے ہر کونے میں ایک جھنڈا اتھا سرخ پرچہ کا وخاک بیٹھنے کے لئے ہوتا - جہانگیر کے کوچ سے آگے سنگسار پر سوا پیادونکے کوئی سوار نہیں آسکتا تھا بسفرنامہ رو -

جب ابھی چلی ہے تو یہ واقعہ قابل لکھنے کے واقع ہوا - جہانگیر اس دروازہ پر ٹھہرا جہان خسرو مقید تھا خسرو نے بادشاہ کے آگے آنکر کورنش کی - اس کے ہاتھ میں ایک تلوار اور سپر تھی اوسکی دارہی چھاتی تک بڑہی ہوئی تھی - یہ ایک نشانی بادشاہ کی نامہربانی کی تھی جہانگیر نے حکم دیا کہ کسی خالی ہاتھی پر سوار ہو کر ساتھ چلے - اور ایک ہزار پیادے کہ وہ آدمی تھیں انکو نگہبیر دے - آصف خان اور خسرو کے اور دشمن مجبوراً پیدل چلتے تھے محل کے دروازہ تک میں پیدل چلا پھر گھوڑے پر چڑہ کر خیمہ گاہ پر آیا - بادشاہی خیمہ و خرگاہ عجیب شان و شوکت رکھتے تھے نصف میل کے گرد قناتیں گھرا کئے ہوئے تھیں - یہ قناتیں قلعہ کی فصیل کی طرح بنائی گئی تھیں کہ اس میں برج و بارہ بنے ہوئے تھے - وہ چوبون کے درمیان کھڑی تھیں جنکے سرون پر پیتل کی برچیان لگی ہوئی تھیں - قناتیں باہر کی طرف نہایت چمکدار سرخ تھیں و اندر کی طرف تصویریں بہ کالون پر بنی ہوئی تھیں داخل ہونے کا دروازہ بڑا خوبصورت بنا ہوا تھا - میں اول درجہ میں گیا - مرکز پر بادشاہ کا تخت صدف کا سب سے اونچے خیمے میں رکھا ہوا تھا - نیچے با انداز بچھونا بچھا ہوا تھا اوپر کمخواب کا شامیانہ لگا ہوا تھا

جہانگیر کوچ میں بیٹھا ہوا دروازہ میں داخل ہوا - دروازہ پر امراء صف باندھے کھڑے تھے جہانگیر اونکے درمیان چلا - اوسنے طامس رو پر ایک نظر ڈالی - سفیر انگلستان نے کورنش کی - جہانگیر نے چھاتی پر ہاتھ رکھکر سر جھکایا - وہ اپنے خیمہ کے زینہ پر چڑہا اور پانی مانگا اور ہاتھ دہوئے اور چلا گیا - سفرنامہ رو -

بادشاہی خیمہ و خرگاہ بادشاہی محل کی نقل ہوتی ہے اوسمین مربع صحن ہوتے

جنمین ایک سے دوسرے مین رستہ جاتا تھا۔ اول دربار کا صحن تھا۔ دوسرے مین غسل خانہ اور
خیمے تھے۔ تیسرے مین حرم سرا تھا جسکو محل کہتے تھے۔ اس حرم سرا کے ایک کونہ مین دو منزلے
خیمے مین۔ اکبر اور جہانگیر سویا کرتے تھے اور دوسری منزل مین جھروکہ ہوتا تھا جسمین بیٹھکر کہلا بیان ان
دیکھہ سکتے تھے۔ بادشاہ کی خدمت گاری تاتاری عورتین کرتی تہین عورتون اور خواجہ سراؤن
اور بعض اوقات شاہزادون کے سوا غسل خانہ سے پرے کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ سر
امرا نے اپنے خیمون مین گئے۔ مین نے اونکے گرد دیکھنا شروع کیا۔ عجیب ایک شان و
شکوہ و حشمت و عظمت کا تماشا تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ جنگل مین ایک شہر پیدا ہوگیا ہے۔ بیس میل مین
اوسکا احاطہ تھا جسمین بہت سے رنگ چمکتے تھے شاہی خرگاہ سرخ تھا۔ اور امرا کے خیمے سفید سبز
اور مرکب رنگون کے تھے سب قناتون سے گھرے ہوئے تھے۔ اور گھر کی طرح مرتب تھے ترتیبی
انمین دار السلطنت کی طرح بڑے بڑے کوچہ و بازار و دکانین تھیں۔ وہان کسی طرح کی تنگی
نہ تھی۔ ہر روز خیمہ گاہ چند میل دکن کی جانب آگے جاتا تھا خیمون کا سامان دوہرا تھا
ایک لگتا تھا دوسرا اٹھتا تھا سارے خیمہ و خرگاہ چار گھنٹے مین لگجاتے تھے اجمیر آدمیون نے لشکر گاہ سے ملنے مین تاخیر کی
بادشاہ نے اونکے گھر جلوا دئے اور اونکو مجبور کیا کہ وہ میدان مین جائیں ۲ نومبر سے ۹ دسمبر تک سفرنامہ رو +
اس زمانہ مین رو نے خرم سے دو دفعہ ملاقات کی اول دفعہ ملاقات مین خرم
پریشان خاطر تھا۔ رو نے خیال کیا کہ اسوقت اوسکا دل نور محل پاس یا اوسکی کسی اور
بیگم پاس ہے۔ دوسری ملاقات مین اوسنے کمخواب کا جبہ مجھہ کو دیا مجھہ کو مجبور پہننا پڑا
جسمین مجھے اپنی ذلت معلوم ہوئی۔ وہ کہتا ہے کہ اگر مین کسی تھیٹر مین تاتاری تیمور کی نقل
اوتارتا ہوتا تو بہتر ہوتا +
لشکر گاہ مین تجربہ سے معلوم ہوا کہ زندگی خوشی سے نہیں گذر سکتی۔ ایک دفعہ سو چور کھیتون
مین قتل کئے گئے۔ ایک اور مقام پر مجھہ کو اونٹ ملے جنمین قندھار کے تین سو مقتول باغیون
کے سر لدے ہوے تھے۔ مغل بادشاہ جیسا کہ عوام مین شہر مین تھا۔ ایسا لشکر گاہ مین نہیں تھا
کوئی شخص بادشاہ کے مقام سے ایک گولی کے فاصلہ پر نہیں آسکتا تھا۔ جہانگیر ہر روز جھروکہ مین

بیٹھا تھا۔ کسی شخص کو اجازت نہ تھی کہ کوئی اسے بات کرے۔ دربار نہیں ہوتا تھا سارا وقت
شکار میں جاتا تھا غسل خانہ میں شام کو وہ خاص امرا جاتے تھے جنکو اجازت ہوتی تھی یہان
بادشاہ اتنی شراب پیتا تھا کہ کچھ کام نہیں کرسکتا تھا۔ ایک دن جہانگیر کی ملاقات کو میں گیا تو
میں نے دیکھا کہ بادشاہ ایک جوگی سے باتیں کر رہا ہے یہ جوگی چیتھڑے پہنے ہوئے تھا
جہانگیر جوگی سے بغل گیر ہوا۔ اور اپنے سامنے بیٹھنے کی اجازت دی اور سو روپئے دیئے
اور اوس کو باپ کہا۔ ۱۰ سے ۲۳ دسمبر تک +

بہت جلد لشکر کے انتظام اور ترتیب بگڑ گئی لشکر کا سفر راجپوتانہ میں ہوتا تھا جو آدھا
فتح ہوا تھا۔ سارا ملک چوروں اور راہزنوں سے بھرا پڑا تھا بعض اوقات جنگلوں اور پہاڑوں
میں راستہ چلنا پڑتا تھا سیکڑوں اونٹ جنگل میں بے آب و دانہ رہ جاتے تھے۔ ہزاروں
گاڑیاں چھکڑے جنگلوں میں کھوئے جاتے تھے۔ بہت سی حرم کی عورتیں
بے سامان پیچھے چھوڑ دی جاتی تھیں۔ جہانگیر ایک چھوٹے ہاتھی پر سوار
ہوکر پہاڑوں میں چلا جہاں اور دوسرا جانور چڑھ نہیں سکتا۔ ایک قصبہ کے آدمی مفرور ہوکر
پہاڑوں میں چلے گئے تھے تو جہانگیر نے اس قصبہ کو جلا دیا۔ اسکے انتظام میں رجپوتوں نے
ایک جماعت گم گشتہ راہ کا سارا اسباب لوٹ لیا اور اوسکو مار ڈالا۔ ایک درجگہ قلعہ کو معسکر
بنایا گیا۔ وہاں پانی نہیں ملا۔ علی العموم جہانگیر اور امرا کو سب طرح کا سامان میسر ہوتا مگر
غربا اور سپاہیوں کو اکثر محتاج سامان بھی میسر نہیں ہوتا۔ ۲۳ سے ۲۶ دسمبر
پہلے اس سے کہ جہانگیر نے یہ سفر شروع کیا ہو۔ نور محل اور آصف خان نے
اوسکو یہ یقین دلایا تھا کہ جب بادشاہ دکن کے پاس پہنچے گا تو سلطان دکن اسکی اطاعت
قبول کرلیگا مگر یہاں سلطان نے اس قسم کا کام نہیں کیا۔ دکن میں مغل سے مقابلہ
کرنے کے لئے شیعوں اور سنیوں میں آپس میں اتفاق ہو گیا۔ اونھوں نے سرحد پر ایک سپاہ
بھیجی وہ جنگ کرنے کو تیار ہوئی۔ اسے نور محل ڈر گئی اور جہانگیر کی منت کرنے لگی
کہ حضور اس سفر کو سیر و شکار کی عزیمت بنائیے۔ اور آگرہ کو واپس لوٹئے تشریف لے جائیے

جہانگیر نے اوسکو منظور نہین کیا اسطرح اوسکے جانےمین اوسکی عزت کو بٹا لگتا تھا اوسنے خرم پاس لشکر کمک کے لئے بھیجا آخر کو فروری ۱۶۱۷ کو بادشاہ اجمیر سے چلکر چار مہینے کے بعد شہر اجین کے قریب خیمہ زن ہوا جنوری و فروری ۱۶۱۷

اس زمانہ مین میری سرگذشتین کچھ عجیب ہین مین نے محمد رضا بیگ سفیر ایران سے ملاقات کی ایرانی سفیر نے ارکان و اہلکاران سلطنت مغلیہ کو برا بھلا کہکر مجھکو اپنا ہمدرد اور دلسوز بنایا تھوڑے دنون بعد ایرانی سفیر بہت رنجیدہ ایران کو گیا جن کامون کے لئے وہ آیا تھا انمین ناکام رہا اوسنے جہانگیر کی پیشکش مین ۳۵ پینتیس گھوڑے دئے جسکے عوض مین اوسکو تین ہزار روپئے ملے جہانگیر نے انصاف کرنیکا ارادہ کیا اوسنے حکم دیکر دو فہرستین بنوائین ایک فہرست مین ایران کے تحفے لکھے گئے اور انکی قیمت کم لگائی گئی اور دوسری فہرست مین مغل کے تحائف لکھے گئے جنکی قیمت زیادہ لکھی گئی مغل کی فہرست مین بڑی ذلیل چیزین لکھی گئین جیسے نگترے انناس کیلے اوسپر بھی ایران کی میزان زیادہ تھی اسکے عوض سفیر کو نقد روپیہ دیا گیا محمد رضا بیگ نے بیماری کا بہانہ بنا لیا آصف خان سے رخصت کو نہین گیا

یکم جنوری سے ۳۰ اپریل تک

مین ایک درخت کے تلے بیٹھا تھا کہ شاہزادہ ہاتھی پر بیٹھا ہوا میرے پاس سے گذرا مجھسے بعض سوال خوش اخلاقی سے پوچھے اور چلا گیا مجھکو اس سے بڑا تعجب ہوا کہ اوسنے کبھی انگلش کا نام نہ سنا تھا نہ اوسکے سفیر کا

اس عرصہ مین ارکان سلطنت سے مین بہت رنجیدہ ہوگیا جہانگیر نے اقرار وثیق کیا تھا کہ انگلستان سے جو تحائف آئین اونکو کوئی روک نہ کرے اور نہ کوئی اوسکو کھولے مگر خرم نے اونکو روک لیا جہانگیر نے تحفون کے صندوق منگا خرم نے اونکو بھیجدیا جہانگیر نے خود اونکو کھولا جو چیز اوسکو پسند آئی وہ لی بہت سی چیزین اوسنے ایسی لے لین جو اوسکے لئے نہین آئی تھین رو غسلخانہ مین جہانگیر سے فریاد کرنے گیا جہانگیر نے کہا کہ سب کچھ تمھارے لئے بھلا کیا جاتا مین شاہ انگلینڈ کے ساتھ سب کام کرونگا مگر مین نے کوئی بات اوسکی درست نہ پائی جہانگیر نے بہت شراب پی لی وہ کہنے لگا کہ مین عیسائیون مسلمانون اور یہودیون کا محافظ ہون پھر وہ رونے لگا اور بہت جلد بے ہوش ہوگیا غسلخانہ مین آدھی رات تک جلسہ رہا اور بستر خاشیہ پر چڑھایا گیا ہے کہ وہ لیعہد کی مداخلت سے نارض ہوا اوسکو میرے پاس معذرت کے لئے بھیجا یہ نیک بادشاہ یہود عیسائیون اور مسلمانونکی شریعت کے باب مین مباحثہ کرنے لگا اور شراب کے نشہ مین ایسا مہربان ہوا کہ اوسنے میری طرف مخاطب ہوکر کہا کہ مین بادشاہ ہون یہود و نصارا و مسلمان اپنے تئین پیار کیا ہو دین کہ مین کسی کے مذہب مین مداخلت نہین کرتا وہ مجھسے محبت کرتے ہین

مین اونکی حفاظت کرتا ہون - اوس نے مسٹر ٹری سے کہا کہ پادری صاحب خوش آمدی - یہہ گہر تمہارا ہے تم اوسکی قدر کرو - ۱۱ - مارچ ۱۶۱۷ء -

مارچ مین لشکر شاہی نامو قلعہ مین آیا - یہان ایک درسازش کا گل کھلا - نور محل کی ایک بیٹی پہلے خاوند سے تھی - وہ اس لڑکی کے لئے بڑے اونچے خیال رکھتی تھین - اب اوسنے اپنے بھتیجی ممتاز محل کا خیال چھوڑ دیا تھا - وہ خرم سے بیاہی تھی خرم نے خانخانان سے صلح کرلی اور اوسکے پوتے سے نکاح کرلیا جس سے نور محل نہایت رنجیدہ ہوئی - اوسنے خرم کے زوال کے لئے جہانگیر اور خسرو مین ملاپ کرادیا اور خسرو سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا چاہا - رو

خرم صاحب اقبال تھا وہ دکن مین فتحیاب ہوا - یہ فتحیابی اوسکو سازشون سے زیادہ بہ نسبت لڑائی کے حاصل ہوئی تھی سلاطین بیجاپور اور گولکنڈہ کو جو شیعہ تھے - ملک عنبر حبشی تھا جسے حسد و عداوت پیدا ہوئی اوبعضون نے بالطبع اوسکے معاملات سے ہاتھ اوٹھایا - خرم نے ملک عنبر کو شکست دی اور احمد نگر کو فتح کرلیا خرم فتح سے خوش و خرم ماندو گیا جہانگیر نے اوسکے نہایت گرمجوشی سے اوسکو مبارکباد دی اوسکو شاہ کا خطاب ہوا - شاہ خرم یا شاہجہان وہ مشہور ہوا - نور محل کی تدبیر و تزویر کچھہ نہ چلی خسرو نے اوسکی بیٹی سے نکاح کرنے سے انکار کیا سفرنامہ و

اب میری بیقدری ہونے لگی مین عہدنامہ حاصل نہ کرسکا - لوگ مجھہ سے نفرت کرنے لگے ہیں تے جو صوبون کے حکام کی شکایتیں کیں اسے میرے دشمن وہ ہوگئے - مین اسسے واقف تھا - اوسکے اسباب کی توجیہہ یہ ہے صوبہ دارون اور حاکمون کو یہ خوف پیدا ہوا کہ شاہ جہانگیر اونکے ظلمون کی تحقیق کرکے مواخذہ کرے وہ سلطنت کے محصول مقرر کرتے تھے - وہ ہندوؤں پر ظلم کرتے تھے وہ آدمی کو جب تک اولٹا لٹکائے رکھتے تھے کہ وہ جرمانہ یا ڈنڈ ادا کرے اسلئے اونہوں نے مجھہ کو جاسوس جانا - رو کا سفرنامہ

یہ تعجب کی بات ہے کہ اس زمانہ مین مغل انگریزون سے چونک پڑتے تھے - اہل ایشیا کا انگریزون کی خلقت و جبلت مین نفرت داخل ہے یہ حقارت و ذلت اونکی طبیعت کا ایک جزو غیر منفک ہے - بعض ملاح بندوقچی سورت کے قریب خشکی مین اترے بعض نشانہ

ملاحون نے کہدیا کہ ہم قلعہ لینے آئے ہیں یہ اونکی دہمکی بیہودہ تھی۔ مگر مغل ادسنے ڈر گئے۔ دربار شاہی مین اسکی اطلاع ہوئی اور قلعہ مستحکم کیا گیا۔ افواہ اوڑگئی کہ انگریزون نے گوا لیلیا اور ایک بڑا بیڑا انگلستان سے آتا ہے جہانگیر کو یہ خوف پیدا ہوا کہ طامس رو مخفی جانا چاہتا ہے مگر رفتہ رفتہ یہ وحشت انگیز خبر کم ہوگئی پھر وہی بھلی سی باتیں ہونے لگین +

دفعۃً انگریزون پر مہربانی اسلئے ہونے لگی کہ مکہ سے ملکہ حج سے واپس آتی تھی کہ اوسکے جہاز کو انگریزی قزاقون نے گرفتار کرلیا۔ اوسکو ایسٹ انڈیا کمپنی کے بیڑے نے چھڑا دیا۔ امراء شاہی نے طامس رو کا شکریہ ادا کیا اور اوسکو تعجب ہوا کہ شاہ انگلینڈ نے اپنی رعایا کو بحری قزاقی کی اجازت دیدی ہے۔ ۱۵ اکتوبر ۱۶۱۶ء رو۔

دفعۃً انگریزون پر مہربانی +

اسی زمانہ مین آصف خان کو طامس رو نے ایک بڑا موتی رشوت مین دیا جسنے سحر کا سا اثر پیدا کیا کہ آصف خان انگریزن کا دوست ہو گیا اور انگریزون کا روپیہ جو لوگون پر قرض آتا تھا وہ سب وصول ہو گیا۔ کچھ دنون بعد آصف خان کی یہ سرگرمی سرد ہو گئی۔ مگر پھر بھی مغل و انگریزون مین خاصی دوستی رہی۔ ایسی باتین یہان ہوتی رہین کہ رو کا دورہ ختم ہوا۔ ۱۶۱۹ء مین وہ ایران کو گیا۔ اب آگے تاریخ جہانگیری مین اسکا نام اوڑ گیا۔ وہ یہ بھی لکھ گیا کہ بادشاہ ہی کے ہاتھ مین سارے اختیارات ملکی ہین اسلئے کوئی دوسرا شخص کام کی پروا نہیں کرتا ہر جگہ لڑائی کی سی لوٹ مار رہتی ہے۔

آصف خان کو رشوت دینا اور روکا یہان آ جانا +

ایک اور انگریز کپتان ہاکنس جہانگیر کا درباری تھا۔ وہ ترکی زبان جانتا تھا جہانگیر سے جو اپنی آبائی زبان ترکی بولنی جانتا تھا بے تکلف باتین اس زبان مین ہوتی تھین وہ ۱۶۰۸ء مین سورت مین ہیکٹر جہاز مین آیا۔ جیمس اول شاہ انگلستان کا خط جہانگیر کے نام لایا تھا۔ مغل ہیکٹر کی توپون سے ڈرتے تھے اسلئے اسکی خاطر بہت کرتے تھے گجرات کا صوبہ دار مقرب خان سورت مین آیا اور اوسنے ہاکنس کی بہت سی چیزین خرید لین۔ پرتگیزون نے ہاکنس کی ہر طرح کی مخالفت کی۔ اونہون نے مقرب خان کو رشوت دی اور جیمس اول کی تفضیح کی کہ وہ مچھیرون کا بادشاہ ہے اور گریٹ برٹن کی حقارت کی کہ وہ ایک ذلیل جزیرہ ہے اونہون نے انگریزی

پرتگیزان بلکہ ولندیز انگریزونکو ممبئی پر حملہ کرنیکی جرأت نہوئی آخر کار ہاکنس نے اپنا جہاز لاد کر
الٹا انگلینڈ کو بھیجدیا جب جہاز ہیکٹر چلا گیا تو مقرب خان نے اس اسباب کی قیمت دینے
سے انکار کیا جو خریدا تھا مگر آخر کو ہاکنس کو آگرہ پہنچانے کے لیے بہرہ چوکی مل گیا۔
جہانگیر ہاکنس کی بڑی خاطر کرتا تھا۔ اوسکی ہر ایک خواست کو منظور کر لیا سورت میں انگریزان
کو تجارت کی کوٹھی بنانیکی اجازت دیدی۔ اور اوسنے وعدہ کیا کہ کوئی اونپر زور ظلم نہیں
کریگا اور محصول نہیں لے گا۔ بادشاہ نے ہاکنس کو چار سو سوارون کا سردار کردیا اپنے محل میں
سے ایک گوری عورت کو صطباغ دلا کر ہاکنس سے کہا کہ اوس سے نکاح کرلو۔ مگر اوسنے انکار کیا
اور ایک آرمینی عورت سے شادی کرلی اور آگرہ مین رہنے لگا اور انگریزی کمپنی کی مقصد برآری
کے ویلے ہوا۔ دو برس تک وہ یہان رہا اور ہر روز بادشاہ کا حاضر باش رہا غسل خانہ
مین جہانگیر کے ساتھ شراب پیتا تھا۔ وہ فرنگستان اور روس کے بادشاہون کے باب مین
ہزارون سوالون کے جواب دیتا تھا +

ہاکنس نے مقرب خان کی شکایتین کین کہ وہ روپیہ زبردستی لوگون سے چھینتا ہے اور
ستم کرتا ہے۔ اوسنے ایک ہندو لڑکی کو یہ بہانہ بناکے کہ بادشاہ یا بسراوس کو بھیجون گا
اپنے پاس رکھا ہے مقرب خان آگرہ مین طلب ہوا اور مقرب خان سے روپیہ اگلوایا گیا۔ اس کا
سارا اسباب قرق ہوا مگر مقرب خان نے بے تکلف رشوتین دین اور اپنے سابق کے
عہدہ پر بحال ہوا اور اوسنے اقرار کیا کہ مین گوا سے لعل لاؤنگا۔ اگر انگریزون کو تجارت
کرنا منع ہو جائے اور امیرون نے بھی انگریزون کے برخلاف دہائی مچائی۔ ایک امیر نے کہا
کہ اگر ہندوستان مین انگریزون کے قدم جم جائینگے تو وہ ہندوستان کے مالک ہو جائینگے
جہانگیر متنبہ ہوا اور اوسنے ہندوستان مین انگریزون کی تجارت کی ممانعت کا فرمان جاری
کیا سنہ ۱۶۱۱ء مین ہاکنس مع اپنی میم کے آگرہ سے چلا گیا اوسکی دو برس کی محنت خاک مین ملگئی
ہاکنس نے جہانگیر کی عجیب حکایات لکھ لکھ کر انگلستان بھیجین کہ جہانگیر کی سالانہ
آمدنی پچاس کروڑ روپیہ سالانہ کی ہے اسی ہزار روپیہ روزانہ وہ اپنا اور اپنی عورتون کا خرچ

رکھتا ہے بیس کروڑ روپیہ اوسکے خزانون - آگرہ - دہلی - لاہور - اجمیر کے جمیع خزانون مین
جمع رہتا ہے - ہزارون ہاتھی گھوڑے - اونٹ خچر چیتے - باز شکرے کبوتر اور خوش الحان
پرندے اوس پاس ہین ہزارون شہر بھینسے شکاری کتے رشیدوہ ہین - ایک گھنٹے مین پچیس ہزار
سپاہ جمع کرسکتا ہے - ایک ہفتہ مین اوسکے امرا تین لاکھ سوار جمع کرسکتے ہین - اسکے دربار
اور شہر مین پچیس ہزار افسر ہین وہ اپنے تمام امیرون کی دولت کا وارث ہے جو شخص اوسکے
روبرو آتا ہے اوس سے نذر لیتا ہے - نوروز اور سالگرہ کے جشنون مین امرا مین سے ہر ایک کو
یہ شوق ہوتا ہے کہ اوسکی پیشکش اورون کی پیشکشون پر فوقیت رکھے صوبون کے صوبہ دار بادشاہ
کی مہربانی خریدنے کے لئے غریبون کو روپیہ لینے کے لئے دباتے ہین امرا اکثر دربار شاہی مین بلائے
جاتے ہین اور وہان وہ خود روپیہ دینے کے لئے دبائے جاتے ہین - بادشاہ سب کا خداوند ہے
اوس کی مرضی قانون ہے اپنی قلمرو مین ملک کی ساری زمین کا مالک مطلق وہ ہے - وہ اپنی
خوشی سے جو چاہے دیدے اور جو چاہے لے لے +

ہاکنس گو سر طامس رو کی برابر لائق فائق نہیں تھا مگر اوسکی تحریر کو اوسکے ہم قوم ایشیائی مورخون
سے زیادہ معتبر جانتے ہین جہانگیر کے مذہب و خصلت کے باب مین جو اوسنے تحریر کیا ہے اوسکا
ترجمہ لکھا جاتا ہے - بادشاہ صبح کو سورج نکلتے ہی قبلہ رخ اپنے خلوت خانہ مین ایک پتھر کے
تخت پر بیٹھتا ہے جسپر ایرانی مرگ چھالا اوسکے نیچے بچھی ہوئی ہوتی ہے - اوسکے پاس آٹھ لڑون کی
تسبیح ہے - ہر ایک لڑی مین چار سو دانے ہین یہ دانے موتیون ہیرون لعلون زمردون اور اور
جواہرون کے ہین - اونکے امام پتھر کے ہین جنپر حضرت عیسی اور حضرت مریم کی تصویر کھدی ہوئی ہے
وہ اس تسبیح پر تین ہزار بتیس لفظ پڑھتا ہے - پھر وہ اپنا درشن آدمیون کو دکھلاتا ہے ہر صبح کو ہزارون
آدمی اوسکو سلام کرنے آتے ہین - اسکے بعد وہ دو گھنٹے سوتا ہے پھر کھانا کھاتا ہے اور عورتون مین
رہتا ہے - پھر دوپہر کو وہ باہر آتا ہے اور تین بجے تک بیٹھتا ہے اور ہر روز آدمیون اور
جانورون کے تماشے دیکھتا ہے جو مختلف قسم کے ہوتے ہین - پھر تین بجے آگرہ مین تمام امرا اسلئے
اونکے جو بیمار ہوتے ہین حاضر ہوتے ہین - اور بادشاہ دربار عام کرتا ہے اور تخت پر بیٹھتا ہے اور

امرا اپنے مراتب کے موافق اوسکے سامنے کھڑے ہوتے ہین - امراے عظیم سرخ کٹہرہ مین داخل
ہوتے ہین اور باقی آدمی اسے باہر کھڑے رہتے ہین سرخ کٹہرا تین سیڑہیون کے اوپر لگا
ہوا ہے - ان سیڑہیون سے نیچے امرا کھڑے رہتے ہین - ان آدمیون کے کھڑے رہنے کا
انتظام اور اونکی ترتیب بعض ذکر کرتے ہین - ہر روز کچھ گھنٹون بادشاہ مقدمات کو سنتا ہے
پھر وہ اپنے عبادت خانہ مین جاتا ہے - جب عبادت سے فارغ ہوتا ہے - اوسکے بعد خاصہ
تناول کرتا ہے - اور شراب پیتا ہے - پھر وہ خلوت خانہ مین جاتا ہے - وہان امراے عظام
جاتے ہین اور وہ شخص جاتا ہے جسکو وہ بلاتا ہے - یہان وہ شراب کے پانچ پیالے پیتا ہے
یہ وہ مقدار ہے جسکی اجازت طبیبون نے اوسکو دے رکھی ہے - پھر وہ سو جاتا ہے اور سب
آدمی اپنے گھر چلے جاتے ہین - جب وہ دو گھنٹے سو چکتا ہے تو اوسکو جگاتے ہین - اور کھانا
نوکر اپنے ہاتھ سے کھلاتے ہین وہ خود اپنے ہاتھ سے نہین کھا سکتا اسمین رات کا ایک
بج جاتا ہے پھر باقی رات کو وہ سو جاتا ہے - اس ہسکیدہ مین بہت سے نیکی کے کام کرتا ہے
مگر وہ ہوشیار رہو یا بدمست یہ سب کام لکھے جاتے ہین - بہت سے وقایع نویس ہوتے ہین جو
سب باتین لکھتے ہین یہانتک جو عورتون کے ساتھ باتین ہوتی ہین وہ بھی لکھتے ہین جب
بادشاہ مرجاتا ہے تو انہیں نوشتون سے اوسکی تاریخ بقید زمانہ تحریر ہوتی ہے -
جب کوئی غریب آدمی داد چاہتا ہے تو وہ پہلے اس زنجیر کے پاس آتا ہے اور ہلاتا ہے جو
دو مینارون کے درمیان لٹکی ہوئی ہے - اور اسمین بہت سے سونے کے گھنٹے لٹکتے ہین -
اسکے قریب ہی بادشاہ رہتا ہے - زنجیر کے ہلنے سے گھنٹون کی آواز بادشاہ سنتا ہے اور آدمی
بھیجتا ہے کہ جاکر دریافت کرو کہ معاملہ کیا ہے اور پھر اوسکا انصاف کرتا ہے - ہاکنس نے یہ
بھی لکھا ہے کہ ابتداے سلطنت مین سارا ملک چورون اور رہزنون سے بھرا ہوا تھا کہ کوئی
شخص بے حفاظت سپاہیون کے لئے بغیر گھر سے باہر نہین نکل سکتا تھا تقریبًا سارے آدمی
باغی ہو رہے تھے - بعد ہاکنس کے سر طامس رو کا زمانہ آتا ہے +
وہ اپنے ۱۰ جنوری ۱۶۱۶ء کے روزنامچہ مین لکھتا ہے کہ مین آج کے چار بجے دربار مین گیا

اسوقت بادشاہ سلامت دربار مین بیٹھا کرتا ہے کہ اجنبی آدمیون کو دیکھے۔لوگون کی فریاد سن کر حکم دے تحائف لے۔ اورون کو دیکھے اپنے تئیں دکھلائے۔یہان اسکے دربار کا حال لکھنا مناسب ہے۔بادشاہ کی خلوت سرا میں کوئی سواء خواجہ سراؤن کے نہیں جاسکتا تھا اور یہان تاتاری عورتیں ہتھیار لگا کے بادشاہ کی حفاظت کرتی تھین اور یہی عورتین مجرمون کو سزا دیتی تھیں بادشاہ ہر روز جھروکہ میں بیٹھ کر اپنی رعایا کو درشن دیتا تھا اور اپنے دروازہ کے آگے میدان کو دیکھتا تھا۔دوپہر کو وہ ہاتھیون کی اور وحشی جانورون کی کشتیون کو دیکھتا تھا اور کٹہرہ کے اندر امرا اس سے نیچے کھڑے رہتے تھے پھر بادشاہ اپنی حرم سرا کے مین سونے جاتا تہا۔بعد دوپہر کے وہ دربار مین آتا تھا پھر رات کا کہانا کھا کے آٹھ بجے رات کے وہ غسل خانہ مین آتا تھا جسکے بیچ مین ایک تخت سنگ مرمر کا بچھا ہوا تھا جس پر وہ بیٹھتا تھا بعض وقت تخت سے نیچے کسی کرسی پر بیٹھتا جسمین سواء اول درجہ کے امیرون کے یا ان آدمیون کے جنکو اجازت ہوتی کوئی نہیں آسکتا تھا۔یہان خوش اخلاقی سے وہ بڑی باتین کرتا تھا۔ان آخر دو مقامون کے سواء مہمات معاملات و مقدمات کا فیصلہ کہین اور نہ ہوتا تہا۔وہ سب لکھا جاتا تھا دو شلنگ (ایک روپیہ) خرچ کر کے جبکا جی چاہے یہ نوشتے دیکھ لے عوام الناس کو ان معاملات کی ایسی خبر ہوتی تھی جیسے خواص کو جو کونسل میں شریک ہوتے تھے پھر روز بادشاہ کے رزولیوشن (تجویزین فیصلے) اخبارون کی طرح مشتہر ہو جاتے تھے اور اوباش بدمعاشون کو دریدہ گوئی کا موقع ملتا تھا ہمیشہ کلام بادشاہ روزنکتا اس مین ذرا تغیر نہین ہوتا سواء اسکے کہ بیماری یا مستی اسکی مانع ہو یہ بات معلوم رہے کہ اگر بادشاہ ایکدن اپنی صورت نہ دکھاتا اور اسکی کوئی معقول وجہ نہ بیان کی جاتی تو رعایا سرکش ہو جاتی۔ دو دن بعد تو یہ عذر بھی مسموع نہیں ہوتا جبتک کہ آدمی اور حید را ہ کے اندر داخل ہو کر بادشاہ کی صورت نہ دیکھ لیتے اور اور دن کی اطمینان خاطر نہ کرتے منگل کو جھروکہ مین وہ عدالت کے لیے بیٹھتا ہے اور غریب سے غریب اور رذیل سے رذیل آدمی فریاد کر سکتا ہے اور مدعی و مدعا علیہ کے اظہارون کی تحقیق کرتا ہے

اور اوسکے ہاتھی جو آدمیون کو پانوئن تلے مسلتے ہین انہین دیکھتا ہے غرض جیسی ساری رعیت بادشاہ کی غلام ہے ایسی ہی بادشاہ ان دستورون کا غلام ہے سکر ٹری عدالت کا حال لکھتے ہین کہ مقدمات کی تحقیق اور فیصلے جلد ہوجاتے بڑے بڑے مجرمون کو پھانسی ملتی تہی سر اوڑائے جاتے تھے - زندہ کھالین کھچوائی جاتی تہین - ہاتھیون کے پیرون تلے کچلوائے جاتے تھے کتون سے پھڑوائے جاتے تھے - سانپون سے کٹوائے جاتے تھے اور حکمتون سے مروائے جاتے تھے - اس طرح جان ستانی برسر بازار ہوتی تھی

ہربرٹ اپنے سفرنامہ مین لکھتا ہے کہ جہانگیر نے اکبر کی کسی بیوی کو جو نہایت اوسکو عزیز تھی اور انارکے نام سے مشہور تھی بے عزت کیا - باپ نے اس قصور کے معاف کرنے کے لئے وعدہ کیا - بیٹے نے باپ کے وعدہ پر اعتبار کرکے اطاعت اختیار کی غسل خانہ میں باپ کے روبرو آیا وہ اسکو حرمسرا مین لے گیا اور اپنے وعدہ کو بھول گیا اور طیش مین آنکر بیٹے کے ایسے گھونسے مارے کہ وہ گر پڑا - اور اوسنے جہانگیر کو گدھا احمق کہا کہ اوسنے میرے وعدہ پر یقین کر لیا مری صاحب بھی اس بیان کی شہادت دیتا ہے - اس کا بیان آگے آئیگا ہربرٹ نے ۱۶۲۶ء مین ہندوستان مین سفر کیا - وہ اشراف خاندانی انگریز تہا اوسنے بھی جہانگیر کے عہد کی تاریخ لکھی ہے +

ہاکنس جہانگیر کے زمانہ کی بہت کہانیان کہتا ہے کہ بڑے بڑے بہادر آدمی نہتے شیر و نشئے لڑنے پر مجبور کئے جاتے تہے - بہت سے اومین مارے جاتے تھے - زخمی آدمی اسلئے مار ڈالے جاتے تھے کہ وہ بادشاہ پر تبرا بھیجنے کے لئے زندہ نہ رہین +

برنیر جہانگیر کے دربار کی تذلیل کرتا ہے کہ ایک فرانسیسی ڈاکٹر برنارڈ نامی پر جہانگیر بہت التفات کرتا تہا - وہ محل کی کسی رقاصہ لڑکی پر عاشق ہوگیا اوسکی مان نے ڈاکٹر کے پیغامون کو مانا نہین تو وہ جہانگیر کے دربار مین آیا اور اس لڑکی کو بادشاہ سے مانگا بادشاہ نے ہنسکر اس درخواست کو مان لیا - اور ڈاکٹر سے کہا کہ اس لڑکی کو کندھے پر اٹھا کے لے جا - اس فرانسیس کو اس لے جانے مین شرم نہ آئی

اوس نے حکم کی تعمیل کی -

سرطامس رو کہتا ہے کہ خسرو عیسائیوں کا بڑا حامی تھا اور اوسکے ایک بیوی کے سوا
کوئی دوسری بیوی نہیں کی خسرو تو غیر مسلمانوں کا اور جہانگیر مسلمانوں کا سرگروہ تھا
جہانگیر بظاہر اکبر سے زیادہ عیسائی مذہب پر مائل تھا اوسنے باپ کی طرح پرتگیزوں کو حکم دیدیا کہ
وہ جہان چاہیں گرجون کو اپنے قایم کرلیں اور جہان جاہیں وہاں وعظ کرین اور جو جاہیں لوگونکو
عیسائی کرلیں - پادریوں کی باتین جہانگیر نے یہانتک سنین کہ اونکو یقین ہوگیا کہ وہ عیسائی ہوگیا
جس حد پر باپ نہ گذرا تھا اوس سے وہ بہت آگے گذر گیا - اوسکے دو بھتیجے دانیال کے بیٹے عیسائی
ہوگئے تھے اور آگرہ مین اونکا اصطباغ ہوا - اور انکی سواری اسطرح گرجا میں گئی کہ دونون شاہزادے ہاتھی پر بیٹھے اور
تمام عیسائی جو ساتھ سواروں کے قریب تھے اوسکے ہاتھ میں ہے - ہاکنس انگریزی کپتان بھی ساتھ تھا جو
کا علم اوسکے ہاتھ مین تہا وہ انگلستان کے اعزاز کے لیے سب سے آگے چلا +

اس فعل مین ہر شخص جانتا تھا کہ کوئی بھید ہے مگر یہ سمجھنا آسان ہے کہ جہانگیر اس بھید سے
عیسائی مذہب پر التفات کرتا تہا کہ عیسائی مذہب شراب وسور دونون کے رکھنے پہ مجبور کرتا تھا سور کے گوشت
کی اور شراب پینے کی اجازت دیتا تہا علی الاعلان اصطباغ پانا ایک معاہدہ پر خلاف توقع یون عمل ہوگیا کہ شاہزادون نے
پادریوں سے کہا کہ ہمارے لئے پرتگیزی عورتین نکاح کے لئے تلاش کیجیے - وہ عیسائیوں کی طرح اونکو بیاہنے اور اونکے
ساتھ عیسائیوں کی طرح رہنا چاہتے تھے پادری اس درخواست سے حیرت زدہ ہوگئے اونہون نے شاہزادون کو
متنبہ کیا شاہزادون نے صلیب پادریوں کو حوالہ کی اور پھر مسلمان ہوگئے - پھر معلوم ہوا کہ جہانگیر نے
اونسے یہ درخواست کرائی تھی وہ پرتگیز عورتوں کو اپنی حرم بنانا چاہتا تہا - سرطامس رو کا خط بنام
آرچ بشپ کنٹربری مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۶۱۶ء پادری ٹیری بیان کرتا ہے کہ جہانگیر کے عہد مین
آگرہ مین تمام فرنگی اوسکے محل تک رسائی رکھتے تھے فرنگی کا اطلاق ان سب فوق مرکب آدمیون پر ہوتا
تہا جو یوروپ (فرنگستان مین رہتے تھے) جہانگیر ساری رات فرنگیون کے ساتھ شراب پیتا تھا مسلمان
روزہ رکھنے سے مجبور تہے فرنگیون کے ساتھ مے نوشی کرتا - اگر مسلمان اس صحبت مین ہوتے تھے تو
اونکو شراب زبردستی پلائی جاتی تھی +

چند رکے قریب سر طامس رو سے طامس کوریٹ ملا جو سفر کرنے پر عاشق تھا - وہ ۱۶۱۵ء پر آگرہ میں آیا تھا - اوسنے جو اپنے گھر (انگلینڈ) کو مختلف آدمیون کو خطوط لکھے ہیں - وہ جہانگیر کا حال عجب طرح سے لکھتا ہے کہ جہانگیر کی عمر ۵۳ سال کی تھی اوسکا رنگ نہ سفید تھا نہ کالا گندمی تھا - اوسکے ملک کی آمدنی چالیس ملین کرون ہے اور ہر کرون ۵ شلنگ کا یعنے (۴۰ کروڑ روپیہ) کی کہتے ہیں اسکا ختنہ نہیں ہوا - بادشاہ حضرت عیسیٰ کا ذکر بڑی عظمت کے ساتھ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ بڑے نبی تھے - وہ دن میں تین دفعہ اپنے امرا سے ملتا ہے سورج نکلنے کے وقت جسمیں وہ ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگتا ہے - دوپہر کو اور شام کو - ہفتہ میں دو دفعہ ہاتھیون کی لڑائی دیکھتا ہے - طامس کوریٹ اس بات کو اپنا فخر سمجھا کہ اجمیر میں وہ ہاتھی پر بیٹھا جسکی اوسنے تصویر بھی بنائی +

ہندوستان کی سفارت میں جو انگلستان سے آدمی آئے اونمیں مسٹر ٹیری چیپلن (پادری) تھا وہ لکھتا ہے کہ مسلمانون میں سوا کمینون کے کوئی ایسا نہیں ہے کہ ہمارے شفیع عیسیٰ مسیح کا نام ادب و تعظیم سے نہ لیتا ہو - اوسکو وہ نیک معصوم جانتے ہیں - اور کہتے ہیں کہ اوسکی برابر بڑے معجزے نہ پہلے کسی پیغمبر نے کئے نہ بعد اوسکے - اوسکو روح اللہ کہتے ہیں مگر اون کو ابن اللہ ہونے کی وجہ نہیں معلوم اسلئے اوسپر ایمان نہیں لاتے - باوجود اس کے اکثر مسلمان عیسائیون کو نجس جانتے ہیں نہ وہ ہمارے ساتھ کھاتے ہیں نہ اون برتنون میں کھاتے ہیں جنمیں ہم کھائیں - سر طامس رو نے ۱۷ اگست سے ۱۹ تک کے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ جمال الدین حسین نے جو میری دعوت کی تو صبح کو خشک ہوئی تھی اسمیں وہ میرے ساتھ کھانے میں شریک تھا لیکن جب رات کو کھانے کی دعوت ہوئی تو میں جدا بٹھایا گیا - چند روز کے بعد جمیل الدین حسین کی میں نے دعوت کی اوسکو کھانا کھلایا جو مسلمان کے ہاتھ کا پکا ہوا تھا - وس نے اوس کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا جو انگریزی طرح کا پکا ہوا تھا - اوسنے یہ کہا کہ تین چار رکابیان کھانے کی میرے گھر بھیجدو میں اونکو اپنے گھر میں پوشیدہ کھاؤنگا +

چونکہ جہانگیر کے عہد سلطنت میں انگریز اور اور اہل فرنگ بہت سے اوسکے دربار میں جمع ہو گئے

اور اون مین سے بعض نے یہان کی حالات ملکی اور معاشرت کے لکھ کر اپنے اہل وطن کو بھیجے اور اہل وطن نے ایک مدت کے بعد اونکو جمع کرکے چھاپ کر مشتہر کیا۔ گو اونکے بیانات مین اختلافات ہین اور ایک ہی فرنگی کی تصنیف کے مختلف نسخے مطبوع ہوئے ہین۔ مگر انگریزی مورخ انہین نوشتون پر سلطنت جہانگیری کی تاریخ کی بنیاد رکھتے ہین اور اونکے برخلاف جو باتین کہ مسلمان مورخون نے بیان مین لکھی ہین اونکو غیر معتبر جانتے ہین۔ ہم نہین مانتے ہین سلسلہ تاریخ مین سفرنامہ بھی وقعت رکھتا ہے مگر اسمین اغلاط کے احتمالات زیادہ ہوتے ہین۔ جو سیاح کسی ملک مین جاتا ہے تو وہ فقط ظاہری حالات کو دیکھ سکتا ہے اوسکو بہت کم موقعے ایسے ملتے ہین کہ اندرونی حالات خواہ پولیٹکل ہون یا سوشیل ان تک اوسکی رسائی ہو۔ اسکو اتنی مہلت و فرصت نہین ملتی کہ وہ اتنے جزئیات و مقدمات بہم حاصل کرے جس سے استقراء درست کر سکے اور نتیجہ صحیح نکال سکے خصوصاً جب کہ اسکا مذہب اور زبان غیر ہو۔ مذہب وسکو ایک آنکھ کا آدمی بناتا ہے اور زبان اوسکو کسی بات کو پورا سمجھنے نہین دیتی سبب ایسی حالت مین ایک اجنبی مسافر کا سفرنامہ بہ نسبت ان تاریخون کے جو کسی ملک کا وہین کے باشندون اور بادشاہون کے معاصرین نے لکھے ہون وقعت نہین رکھتا۔ ان سفرنامون کے اعتبار کی وجہ یہی بیان کی جاتی ہے کہ جو مورخ بادشاہ کے زمانہ مین یا اوسکی اولاد کے عہد مین تاریخ لکھتا ہے اوسکو مجبوری اس مین خوشامد کے مارے جھوٹی باتین لکھنی پڑتی ہین۔ مسافر کو بعد مکانی خوشامد اور جھوٹ سے بچاتا ہے۔ لیکن جیسا کہ یہ بعد مکانی کام کرتا ہے ویسا ہی بعد زمانی بھی کام کرتا ہے اگر کسی بادشاہ کا حال ایک زمانہ کے بعد لکھی تو اوسکو خوشامد کے مارے جھوٹی باتین لکھنے کی حاجت نہین پڑتی۔ غرض کسی ملک کی اصلی تاریخون کے مقابلے مین جو بادشاہ کے عہد مین یا اوسکے بعد لکھے جائین ان مسافرون کے سیاحت نامے کچھ وقعت نہین رکھتے۔ جب تک کسی مسافر کے بیان کی تصدیق یہ تاریخین نکرین وہ قابل اعتبار نہین ہوتا +

انگریزون اور خاص کر سر طامس رو نے جو باتین اعزاز و احترام کی باتین لکھی ہین کہ لوگون نے

مجھہ سے کہا کہ کسی اور سفیر کا آپ کی برابر احترام بادشاہ نے نہین کیا - ان مین سے کسی ایک بات کا پتا
بھی مسلمانون کی تاریخ مین نہین لگتا - سر طامس رو کی سفارت کا ذکر کسی تاریخ مین نہین نہین جہانگیر
کو تو بعض انگریزی مورخ یہ کہہ دیتے ہین کہ اسنے اپنی مستانہ نوشی اور کاہلی کے سبب سے اس انگریزی
سفارت عظیم کا حال نہیں لکھا مگر اور مورخون کو کیا ہوا تھا جو اونھون نے اسکا نام تک نہین لیا
اسلئے مسلمانون کا معذور ہونا ثابت کرتے ہین - اصل حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ مین انگلستان کی سفارت
سفارت ہی نہیں سمجھی گئی تھی کہ کوئی مورخ یا بادشاہ جو اپنی سلطنت کے جزو کل حالات اور ایران
و توران وغیرہ کی سفارت کو مفصل بیان کرتا ہی اسکو لکھتا سفیر بادشاہ کے لئے بیش قیمت تحائف
نہین لایا تھا سوا اسکے وہ تجارت کے باب مین عہدنامہ چاہتا تھا - ان دونو باتون نے سفارت
انگلینڈ کی وقعت نہ پیدا ہونے دی ہان اگر جہانگیر کو یہ معلوم ہوتا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ یہ قوم
کل ہندوستان پر مسلط ہوگی تو وہ اس سفارت کے نتایج کو سوچ کر اسکے بیان کو اپنے سنہ جلوس
کا ایک واقعہ عظیم سمجھتا اور اوسکو بیان کرکے اس سنہ کو اپنی یادگار روزگار رکھتا - سر طامس رو
نے اپنے اعزاز و احترام کی حکایات کو مبالغہ سے لکھا ہے - وہ ایک اجنبی مسافر نئے رنگ
ڈھنگ کا تھا - بادشاہ اور امرا اپنی خوش اخلاقی کے سبب سے یا فقط اوس سے نئی باتون کے
معلوم کرنے کے لئے اور اوسکا تماشا دیکھنے کے لئے خاطر کرتے ہونگے - اسپر مجھے ایک
حکایت یاد آئی - دہلی کے رزیڈنٹ سیٹن صاحب تھے اور مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب ایک عالم
متبحر تھے - صاحب ممدوح مولوی صاحب سے کبھی کبھی ملاقات کو آیا کرتے تھے ایک دفعہ ملاقات
مین شاہ صاحب نے صاحب ممدوح سے کہا کہ انگلستان کے آدمی مہمان نواز بڑے ہوتے ہین
صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ نے یہ کیونکر جانا - اونھون نے جواب دیا کہ کمبل پوش اپنے
سفرنامہ مین جابجا لکھتا ہے کہ میری دعوت وہان کے بڑے بڑے امیرون نے اور اور
آدمیون نے کی یہ سنکر صاحب ممدوح نے قہقہہ لگایا اور فرمایا کہ مولوی صاحب ان دعوتون کا سبب
مہمان نوازی نہ تھی بلکہ کمبل پوش ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا یہ انگریزون کے لئے ایک تماشا تھا کہ آدمی
بندر کی طرح کھاتا ہے - اس تماشے کی خاطر اوسکی دعوتین ہوتی تھیں - فرنگیون کی خاطر داری

کے ایسے ہی ہندوستان مین بھی اسباب ہونگے۔ انگریزون نے جو جہانگیر کے خصائل اور عہد سلطنت
کی بدنظمیون کا طومار باندھا ہے وہ قومی اور مذہبی تعصب پر مبنی ہے اور زیادہ تر لاعلمی سے مثلاً
سر ٹامس رو ان شرکون پر گذرا جو راجپوتانہ اور دکن مین واقع ہیں ان مین سے ایک ملک
ابھی فتح ہوا تھا اور دوسرے ملک مین لڑائی ہو رہی تھی۔ ایسی حالت مین اگر ایک دو جگہ چوری
یا قزاقی ہوئی تو کیا اس سے سارے ملک کی بدنظمی پر قیاس ہو سکتا ہے۔ کیا اسنے وہ سڑکین جنپر
جہانگیر نے دو رویہ پھلدار درخت لگائے تھے اور مسافر سونا اچھالتے چلے جاتے تھے وہ
مٹ جائینگی۔ غرض ہم نے جو انگریزون و فرنگیون کے بیانات اوپر نقل کیے ہین انمین
سے زیادہ تر مسلمانون کے نزدیک پایہ اعتبار سے ساقط اور پیرایہ صدق سے معرا ہیں
انہین سے کسی بات کی شہادت اونکی اپنی تاریخ نہین دیتی +

## جہانگیر کی عادات و خصائل و اخلاق اور بعض اور حالات

تاریخ شہادت دیتی ہے کہ جہانگیر کی ولادت مین کرامت اولیا کا دخل تھا۔ راجہ بہارا
اکبر کی رانی انبیر والی لاولد تھی وہ اسکے گھر کے چراغ روشن کرنے کے لیے اجمیر مین حضرت
معین الدین چشتی کے مزار پر دوڑا گیا اور وہان اپنے گوہر مقصود کو پایا۔ رانی کے ہان
شیخ سلیم کے گھر مین جہانگیر پیدا ہوا۔ اوسکی دودھ پلانے والی دایہ شیخ کی بہو مقرر ہوئی
غرض اس دایہ کی صحبت نے اور اور حالات نے جو اوسکے گرد لڑکپن میں تھے جہانگیر کو خود پرست
اور توہمات مین مبتلا کیا دنیا سے بے خبر رکھا۔ اسکے بعد باپ نے بھی اوسکی تعلیم کی تکمیل
کے لیے کوئی اہتمام نہین کیا۔ اسکی تعلیم خام رہی۔ اسکی ساری تزک مین کہیں کسی
مصنف و تصنیف کا ذکر نہیں سوا طبقات بابری کے اسنے نہیں لکھا کہ مین کسی کتاب سے
مستفید ہوا ہون۔ خط بھی اسکا کچا تھا +

جہانگیر جب جوان ہوا تو اوسنے باپ سے ناہنجاریان اختیار کین جنکا مفصل بیان کیا گیا ہے
ہرچند بہت صلاح کارون نے اوسکو صلاح دی کہ وہ باپ سے معرکہ جنگ گرم کرے مگر وہ

کئی جگہ اپنی توزک میں بیان کرتا ہے کہ میں نے اس صلاح کو نہیں مانا اور اپنی [illegible]
اور اظہار کیا کہ خدائے مجازی سے [illegible] سمجھتا ہوں کہ باپ کی زندگی میں اسکو
ایسا آزار پہنچایا کہ اس کا دل اس سے بیزار ہوا مگر جب وہ مرگیا تو اوسکے مزار کو کھدوا دیا اگرچہ
پانچ لاکھ [illegible] روپیہ خرچ کرکے بنوایا [illegible] باپ کی قبر
کی زیارت [illegible] اور [illegible] نسبت [illegible] جب [illegible] صورت ہوا تو
اوسکی [illegible] اس شہر کو اپنے [illegible] جب [illegible] اور اوس
اس مقبرہ کو دیکھا [illegible] وہ عمارتین جو نا موزون [illegible] اوٹھوائیں اور اپنی مرضی کے
موافق اونکو بنوایا بیس برس میں یہ عمارت پوری بنکر تیار ہوئی جو اب تک اپنی شان و
عظمت دکھا رہی ہے +

اکبر ایسا شہنشاہ گذرا ہے کہ اوس کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ کسی بادشاہ کا
مقابلہ نہیں ہوسکتا اگر ہوسکتا ہے تو اول اوسکے پوتے شاہجہان کا اور اوسکے بعد بیٹے
جہانگیر کا۔ اکبر اصل تھا جہانگیر اوسکی نقل تھا اس میں بہت سی خوبیاں باپ کی پائی جاتی
ہیں۔ وہ اپنے قدیمی نوکروں پر مہربانی کرتے ہیں اور اونکے بڑے بڑے قصوروں
کے معاف کرنے میں دوسرا اکبر تھا۔ راجہ مانسنگھ اور مرزا عزیز کوکہ کی کیسی تقصیرات کو معاف
کرکے اون پر لطف و کرم کیا۔ اس کوکہ نے اوسکو بڑی تکلیف پہنچائی تھی۔ اپنے بیٹے خسرو
پر جو باپ کی جان ستانی پر مستعد رہتا تھا کیا شفقت پدری کی ہے کہ کمتر کوئی باپ ایسی
بیٹے پر کرتا ہے۔ دشمنوں کے ساتھ جنگ و پیکار میں اپنے باپ کی تدابیر کی تقلید کی۔ اوسنے
اپنی توزک میں باپ کی خصائل و عادات و تدابیر و انتظامات ملکی پر رائیں لکھی ہیں وہ اوسکی
فراست و کیاست کو ظاہر کرتی ہیں۔ اور بتلاتی ہیں کہ وہ باپ کے قواعد و قوانین و آئین کی
کیسی قدر کرتا تھا اور دل و جان سے اونکی پیروی میں کوشش کرتا تھا۔

انسان کی سرشت ایسی ہے کہ وہ برے بھلے کام ملے جلے کرتا ہے نہ کوئی نیک آدمی ایسا
ہوتا ہے کہ سارے کردار اوسکے نیک ہوں نہ کوئی بد آدمی ایسا ہوتا ہے کہ سارے افعال اوسکے بد ہوں

خیر محض اور شر محض دونو معدوم - اب اگر کسی آدمی کی خصلت کا شخص کرنا منظور ہو کہ وہ نیک ہے یا بد تو اسکا طریقہ یہ ہے اوسکے سارے نیک و بد کاموں کو جمع کر کے دونو کو میزان عدل میں عقل سے تولیں جس طرف پلڑا بھاری ہو اس جانب میں نیک و بد ہونے کا حکم لگائیں نہ یہ کہ اوسکے بُرے کاموں کا انتخاب کر کے اوسکے بدہونے کا فیصلہ کر دیا اور پھر اوس کے نیک کاموں کو بھی اتفاقی اور سکاری کا بتا دیا - اسلئے میں جہانگیر کے ظلم و عدل کے کاموں کو لکھتا ہوں جسے وہ آدمی جو تعصب سے خالی ہیں اوس کے عادل ہونے کا فیصلہ خواہ مخواہ کرینگے

جہانگیر پر ظلم کا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ وہ مجرموں و باغیوں و بے وفا نوکروں کی ایسی بری طرح جان لیتا تھا اور سزا دیتا جس سے اوسکا وحشیانہ ظلم ثابت ہوتا ہے سولی دار پر کھینچتا - ذبح کراتا - زندہ کھال کھچواتا - زندہ جلاتا - ہاتھیوں کے پاؤں تلے مسلواتا - حلال خور و اور سگ بانوں کے ساتھہ کھلواتا - ایک عورت کو اس جرم میں کہ کسی مرد کو بوسہ دیا تھا بغلوں تک زندہ زمین میں گڑوایا تین دن تک اوسکا سر دھوپ میں سکوایا جس سے وہ چوبیس گھنٹے میں مر گئی - ایک امیرزادہ کو اس قصور میں کہ اوسنے سخت کلامی کی تھی آدھے چہرہ کی کھال اوتروائی بعض باغیوں کے سرغنوں کو گدھے اور بیل کی کھال میں سیکر کے تشہیر کرائی - ایک دفعہ بادشاہ شکار کی شست لگائے بیٹھا تھا کہ بیچ میں تین آدمی اتفاق سے آگئے جس سبب سے کہ شکار ہاتھہ سے نکل گیا اوسنے غصہ میں آنکر ایک آدمی کو مروا دیا دو کی ناک کٹوا دی جہانگیر شہنشاہ تھا اگر اوسنے خسرو کی تین چارسو ہمراہیوں کو بوضع غیر مکرر مروا دیا اور سرغنوں کی جان بری طرح نکالی تو کیا گناہ کیا ایسے موقعوں پر ایسا قتل کرانا بادشاہ اور گورنمنٹ پر واجبات سے ہوتا ہے - اس سیاست بغیر تو بادشاہ کی سلطنت کا جمنا اور اوسکی جان کا بچنا دشوار ہوتا ہے - ہر زمانہ میں جان ستانی کے مختلف طریقے مروج تھے سب کا مآل یہ تھا کہ سزا اسطرح دی جائے کہ جس سے آیندہ آدمیوں کو عبرت ہو کہ پھر وہ جرم نہ کریں جیسے اس زمانہ میں پھانسی دینے اور گولی مارنے سے اور لاشوں کو کھٹے میں ڈالنے سے عبرت ہوتی ہے اس طرح مختلف ملکوں اور مختلف زمانوں میں جان ستانی سے عبرت

ہوتی تھی جو آدمیوں کی کھوپریوں کے مینار بنائے جائیں اور اس طرح مارے جائیں جسطرح اوپر بیان
کیا۔ اسمیں نہ ظلم ہے نہ ستم ہے نہ وحشیانہ پن ہے۔ اس زمانہ اور اوس زمانہ کے جان
ستانی کے طریقون مین ایسا ہی اختلاف ہے جیسے کہ آدمی کے اوڑھنے اور پہننے مین
یہ فقط تعصب کی بات ہے کہ ایک کو اچھا اور دوسرے کو برا کہیں جیسے مسلمان مردے کو جلانے
کو بے رحمی اور سنگدلی سمجھتے ہیں اور ہندو زمین مین مردہ کے گاڑنے کو۔ جہانگیر شہنشاہ اعظم تھا
جتنی باغیون و مجرموں کی جانیں اوسکے زمانہ مین کم تلف ہوئی ہیں کمتر کوئی عیسائی اور مسلمان
بادشاہ ہوا ہوگا کہ جس عہد میں یہ ہوا ہوگا سب سے بڑا الزام جکم کا اوسپر لگایا جاتا تھا کہ اوس نے
شیر افگن خاں کو کبھی ہاتھی سے کبھی شیر سے لڑا کر اوسکی جان لینی چاہی جب یوں وہ مرا تو آخر کو
اوس کو قتل اسلئے کرا دیا کہ اوسکی بیوی مہرالنسا سے خود نکاح کرے۔ اس سے زیادہ جھوٹا الزام اوسپر کوئی
نہیں لگ سکتا۔ پاجی سے پاجی مسلمان بادشاہ کوئی ایسا نہیں ہوا کہ اوسنے کسی مسلمان
کی جان اسلئے لی ہو کہ اوسکی بیوی سے اپنا عقد نکاح باندھے۔ اس واقعہ کے لئے کوئی تاریخی شہادت
مستند و معتبر نہیں ہے۔ نہ تزک مین اسکا ذکر ہے اور نہ کسی اور اسکی معاصر تاریخ میں وہ مذکور ہے
اکثر مسلمان مورخ شیعہ مذہب رکھتے ہیں اور بعض سنت جماعت ان دونوں مین بعض حضرت ایسے ہوتے ہیں کہ وہ عداوت مذہبی
سبب سے ہر مذہب کے بادشاہ کی نیک کاموں مین کوئی لگتی لگاتی برائی ایسی لگا دیتے ہیں یہ نیک کام سنگینیوں بہر دو وہ ہو جاتا
مذہبی ایسے مورخوں نے بہ غرض کینہ یہ مضمون جہانگیر کی نسبت گھڑ کر لکھا ہے سوا اسکے یہ امر یوں بھی عقل
کے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ شیر افگن خاں کا سارا کنبا اوسکے قتل ہوتے ہی بادشاہ پاس بھیجا
گیا مگر نورجہاں چار برس تک سلطان رقیہ بیگم مادر سبتی جہانگیر پاس ہی اگر جہانگیر نے شیر افگن خاں
کو نورجہاں سے نکاح کرنے کے لئے قتل کرایا۔ تو اوسکے قتل ہوتے ہی اپنا مدعا کیوں نہ حاصل کیا
جب جہانگیر نے نورجہاں سے نکاح کیا ہے تو اوسکی چوبیس برس کی عمر تھی اس سے ظاہر ہے
کہ حسن صورت سے زیادہ حسن سیرت عشق کا سبب ہوا ہوگا۔ اس بادشاہ مین سب سے زیادہ خوبی یہ تھی کہ جیسے وہ
اپنے ذاتی حقوق و منافع اور عیش و عشرت کی حفاظت چاہتا تھا اسی طرح وہ رعایا کے سکھ چین آرام
آسودگی کا خواہان تھا اوسکی زنجیر عدل نے اوسکی عدالت کا آوازہ سارے ملک میں پھیلا دیا اوسکے

اس مقولہ نے کہ بادشاہ پر فرض ہے کہ وہ جنگل کے درندون اور چرندون اور ہوا کے پرندون تک حفاظت کرے اور اپنے تخت کے نیچے ان جانورون کی بھی حق رسی کرے اوسکی عدالت کو کافی طور پر ثابت کر دیا ہے اوسکی دلی تمنا اور آرزو یہی تھی کہ مین رعایا پر عدالت کے ساتھ حکومت کرون۔ نور جہان جیسے وہ دل و جان سے عاشق زار تھا اس سے اوسنے کہہ دیا تھا کہ مین تم کو کاروبار سلطنت کا اختیار دیتا ہون۔ مگر تم کبھی میری عدالت مین مداخلت نہ کرنا مین اوسکو نہ سنونگا۔ اوسنے تخت پر بیٹھتے ہی دوازدہ احکام و قوانین جاری کئے جنسے زیادہ سے زیادہ آدمی زیادہ سے زیادہ خوش و خرم سکتے ہین یہی اصل مطلب قوانین کا ہونا ہے بعض مخالف کہتے ہیں کہ یہ قوانین فقط کاغذی عمل تھا اونکی عمل درآمد نہین ہوئی اگر یہ بات اونکی تسلیم بھی کر لی جائے تو بھی فقط اس کاغذی عمل سے جہانگیر کی پرلے درجہ کی نیک نیتی ثابت ہوتی ہے قانون مین مقنن کی نیت دیکھی جاتی ہے عمل ہونا یا نہ ہونا دوسری بات ہے قانون کا اچھا بنانا اوسکی نیک نیتی کو بتلاتا ہے۔ ایک حکم جیرہ خوبی کا اوسنے جاری کیا جو نہ اوسکے باپ نے نہ سلاطین ماضیہ نے جاری کیا تھا معلوم نہین کہ انگریزی مورخ کیون اسکو اکثر فرو گذاشت کرتے ہیں اور اوسکی داد نہین دیتے وہ حکم یہ تھا کہ آیندہ خواجہ سرا نہ بنائے جائیں نہ بیچے جائیں اس حکم کے بعد جو مجرم اس جرم کے پکڑے آئے انکو حبس دوام کا حکم دیا۔ اوسنے یہ بھی حکم دیا کہ جن ہندو عورتون کے لڑکے بالے ہون وہ ستی نہ ہونے پائیں۔ رعایا کے دل خوش کرنے کے کام بہت کیا کرتا تھا ایکدفعہ تھوڑے دنون مین زمین کے خراج کی معافی چاہنے والے بہت سے آدمی کھڑے ہوئے تو امراء سلطنت نے عرض کیا کہ اگر حضور کی فیاضی و سخاوت زیادہ وسعت پائیگی تو چند سالون مین سرکاری آمدنی صفر ہو جائیگی تو جہانگیر نے اونکو جواب دیا کہ یہ سائل ایک لشکر ہے جو میری دعا مانگتا ہے جسکے تابع امراء سلطنت ہوتے ہین اونپر واجب ہے کہ اس لشکر کو زیادہ کرین جب شاہزادہ خسرو بھاگا ہے اور اوسنے راہ مین لوگون کو لوٹا ہے تو جو شخص لٹا تھا اوسکو جہانگیر نے اوسکے مال کا پورا منافعہ دیدیا خسرو کے ہاتھ کا رقعہ بادشاہ کے نام ایک شخص کی سفارش مین تھا جسکے گھوڑے اوسنے لے لئے تھے جہانگیر نے گھوڑون کو پوری قیمت دیدی +

اجمیر مین تین برس کچھ مہینے جہانگیر رہا تھا۔ اوسنے اپنی رعایا کی بہبود و فلاح و آسائش و آرام
کے لئے ہفتہ کے ہر روز کے واسطے ایک خاص کام مقرر کیا تھا۔ پنجشنبہ کو سارے جشن و جلسے ہوتے
سوا عیش و عشرت و مسرت کے کامون کے کوئی اور کام نہ ہوتا تھا۔ باغون میں گلگشت ہوتی فوارون
کی سیر دیکھی جاتی امرا کا اضافہ جاہ و منصب ہوتا اس دن کا نام مبارک شنبہ بادشاہ نے رکھا تھا
جمعہ کے روز بادشاہ کے روبرو ہزار بچے و بڈھے مسلمان بلائے جاتے اور اونکو سب قسم کے کھانے
اونکے حسب حال تقسیم کئے جاتے کہ وہ خوب پیٹ بھر کر کھائیں۔ اور اونکو وہی کھلانے کا حکم
دیا جاتا جسے وہ زیادہ کھائیں (وہی بھائدہ طعام مشہور ہے اوس کے سبب سے آدمی سوایا
کھا جاتا ہے) اور خدا کی عبادت اچھی طرح کریں۔ یکشنبہ کو جھروکے کے نیچے بہت سے
اپاہج لنگڑے لولے اندھے بوڑھے اکٹھے کئے جاتے اور اونکو خیرات مین بہت روپیہ
دیا جاتا۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ اندھون کو زیادہ خیرات مل جاتی۔ دوشنبہ کو نوجوان امرا
کے ایک گروہ کو تیراندازی کا اور دوسرے گروہ کو چوگان بازی کا حکم ہوتا۔ اور نادعلی کے
حافظون کو بہت کچھ نذر کیا جاتا۔ سہ شنبہ کو چیتے و ہرنون کا اور کتے و لومڑیون کا و خرگوشون
کا شکار کھیلا جاتا۔ جو خرگوش اور لومڑیان شکار سے بچ جاتین وہ جنگل مین چھوڑ دی جاتیں
ہاتھیون اور اور جانورون کی بھی کشتیان ہوتین اور مجرم قتل کئے جاتے۔ چہارشنبہ کو
بادشاہ منحوس اس سبب سے سمجھتا تھا کہ اوسی دن اوسکے باپ کا اور اجمیر مین شاہجہان کی ایک
لڑکی کا انتقال ہوا تھا جسکو وہ اپنی جان کی برابر عزیز رکھتا تھا اوس دن کا نام کم شنبہ رکھا
تھا۔ اوس دن بادشاہ جن آدمیون سے خفا ہوتا وہ قید خانہ مین بھیجے جاتے تھے یا اون کو
کوڑے لگوائے جاتے تھے کسی دن بادشاہ اپنی خوشی کے کامون سے باز نہین رہتا
تھا اور دوپہر سے آدھی رات تک رعایا کے استغاثے سنا کرتا تھا +

ہفتہ کے دنون کا مقرر کرنا +

جہانگیر نے اپنے شراب پینے کا حال مفصل اپنی توزک مین تحریر کیا ہے جس کو مین نے
تاریخ مین نقل کیا ہے کہ کبھی شراب مین فلونیا (افیون و بھنگ) ملائی کبھی شراب مین نری
افیون بڑھائی اوسکے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مے نوشی مین اپنے سارے بزرگون پر

شراب نوشی +

سبقت لے گیا حضرت بابر اوسکا پردادا بھی خوب مستانہ نوشی کرتا تہا مگر اوسکے ساتھہ اوس کو
اپنا بڑا گناہ وہ جانتا تھا اور اس سے نادم اور غمزدہ ہوتا تھا۔ مگر جہانگیر ہمیشہ شراب
پینا بادشاہی کا ایک حق جانتا تھا۔ وہ شب جمعہ کو شراب نہیں پیتا تھا۔ اس شعر

| | | | |
|---|---|---|---|
| | ہر گناہے کہ کنی در شب آدینہ مکن | | تا از صدر نشینان جہنم باشی |

کا مصداق نہوتا تھا۔ حضرت ہمایون نے افیون کھائی اس حد پہ پہنچائی کہ اپنے کامون کو ہمایونی
سے افیونی بنایا حضرت شہنشاہ اکبر نے شراب اور افیون کے مزے لئے مگر حکیمانہ اونکی کسی ضرر
کو اپنے پاس نہ آنے دیا اور منفعت کو اوٹھایا۔ وہ حکیمانہ اونکے ضرر و نفع سے واقف تھا
اوسکے بھائی عبدالحکیم اور دو بیٹون مرزا مراد اور دانیال نے اپنی جانین شراب کی نذر کین
اور جہانگیر نے اپنی توزک مین لکھا ہے کہ سلطان پرویز اور اوسکے اور چار عزیزون کو شراب
نے ہلاک کیا۔ ان بادشاہون کے عہد مین شریعت اسلام کے احکام جو شراب کے پینے و بنانے
و بیچنے کے باب مین تھے کچہ کچہ سے ہوگئے اور اون مین وہ زور نہیں رہا جو پہلے تھا۔ الناس
علی دین ملوکہم کی وجہ سے امرا غربا مین بھی یہ وبا پھیل گئی +

جہانگیر کو جیسا کہ شراب کا ذوق تھا ایسا شکار کا شوق تھا۔ اوسنے اپنی توزک مین
لکھا ہے کہ میرے روبرو ۲۸۵۳۲ شکار ہوئے جنمین سے مین نے اپنے ہاتھہ سے
۱۷۱۶۷ شکار کئے۔ جب شاہجہان کا بیٹا شجاع سخت بیمار ہوا تو اوسکی صحت کے لئے
اوسنے توبہ کی کہ مین کسی جانور کو اپنے ہاتھہ سے نہیں مارونگا اور اس توبہ کا پانچ برس
تک پابند رہا مگر جب شاہجہان سے اوسکی رنجش ہوئی تو اوسنے اس توبہ کو توڑ ڈالا۔ یہہ توبہ
شکنی طفلانہ حرکت تھی +

مصوری کی دلدادگی +

مصوری کے باب مین جہانگیر کا مقولہ یہ تھا کہ جیسے مغنیا کے بیان سے کانون کے ذریعے سے
دلکو مسرت حاصل ہوتی ہے ایسی ہی اونکی تصویر سے آنکھون کے طفیل سے دلکو خوشی ہو
جاتی ہے۔ کوئی جاندار اور بے جان نادر چیز اوسکے سامنے نہ آتی تھی کہ وہ اوسکی تصویر
نہ کھچواتا ہو۔ راجہ نہیر اس پاس ایسا بیمار ہوکر آیا کہ اوسکی صورت عجیب ہوگئی تھی اسکی

تصویر کھچوائی - خان عالم کو اپنا سفیر بنا کے جب ایران بھیجا ہے تو اوسکے ساتھ بشنداس
مصور کو کر دیا تھا کہ وہ شاہ عباس شاہ ایران اور اوسکے دربار کی تصویر کھینچ کر لائے
تصویر خانہ بنوایا تھا جسکا حال تاریخ میں لکھا گیا - خان عالم ایران سے صاحب قران کے
کسی معرکہ جنگ کی تصویر لایا اور اوسکو بادشاہ کو نذر کیا تو اوسکو ہزار روپے انعام دئے
جہانگیر نامہ کے اول جس مصور نے اوسکی مجلس جلوس کی تصویر لگائی تھی اوسکو انعام سے
مالامال کر دیا - بادشاہ نے اپنی تصویریں کھچوا کر اپنے دوستوں پاس بھجوائیں - وہ توزک
میں لکھتا ہے میں نے تیز چابک سنگ تراشوں کو حکم دیا کہ رانا اور کرن اوسکے بیٹے کی مجسم پیکر سنگ
کی تراشیں جنمیں انکا قد اور ترکیب اعضا بالکل موجود ہو جب وہ تمام ہو کر میرے سامنے
آئیں تو میں نے حکم دیا کہ آگرہ میں باغ پائیں میں جھروکہ درشن میں نصب کی جائیں - یہ بھی
ایک نئی بات ہو کہ کوئی مسلمان اسطرح راجاؤں کے بت بنوا کے باغ میں لگوائے -

جہانگیر کو شاعری کا مذاق تھا - طالب آملی اوسکے دربار کا ملک الشعرا تھا - طبع موزوں
رکھتا تھا اور کبھی کبھی شعر کہتا تہا - یہ اوسکی پہلی غزل ہے -

| | |
|---|---|
| من چو گنم که تیر غمت بر جگر رسد | تا چشم نارسیده دگر بر جگر رسد |
| مستانه می خرامی و دست تو عالمی | اسپند سینم که مها دا نظر رسد |
| در وصل دوست مستم و در هجر بیقرار | داد از چنین غمی که مرا سر بسر رسد |
| مدهوش گشته ام که بپویم ره وصال | فریاد از آن زمان که مرا این خبر رسد |
| وقت نیاز و عجز جهانگیر هر سحر | امید آنکه شعلهٔ نور اثر رسد |

ایک دفعہ بادشاہ کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا -

| | |
|---|---|
| بگذر مسیح از سر ما کشتگان عشق | یک زنده کردن تو بصد خون برابر است |

وہ لکھتا ہو کہ میری طبع موزون ہے کبھی بالاختیار کبھی بے اختیار کوئی مصرعہ رباعی
بیت کہہ دیتا ہوں - اوسکی بیت سنکر یہ بیت میری زبان پر آئی کہ -

| | |
|---|---|
| از من متاب رخ که نیم بے تو یک نفس | یک دل شکستن تو بصد خون برابر است |

اسیر احمد مہرکن نے یہ شعر کہا کہ

ای محتسب گر بہ پیر مغان بترس — یک خم شکستن تو بصد خون برابر است

خانخانان کے شعر پر جو اشعار کہے گئے وہ تاریخ مین مندرج ہین +

بادشاہ کی خیرات کا حساب کیا جائے تو لاکھون روپیون سے گذر جاتی ہے اسکا یہ ضابطہ تہا کہ آدہی رات کے بعد درویش اور ارباب حاجت اوسکے روبرو لائے جاتے تہے ۔ نہمین سال جلوس مین اوسنے اپنے ہاتہ سے انکو پچیس ہزار روپیہ اور ایک لاکھ بیجانوے ہزار بگیہ زمین اور چودہ موضع درویست وچہہ قلبہ زراعت اور گیارہ خروار شالی خیرات کیے اور سنہ ۱۶ جلوس مین وہ لکھتا ہے کہ ۵۰ ہزار بگیہ زمین ۳۲۵ خروار اور چار دیہہ و دو قلبہ ویک قطعہ باغ و ۲۳۲۷ع روپیہ و یک مہر و ۲۰۰۶ درب ۸۰۰۰ چرن و ۲۱۵ تولے طلا و نقرہ اور دس ہزار دام خزانہ وزن سے فقرا و درا اور ارباب استحقاق مین مین نے اپنے ہاتہ سے تقسیم کئے +

اسنے حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ مین خواہ محال خالصہ ہو یا جاگیر غلور خانے (خیرات خانے) بنائے جائین اور اومین فقرا کے واسطے گنجائش محال کے موافق طعام درویشانہ پکایا جا(ئے) تاکہ مجاور و مسافر کو فیض ہو اوسکے حکم کی تعمیل کی تفصیل یہ ہے ۔ ۱۷ ذی قعدہ سنہ ۔ کو حکم دیا کہ ممالک محروسہ کے بڑے بڑے شہرون مین مثل جہانگیر نگر و الہ آباد و لاہور و آگرہ و دہلی وغیرہ مین فقرا کے لیے غلور خانے مرتب ہون تیس محل کے لیے یہ حکم پہلے لکھا گیا تہا جنمین سے چہہ محل مین وہ پہلے سے جاری تھے ۔ اور اب اور چہہ محل کے لیے لکہا گیا شاہ وگدا مین گو کچہہ مناسبت نہین لیکن جہانگیر ہمیشہ فقیرون پر مہربانی وعنایت کرتا تھا ایک سفر مین اوسنے پیادون اور توابچیون کو حکم دیا کہ سرراہ اور نزدیک براہ جو مواضع واقع ہین اونکے بیوہ اور بیچارہ آدمیون کو جمع کر کے میرے سامنے لائین کہ مین اپنے ہاتہ سے خیرات کرون کہ مشغولی کا باعث بھی ہو اور نامراد اپنی مراد بھی پائین اس سے بہتر کوئی شغل نہین ہے ۔ ہر سال اپنے تلادانون مین جنمین سیم و زر منون ہوتا تھا وہ مستحقون

کو تقسیم کر دیتا تھا۔ جہانگیر ایک بے تعصب مسلمان تھا۔ اس زمانہ کے سلاطین یورپ کی طرح اپنے مذہب کے تعصب کی بلا میں گرفتار نہ تھا۔ اوس کو اپنے مذہب کا پاس و لحاظ تھا۔ سال اول ہی کے جلوس میں جو اسکا مباحثہ پنڈتوں سے ہوا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بت پرستی کو گناہ جانتا تھا اور توحید پر ایمان رکھتا تھا۔ سکہ میں کلمہ شہادت کا نقش جمایا۔ اوس نے علما و دانایان ہند کو حکم دیا کہ مفردات اسمائے الٰہی جنکا یاد کرنا آسان ہو جمع کریں تاکہ اوسکا ورد وہ کیا کرے ان علما نے پانچ سو باسٹھ نام بہ ترتیب حروف ابجد اوسکو لکھ دئے جنکا ورد وہ رکھتا تھا اور شب جمعہ کو علما و صلحا و درویشوں و گوشہ نشینوں سے صحبت رکھتا تھا۔ اوسکو حرمت شرع کا لحاظ ایسا تھا کہ اوس نے میر عدل و قاضی کو جن پر امور شرعیہ کا مدار ہے سجدہ زمین بوس سے جو سجدہ کی صورت ہے معاف کر دیا حفظ شریعت کے لئے جب اوس نے سنا کہ ایک سنیاسی کی صحبت میں بعض مسلمان امیرزادوں نے کفر و زندقہ اختیار کیا ہے تو اون میں سے بعض کو محبوس و مقید کیا اور بعض کے سو سو درے لگوائے تاکہ جاہلوں کو عبرت ہو۔ اوس نے مذہب ہی کے لحاظ سے شراب خانوں کو اوٹھوا دیا۔ اور بازاروں میں بنگ بوزہ کی فروخت کو بند کرایا۔ توزک میں لکھا ہے کہ ۸ جلوس میں جب میں اجمیر میں رانا شنکر کے دیوہرہ میں گیا جو ایک لاکھ روپیہ میں تیار ہوا تھا اور وہاں سنگ سیاہ کی ایک مورت میں نے دیکھی جسکا دھڑ آدمی کا سا اور گردن اوپر سے سور کا سا تھا اور ہنود کا عقیدہ ناقص یہ تھا کہ کسی مصلحت کے سبب سے کسی وقت میں حکیم علیم کی رائے نے یہ اقتضاء کیا کہ اس صورت میں جلوہ نما ہو۔ ہو اوس سبب سے اس مورت کو عزیز رکھتے تھے اور پرستش کرتے تھے میں نے اوسکو توڑ کر تالاب میں ڈلوا دیا بعد اس عمارت کے ملاحظہ کے میں نے ایک سفید گنبد دیکھا کہ ہر طرف سے آدمی وہاں آتے تھے جب میں نے اوس کی حقیقت پوچھی تو لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک جوگی رہتا ہے اوسکی زیارت کو لوگ جاتے ہیں وہ ایک آٹے کی مٹھی اونکو دیتا ہے اور وہ اوسکو منہ میں رکھ کر اس جانور کی آواز نکالتے ہیں جسے ان احمقوں کو کسی وقت آزار پہنچا ہو تو اس عمل سے گناہ زائل ہو جاتا ہے

مین نے حکم دیکر اوس محل کو خراب کیا اور جوگی کو وہان سے نکالا - اور اس گنبد مین جو بت کی صورت تھی اوسکو تڑوا ڈلوایا مین نے تاریخ مین توزک سے نقل کیا ہے کہ جب جہانگیر کانگڑہ مین گیا ہے تو وہان قاضی و میر عدل مقرر کئے اور جو شعار اسلام اور شرائط دین محمدی کی ہین اونکی تعمیل کرائی قلعہ مین ایک مسجد عالی بنوائی اور گائے ذبح کرائی غرض اسلام کی وہ باتین کرائین جو پہلے یہان کبھی نہین ہوئی تھین - توزک مین بہت سی باتین اوسکی زاہدانہ اور عابدانہ بیان ہوئی ہین -

۲۷ ربیع الاول ۱۰۲۶ھ آفتاب برج حمل مین آیا اور اس روز جہان افروز مین اس نیاز مند درگاہ الٰہی کے جلوس ہمایون کے بارہ سال بخیر و خوبی ختم ہوئے اور سال نو بہار اور فرحی سے آغاز ہوا اور اس نیاز مند درگاہ ایزدی کا اکیاون سال بہار سے آغاز ہوا - امید ہے کہ مدت حیات مرضیات الٰہی مین صرف ہو - اور ایک نفس اوسکی یاد بغیر نہ گذرے - آگے وہ لکھتا ہے کہ ایزد حق سبحانہ تعالیٰ کی حمایت و حراست ہمہ جا و ہمہ وقت اس نیاز مند کو حافظ و ناصر ہے غرض ایسے زاہدانہ فقرے بہت سے اپنی توزک مین اوسنے لکھے ہین وہ خدا پرستون سے بہت ملتا تھا اور درویشون سے ایسا اعتقاد رکھتا تھا کہ ایک دفعہ حکیم مسیح الزمان نے یہ رباعی پڑھی -

| | |
|---|---|
| داریم اگرچہ شغل شاہی در پیش | ہر لحظہ کنیم یاد درویشان بیش |
| گر شاد شود ز ما دل یک درویش | آنرا شمریم حاصل شاہی خویش |

اسکے صلہ مین ہزار مہر حکیم مذکور کو عنایت کین

وہ مسلمانون کو رسم کفر سے باز رکھتا تھا - راجور مین جب جہانگیر گیا ہے تو مسلمانون کو قبر مین مردہ خاوندون کے ساتھہ عورتون کے زندہ دفن ہونے سے اور دختر کشی سے اور کفار کے ساتھہ بیٹیون کے بیاہنے سے باز رکھا اور حکم دیا کہ آیندہ وہ ایسا کرینگے اونکی سیاست ہوگی اسکا مفصل بیان ہوچکا ہے جہانگیر کا باپ ترک اور ماں ہندو تھی اس حساب سے وہ آدھا ترک اور آدھا ہندو تھا - اپنے باپ کی برابر ہندؤن پہ وہ مہربانی اور شفقت کرتا تھا

اور اعلی سے اعلی عہدے و منصب جاہ اُنسے عزیز نہین رکھتا تھا۔ اُسنے تمام ممالک محروسہ
مین حکم دیدیا کہ کوئی مسلمان کسی ہندو کو زبردستی اسلام مین نہ لائے۔ دھرم شاستر کے
موافق ہندو عورتون کو جنکے بال بچے ہون ستی ہونے سے روک دیا۔ کسی طرح کا تعرض
ہندؤن کے مذہب سے نہیں ہونے دیتا تھا۔ اوسکے زمانہ مین بڑے بڑے مندر تعمیر ہوئے
متھرا کے قریب بندرابن مین گوبندویو کا مندر موجود ہے۔ وہ ہندؤں کے تہوار مناتا
تھا۔ سنکرات کو جس مین آفتاب برج عقرب مین داخل ہوتا ہے اوسنے ہزار تولہ
سونا چاندی اور ہزار روپئے خیرات کئے۔ دیوالی کو پوجا کا دربار ہوتا۔ اور باغ مین گاؤ
آراستہ ہوکر آتے اور اونکے گلے مین کوڑیون کے ہار پڑے ہوئے ہوتے اور برہمن اونکو
لاتے۔ شِوراتری کو اپنے باپ کی طرح وہ بڑے بڑے جوگیون کو اپنے محل مین بلاتا
اور اونکو کھلاتا اور اونکے ساتھ کھانا بیتا دسہرہ کا جشن کرتا سلونو کو راکھی ہاتھ مین بندھواتا
پہلے اس راکھی مین بڑے تکلفات ہوتے تھے اور بڑی بیش قیمت ہوتی تھی۔ اب
بادشاہ نے اُسمین برہمنون کی خاطر سے تخفیف کردی تھی۔ اپنے جلوس سنہ مین اوسنے
اپنے باپ کے مقبرہ مین باپ کا سرادہ کیا۔ وہ ہندو جوگیونکے پاس جاتا تھا۔ جدروپ کی ملاقات کا بیان پڑھو
جہانگیر علم نجوم کا معتقد تھا اور نجومیون سے پوچھ کر بہت کام کرتا تھا وہ کسوف خسوف
سے ڈرتا تھا اور اپنے محل مین چھپ کر ہو بیٹھتا تھا اور جبتک کسوف خسوف
موقوف نہ ہوتے اُس وقت تک اپنے ہاتھ سے خیرات دیتا اور یہ کرتا
کہ مبادا کوئی بلا سر پہ نہ آجائے۔ بعد اس حادثہ کے اراکین سلطنت اور نجومی مبارکباد
دینے آتے تھے۔ اوسکو یقین تھا کہ کسوف و خسوف کا اثر بادشاہ کی قسمت پر بُرا ہوتا
ہے۔ وہ ایک ہندو جوتکی راے جوتشی کا بڑا معتقد تھا۔ یہ جوتشی اپنی جوتش کے
گنت سے بہت سی باتین مہینون اور برسون پہلے سے ایسی بتاتا تھا کہ خواہ نخواہ اوسکی
طرف بادشاہ کا اعتقاد جمتا تھا۔ ایکدفعہ ایک پیشین گوئی کے صلہ مین اوسنے اوسکو
سونے سے تُلوایا اور سونا اوسی کو دیدیا سوا اسکے اور بڑے بڑے انعام اوسکو ملتے تھے

بادشاہ کی ہندؤن پر مہربانی اور اونکے تہوار منانا اور اونکو خیرات +

توزک مین ساری اُس کی پیشین گوئیاں مفصل لکھی ہیں انسان جو کام اپنے ہنر اور کرتب اور شعبدہ بازی سے دکھا سکتے ہیں اونکو وہ یہ جانتا تھا کہ سحر و جادو کے زور سے وہ کئے جاتے ہین۔ وہ اشیا کی سعد و نحس کا قائل تھا۔ چنانچہ وہ توزک مین لکھتا ہے کہ چار چیزون پر سعادت و نحوست کا حکم لگ سکتا ہے +

اول زن۔ دوم غلام۔ سوم منزل۔ چہارم گھوڑا۔ گھر کی سعادت و نحوست کے جاننے کا ضابطہ قریب بصحت یہ قرار پایا ہے کہ مکان مین تھوڑی سی زمین کو مٹی سے خالی کرین اور پھر اُسی مٹی کو اُس زمین مین بھرین اگر وہ برابر آئے تو خانہ میانہ ہے نہ سعد نہ نحس اور اگر کم ہو تو منحوس ہے اور اگر زیادہ ہو تو مسعود۔ وہ آفتاب پرست اور آتش پرست نہ تھا مگر آتش کو ایسا مقدس جانتا تھا کہ جب ناصر الدین بادشاہ مالوہ کی قبر کو اکھیڑ کر اوسکی ہڈیون کو آگ مین جلانے کا حکم دیا تو اوسنے کہا کہ آتش ایسی پاک ہے کہ اس مین یہ ناپاک چیز نہین ڈالنی چاہیئے۔ اسلئے اونکو پانی مین ڈلوایا۔ پارسی جشنون کی مراسم پہلے سے چلی آتی تھین وہ بدستور اس بادشاہ کے عہد مین قایم رہیں شب برات کو جو زمانہ جاہلیت کی مراسم مین سے مسلمانون مین مروج تھی۔ اسمین جہانگیر بڑی روشنی کراتا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ شب چہاردہم شہر شعبان کو شب برات تھی۔ نورجہان بیگم کے محل کے منازل و عمارات مین سے ایک مین جو بڑے بڑے تالابون کے درمیان واقع تھا مین نے جشن کیا۔ نورجہان نے ایک مجلس مرتب کی جسمین مین نے امرا اور مقربون کو بلایا اور اونکو شراب اونکی مرضی کے موافق پلائی اور طرح طرح کے کباب میوے و گزک کھلائی۔ اطراف تال اور عمارات مین فانوس اور چراغ روشن ہوئے ان چراغون اور فانوسون کا عکس جو پانی مین پڑتا تھا تو تالاب ایک میدان آتش نظر آتا تھا۔ ایسی روشنی کبھی اور شب برات کو نہ ہوئی ہوگی +

توزک جہانگیری کو پڑہیئے تو جہانگیر مین ایک عجب استعداد خداداد مظاہر فطرت اور مناظر قدرت کے امتحان کی نظر آتی ہے۔ اسکو باغون اور پھولون کا بڑا شوق تھا۔ جب کوئی پھول اس پاس لاتا تو وہ اپنی چلتی سواری کو ٹھیرا دیتا اور اس پھول کا

مطالعہ مظاہر قدرت و مناظر قدرت کے کیفیت کا شوق اور احساس +

خوب امتحان کرتا اور اوسکو لکھتا ہندوستان کے تمام تالابون اور جھیلون و آبشارون کی حسن و خوبی خموشان کو خوب بیان کرتا ہے اور ہمالیہ پہاڑ کے مناظر و مظاہر کی اپنے بیان مین تصویر کھینچتا ہے۔ کوئی مظاہر فطرت اسکے مشاہدہ مین نہ آتا جسکے باب مین وہ تحریر نہ کرتا جن مشہور اضلاع و مقامات مین وہ گذرتا اونکے تاریخی حالات کو تحقیق کر لکھتا۔ اور اونکا محصول اور اونکے باشندونکی حالتین اور شہرونکی زبانین اور جانورونکا بیان رقم کرتا۔ اوسنے ان باتون کا ذکر اس خوبی سے کیا ہے کہ پہلے کسی بادشاہ نے سوا بابر کے نہیں کیا۔ اسکی فارسی زبان ایسی سلیس ہے کہ کمتر ہوتی ہے۔ اوسکی کتاب سے ہندوستان کی گیزیٹیر نہایت صحیح تصنیف ہوسکتی ہے۔ وہ قدرتی چیزون کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ جاندار اور بے جان اشیاء کے دیکھنے مین اوسکو بڑی مہارت اور بصارت تھی وہ بڑی تحقیق و تدقیق کی نگاہ سے دیکھتا تھا حیوانات و نباتات کی تشریح اور خصوصیات اسقدر اوسنے لکھی ہیں جسسے معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے بڑی غور و تحقیق کی نظر سے توجہ و محنت کرکے اوسکو دیکھا ہے۔ وہ عمارات اور باغات کے باب مین جو رائے دیتا ہے اُسسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علم نباتات و علم عمارات مین خوب ماہر تھا اور اونکے مشاہدات مین وہ اپنا وقت صرف کرتا تھا جواہرات کے پرکھنے مین اپنا ایسا جوہر دکھاتا تھا کہ کامل جوہری معلوم ہوتا تھا۔

جہانگیر اور نورجہان کے عشق کو قصہ طرازون اور افسانہ گویون اور شاعرون نے لیلےٰ مجنون و شیرین خسرو کا قصہ بنا دیا ہے ایسی داستان سرائی کی ہے کہ حقیقت حال اس مین مشکل سے ملتی ہے اور وہ افسانون کے آگے بے مزہ معلوم ہوتی ہے۔ اصل حال یہ ہے کہ جب سے جہانگیر کے ساتھ نورجہان ہم پہلو ہوئی تو بادشاہ کے آخر دم تک دل جان و دین و ایمان و دولت و عزت کی مالک ہی اس دانشمند فرزانہ بیگم کے سبب سے بادشاہ کا مزاج اصلاح پر آیا اور رعایا کا فلاح بڑھا۔ اوسکے سبب اسکا باپ اعتماد الدولہ کیسا دیانتمند وفادار عاقل امیر اور اوسکا بڑا بھائی ابوالحسن کیسا جان نثار ہشیار

خیرخواہ وزیر ہاتہہ آیا۔ نورجہان ہی کی نیک سلیقگی وحسن انتظام وکفایت شعاری کا نتیجہ تھا
کہ دربار جہانگیری کی شان وشکوہ ایک عالم مین مشہور ہوگئی جب سلطنت کے کسی کام مین مشکل
گرہ پڑتی اوسکی ناخن تدبیر سے کھلتی۔ ایسی شجاع وجوانمرد عورت کا کام تھا کہ اوس نے
اپنی تدابیر سے مہابت خان کی ہاتھ سے اپنی اور اپنے خاوند کی جانکو بچایا اور قید سے
نکالا اوسکے تمام کامون کی تفصیل مین پہلے لکھہ چکا ہون۔ اوسنے بادشاہ کی شراب پینی
کم کرادی غرض اوسنے جہانگیر کو دانشمند احمق یعنے اپنے لئے احمق اور دوسرون کے
لئے دانشمند بنایا۔ غرض اس عشق سے یہ خرابی ضرور پیدا ہوئی کہ نورجہان کے
رشک وحسد کے سبب سے جہانگیر اپنے لائق بیٹے شاہجہان اور ایک اپنے پرانے
رفیق جان نثار دانشمند فرزانہ جوانمرد امیر مہابت خان سے خفا ہوگیا جسسے بڑے
بڑے فساد جھگڑے کھڑے ہوئے +

جہانگیر کی تصنیفات سے ایک پندنامہ ہی جو اوس نے اپنے فرزندون اور با اخلاص
مریدون کے لئے لکھا ہے کہ وہ اوسکو دستور العمل بنائیں جسمین بہت سی نصایح و
پند معمولی ہیں جو اور پندنامون مین لکھی ہین بعض اون مین کچھہ جدت بھی رکھتے ہین
یہ پندنامہ پورا جہانگیر نے توزک مین لکھا ہے جسمین سے ہم چند مقولے نقل کرتے ہین ۔

(۱) دنیا ناپائدار ہے جسقدر اوسکی طلب مین کمتر کوشش کرو بہتر ہے۔ دنیا کو کھاؤ پہلے
اسسے کہ وہ تم کو کھائے۔ کم آزاری وبردباری ونکوکاری اختیار کرو (۲) اپنے کہترون
(چھوٹون) کے ساتھہ وہ کام کرو جو اپنے مہترون (بڑون) سے امید رکھتے ہو (۳)
مزدوری اتنی ملتی ہے جتنا کام کرو

(۴) با ہمہ عیب خویشتن شب وروز ۔۔۔ در تکاپوے عیب احباب

(۵) ہرچہ بر خویش نہ پسندید بکسان مپسندید (۶) زما خبر برانکس تبرا کند +
کہ او کار امروز فردا کند (۷) ستم در مذہب دولت روا نیست کہ دولت باستمگر
آشنا نیست (۸) ہر کہ بادشاہ نیست کامگار نیست وہر کہ رادرم نیست کرم نیست

وہرکرا فرزند نیست دل خویش نیست ہرکرا این سہ نیست ہیچ غم نیست (۹) نان خویش خورید
وسخن خویش گوئید (۱۰) از بد اصلان دختر مخواہید وبرمرگ دختران غم مخورید (۱۱) زن
جوان خواہید وبطمع مال بدام زن پیر میفتید وبر زندگی خود رحم کنید واگر توانید اصلا
بزن نکاح نکنید (۱۲) زیان ہنگام بہتر از سود بے ہنگام (۱۳) سوگند چہ راست وچہ
دروغ مخورید (۱۴) ہرکہ اسراف کند توانگر نشود وہرکہ کم خورد بیمار نشود وہرکہ بردباری
کند پشیمانی کم خورد (۱۵) سہ کار رہ سہ گروہ را نشاید آموخت آشناوری در آب بط را
ودرندگان را صید یا وشکار روزنان را عاشقی (۱۶) تندرستی بسہ چیز توان یافت
یکے بکم گفتن دوم بکم خوردن سوم بکم خفتن (۱۷) سہ چیز است کہ با سہ چیز جمع نیاید حلال
خوردن بحکومت ومہربانی کردن درحال غضب و زشت گفتن با بسیار گوئی۔
(۱۸) چہار چیز آدم را فربہ کند یکے جامۂ نو پوشیدن دوم بگرمابہ بسیار رفتن
سوم طعام چرب وشیرین خوردن چہارم مراد دل زندگانی کردن (۱۹) شش چیز است
کہ دل را سیاہ سازد واندوہ بسیار آرد یکے رخت چرکین پوشیدن ودیر دیر سر
تراشیدن۔ دوم بخیانت بودن سوم دروغ بسیار گفتن چہارم غیبت مردم
کردن پنجم دشنام بسیار بمردم دادن ششم درنماز کاہل بودن (۲۰) اس دنیا مین ہی
سخاوت کرنے سے سخی کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ خلق کے دل اوسکے گرویدہ ہوتے
ہیں اپنے بعد زر وجواہر کے چھوڑ جانے سے کہ وہ گھوڑون پر لدین اور صرف
وارث اونکو اڑائین اتنا خوش نہیں ہوتا جتنا کہ ایک آدمی کے دل خوش کرنے سے
(۲۱) جو آدمی کہ فرزانگی انصاف۔ رفاہ عام وبہبود انام مین اپنی زندگی بسر کرتا ہی
وہ سدا خوش رہتا ہے (۲۲) تو ایسے کام کر کہ تجربہ کار تیری تحسین کرین (۲۳)
گوشکاری کیسا ہی ہوشیار ہو مگر گرگ باران دیدہ بھی پرلا سا نا ہوتا ہے —
(۲۴) دشمن کے سامنے جب جاؤ دلیرانہ دل لے کر جاؤ شیر سے شیر لڑ سکتا ہے —
(۲۵) نوجوان مین فیل وشیر سے پنجہ بازی کی توانائی ہوتی ہے مگر بڑھاپے لومڑی کی سی

سکاری کہان ہوتی ہے +

ہم نے ان دونو توزکون کا بیان اول دیباچہ میں کیا ہے انہین جو جہانگیر کے حالات لکھے ہین اونمیں ایسا اختلاف نہیں ہے جیسا کہ رقومات میں اوسکی چند مثالیں یہ ہیں

| صیغہ خرچ | چھوٹی توزک | بڑی توزک |
| --- | --- | --- |
| جشن نوروزی | پندرہ کروڑ روپیہ | ساٹھہ لاکھہ روپیہ |
| تاج | ۰۰۰۰۰۰۰ ۶۷ روپیہ | کچھہ نہیں لکھا۔ |
| معافی محصولات | ۱۶۰۰ ہندوستانی من سونا | ۶۰ من سونا |
| آگرہ کی قلعہ کی تعمیر کا خرچ | ۰۰۰۰۰ ۲۶۵۵ روپیہ | ۳۶ لاکھہ |
| راجہ مانسنگہ کی مندر کی لاگت | ۰۰۰۰۰۰ ۴۵ روپیہ | اسی ہزار روپیہ۔ |
| سید دیوانہ کی بالائے عرداریہ | ۰۰۰۰۰ ۵ روپیہ | ایک لاکھہ روپیہ |
| دولت خان نے مرنیکے بعد جو نقد و جنس جمع چھوڑا | ۰۰۰۰۰۰۰ ۲۰ روپیئے | ۰۰۰۰ ۳ من کے جواہر سوائے سونے اور اشیا کے |
| دانیال پاس جواہر | پانچ کروڑ اشرفی | دو کروڑ اشرفی |
| ہیمو کی کلاہ کے جواہر | ساٹھہ لاکھہ اشرفی | ۰۰۰۰ ۸ تمن |

چھوٹی توزک مین لکھا ہے کہ خسرو کے تعاقب مین چالیس ہزار گھوڑے اوس کے اصطبل مین کھاتے تھے اور ایک لاکھہ اونٹ باہر کے لاکر تقسیم ہوئے تھے بڑی توزک مین اسکا بیان نہیں چھوٹی توزک مین لکھا ہے کہ مین نے ایک لاکھہ اشرفیان بدخشانیون مین اور اجمیر مین پچاس ہزار روپئے درویشون میں خیرات کرنے کا حکم دیا۔ بڑی توزک مین بدخشیوں میں روپئے تقسیم کرنے کا ذکر نہیں۔ اور اجمیر کے لئے بیس ہزار روپئے لکھے ہیں چھوٹی توزک میں لکھا ہے کہ خسرو کے جواہر کے صندوقچہ میں ۰۰۰۰۰۰ ۸ روپئے کے جواہر تھے بڑی توزک میں اس کا بیان نہیں بڑی توزک مین بازی گرو نکے تماشون کا بیان بہت تھوڑا سا بالاجمال ہے۔ مگر چھوٹی

توزک مین باتفصیل ہے جس سے خلاصۃ التواریخ اور سیر المتاخرین اور مرآت عالم نما مین
نقل ہوا ہے۔ چھوٹی توزک مین بادشاہ کے شراب پینے کا ذکر نہیں۔ بڑی توزک مین خوب
تفصیل سے لکھا ہے +

اب ہم بعض واقعات کو لکھتے ہیں کہ جنکے بیان مین دونو توزکون مین بڑا اختلاف ہے
راجہ مان سنگھ کے چچا بھگوانداس کے بیٹون کے قتل ہونے کا حال بڑی توزک سے
۴۳ صفحہ مین سنہ اول کے واقعات مین لکھہ چکے ہین اب چھوٹی توزک سے لکھتے ہین
ان دونون بیانون مین بڑا فرق ہے۔

۔ شعبان (سنہ ۱ جلوس) کو راجی و بیجے رام و سیام رام کے سرون کو بداعمالی کی
سزا مین نے ہاتھیون کے پاون تلے نرم کرایا۔ یہ تینون راجہ رام سنگھ کے چچا بھگوانداس
کے بیٹے تھے۔ بڑی توزک مین بھگوانداس کے بیٹے اکھے رام کے بیٹے لکھے ہین۔ راجی بڑا
ہرزہ رای اور بے صرفہ گو تھا۔ جب الہ آباد مین مہا سنگھ نبیرہ راجہ مان سنگھ کو منصب
دو ہزاری ملا تو راجی نے اوچھا پن کیا کہ مہا سنگھ کو بہکایا جس سے اوسکا ادبار آیا۔ اور سزا اپنی
بداعمالی کی سزا کو پہنچا۔ الجا رام (اکھے رام بڑی توزک مین لکھا ہے) تو اونکے مارے
جانے سے غصہ مین آنکر حرکات ناخوش کرنے لگا۔ اوسکو مین نے محمد امین کروڑی بنگالہ
کو سپرد کیا کہ اوسکو اپنی حفاظت مین اچھی طرح رکھے۔ محمد امین کا باپ دات ترند سے
تھا اوس کو مین نے حکم دیا کہ بنگال مین جا کر اوسکو راجہ مان سنگھ کے سپرد کر دے۔ محمد امین نے
یہ سادہ لوحی کی کہ اوسکے پاؤن مین بیڑیان نہ ڈالین راہ مین برادرانہ سلوک کیا۔ وہ آدھی
رات کو جب سوتے تھے سرائے طاقی اور غازی پور کے درمیان اس ارادہ سے بھاگ کر
گیا کہ رانا سے ملے۔ یہ کام بے شورش کے نہ ہوا۔ فوراً محمد امین خبردار ہوا اور اوس کے
پیچھے دوڑا۔ اب اتفاق سے وہ جمنا کے کنارہ پر وہان پہنچا جہان سے آگرہ مین آتے ہین
وہان کشتی نہ ملی۔ اوسکی جرأت نہ ہوئی کہ دریا مین گھوڑے کو ڈال کر پار جاتا۔ اوسنے
توقف کیا محمد امین نے اوسکو آنکر پکڑ لیا۔ اور بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ مین نے اوسکو گرفتار کر لیا

اوسکا ارادہ رانا پاس جانے کا تھا۔ اب مجھے اوسکے باب مین کیا حکم ہوتا ہے مین نے
حکم دیا کہ اگر کوئی ہندو اسکا ضامن ہو تو مین اوسکی جاگیر اُسی کو دیدونگا اور اوسکے گناہ
سے درگذر کرونگا مگر اوسکی بدطینتی سے کوئی اوسکا ضامن نہ ہوا مین نے امیرالامرا سے
مشورہ کیا کہ اوسکا کوئی ضامن نہین ہوتا مبادا اسکے بھاگنے سے فتنہ ظہور مین آئے
ہند مین راجپوتون کا لشکر گنتے بلیون سے زیادہ ہے اب کیا کرنا چاہیے امیرالامرا
نے کہا کہ اوسکو کسی اپنے ملازم کو سپرد کرنا چاہیے کہ رات دن اوسپر پہرہ چوکی رکھے
یا قلعہ گوالیار مین قید کرنا چاہیے۔ ابراہیم کاکڑ جسکا خطاب دلاور خان تھا اور ہاشم بیگ
منگلی جسکا خطاب شہنواز تھا ہتیار لگاکے اور اپنے لشکر کو آراستہ کرکے لائے اور
اونھون نے چاہا کہ اجارام (ابھے رام) کو محمد امین سے لیکر باہر جائین مگر ابھی ام
نے اپنے نوکرون سے اتفاق کرکے چار ہزار سوار اور دو ہزار بندوقچی تیار کر رکھے
تھے کہ اگر اوسپر دست درازی ہو تو وہ لڑکر اوسکو محمد امین کے پنجے سے نکالین وہ
لڑنے کے لئے آمادہ و مستعد بیٹھے۔ امیرالامرا نے آہستہ سے بادشاہ سے اس بات
کو کہا کہ اس اثناء مین قلعہ آگرہ کے شاہ برج کے نیچے شورش عظیم برپا ہو گئی مین نے
امیرالامرا سے کہا کہ اب وقت تغافل کا نہین ہے تو اپنے سپاہیون کو لیکر ان
بدبختون کا کام تمام کر۔ امیرالامرا متوجہ ہوا۔ لڑائی شروع ہوئی مین نے شیخ فرید
سے کہا کہ مبادا راجپوت اتفاق کرکے امیرالامرا کو ضائع کرین تو بھی اپنے لشکر کو
لیجاکر امیرالامرا کی مدد کر وہ فوراً گیا غوغاے جنگ بلند ہوا مین شاہ برج کے
مختار جہ سے جو بار عام تھا نکلا اور دیکھا کہ خوب لڑائی ہو رہی ہے اور بیس ہزار کے
قریب راجپوت شمشیرین اور جمدھر کھینچے ہوئے امیرالامرا پر حملہ کر رہے ہین امیرالامرا
بھی اپنی سپاہ کی تلوارین خنجر کٹار تیر اور نیزہ دشمنون پر چلا رہا ہے اس اثناء مین قطب خان
دلیر اور کارآمد نوکر چند نفر کے ساتھ زخم شمشیر سے کشتہ ہوا۔ امیرالامرا کے نوکر کچھ
زخمی ہوئے۔ دلاور خان بھی گھوڑے سے گرا اور جمدھر سے مارا گیا پھر امیرالامرا

کی مدد کے لئے مین نے تین ہزار احدی بھجوائے تو وہ دشمنون پر جا پا پا کچھہ رجپوتون کو قتل
کیا۔اس اثناء مین شیخ فرید دس ہزار سوار اور پانچ ہزار جمازہ سوار مسلح و مکمل لے کر
امیر الامراء سے جا کر ملا۔ اور اپنی افواج آراستہ سے راجپوتون کے لشکر کو آگے سے
ہٹا دیا۔شیخ فرید ایک علم کے نیچے کھڑا تھا کہ ایک راجپوت تلوار سونت کر اوسکی طرف متوجہ
ہوا شیخ نے اپنے نیزہ دار سے نیزہ لیکر مارا کہ پیٹھ سے اوسکی نوک پار نکل گئی اور وہ مر گیا
میرے لشکر کو غلبہ ہوا اور راجپوت بہت مارے گئے۔باقی بھاگ گئے۔مین نے سب اسیرون
کو ہاتھی کے پاون تلے مسلوایا۔ اونکے سردار بخت رام کو گوالیار کے سیاہ چاہ مین بند کیا
جہانگیر نے چھوٹی تزک مین باپ کے مرنے کا حال بہت دلچسپ لکھا ہے ہم اوسکا
ترجمہ لکھتے ہین روز دوشنبہ جمادی الاول ۱۰۱۴ھ مطابق ۱۷ دسمبر ۱۶۰۵ء کو میرا باپ ایچین
شدت مرض مین اپنے عزیزون کی خاطر سے غذا اور میوہ نوشجان کرتا تھا اور بہ سبب
پیری کے یہ غذا اور میوہ اوسکو ہضم نہین ہوتا تھا۔اسی حالت مین بادشاہ امین الدولہ
اوسکے جوا کھیلنے پر خفا ہوا اور بہت ملامت کی کہ تو اس عمر مین جوا کھیلتا ہے اس غصہ
و غصب سے بھی اسیر امراض نے غلبہ کیا۔بدہضمی بھی ہوئی۔دن بھر ایک کھیل کا دانہ منہ
مین نہ گیا منگل کو یہ حال رہا بدھ کو بادشاہ کو غذا مین شوربہ کھانے کی صلاح
دی گئی۔پھر ایک دن بادشاہ حکیم علی سے کچھہ ناراض ہوا حکیم علی نے جواب دیا کہ
مین نے علاج اچھا سوچا ہے بشرطیکہ وہ موافق مزاج ہو حضور خود اپنی غمخواری و
پرہیز نہین فرماتے محل کے اہل حرم نے ماش کی کھچڑی خوب گھی مین بھگون کر حضور کے
روبرو رکھی اور حضور نے اوسکو نوشجان فرمایا معدہ ضعیف تھا اوسنے ہضم نہین کیا
اسہال ہوا حکیم مظفر نے کہا کہ حکیم علی نے بڑی غلطی کی کہ اول بیماری میں بادشاہ کو
تربوز کھلا دیا مین نے نیک اندیشی سے یہ سوچا کہ خواہ حکیم مظفر نے یہ بات سچ کہی ہو
خواہ خود غرضی سے کہی ہو مین حکیم علی کو غرض آمیزی کے گمان سے پائمال غضب
نہیں کرونگا۔اگر قضائے الہی اور طبیبون کی غلطیان درمیان نہ ہوتین تو کاہے کو

کوئی ہوتا۔ اگرچہ مین نے اسقدر حکیم علی کی بے پروائی کی گریہ دل سے میرا اعتقاد حکیم علی سے
برگشتہ ہو گیا۔ ان دنون مین دو تین گھڑی دن رہے میں ہر شب باپ کی عیادت کو جاتا۔
بادشاہ کا ضعف روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ روز شنبہ ۱۴ جمادی الآخر کو دوا کھانے
کی تقریب سے باپ پاس صبح گیا۔ ایک بار میرے باپ نے اپنے صحت مزاج کے زمانہ مین مجھے
یہ نصیحت کی تھی کہ بابا اس جگہ آیا نہ کرو اور اگر آیا کرو تو اپنے سپاہی اور آدمی اپنے ساتھ
لایا کرو۔ مین نے اوسی وقت سے باپ کے اس حکم کی اطاعت کرنی چاہی احتیاط سے آمد وشد
کی۔ ایک دن قلعہ مین اپنی جمعیت کے ساتھ آیا۔ دوسرے دن بادشاہ سے بغیر پوچھے کچھ جماعت
نے قلعہ کے دروازون کو محکم بستہ کیا اور قلعہ کے برجون پر توپین چڑھا دین۔ روز پنجشنبہ
۱۵ جمادی الآخر کو مین نے اس جماعت کے نفاق وترس کے سبب سے قلعہ کا جانا ترک کیا۔ راجا
مان سنگھ نے اپنی تجویز صلاح سے مقرب خان کو مطلع کیا کہ وہ اوسکے ساتھ شریک ہو۔ اسنے اپنی
عرضداشت کے ساتھ اس صلاح کے کاغذ کو میرے پاس بھیجا۔ قلعہ مین مقرب خان بہت
میری حسن خدمت کرتا تھا اور اس مدت مین اسنے آرام نہین کیا۔ وہ اطبائے گذشتہ کو پھر راہ پر
لایا۔ جب وہ بادشاہی سرکار مین سہ ہزاری تھا تو مین ہر چند اوسے کہتا کہ مجھسے وہ کوئی چیز لے
مگر وہ نہ لیتا۔ جب باپ نے مجھے دہ ہزاری منصب دیا تو اپنے مقربون سے اول جس شخص کو مین نے
باپ کے سوبرہ منصب دار بنایا وہ مقرب خان تھا اوسکے منصب پر ہزاری کا اضافہ کیا۔ وہ میرا
مخلص خیر اندیش تھا۔ جتنے دنون قلعہ مین نہین گیا باپ کے دیکھنے کی محرومی سے دل میرا جلتا
تھا مگر مین آدمیون پر اپنا درد دل ظاہر نہ کرتا تھا۔ دل کو خدا سے لگا کے دم نہ مارتا تھا ؎
کار خود گر بخدا باز گذاری حافظ    اے بسا عیش کہ با بخت خدا داد کنی
عقلائے کاردان مثل میران صدر جہان و میر ضیاء الدین قزوینی و خواجہ ویس ہمدانی کو اپنے درد
اور آزار پر مطلع کرتا۔ انہوں نے شاہ ایران کا ایک واقعہ جو اسی قبیل کا تھا میری
تشفی وتسلی کے لئے سنایا +
جب مین نے دولت خواہون اور مخلصون کی صلاح ومشورہ سے قلعہ کا جانا بالکل چھوڑ دیا

تو اپنے بیٹے پرویز کو باپ کی خدمت مین بھیجا اور یہ عذر کیا کہ میرے سر مین درد تھا اسلیئے حاضر نہ
ہو سکا۔ میرے باپ نے جب سُنا تو اپنے ہاتھ اوٹھا کر خدا سے میری صحت کی دعا مانگی خواجہ ویسی کو
میرے پاس بھیجا اور کہلا بھجوایا کہ اگر ہو سکے تو تم حاضر ہو عمر کا کچھ اعتبار نہین ہے اس مرض اور
شدت مین مجھسے دوری کا رنج کیا ہے میرے بعد تو میرا ولی عہد ہوگا۔ جب منافقون نے یہ
حال دیکھا تو مسلمانون نے قرآن شریف پر اور ہندؤن نے نمک پر قسم کھائی کہ ہم سب کی ایک
بات ہے۔ شیخ فرید بخاری نے کہا کہ اپنے کام کی درستی کی فکر کرو میرا گمان یہ ہے کہ ان
مخالفون کے ساتھ شیخ فرید اپنی ایام گذاری کرتا تہا اسلیئے کہ وہ اور اُسکے تمام خویش و عزیز بادشاہ
کے پاس اُسکی خدمت کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ مقرب خان سے اخلاص کا پیغام بھیجتا تھا مرزا
کوکہ خان اعظم نے جس نے مسلمانون اور ہندؤن سے عہد لیا تھا خسرو کو پیغام بھیجا کہ بادشاہی
حضور کو مبارک ہو مگر مجھے یہ خوف ہے کہ کہین باپ بیٹے یکدل یکزبان ہو کر دونو طرف ہمکو
خوار و بے اعتبار و رسوا نہ کرین۔ ان بیہودہ باتون کے جواب مین خسرو نے لکھا کہ جب تم نے
میرے لیئے بادشاہی مقرر کی ہے تو پھر ان شبہون کی باتون کا ذکر کیا ہے۔ راجہ اور خسرو
دونو کی خاطر جمع ہوئی خسرو نے راجہ مانسنگہ سے کہا کہ بادشاہ مین کچھ جان باقی نہین ہے
اس مین سکھپال مین حرکت کی تاب نہین ہے۔ اگر بادشاہ سکھپال مین مرگیا تو ہم سب کی بڑی
بدنامی ہوگی پس بادشاہ کا قلعہ سے باہر لیجانا مصلحت نہین ہے یہ نصیحت راجہ مانسنگہ
کو بھی نیک معلوم ہوئی جب بادشاہ کچھ ہوشیار ہوا تو اوسے پوچھا کہ شاہزادہ سلیم پاس ایک
عالم جمع ہے اوس نے قلعہ آگرہ کو محاصرہ کر لیا ہے۔ اگر بادشاہ کا حکم ہو تو آپ جمنا کے اس پار
تشریف فرما ہون اور جب صحت ہو تو دریا سے اس طرف پھر چلے آئیں۔ بادشاہ نے فرمایا
کہ یہ حال کس لیئے ہوا کیا شاہزادہ سلیم کے لیئے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا ہے کہ اوس نے
لشکر کشی کر کے محاصرہ کیا ہے چین بجبیں ہو کر خدمتگارون کے ہاتھون سے دوسری طرف
کروٹ لی۔ مرزا عزیز کوکہ نے جسکی سرشت نفاق سے بنی تھی وہ اس طرف گیا جس طرف
کہ بادشاہ منہ کیئے ہوئے لیٹا تھا۔ دونو ہاتھون سے اشارہ کیا کہ خسرو کے باب مین کیا حکم ہے

تو بادشاہ نے فرمایا کہ حکم تو خدا کا حکم ہے اور ملک خدا کا ملک ہی مجھے ہر سانس کے ساتھ ہزار آزار
ہے مگر تم نے مجھے مردہ سمجھ لیا ہے جو ایسی باتیں کرتے ہو۔ شاید میں دنیا میں جیتا رہوں اور
اگر میرا وقت رحلت آن پہنچا ہے تو میں نے الہ آباد میں جہانگیر کی لشکر نوازی اور رعیت پروری
اور اخلاص کی باتیں دیکھی ہیں جو سلطنت و بادشاہی کے لیے درکار ہے اوس کی مہر و محبت
میرے دل سے باہر نہیں ہوئی۔ گو اوس نے وسوسۂ شیطانی سے میرے ساتھ کچھ دنوں گردانی
کی وہ میرا بڑا بیٹا اور ولیعہد ہے۔ اور ہمارے تورہ (آئین) میں جب تک بڑا بیٹا ہو
کسی اور کو بادشاہی نہیں پہنچتی۔ میں نے خسرو کو بنگالہ کی بادشاہی چھ مہینے کے لیے
عنایت کی۔ جب بادشاہ سے منافقوں نے یہ بات سنی تو میرے پاس ایسی فوج فوج آنی
شروع ہوئی کہ اونکے ہجوم سے آدمیوں کو سانس لینا مشکل ہو گیا۔ میرے پاس میران صدر جہان
و میر جلال الدین حسین و عبدی خواجہ نے واجب العرض بھیجی جسکا مضمون یہ تھا کہ بادشاہ خسرو سے
ہمیشہ یہ کہا کرتا تھا کہ تو اپنے باپ کو شاہ بھائی کہا کر۔ بھائی کے معنی ہندی زبان میں برادر
کے ہیں پس التماس یہ ہے کہ اوسکے ساتھ حضور برادرانہ سلوک فرمائیں۔ میں نے ان کو جواب دیا
کہ بادشاہ مجھے ہمیشہ بابا کہتا تھا تو چاہیے تھا کہ میں اس وقت تمہارا بادشاہ ہوتا پسر ہرگز
برادر و پدر نہیں ہو سکتا۔ امرا اس جواب کو سنکر متفکر او معقول اور اپنے کئے سے پشیمان
ہوئے۔ سب میری بندگی اور اطاعت پر دل نہاد اور اپنے عجز کے معترف ہو گئے۔ سوا
مرزا کوکہ سب نے عرضداشت لکھی جسمیں سب نے گوشہ نشینی و خلوت کی التماس کی۔ میں نے کہا
کہ میں نے تمہارے حقوق سابق کو مرعی رکھ کر تمہاری چھوٹی بڑی تقصیرات معاف کیں اور
ایسی معاف کیں کہ جیسے بے تقصیر آدمیوں کو حسرت ہے کہ کاش ہم بھی تقصیر کرتے تو بادشاہ ہم پر
ایسی عنایت کرتا جو قصور واروں پر کی ہے میں نے اپنا گوشۂ خاطر جو عنایت و عفو و لطف
کا مخزن ہے تم کو مرحمت کیا تم کو اور کونسا گوشہ اس گوشہ سے بہتر ملے گا۔ باوجود اس عنایت
و لطف بے اندازہ کے اگر اختلاط ترک کرنے کو گوشہ نشینی پر سجدہ ہو تو میں تمہاری التماس
قبول کرتا ہوں۔ روز پنجشنبہ ۱۸ جمادی الاخری کو شیخ فرید بخاری نے آنکھ ملازمت کی

ملازمت مین پیشدستی کرنے کے سبب سے اوس کو صاحب السیف و القلم کا خطاب عنایت کیا اور شمشیر مرصع وجیغہ مرصع و اسپ با زین مرصع اور ایک لاکھ روپیہ عنایت کیا۔ دوسرے دن راجہ مانسنگھ ملازمت کے لئے آیا۔ اوسپر بھی مین نے بہت عنایت کی اوسکے بعد میرے پاس راجہ مانسنگھ کے ساتھ خسرو اور مرزا کوکہ آئے۔ مرزا کوکہ نے عرض کیا کہ کل ملک بنگالہ کی حکومت خسرو کو مرحمت ہوئی اور اوسکے ساتھ پایندہ خان مغل بھیجا جائے گا اگرچہ یہ صلاح وقت نہ تھی کہ میرے اوائل سلطنت مین خسرو مجھ سے علحدہ کیا جائے۔ اور میرے مقربون کی بھی صلاح یہی تھی مگر مین نے اونکی التماس کو قبول کیا اور حکم دیا کہ ابھی کشتی مین سوار ہو کر دریا پار چلے جاؤ بعد واقعہ کے مین تم کو رخصت کرونگا +

بادشاہ نے اپنا خلعت خاصہ اور دستار مبارک جو سر پر پہنے ہوئے تھے میرے لئے بھیجی اور پیغام دیا کہ اگر تجھکو ہمارے نہ دیکھنے کی تاب ہے لیکن ہم کو بغیر تیرے ایک لحظہ قرار و آرام نہین ہے جب بادشاہ کا خلعت و پیغام میرے پاس آیا مین نے ادب کے ساتھ خلعت پہنا اور قلعہ کے اندر گیا اور باپ کے حکم کی اطاعت کی روز سہ شنبہ ہشتم جمادی الاول کو میرے باپ مرشد کا نفس تنگ ہوا اور وقت رحلت نزدیک آگیا اونسے فرمایا کہ بابا کسی آدمی کو بھیجکر میرے کل امرا اور مقربون کو بلا تاکہ مین تجھکو اونکے سپرد کرون اور اپنا کہا سُنا اونسے معاف کراؤن اُنھون نے بہ سون میری عمر کا بی مین جانفشانی کی ہے۔ مین نے خواجہ ویس ہمدانی کو بھیجا اونسے سب امرا کو حاضر کیا۔ اگر ہر ایک کا نام لکھا جائے تو طوالت ہوگی۔ اول بادشاہ نے سب کی طرف مُنہ کر کے اونسے اپنا کہا سُنا معاف کرایا اور یہ اشعار پڑھے جنکا مصرعہ اول یہ ہے + امن و آسائش دوران مرا یاد آرید + میرے پاس جو اصل تزوک ہے اوسمین بعض اشعار صحیح لکھے ہین اور بعض غلط لکھے ہین اسلئے انکا ترجمہ انگریزی ترجمہ سے لکھتا ہون میرے دربار کی شان و شکوہ و فراحکام یاد کرو میرے توبہ کرنے کو اور میری تسبیح پڑھنے کو یاد کرو کوشش کسبہ بنوانے کو یاد کرو میری خاک پر اپنی محبت کے سبب سے سرخ آنسو گراؤ اپنی صبح کی عبادت مین میری روح کو یاد کرو +

| | |
|---|---|
| بر شما یاد کہ چون باد خزانی گزرد<br>آن سینہ کہ در دعا لیے میگنجید | بر چمن دست زر افشان مرا یاد آرید<br>یا نسیم نفس برآورد تنگی کرد |

مین نے کہا کہ بادشاہ کا آخر دم ہے وہ بڑا سعادتمند ہے جو اس وقت میرے باپ کی خدمت کرے مین گریان و بریان باپ کی خدمت پر متوجہ ہوا اور گریہ و شیون آغاز کیا اور باپکے مبارک قدمون پہ سر رکھا اور تین دفعہ اوسکے گرد صدقہ ہوا شگون کے واسطے باپ نے اپنی شمشیر خاصہ کی طرف جسکا نام فتح الملک تھا اشارہ کیا کہ اوسکو اوٹھا کر میرے سامنے تو کمر پر باندہ مین نے فوراً اوسے باندہ کر سجدہ کیا تسلیم و بندگی وآداب بجا لایا قریب تھا کہ دنبے سے میرا دم گھٹ جا چارشنبہ تک پہر سات گھڑی رات گئے باپ کی روح نے پرواز کی مرنے کے وقت باپ نے فرمایا کہ میران صدر جہان کو بلا کہ وہ کلمہ شہادت پڑھے جسکے پڑھوانے مین مینے اس لیے تامل کیا تھا کہ مجھے امید تھی کہ حیات بخش لم یزلی مجھے حیات تازہ عنایت فرمائیگا میران صدر جہان آیا اور دو زانو ادب سے بیٹھا اور کلمہ شہادت پڑھنا شروع کیا ۔ باپ نے مجھے بلا کر گردن مین ہاتھ ڈالا اور کہا کہ بابا کہ اب میری وداع کا آخر وقت ہے کہ پھر مین تجھے نہین دیکھونگا ۔ ہرگز ہرگز میرے پردگیان حرم سے نظر لطف نہ اوٹھانا اونکو روزمرہ جو مین دیتا تھا وہ دینا ۔

| | |
|---|---|
| نوکران من و اتباع مرا بعد از من<br>در نگہداشتن یک یک انچہ گفتم | خستہ و زار و دل افگار فراموش مکن<br>ہمہ را گوش بمن دار فراموش مکن |

پھر ان بیتون کو پڑھ کر میران صدر کو فرمایا کہ کلمہ شہادت پڑھ ۔ پھر کلمہ شہادت خود اپنی زبان سے باواز بلند پڑھا اور میران صدر کو فرمایا کہ تو میرے سرہانے بیٹھ کر سورہ یٰسین و دعاء عدیلہ پڑھ تا کہ میری جان آسانی سے نکلے ۔ جب میران صدر نے سورہ یٰسین پڑھکر دعاء عدیلہ کو ختم کیا تو بادشاہ کی آنکھ سے آنسو نکلے اور جان آفرین کو جان سپرد کی جسم مبارک کو آب وگلاب سے دہویا او رمشک و کافور سے معطر کیا ۔ اوس کی نعش کے ایک پایہ کو مین نے اور تین پایون کو میرے تین بیٹون نے کندھے پہ لیا اور جب قلعہ کے

ور . و . ان . پہنچے تو یہان سے میرے فرزندون اور مقربون و مخلصون نے دوش بدوش سکندرہ تک پہنچایا اور وہان بہت مین دفن کیا ؎

تا جہان بودہ چنین بود و چنین خواہد بود     ہمہ را عاقبت کار ہمین خواہد بود

اکبر کی موت کا حال آئینہ کی طرح ظاہر ہے مگر ویلر صاحب اپنی تاریخ مین لکھتے ہین جس بیماری سے اکبر مرا اوسکا بیان کچھ نہین کھلتا جہانگیر نے جو اپنی توزک مین باپ اپنے اکبر کے مرنے کا حال لکھا ہے وہ مشتبہ ہے صاف صاف نہین - اسکی تحریر سے یہ کہہ دیتی ہے کہ اکبر کے مرنے مین کوئی ایسی بات تھی جسکو وہ چھپانا چاہتا تھا - اس واقع کی توضیح پادری کُرد یون کرتا ہے کہ اکبر زہر کی گولیون کے کھانے سے مرا تھا - پھر اوسکی تصدیق ہمرے ور نیر صاحب کرتے ہیں کہ زہر کی گولیون سے اکبر مرا مگر یہ بھی نہیں معلوم ہوسکتا کہ اکبر نے اتفاق سے زہر کی گولی کھالی یا ارادۃً کسی نے اوسکو زہر کی گولی کھلائی - توزک کی طرز تحریر سے بڑا شبہ اس امر مین ہوتا ہے - حکیم علی جو اکبر کا معالج تھا اُسپر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اوس نے اکبر کے علاج مین بڑی غلطی کی - جہانگیر نے اوس کو سزا نہ دی اوسسے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حکیم علی نے اکبر کو زہر کی گولی جہانگیر کے اغواسے دی - جہانگیر نے جسطرح سلطنت کی اوس کی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ اوسنے یہ کام کیا ہو - یہ باتین ایسی ہی لکھی ہین جیسے ہمیشہ سے اس ملک کے بھنگیر خانون اور شراب خانون مین بھنگیرے اور شرابی بنایا کرتے ہین - ٹوڈ صاحب نے اور زہر کی گولیان چلائی ہین کہ اکبر نے راجہ مانسنگہ کو زہر کی گولی سے مارنا چاہا تھا مگر اوسکی موت نہ آئی تھی - اوس کے خاصدان کے ایک خانہ مین پان رہتا تھا دوسرے مین چورن کی گولیان تیسرے مین زہر کی گولیان - پس جس امیر کو وہ مارنا چاہتا تھا پان مین زہر کی گولی ڈال کر دیدیتا تھا بہت امیرون کو مار ڈالا - یہ زہر کی گولیان ایسی ہونگین جیسی کہ آجکل اونکی دہوم ہورہی ہے کہ ہیو بینک کے مریضون کو ڈاکٹر دیدیتے ہیں +

## بادشاہ کے عہد کے نوادر سوانح

بادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ آگرہ مین ایک عورت کے تین لڑکیان توام ایک دفعہ اور دو لڑکیان اور ایک لڑکا

دوبارہ پیدا ہوئے اور سب زندہ ہین - یہ بھی اسسے معروض ہوا کہ ایک زرگر کی عورت کے
اول دفعہ حمل مین بارہ مہینے کے بعد اور دوسرے حمل مین اسسے اٹھارہ مہینے کے بعد اور تیسرے
حمل مین دو سال بعد بچہ پیدا ہوا اور اس مدت مین وہ اپنے گھر کے سارے کام کرتی رہی
جیسے کہ مفلس آدمی کیا کرتے ہین - ایک عورت ایسی نظر آئی کہ اوسکے خوب داڑھی مونچھین
تھین اور پستان نہ تھین اور وہ محض عورت تھی - بادشاہ پاس ایک شخص قوی ہیکل شیر لایا
اوس کو اوسنے پال کر اپنے ساتھ خوب آشنا کر لیا تھا - بادشاہ کے سامنے وہ اس شیر سے لڑا
بادشاہ نے اس شیر کو بے قلادہ و زنجیر جھروکہ مین چھوڑ دیا اور ایسے ہی پندرہ شیر نر و مادہ
زیر جھروکہ چھوڑے گئے آدمیونکو یہ شیر آزار نہین دیتے تھے اور اونکے بچے ہوتے تھے -
ہرچند کوشش کی گئی کہ شیرنی کا دودھ دوہین مگر ایک قطرہ نہ ہاتھ لگا - کہتے ہین کہ اسکا
دودھ آنکھونکے لئے بہت فائدہ مند ہوتا ہے - باغ جھروکہ مین چند چیتے بھی چھوڑے
تھے - پلا ہوا چیتہ بچہ نہیں دیتا مگر یہ چیتے بچے دیتے تھے - بادشاہ کے ہان ایک سفید
چیتہ بھی تھا - بادشاہ پاس ایک شخص پنجرہ لایا جسمین شیر و گوسفند دونو ساتھ بند تھے
یہ شیر سوا اپنی ہمنشین گوسفند کے اور سب گوسفندون کو پھاڑ ڈالتا تھا - حکیم علی ایک عجیب
حوض کا اور آہن آسمانی کا بیان تاریخ مین کیا گیا +

بازیگرون کے تماشے +

۱ چھوٹی توزک مین جہانگیر لکھتا ہے کہ اس مادہ مین بازیگر بڑے چڑھے ہوئے ہین ایک دفعہ
میرے پاس سات بازیگر آئے اور اونہون نے کہا کہ ہم ایسی بازیان کرتے ہین جن کو عقل
باور نہین کرتی اونہون نے بازیان کرنی شروع کین تو وہ عجائب روزگار سے تھین - اول
اونہون نے کہا کہ جس درخت کا نام آپ لین اوسکے بیج ہمارے پاس ہین ہم اوس بیج زمین
مین بوئینگے تو ایک عجب تماشا ہوگا - میرے خاص آدمیون نے بازیگرون سے کہا کہ اگر تم
سچے ہو تو توت کا درخت لگا کر ہم کو دکھا دو - وہ گئے اور دس جگہ زمین مین بیج بوئے
اور چند بار اونکے گرد پھرے اور کچھ پڑھ کر منتر پھونکا - کہ ایک ہی بار دس جگہ سے درخت
اوگنے شروع ہوئے - اول درخت توت اوگا جسکی فرمایش خانجہان نے کی تھی - دوسرا

درخت انبہ تیسرا درخت سیب چوتھا درخت جوز پانچوان درخت پھٹک جسکو کسی نے پھل لگا ہوا
نہین دیکھا تھا۔ پھٹک کو موجۂ دریا کنارہ پر ڈال دیتا ہے چھٹا درخت ناریل انھارہ درخت
اس طرح پر نہیں کہ نظر سے پنہان ہون بلکہ آشکارا۔ حضار مجلس نے دیکھا کہ آہستہ آہستہ
درخت زمین سے بلند ہوتے ہین دس فرع بلند ہوکر اونمین شاخ و برگ نکلے اور درخت سیب مین
بہار آئی سیب کو میرے پاس لائے مین نے اوسمین خوشبو سیب کی سونگھی۔ جب درخت نمودار
ہوچکے تو اونھون نے کہا کہ اگر حکم ہو تو ان درختون کے میوے بھی آپ کو کھلائین اس سے
اور زیادہ تعجب ہوا۔ فوراً وہ ان درختون کے گرد پھرے اور چند اسم پڑھے۔ فوراً جو درخت
لگائے تھے اونمین میوے لگ گئے۔ انناس نہایت بڑا اور شیرین تھا۔ آم بے ریشہ تھا
وہ میوون کو توڑ کر لائے اور سب آدمیون نے اونکو کھایا۔ بعد ازان ان درختون مین چند
مرغ ایسے خوش آواز و خوش رنگ نمودار ہوئے کہ جنکی برابر کوئی مرغ اب تک کسی نے دیکھا
نہ سنا تھا۔ یہ مرغ آپس مین باتین کرتے اور ایک دوسرے پر چونچین لگاتے۔ ایک ساعت
کے بعد سبز درختون پر خزان آئی یعنی سبز زرد پتے گرنے شروع ہوگئے اور رفتہ رفتہ
سب درخت زمین مین غائب ہوگئے۔ اگر یہ کرتب میری آنکھون کے سامنے نہ ہوئے
ہوتے تو مین اسکا یقین ہرگز نہین کرتا

دو[illegible] رات کو جب دیکھا کہ زمین بالکل تاریکی مین تھا ان بازیگرون مین سے
ایک ننگا ہوا لنگوٹی کے سوا اور کوئی کپڑا اسکے بدن پر نہ تھا۔ چند چکر اوسنے لگائے اور
پھر ایک چادر اوڑھی اور اس چادر مین سے ایک آئینہ حلبی نکالا جسکی روشنی سے اندھیری رات
کا روشن دن ہوگیا۔ اور اوسکی روشنی ایسی پھیلی کہ جو مسافر دس روز کی راہ پر تھے اونھون نے
آنکر شہادت دی کہ فلان شب آسمان پر ایک عجیب نور ظاہر ہوا کہ اوسکی روشنی کی ایسی
دن کو بھی روشنی نہیں دیکھی۔ یہ تماشا بھی میرے نزدیک عجائبات نادر کار مین شمار ہوتا ہے

سوم ساتون بازیگر یک صف ہیئت ملکر کھڑے ہوئے مطلق اونکے ہونٹھ نہ ہلتے تھے نہ
زبان حرکت کرتی تھی مگر ایک سریلی آواز نکلتی تھی اور یہ تمیز نہین ہوتی تھی کہ وہ ایک آدمی کی

آواز ہے یا سا تون کی ۔ اس بات سے بھی مجھے تعجب ہوا +

چہارم۔ بازیگر ون نے سو کے قریب تیر ہوائی بنا سے اور بلندی پر چھوڑے وہ ہوا میں معلق کھڑے رہے اور اونہون نے عرض کیا کہ جسوقت حکم ہو ہم ایک تیر کو جلا سکتے ہین وہ شمع کو ہاتھ میں لیکر وہین کھڑے رہے اور اون سے دو تیر پر شتاب پر تیر ہوائی فاصلہ رکھتے تھے مجھے اس میں کچھہ شک نہین کہ اگر میں دس تیر و نکے جلانے کا حکم دیتا تو وہ جلا دیتے ۔ یہ بھی تعجب کی بازی تھی +

پنجم میرے سامنے اونہون نے ایک دیگ لی اور اس میں کچھہ پانی اور آٹھہ من پختہ من عراقی چانول ڈالے اِس دیگ کے نیچے اصلا آگ نہ جلائی ۔ دیگ خود بخود جوش میں آئی تھوڑی دیر میں اونہون نے دیگ پر سے ڈھکنا اوتار لیا اور سو طباق بھر کر کھانا نکالا جسکے اوپر ایک مرغ کا کباب رکھا تھا ۔ یہ تماشا بھی عجائبات میں سے ہے ۔

ششم خشک زمین پر اونہون نے ایک فوارہ نصب کیا اور اوسکے گرد تین دفعہ چکر کھائے تو فوارہ میں سے پانی جوش کھا کر نکلا اور سب آدمیون پر گل فشانی کرنے لگا ۔ زمین پر پھیل گرتا مگر اوسیر نمی فراغ ہوتی گھنٹہ بھر تک یہ عجیب و غریب فوارہ سے پانی جوش کرتا چھوٹتا رہا ۔ پھر اونہون نے فوارہ کو اٹھا لیا کسی جا پر پانی کا اثر نہ تھا ۔ پھر اس فوارہ کو دوسری جگہ نصب کیا تو ایک دفعہ پانی کا فوارہ چھوٹا دوسری دفعہ آگ کی گل فشانی کرتا ۔ دو گھڑی کے قریب اس طرح یہ فوارہ چھوٹتا رہا +

ہفتم میرے سامنے بازیگرون میں سے ایک آدمی سیدھا کھڑا ہوا اور دوسرا آدمی اوسپر اس طرح چڑھا کہ سر سے سر ملایا اور پاؤن کو اوپر کی طرف اونچا کیا ۔ پھر تیسرا آدمی دوسرے آدمی پر اس طرح چڑھا کہ پاؤن اوپر رکھے اور سر اونچا کیا اس طرح سے سات آدمیون نے ایک دوسرے پر چڑھ کر اپنی مینار بنائی ۔ اونمین جو شخص چاہتا کہ اوپر جائے تو وہ اور دن کی کمر و کندھون میں ہاتھہ ڈال اوپر چڑھ جاتا اور کھڑا ہو جاتا تعجب یہ ہے کہ آخر میں ایک آدمی آیا ۔ اونے اس آدمی کے پاؤن اٹھا کر اپنے کندھون پر رکھے جسکے اوپر ساتھہ آدمی سوار تھے

جسپر اہل مجلس نے واہ واہ کا غل مچایا +

ہشتم ایک آدمی سیدھا کھڑا ہوا دوسرے آدمی نے پیچھے آنکر اوسکے کوٹھے پکڑے اور اسیطرح
چالیس آدمیون کی ایک لڑ بندھی کہ ایک نے دوسرے کے کوٹھے کو پیچھے کی طرف پکڑا - اول آدمی
نے ایسا زور کیا کہ چالیس آدمیونکو جو پشت بہ پشت چسپیدہ تھے میدان مین کھینچ پھرایا
اس زور پر تعجب ہوتا تھا +

نہم بازیگرون نے ایک آدمی کے اعضا سر دھڑ ہاتھ جدا کر کے زمین پر ڈالدئے
خون سے ساری زمین تر بتر تھی وہ اعضا تھوڑی دیر زمین پر پڑے رہے پھر ایک پردہ
اس جگہ لگایا اور ایک آدمی اوسکے پیچھے گیا اور تھوڑی دیر مین وہ پردہ سے نکلا اور
وہ آدمی جسکے اعضا کاٹے تھے صحیح سالم ایسا آیا کہ ہر شخص بقسم کہہ سکتا ہے کہ اوسکے
کبھی زخم نہین لگا -

دہم ایک تھیلا بازی گر لائے اور اوسکو جھاڑ کے دکھا دیا کہ اوسکے اندر کچھ نہین ہے
پھر اوسکے اندر ہاتھ ڈال کر دو جنگی مرغ نکالے وہ دونو آپسمین لڑنے لگے جب وہ پر جھاڑتے
تو آگ کی گل فشانی کرتے ایک گھنٹے تک لڑتے رہے جب خون کے اوپر پردہ ڈال کر
اٹھایا تو رنگین کبک نمودار ہوئے وہ خوشخوانی کرتے تھے یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ آدمیون
کے درمیان زمین ہین بلکہ وہ قہقہہ ایسا مارتے تھے کہ دامن کوہ کے اندر وہ ہین - پھر
اوسپر پردہ ڈالکر جب اٹھایا تو دو کالے سانپ گنڈلی مارے اور پھن اوٹھائے ہے نکلے اور
اونہون نے آپسمین لڑنا شروع کیا اور آخر کو سست ہو کر پڑ گئے +

یازدہم - اونہون نے زمین مین ایک حوض کھودا اور مشکون سے پانی بھروایا -
جب وہ بھر گیا تو اوسپر چادر ڈالی اور اٹھائی تو پانی مثل یخ ایسا بستہ ہوگیا کہ اونہون نے
کہا کہ کوئی فیلبان اس حوض یخ بستہ پر ہاتھی کو پھرائے - ایک ہاتھی نے اس یخ پر پاؤن
رکھا وہ یخ نہ تھی بلکہ پتھر تھا ایک گھنٹہ ایک ہاتھی اوسپر پھرا یخ کو خبر نہ ہوئی پھر اس حوض
چادر ڈالی اور اوٹھائی تو زمین خشک تھی پانی اور نمی کا نام نہ تھا +

دوازدہم ایک تیر کے فاصلہ پر اونھون نے دو خیمے کھڑے کئے اور اونکے دروازے محاذی ایک دوسرے کے رکھے اور خیمون کے دامن کی قناتین اٹھا کر لوگون کو دکھلا دیا کہ خیمے بالکل خالی ہین اور پھر قناتیں چھوڑ کر زمین کی برابر لگا دیا اور ہر ایک خیمہ مین ایک ایک بازیگر گیا اور ان خیمون مین سواء ان دو آدمیون کے کوئی اور نہ تھا - پھر اونھون نے پانچ بازیگر جو خیمون سے باہر رہے اونھون نے کہا کہ جرندون اور پرندون مین سے جن دو جانورون کو کہو ہم ان خیمون سے نکال کر اون کی کشتی دکھا دینگے - شاہجہان نے اونکی بیوقوفی پر ہنسکر کہا کہ ہم کو دو شتر مرغون کی لڑائی دکھا دو - تھوڑی دیر مین دونو خیمون سے دو بڑے قد آور شتر مرغ برآمد ہوئے اور آپسمین ایسی تیزی اور تندی سے لڑے کہ اونکے سرون مین خون نکل آیا - اور اونکی ایسی برابر کی جوڑ تھی ایک دوسرے کو ذرا بھگا نہ سکا - اسلئے اونکو آدمیون نے چھڑا لیا اور اونکو خیمون مین لے گئے - میرے بیٹے نے اونسے نیل گائے کی فرمایش کی فوراً دو جنگی نیل گائے خیمون سے نکل آئین وہ برابر کی جوڑ تھی آپسمین خوب دھکا پیل ہوئی گردنین ایک نے دوسرے کی پکڑ لین - دو دو گھڑی تک دونون آپس مین زور ہوتے رہے پھر اونکو خیمون کے اندر گھسیٹ کر لیگئے غرض جو دو خیمے تھے اون مین سے حسب فرمایش ہر جرند و پرند کو پیدا کر دیتے اور اونکو آپس مین لڑوا دیتے تھے - اگرچہ مین نے بہت کوشش کی کہ اس بھید کو پاؤن مگر اب تک اوس کو نہ پا سکا +

سیزدہم - اونکو پچاس تیر پیکاندار اور ایک کمان دی - اونمین سے ایک نے تیر پھینکا وہ ہوا مین معلق ٹھہر رہا اور پھر دوسرا تیر مارا کہ وہ پہلے تیر سے پیوستہ ہوا اسی طرح انچاس تیر ایک دوسرے کے بعد پھینکے گئے اور وہ باہم پیوستہ ہوتے رہے انچا سوان آخر تیر جو مارا تو سب تیر جدا ہو کر نیچے گر پڑے

چہاردہم - اونہون نے ایک بڑے برتن مین پانی بھر کر میرے روبرو رکھا اونمین سے ایک بازیگر نے ایک گلاب کا پھول ہاتھ مین لیا اور کہا کہ جس رنگ کو آپ فرمائین تو

اس پانی میں ڈال کر اسی رنگ کا پھول نکالوں - ایک دفعہ پھول کو پانی میں ڈالا کر گل زرد
دوسری دفعہ ڈالکر گل آبی تیسری دفعہ ڈال کر گل نارنجی دکھایا غرض جس رنگ کو کہا اوسی
رنگ کا پھول پانی میں ڈبو دیا دیکر نکالا - سو دفعہ اس پھول کو پانی میں ڈبو دیا دیا ہر بار ایک
تازہ رنگ گل نمودار کیا اسی طرح سفید سوت کی انٹی کو پانی میں ڈبو ڈبو کر نئے نئے رنگ دکھائے
یہ امر بھی اشکال سے خالی نہ تھا -

پانزدہم - میرے پاس ایک قفس چار رخ کا لائے ایک طرف میں بلبل خوش آواز کا جوڑا
مجھے دکھایا قفس کی دوسری طرف میں طوطوں کا جوڑا تیسری طرف بھی بولتا ہوا سرخ رنگ جانور کا جوڑا
چوتھی طرف کبک کا جوڑا مجھے دکھایا چاروں طرف جس جوڑے کے دکھانے کا میں حکم کرتا
وہ دکھاتے - اگر سو دفعہ قفس کو پھرتے تو سو جوڑے دکھاتے یہ بھی بہت مشکل تھا +

شانزدہم ایک بڑا قالین بیس گز کا بچھایا خوش طرح و رنگین تھا جب اوسکو پلٹا دیتے اوسکی
پشت رو ہو جاتی اور پشت تو اونکے مختلف رنگ اور طرح کے ہو جاتے اگر وہ سو بار قالین کو اولٹتے
تھے تو پشت رو بدل جاتی تھی اور ایک نئی طرح کا رنگ دکھاتے تھے - یہ بھی جائے تعجب تھی -

ہفتدہم - آفتابہ کلاں کو پر آب کیا پھر اوسکا تمام پانی الٹ کر گرا دیا پھر اوسکو سیدھا کیا تو
اسمیں اتنا ہی پانی بھرا ہوا تھا جتنا کہ پہلے بھرا ہوا تھا - اس کام کو سو دفعہ کر سکتے تھے مجھے اسپر
بھی تعجب ہوا +

ہشتدہم اونھوں نے تھیلا لیا - دونو طرف انکے منہ کھلے ہوئے تھے ایک منہ کی طرف
سے تربوز ڈالا اور دوسری طرف خربوزہ نکالا - اس خربوزہ کو دوسرے منہ کی طرف ڈالا تو پہلے
منہ کی طرف سے انگوروں کا خوشہ نکالا پھر انگوروں کو ڈالا تو ایک تھیلا سیبوں سے بھرا ہوا
نکلا - اگر سو مرتبے وہ کوئی میوہ ڈالتے تو دوسری طرف ایک نیا میوہ نکالتے -
یہ ایک عجیب بات تھی +

نوزدہم - بازیگروں میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور منہ کھولا ہر ایک کے منہ سے
ایک سانپ نکلا سانپوں کو زمین پر چھوڑ دیا وہ آپس میں لڑکر خوب گتھم گتھا ہوئے -

یہ بھی نادر تماشا تھا +

بستم - ایک آئینہ لائے اور ایک رنگ کا پھول ہاتھ میں لیا - اس پھول کا رنگ آئینے میں دفعہ دفعہ
نیا دکھلایا - ہر مرتبہ پھول کو آئینہ کے پیچھے لے جاتے اور جب آئینے کے آگے لاتے تو سبز
سرخ و نارنجی و سیاہ و سفید دکھاتے - یہ بھی عجب تماشا تھا -

بست و یکم - میرے سامنے دس چینی کے خالی مرتبان رکھے اور حاضرین مجلس نے خوب
دیکھ لیا کہ وہ خالی ہیں - آدھہ گھنٹہ تک تباوں پر چادر تانی اور پھر ہٹالی تو ایک مرتبان میں
اقسام مربہ - دوسرے میں آملہ و ہلیلہ اور علی ہذا القیاس ہر مرتبانوں میں یہ سب چیزیں
ترکیب دیکر میرے سامنے لائے اور حاضرین نے اونکے مزے چکھے - پھر اونھوں نے چادر
ڈال کر اٹھائی تو ہر مرتبان ایسا صاف معلوم ہوتا تھا کہ پانی سے سو دفعہ دھویا گیا ہے - یہ بات
بھی عجیب و غریب تھی +

بست و دوم - وہ کلیات سعدی شیرازی میرے روبرو لائے اور تھیلے میں ڈالا اور پھر اوسکو
نکالا تو وہ دیوان حافظ تھا پھر اوسکو تھیلے میں ڈالکر نکالا تو دیوان آہلی تھا - اس طرح اگر وہ
وہ سو مرتبے کرتے تو ہر مرتبہ ایک دیوان تازہ اور کتاب تازہ نکلتی - یہ بھی تعجب کی بات تھی -

بست و سوم - بازیگر پچاس فراخ لمبی زنجیر لائے اور میرے سامنے اوسکو آسمان کی
طرف اوچھالا تو وہ زنجیر ایسی سیدھی لٹکنے لگی کہ گویا اوسکو کسی چیز سے باندھ کر لٹکایا ہے پھر
وہ ایک کتے کو زنجیر کے نیچے لائے وہ اوسکو پکڑکر اوپر چڑھ گیا اور زنجیر کے سرے پر پہنچکر غائب
ہوگیا پھر اسی طرح خرس - پلنگ - شیر - اور بعض اور جانور اوپر چڑھ کے سر زنجیر پر غائب
ہوجاتے - پھر زنجیر کو لاکر تھیلے میں بند کیا اور کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ جانور کہاں گئے
یہ دیکھ کر میں اپنی حیرت کو بیان نہیں کرسکتا کہ کسقدر ہوئی -

بست و چہارم - ایک لنگری میرے سامنے لائے مجھکو دکھا دیا کہ خالی ہے اوسپر سرپوش
ڈھک کر جو اوٹھایا تو قبولی پر از کشمش و بادام پختہ تھی پھر سرپوش رکھ کر جو اٹھایا تو کباب
کلہ و پاچہ سے پر تھی چند مرتبہ سرپوش رکھا اور اوٹھایا ہر دفعہ نیا کھانا نظر آیا یہ بھی عجیب تماشا تھا

بست و پنجم میرے سامنے بازیگر نے ایک بڑا برتن ڈھکنے دار رکھا اور اوسکو پانی سے
بھرا اور ڈھکنا اوٹھا کر دکھا دیا کہ پانی کے سوا اس مین کچھ نہین ہے پھر ڈھکنا ڈھک دیا
اوٹھایا تو پانی مین مچھلیان حرکت کرتی ہوئی دکھائی دیتی تھیں پھر برتن کو ڈھک کے کھولا
تو اوس مین بارہ مینڈک نظر آئے پھر برتن کو ڈھک کر کھولا تو تین چار بڑے سانپ کنڈلی
مارے بیٹھے تھے - آخر دفعہ جو اوسکو کھولا تو نہ اس مین پانی تھا نہ جانور تھے غرضکہ بالکل خالی تھا

بست و ششم ایک بازیگر چھوٹی انگلی مین یاقوت کی انگوٹھی پہن کر میرے سامنے کھڑا ہوا
جب اوس انگوٹھی کو اوتار کر دوسری اونگلی مین پہنا تو یاقوت بدل کر زمرد ہو گیا پھر انگوٹھی اوتار کر
جو تیسری اونگلی مین پہنا تو زمرد ہیرا ہو گیا پھر چوتھی اونگلی مین ہیرا فیروزہ ہو گیا - اسی طرح
ہر دفعہ انگوٹھی کو اونگلی مین پہنکر وہ تازہ رنگین جوہر دکھاتا تھا +

بست و ہفتم - قریب ایک تیر کے فاصلہ پر راہ مین دو رویہ ننگی تلوارین قبضے زمین مین
گاڑ کے کھڑی کین اور بازیگر نے دونو طرف اپنے پہلو تلوارون پر لگا کے تلوارون پر چلنا
شروع کیا بہت حیرت ہوئی کہ کہیں سے اسکا بدن زخمی نہیں ہوا +

بست و ہشتم - ایک بیاض جسکے سب ورق سفید تھے میرے ہاتھ مین دی مین نے اور
آدمیون نے خوب دیکھ لیا کہ سوا سفید ورقون کے کچھ اور نہین ہے - ایک لمحہ کے بعد ایک بازیگر
نے لیکر کھولا تو اول ورق پر سرخ افشان تھی اور لوح پر کار او سپہری ہوئی تھی دوسرا ورق
اوٹا تو افشانی کیا ہوا کاغذ تھا اور صفحہ پر بہت پاکیزہ مرد و زن کی صورت بنی ہوئی تھی -
اور ورق اولٹا تو کاغذ کا رنگ آسمانی افشان کیا ہوا تھا اور زن و مرد کی باریک تصویر تھی - اور
ورق کھولا تو چینی رنگ کمال ہموار افشان کیا ہوا تھا اور گائے اور تلوار کی تصویر تھی اور ایک
شیر نے گائے کو پکڑ رکھا تھا تصویرین حرکت ہوتی تھی جو مین نے کبھی نہ دیکھی تھی اور خوش زمین
باغ اور سرو کے درختون کی تصویرین بنی ہوئی تھین - اور ورق پلٹا تو کاغذ کا رنگ نارنجی تھا
اور رزم کی مجلس کھچی ہوئی تھی جسمین دو سردار ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے جس ورق کو
کھولتے تھے کاغذ کا رنگ غیر مکرر اور نئی تصویر مجلس کی نظر آتی تھی - مجھے سب کاغذون مین

یہی تماشا اچھا معلوم ہوا۔ سیاحت سے بہت محظوظ ہوا۔ مین نے اپنے باپ کے زمانے مین بہت تماشے دیکھے ہین مگر ایسے تماشے نہ کبھی دیکھے نہ سنے +

اس جماعت کو پچاس ہزار روپیہ دیکر نہال کردیا۔ اور مین نے حکم دیا کہ جتنے امیر ہین ہزار تنکہ اشرفی کے ہر ایک اس جماعت کو انعام دے اسطرح ہم سے اور امیرون سے ان بازیگرون کی جماعت کو شائد لاکھ روپئے ہاتھ لگ گئے۔ ایسے کامون کو اگرچہ بعض آدمی کہتے ہین کہ چشم بندی ہے لیکن یہ خوب چشم بندی ہے اگر وہ آسان ہوتی تو سب کی عقل مین آتی اوسکو علم سیمیا کہتے ہین جو ملک فرنگ مین رائج ہے۔ آدمی بھی ایک عجیب جوہر ہے کہ کسی کام کو وہ نہین چھوڑتا اور عجائب غرائب کامون کو وہ کرتا ہے اور جو کام عقل سے دور معلوم ہوتے ہین وہ کرتا ہے یہانتک اصل چھوٹی توزک سے نقل کیا ہے صاحب سیر المتاخرین نے ایک اور تماشا جو سب سے زیادہ عجیب و غریب ہے ان بازیون پر اضافہ کیا کہ ایک بازیگر نے سوت کی انٹی لی اور اوس کو ہوا مین پھینکا تو انٹی غائب ہوگئی تو ایک تار نظر آیا۔ ایک مسلح بازیگر آیا اور اوسنے کہا کہ آسمان پر میرے دشمن لڑرہے ہین وہ تار پر چڑھ گیا اور تماشائیون کی نظر سے غائب ہوگیا ایک ساعت بعد تارے خون کے قطرے گرے اور پھر بدفعات ہتیار اور اعضا نیچے زمین پر گرے۔ اوسکی بیوی پردے سے باہر آئی اور ان اعضا کو دیکھ کر اپنے خاوند کے لئے رونے پیٹنے لگی اور آگ روشن کی اور ستی ہونے کی اجازت لی اور اپنے شوہر کے اعضا لیکے اور جل کر خاکستر ہوگئی پھر وہ آدمی اپنے ہتیارون سمیت اس سوت کے تار پر سے اوترا اور کورنش بجالایا اور عرض کیا کہ مین نے بادشاہ کے اقبال سے دشمنون پر ظفر پائی اور اعضا جو زمین پر گرے وہ دشمن کے تھے جب اوسکو اپنی بیوی کے حال پر اطلاع ہوئی تو فریاد مچائی کہ میری عورت کو پیدا کرو نہیں تو مین خود آگ مین جلتا ہون اور جلنے پر تیار ہوا اتنے مین وہ عورت آئی اور اوسنے کہا کہ میان تم مت جلو مین زندہ ہون +

یہ بھی صاحب سیر المتاخرین نے لکھا ہے کہ جس کتاب سے مین نے یہ بازیان نقل کی ہین اوسمین نے لکھدیا ہے کہ اگرچہ معقول نہیں ہے والعہدۃ علی الراوی جہانگیر نے چھوٹی توزک مین لکھا ہے

یہ بے نظیر شعبدے جو ہمارے سامنے ہوئے اونمیں ضرور کوئی بات ایسی ہے جو انسان کی قدرت سے باہر ہے بعض آدمیون مین ایک خاص قابلیت و استعداد ہوتی ہے جسکے سبب سے وہ کام ایسے کرتے ہین کہ اور عام آدمی نہین کرسکتے اور اون کے کامون سے اور آدمیون کی عقل حکیم مین آتی ہے۔ جہانگیر نے ایک عرب کی نقل لکھی ہے جسکا ہاتھ کٹا ہوا تھا اور شہر مانڈو کی یہ حکایت لکھی ہے کہ ایک آدمی جنگل میں گھاس کاٹنے گیا تھا کہ اوسکی درانتی سونے کے رنگ کی ہو گئی گھسیارا اون لہار کی پاس درانتی کو درست کرانے گیا۔ لہار نے پہلے سُنا تھا کہ اس دریا میں سنگ پارس ہوتا ہے جسکے لگانے سے تانبا اور لوہا سونا ہو جاتا ہے۔ اوسی وقت وہ گھسیارے کے ساتھ گیا اور سنگ پارس کو ہمراہ لایا اور راجہ وقت کو پیش کش کیا۔ راجہ نے اس سنگ سے زر حاصل کیا اور اس مین سے شہر مانڈو کی عمارت مین کچھ صرف کیا۔ ان حکایات کو خود جہانگیر نے لکھہ دیا ہے کہ میری عقل قبول نہیں کرتی اس میں تیتالی ہے *

## خلاصہ سلطنت جہانگیر

اس بادشاہ کے عہد میں افعات عظیم ایسے پیش نہیں آئے کہ ادہر مورخ توجہ کرسکے بہت دنون تک دکن مین لڑائی رہی جسکا انجام یہ ہوا کہ ۱۶۱۶ء مین نو عمر نظام شاہ اور اوسکے وزیر ملک عنبر نے اطاعت کی اور بیجاپور دکن کی سازش سے علیحدہ ہو گیا۔ بڑا بیٹا تادم زیست باپ کی قید مین رہا۔ اسکے چھوٹا بھائی پرویز شراب سے مرگیا۔ اس سے چھوٹا بھائی خرم باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ ہوا خرم دانشمند فرزانہ تھا۔ اوس نے میدان جنگ میں شجاعت دکھا کے لقب شاہجہان کا پایا اور جب خسرو دفعۃً ۱۶۲۱ء مین مرگیا تو یہ رائے ہو گئی کہ غالبًا وہی باپ کا جانشین ہوگا کچھ بے لطفی شاہجہان اور نورجہان کے درمیان ہوئی وہ یہ چاہتی تھی کہ میرا داماد شہریار سب سے چھوٹا بیٹا بادشاہ کا جانشین ہو۔ شہریار قندہار کی فتح کے لئے بھیجا گیا تھا جسے ایرانیون نے چھین لیا تھا بھیجا گیا تھا۔ مگر قندھار ہاتھہ نہ آیا۔ اور شاہجہان کے بے اعتبار کرنے کے لئے اور تدابیر سوچی گئین اور ۱۶۲۳ء مین اوس نے اپنی

مخالفت کو ظاہر کیا - بادشاہ بذات خود اُسسے مقابلہ کرنے گیا مگر بیٹے نے باپ سے
چھپ کر کنارہ کشی کی اور تلنگانہ چلا گیا اور وہان سے بنگالہ گیا یہان کچھہ دنون آرام کیا جب
یہان یہ مظلوم شہزادہ جدید تعاقب سے دھمکایا گیا تو دکن چلا گیا اور ملک عنبر سے اپنی کمک چاہی
۱۶۲۶ع میں وہ بڑی جان جوکھون میں رہا مگر ایک حادثہ ایسا حادث ہوکہ اس کے سبب دشمنون
کی توجہ اوسکی طرف سے اوٹھہ گئی - مہابت خان بادشاہ کا سپہ سالار اعظم اور کابل کا حاکم -
تازی مہمات کا انصرام کرکے پنجاب میں بادشاہ کی خدمت میں آیا - جو سپاہ کا صدر مقام تھا
جب بادشاہ کا لطف و کرم اوسکے حال پر نہایت کی حد پر پہنچا تو نورجہان اوس سے خفا
ہوگئی - مہابت خان نے اپنے تئیں قید سے بچانے کے لئے اور حفاظت کرنے کے واسطے
بادشاہ اور ملکہ دونو کو اپنی قید میں کرلیا - راجپوتون کی سپاہ کے پہرے اونکے چارون طرف
لگادئے اور اس طرح کابل لے گیا - بادشاہ یہان احدیون کی دلاوری اور نورجہان کی
تدابیر سے رہا ہوا - مہابت خان دکن چلا گیا اور شاہجہان کا دوست ہوگیا بادشاہ کشمیر گیا
اور وہان سے مراجعت کرنے میں ۹ اکتوبر ۱۶۲۷ع کو مرگیا - مگر جہانگیر کو باپ کے مرنیکی خبر ڈاک میں پہنچی اور
وہ مہابت خان کے ساتھہ روانہ ہوا - لاہور میں اوسکا بھائی شہریار قتل ہوگیا اور شاہجہان
کے سر پر آصف خان نورجہان کے بھائی اور شاہجہان کے خسر و وزیر اعظم کے ہاتھہ سے
تاج رکہا گیا -

## انگریزی مورخونکی نکتہ چینیان

سر ایچ ایم الیٹ صاحب جنکا حال مقدمۂ تاریخ میں ہوا ہے وہ اپنی تاریخ میں جہانگیر کے
ان دوازدہ احکام کی جو جہانگیر نے اول سنہ جلوس میں صادر کئے بڑی دہجیان اوڑاتے
ہیں کسی قانون کو لکھہ دیا کہ وہ اوسکے باپ و شیر شاہ کے وقت میں جاری تھا کسی قانون
کو لکھدیا کہ اوسکی تعمیل نہیں ہوئی اوسکی توضیح ان بیانون سے کی جو اس زمانہ کے بعض فرنگی
سیاحون نے لکھی ہے - قانون میں قانون بنانے والے کی جو نیک نیتی دیکھی جاتی ہے
سوا ان دوازدہ قوانین میں جہانگیر کی جو نیک نیت معلوم ہوتی ہے اوس سے زیادہ ممکن نہیں

ب ہی یہ بات کہ اسکے تمام ممالک محروسہ مین ان قوانین کی تعمیل ہو
تعمیل حکام اور ملازمان شاہی کے اختیار مین ہوتی ہے جو مختلف طبیعتیں رکھتے ہین اسلئے ہمیشہ
ایک ہی قانون کی مختلف طرح تعمیل ہوتی ہے قانون کی تعمیل مین سورت نہین ہوسکتی صاحب
ممدوح جو مستثنے مثالین اہل فرنگ کے بیانون کے استناد و استشہاد پر لکھتے ہیں وہ
انصاف کی نظر مین کوئی وقعت نہین رکھتین - بلوک مین صاحب فارسی زبان کے بڑے
عالم ہین ہندوستانی مسلمانون کے عہد سلطنت سے خوب ماہر ہین - آئین اکبری کا ترجمہ انگریزی
زبان مین کیا ہے اور اوسپر اپنی تحقیقات سے حاشیے چڑھائے معلوم نہیں کہ وہ جہانگیر سے
ایسے کیون خفا ہیں کہ اوسکی ساری بھلی باتون کو بھی بُرا بتاتے ہیں - اگر مسلمان آواگون کے
قائل ہوتے تو ضرور کہتے کہ ان دونون مین پورہ جسم مین بیر ہوگا وہ اپنی تہبری کا آغاز سطر
کرتے ہیں کہ توزک کا ہر ایک صفحہ شہادت دیتا ہے کہ جہانگیر تلون مزاج تھا جو شخص تحقیقی اور
مستقل اسے اوس کو مل گیا اوسکی عقل پر کام کرنے لگا (مین نے تو کہیں جگہ توزک مین پڑھا
ہے کہ اوسنے اپنی راے پر برخلاف اپنے کل امرا کی رایون کے کام کیا) اپنی گرہ کی عقل
نہین رکھتا تھا - موم کی ناک تھی جس طرف جسنے چاہی موڑ لی - نورجہان کی غلامی اس عادت
کی شہادت دیتی ہے - وہ کسی کام مین مستقل رائیں نہیں رکھتا تھا وہ ان کامون کے سواء جو اسکی
اپنی ذات سے تعلق رکھتے تھے اور سارے کامون سے بے پروا تھا - اوسکے سارے کام طفلانہ تھے
کوئی کام ایسا نہ تھا جو اکبر کے جانشین کی شان کے شایان ہوتا - وہ ظالم تھا اور ظالمانہ سزائیں
اسلئے دیتا تھا کہ ظالم بادشاہون میں اوسکی نمود ہو (صدہا مثالین اوسکی رحم دلی کی توزک میں
موجود ہیں) وہ بداخلاق تھا کوئی اوسکا اصول نہ تھا - اپنے عیش و عشرت مین افراط کے درجہ پر
پہنچ گیا تھا شکار و شراب کا شوق رکھتا تھا - اسکی ساری توزک مین کوئی بلند خیالی نہیں جب مصنف
بلند خیال نہ ہو تو تصنیف مین کیسی بلند خیالی ہوسکتی ہے - اوسکی بداخلاقی کا اثر یہ تھا کہ کوئی حسن
انتظام اوسکی سلطنت مین نہیں ہوا - ملک کی آمدنی مین کمی ہوئی (یہ کسی بدانتظامی سے نہیں
بلکہ اوسنے محصول کم کر دیے تھے) اپنی طمع کے سبب سے بمقتضاء وقت وہ ہندوون پر مہربانی

کرتا تھا محتاجون کو خیرات اسلئے دیتا تھا کہ اونکی بد دعا سے ڈرتا تھا۔ وہ ظاہر میں کبھی اپنی مسلمانی اس ہوس سے ظاہر کرتا تھا کہ غازی کا خطاب پائے مگر وہ دل مین کچھہ نہ تھا۔ نہ سُنّی تھا نہ شیعہ صحاب کا ذکر کبھی اوسنے نہیں کیا۔ اوسکو یقین تھا کہ مین بہشت مین جاؤن گا مگر کسی مذہب کے سبب سے نہین بلکہ صرف بادشاہ ہونے کے سبب سے۔ اوسنے اپنی توزک مین حمد و نعت نہین لکھی۔ حمد و نعت کا پیوند اوسکے اول میرہادی نے لگایا ہے (صاحب ممدوح کو معلوم نہین کہ بعض بڑے بڑے دیندار آدمیون کی کتابون مین حمد و نعت نہین لکھی ہوتی مذہبًا بسم اللہ ابتدا مین لکھہ دینا کافی ہے) وہ کبھی سچ بولتا تھا بعض انگریزی تاریخون مین اسکا نام نورجہان کی کٹ پتلی رکھا ہے۔ کوئی اوسپر مسلمان نہ ہونے کا الزام یہ لگاتا ہے کہ اوسنے اپنی اولاد کے نام مسلمانون کے سے نہیں رکھے مگر اوسنے اپنا نام تو مسلمانون کا سا نورالدین رکھا تھا) ع ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبی است + گل است سعدی و در چشم دشمنان خار است + اگر اہل یوروپ اُس وقت کے اپنے بادشاہون کے ساتھہ مقابلہ کرکے نظر انصاف سے دیکھین تو وہ سب مین بڑا بادشاہ نظر آئیگا اور اگر انصاف بھی نہ کرین تو بھی بُرا نہیں معلوم ہوگا اور مشرقی یعنے ایشیائی آنکھون سے دیکھین تو وہ یہان کے عمدہ بادشاہون مین نظر آئے گا۔ فقط



# اشتہار

## تاریخ ہندوستان عہد انگلشیہ

قیمت عہ — محصول ۳؎

یہ تاریخ کسی خاص انگریزی زبان کی تاریخ کا ترجمہ نہین ہے بلکہ اس مین کل نامور و معتبر و مستند تواریخ برٹش انڈیا سے مضامین چن چن کر اپنی زبان مین نقل کیے ہین ہندوستان مین انصاف لیند اور دوراندیش ممبرون نے معاملات ہندمین جو اپنی رائین اور خیالات ظاہر کیے ہین اور انگلستان مین جو مدبران اعظم اور منتظمان تجربہ کار نے گورنمنٹ ہند کے اقوال اور افعال کی نسبت مباحثے کیے ہین انکو بیان کیا ہے یہ تاریخ دو ہزار صفحے کی ہے جسکی برابر کوئی اور مفصل تاریخ اردو زبان مین نہین ہے +

اسکے چار حصے ہین اور تین جلدین حصہ دوم وسوم ایک جلد مین مجلد ہیں اور حصہ اول اور دوم جدا جلدون مین ہین — انکے مضامین اور صفحون اور قیمت اور محصول کی تفصیل

حصہ اول کے ۴۸۰ صفحے قیمت عہ محصول ۴؎

حصہ دوم کے ۵۴۸ صفحے حصہ سوم کے ۲۳۶ صفحے قیمت ۳؎ محصول ۴؎

حصہ چہارم کے ۷۸۴ صفحے قیمت عہ محصول ۲؎

(۱) حصہ اول مین سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی کا مفصل حال اسکی ابتدا سنہ ۱۶۰۰ء سے ۱۷۸۵ء تک لکھا ہے اور پرتگیزون و ولندیزون و ڈنمارک والون اور فرانسیسون نے جو تعلقات اپنے ہندوستان سے پیدا کیے اور انگریزون نے جسطرح انکو ہندوستان سے خارج کیا انکا بیان ہے —

(۲) حصہ دوم مین لارڈ کورن والس کے عہد سے سر چارلس مٹکاف کے عہد تک +

(۳) حصہ سوم مین لارڈ آکلینڈ کے عہد حکومت سے لارڈ ڈلہاوزی کے عہد تک +

(۴) حصہ چہارم لارڈ کیننگ کے عہد حکومت سے لارڈ نورتھ بروک کے عہد تک +

اپنے عہد کے حاکمان وقت کی تاریخ پر ضرور علم ہونا چاہیے فقط

## جغرافیہ مبتدیون کیواسطے صفحہ ۱۶۴ — محصول ۱

اس کتاب کے دو حصے ہین حصہ اول کے ۱۳۸ صفحے اور حصہ دوم کے ۲۶ صفحے ہین حصہ اول مین
ساری دنیا کا بیان - دنیا کا کوئی ملک اور سمندر نہین چھوڑا جسکا بیان نہو اسمین بہت
اسمین ہو - دنیا مین جس شہر مین ایک لاکھ آدمی رہتے ہین اوسکا نام اسمین ضرور ہے
غرض نہ کوئی اونچا پہاڑ نہ کوئی نیچا ناہموار میدان - نہ کوئی گہرا لمبا دریا نہ کوئی چوڑا
بحیرہ نہ کوئی مشہور آبنائے اور خلیج نہ کوئی ناموری کا کنارہ و راس باقی رہا کہ جسکا کچھہ نہ کچھہ
حال اسمین نہ لکھا گیا ہو سوا اوسکے ہر ملک کے حیوانات و نباتات و جمادات و آبادی
و رقبہ و تجارت کا بھی ذکر کیا گیا ہے - دوسرے حصے مین جغرافیہ ریاضیہ ہے اس مین
علم جغرافیہ کی تعریف اور اوسکی فروع مین تقسیم کچھہ اصطلاحات ریاضیہ - زمین کا
مقام عالم مین کہان ہے - زمین کی حرکت و سکونت کا بیان - طول و عرض بلد معلوم
کرنے کی حقیقت اور کرون اور نقشون کے بنانے کی ترکیبین درج ہین
ہے - یہ کتاب مبتدیون کے لئے بنائی گئی ہے اسلئے اسکا نام مبتدیون
رکھا گیا ہے +

## تحریر اقلیدس

قیمت مع محصول ۳ر - تحریر اقلیدس مقالہ اول و دوم ٹائپ یعنی سیسے کے حرفون پر چھپی
ہوئی ٹوڈ ہنٹر کے اقلیدس کے مقالہ اول اور دوم کا اردو ترجمہ نہایت عمدہ چھپا ہوا ہے
اور اس مین شکلین نہایت صحیح و خوشنما لکڑی کے ٹھپون سے بنائی گئی ہین - یہ پہلی دفعہ ہے کہ تحریر
اس طرح مطبوع ہوئی +

## سوالات مساحت مع حل — محصول ۱ر

اس کتاب مین جو سوالات مساحت نہایت دلچسپ ہین رڑکی کالج کے امیدوارون کے لئے زیادہ تر کارآمد ہین
جنکو ان کتابون کا خریدنا منظور ہو وہ اپنی درخواست اس نشان سے قیمت بھیجکر یا بذریعہ
ویلیو پی ایبل منگالین - محمد عطاء مہتمم مالک مطبع شمس المطابع دہلی چیلون کا کوچہ +